قال الله تعالى وقرآناً فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفه دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامهٔ ناس

حاضر باشد یا بادی ☆ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیه یعنی دینیه که مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ☆ پس اتباعاً للنص المذبور ☆ صحیفهٔ شهریه که متدرج ست بتدریج شهور

مسمّی به

الهادی

نمبر ۱	بابت جمادی الاول سنه ۱۳۴۴ھ	جلد ۲

که جامع ست انواع علوم دینیه را برائے هر طالب و جادی و مذکر ست در هر مجلس و نادی

و مسکن ست برائے هر جائع و صادی ☆ بصورت ترجمه رساله ترغیب و ترهیب و تسهیل المواعظ

و مصالح عقلیه و کلید مثنوی و تشرف که اکثر آن مستفاد ست از درگاه ارشادی

یعنی خانقاه اشرفی امدادی ☆ باداره محمد عثمان عامی ☆ در سر ماه اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانه اشرفیه [illegible] دہلی [illegible]

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت جمادی الاول ۱۳۴۲ھ جو

بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی
کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر	مضامین		صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	.... ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	.... ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	.... ایضاً	۳۳
۶	امیرالروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷
۷	خریداران الہادی کے واسطے رعایتی فہرست	×	.... ×	۴۱

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امتِ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائٹل کے ڈھائی جزو سے کم نہ ہوگا۔ بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے عہ کا وی۔پی روانہ ہوگا جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا۔ اور عہ۲ کا وی۔پی پہنچے گا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونے کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے۔ دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۲ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائیں گے۔ اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرما دیں مگر اسکی قیمت تین روپے ہے۔ علاوہ محصولڈاک۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

کیا تم جانتے ہو کس بات میں ملائکہ مقربون بحث کر رہے ہیں میں نے کہا ہاں کفارات اور درجات کے بارہ میں اور جماعتوں کے واسطے اقدام منتقل کرنے اور سخت سردیوں کے وقت وضو کامل کرنے اور نماز کے بعد نماز کے انتظار کرنے میں اور جس نے ان کاموں کی محافظت کی اوسنے خیر کے ساتھ زندگانی بسر کی اور خیر کے ساتھ مرا اور وہ اپنے گناہوں سے ایسا ہو گیا جیسا اوسدن تھا کہ اوسکی والدہ نے اوسکو جنا تھا اسکو ترمذی نے ایک حدیث میں بیان کیا جو تمام انشاء اللہ جماعت کی نماز کے بارہ میں بیان ہوگی اور اسکو حسن کہا ہے۔

اور حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے فرمایا جس نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا پس یہ تو نماز کا وظیفہ ہے (یعنی ضروری مقدار ہی) کہ بغیر اسکے چارہ نہیں ہے اور جس نے دو دو مرتبہ وضو کیا اسکو دوچند اجر ملیگا اور جس نے تین تین مرتبہ وضو کیا بس وہ ہی میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے نبیوں کا وضو ہے اسکو امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور دونوں کی اسناد میں زید عمی ہیں اونکی توثیق بیان کیگئی ہے اور باقی راوی امام احمد کے سند صحیح کے راوی ہیں اور اسکو ابن ماجہ نے ابن عمر کی حدیث سے اس سے زیادہ دراز ۹۷
ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے انھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرمایا جس نے وضو کو جیسا اللہ تعالے نے اسکو حکم کیا ہے تمام کیا پس اوسکی فرض نمازیں اون گناہوں کا کفارہ ہو جائینگی جو انکے درمیان میں ہیں اسکو نسائی ابن ماجہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے جس نے وضو کیا جیسا حکم کیا گیا ہے اور نماز جیسا حکم ہے ادا کی اوسکے جو کچھ پہلے عمل ہیں سب بخشے جائینگے اسکو نسائی ابن ماجہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر ابن حبان نے کہا ہے جو کچھ پہلے گناہ کئے ہیں یعنی عمل کی جگہ ذنب روایت کیا ہے۔

وضو کی محافظت کرنے اور تازہ وضو کرنیکی ترغیب

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا ہے (دین میں) استقامت رکھو اور تم ہرگز تمام اعمال دین کا) احاطہ نہیں کر سکتے (یعنی جسقدر اعمال صالحہ کر سکتے ہو اور پھر دوام کرو ایسا نہ کرو کہ آج کیا اور کل چھوڑ دیا) اور بجز مومن کے ہرگز کوئی وضو پر محافظت نہیں کر سکتا اسکو ابن ماجہ نے اسناد صحیح کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ شرط شیخین پر صحیح ہے اور کوئی علت نہیں بجز وہم ابو بلال اشعری کے اور اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں علاوہ ابو بلال کے طریق کے روایت کیا ہے اور اسکے اول میں کہا ہے نچتہ رہو اور قربت حاصل کرتے رہو اور جان لو تمہارے تمام اعمال سے بہتر نماز ہے آخر حدیث تک اور اسکو ابن ماجہ نے بھی حدیث لیث سے وہ ابن ابی سلیم ہیں انہوں نے مجاہد سے انھوں نے عبداللہ بن عمر سے اور حدیث ابو حفص دمشقی سے روایت کیا ہے وہ مجہول ہیں انہوں نے ابو امامہ سے وہ اس حدیث کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے۔

اور حضرت ربیعہ جرشی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے استقامت رکھو اور بہت ہی اچھا ہے کہ استقامت رکھو اور وضو کی محافظت کرو اسواسطے کہ تمہارے تمام اعمال سے بہتر نماز ہے اور زمین سے اپنی حفاظت رکھو اسواسطے کہ یہ تمہاری اصل ہے اور اسپر کوئی ایسا عمل کرنیوالا نیک و بد کا نہیں ہے کہ وہ زمین اسکی خبر نہ دے (یعنی قیامت کے روز زمین انسان کے ہر نیک و بد عمل کی خبر دیگی بڑی گواہ یہ ہے پس اسپر بد عمل کرتے ہوئے ڈرو) اسکو طبرانی نے ابن لہیعہ کی روایت سے بیان کیا ہے مصنف کہتے ہیں کہ ربیعہ جرشی کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے اور انھوں نے حضرت عائشہ اور حضرت سعد وغیرہ سے روایت کیا ہے جنگ راہط کے دن قتل کئے گئے۔ 98

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر اپنی اُمت پر سختی کرنے سے بچنے کا خیال نہ ہوتا تو میں انکو ہر نماز کے وقت وضو اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم کرتا اسکو امام احمد نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے وہ اپنے باپ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی حضرت بلال رضی اللہ تعالے عنہ کو بلایا فرمایا اے بلال کس عمل کی وجہ سے تم مجھ سے جنت میں سبقت کر گئے میں کل جنت میں داخل ہوا تھا تو میں نے تمہاری جوتیوں کی آواز اپنے آگے سنی حضرت بلال رضی اللہ تعالے عنہ نے

عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کبھی اذان ایسی نہیں دی کہ اسکے بعد دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں اور کبھی مجھکو حدث نہیں ہوا کہ ساتھ ہی وضو نہ کیا ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی وجہ سے ہے اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

وضو پر بسم اللہ چھوڑنے سے ترہیب

امام ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارے نزدیک رسول اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو نہیں ہے اوس شخص کا جس نے بسم اللہ نہیں پڑہی۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے اُسکی نماز نہیں ہے جسکا وضو نہو اور اُسکا وضو نہیں ہے جس نے اوسپر خدا کے نام کا ذکر نہیں کیا اسکو امام احمد ابو داؤد ابن ماجہ طبرانی حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ صحیح الاسناد ہے حافظ عبد العظیم مصنف کتاب فرماتے ہیں ایسا نہیں ہے جیسا حاکم نے کہا ہے اسواسطے کہ ان محدثین نے اس حدیث کو یعقوب بن سلمہ لیثی سے انہوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اور بخاری وغیرہ نے کہا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے سلمہ کا سُننا معروف نہیں ہے اور نہ یعقوب کا اوسکے باپ سے سُننا پہچانا جاتا ہے اور سلمہ کی بھی یہ کیفیت ہے کہ جو اوسنے روایت کیا گیا ہے اوسکے بیٹے کے علاوہ اور کسی سے نہیں پہچانا جاتا پھر کہاں رہے شرائط صحت کے۔

اور رباح بن عبد الرحمٰن بن سفیان حویطب سے مروی ہے وہ اپنی نانی سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے وضو نہیں ہے اوس شخص کا جس نے اوسپر اللہ کے نام کا ذکر نہیں کیا اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور الفاظ انہیں کے ہیں اور ابن ماجہ بیہقی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل یعنی امام بخاری فرماتے ہیں اس باب میں سب حدیثوں سے اچھی حدیث رباح بن عبد الرحمٰن کی اوسکی دادی سے اور اوسکے باپ کی روایت سے ہے اور ترمذی نے یہ بھی کہا ہے کہ رباح کی دادی اسکے باپ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہیں مصنف نے کہا ہے اس بارہ میں بہت حدیثیں ہیں کوئی

اون میں سے گفتگو سے سالم نہیں ہے اور حسن بصری اور اسحق بن راہویہ اور اہل ظواہر وضو میں بسم اللہ واجب ہونے کی طرف گئے ہیں یہانتک کہ اگر قصداً چھوڑ دیا تو وضو کا اعادہ کراتے ہیں اور امام احمد سے بھی ایک روایت ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ احادیث اگرچہ اون میں سے کوئی گفتگو سے سالم نہیں ہے مگر بسبب کثرت طرق کے ایک کو دوسرے سے تقویت ہوگئی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

ف اور امام ابوحنیفہ وضو میں بسم اللہ سنت کہتے ہیں اور فقہا حنفیہ کہتے ہیں وضو میں بسم اللہ دو مرتبہ کہنی چاہیئے ایک اوسوقت کہ سوکر اوٹھے اور استنجا کو جاوے یعنی وضو کا اہتمام شروع کرے اور ایک خاص وضو کے وقت اللہ اعلم بالصواب۔

مسواک کی ترغیب اور اس کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر امت کو مشقت میں ڈالدینے کا خوف نہ ہوتا تو میں اونکو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنیکا حکم ۱۰۰ دیتا یہ لفظ بخاری کے ہیں اور مسلم نے عند کل صلوۃ کہا ہے یعنی نزدیک ہر نماز کے اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بھی روایت کیا ہے مگر ابن حبان نے کہا ہے وضو کے ساتھ ہر نماز کے وقت اور اسی کو امام احمد اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ میں اونکو مسواک کا ہر وضو کے ساتھ حکم کرتا۔

ف ان روایات کے ملانے سے یہ معلوم ہوگیا کہ مقصود یہ ہے کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنیکا حکم دیا جاتا یہ مطلب نہیں ہے کہ وضو جدید کریں یا نہ کریں مگر ہر نماز کے ساتھ صرف مسواک کرلیں جیسا کہ ایک صحابی کے عمل سے ظاہر ہوگا۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر امت پر دشواری کرنیکا خوف نہ ہوتا تو میں اونکو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنیکا حکم دیتا اسکو طبرانی نے اوسط میں سند حسن سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالے عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں میں نے رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ میں اُمت کو مشقت میں ڈالدوں تو میں اونکو ہر نماز کے نزدیک مسواک رکھنیکا حکم دیدیتا جیسا کہ وہ وضو کرتے ہیں اسکو امام احمد نے سند جید کیساتھ روایت کیا ہے اور اسیکو بزاز اور طبرانی نے کبیر میں حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اوسکے لفظ یہ ہیں اگر ایسا نہ ہوتا کہ میں اُمت کو مشقت میں ڈالدونگا۔ تو میں اون پر نزدیک ہر نماز کے مسواک فرض کرتا جیسا کہ اونپر وضو فرض کیا ہے اور اسی روایت کو ابو یعلے نے بھی اسی کے قریب روایت کیا ہے اور اسمیں یہ زیادہ کیا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا ہمیشہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسواک کا ذکر کرتے رہتے تھے یہانتک کہ میں ڈری کہ اسکے بارہ میں قرآن شریف نہ نازل ہوجائے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک مونہہ کا آلہ پاکی کا ہے اور پروردگار کی رضامندی کا سامان ہے اسکو نسائی نے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور بخاری نے معلق مجزوم روایت کیا ہے اور بخاری کی تعلیقات مجزومہ صحیح ہیں اور اسکو طبرانی نے اوسط میں اور کبیر میں حدیث ابن 101
عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے اور اوسمیں یہ زیادہ کیا ہے اور بینائی کی جلا دینے والی ہے۔

اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں پہلے رسولوں کی سنتوں میں سے ہیں ختنہ کرانا عطر لگانا مسواک کرنا نکاح کرنا اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن غریب کہا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے ارشاد فرمایا تم مسواک کو لازم پکڑو اسواسطے کہ یہ مونہہ کو اچھا کرنے والی رب تبارک وتعالے کو راضی کرنیوالی ہے اسکو امام احمد نے بروایت ابن لہیعہ روایت کیا ہے۔

اور حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے عرض کیا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم در دولت میں تشریف لاتے اول کیا کام کیا کرتے تھے فرمایا کہ اول مسواک کیا کرتے تھے۔ اسکو مسلم وغیرہ نے روایت

کیا ہے۔

اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی نماز کے واسطے در دولت سے باہر تشریف نہیں لاتے تھے جبتک کہ مسواک نہ کریں اسکو طبرانی نے ایسی سند سے روایت کیا ہے کہ اوسمیں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب کو دو دو رکعتیں پڑہا کرتے پھر فارغ ہوتے اور مسواک کرتے اسکو ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اوسکے راوی ثقہ ہیں۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کیا کرو اسواسطے کہ مسواک مونہہ کو پاک کرنے والی رب کو خوش کرنیوالی ہے جب کبھی حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آتے ہیں ضرور مجھکو مسواک کرنے کی وصیت کرتے ہیں یہانتک کہ میں خوف کرتا ہوں کہ مجھپر اور میری امت پر فرض نہ کر دیا جاوے اور اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ میں اپنی اُمت کو مشقت میں ڈالدونگا تو میں اسکو اپنی اُمت پر فرض کر دیتا اور میں اسقدر مسواک کرتا ہوں کہ ڈرتا ہوں کہ میرے مونہہ کی اگلی جانب گھس نہ جائے اسکو ابن ماجہ نے علی بن یزید عن قاسم عن ابی امامہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے فرمایا البتہ میں مسواک کے بارہ میں اتنا حکم کیا گیا ہون کہ میں گمان کرتا تہا کہ اسکے بارہ میں مجھپر قرآن شریف یا وحی نازل ہوجائیگی اسکو ابو یعلے نے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد کے الفاظ یہ ہیں فرمایا بیشک میں مسواک کے بارہ میں اتنا حکم کیا گیا ہوں کہ میں ڈرتا تہا کہ میرے اوپر اس میں کوئی شے نہ نازل ہوجائے یعنی کوئی حکم خاص لازم العمل نہ نازل ہوجائے اسکے راوی ثقہ ہیں۔

اور حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مسواک کے واسطے یہانتک حکم کیا گیا ہوں کہ ڈرنے لگا کہ مجھپر لکھہ نہ دیا جائے یعنی فرض نہ کر دیا جائے اسکو امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور اوسکی سند میں

لیث بن سلیم ہیں۔

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام برابر مجھکو مسواک کے بارہ میں وصیت کرتے رہے یہانتک کہ میں اپنے دانتوں پر خوف کرنے لگا اسکو طبرانی نے نرم اسناد سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مسواک کو لازم کیا یہانتک کہ میں نے خوف کیا کہ میرا مونہہ بو بلہ نہ ہو جاسے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں اور بزاز نے حدیث انس سے روایت کیا ہے اور اسکے لفظ یہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ میں مسواک کا حکم کیا گیا ہوں یہانتک کہ خوف کرتا ہوں یہ کہ میں بو پلا ہو جاؤں۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے مسواک کا حکم کیا اور کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب مسواک کرتا ہے پھر نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو اسکے پیچھے فرشتہ کھڑا ہوتا ہے اسکے پڑھنے کو سنتا ہے پھر اور قریب ہوتا ہے یا اسکے قریب ۱۰۳ کوئی کلمہ فرمایا یہانتک کہ اپنا منہ اسکے مونہہ پر رکھدیتا ہے پس جو کچھ اسکے مونہہ سے نکلتا ہے فوراً فرشتہ کے اندر چلا جاتا ہے پس اپنے مونہوں کو قرآن کے واسطے پاک کرو اسکو بزاز نے سند جید سے روایت کیا ہے اوس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور ابن ماجہ نے بعض حصہ اسکا موقوف بیان کیا ہے اور شاید کہ موقوف ہونا ہی زیادہ مشابہ حق کے ہے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جناب نے ارشاد فرمایا مسواک کے ساتھ نماز بغیر مسواک کی نماز پر ستر گونہ فضیلت رکھتی ہے اسکو امام احمد اور بزاز اور ابو یعلے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے کہا ہے میرے دل میں اس حدیث کی طرف سے کچھ ہے مجھکو یہ کھٹکا ہے کہ محمد بن اسحق نے ابن شہاب سے اسکو نہیں سنا اور اسکو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ شرط مسلم پر صحیح ہے اسیطرح کہا ہے اور محمد بن اسحق امام مسلم نے اس کو متابعات میں بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مجھکو یہ کہ دو رکعتیں مسواک کے ساتھ پڑھوں زیادہ محبوب ہے اس سے کہ ستر رکعتیں بغیر مسواک کے پڑھوں اسکو ابو نعیم نے کتاب السواک میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دو رکعتیں مسواک کے ساتھ افضل ہیں بغیر مسواک کی ستر رکعتوں سے اسکو بھی ابو نعیم نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

انگلیوں میں خلال کرنیکی ترغیب اور چھوڑنیکی ترہیب

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا میری اُمت میں سے کیا ہی پیارے ہیں خلال کرنے والے صحابہ نے عرض کیا اور کیسے خلال کرنیوالے یا رسول اللہ فرمایا جو وضو میں خلال کرنیوالے ہیں اور کھانیسے خلال کرنے والے ہیں وضو میں خلال کرنا تو کلی کرنا ناک میں اور انگلیوں کے درمیان پانی ۱۰
پہنچانا اور کہانے کے خلال کھانیسے ہے بیشک کیفیت یہ ہے کہ کوئی چیز دونوں فرشتوں پر زیادہ دشوار اس سے نہیں ہے کہ اپنے صاحب کے دانتوں میں کچھ کھانا نماز میں کھڑے ہونیکی حالت میں دیکھیں اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسی کو طبرانی اور امام احمد نے مختصر ابو ایوب اور عطا سے بھی روایت کیا ہے (اس طرح پر) کہ یہ دونوں کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہی پیارے ہیں میری امت میں سے وضو اور کہانے میں خلال کرنیوالے اور اسکو اوسط میں حدیث انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور اوس روایت کے تمام طرق کا مدار واصل بن عبدالرحمٰن رقاشی پر ہے اور شعبہ وغیرہ نے اسکی توثیق کی ہے۔

اور حضرت عبد اللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلال کرو اسواسطے کہ یہ صفائی ہے اور صفائی (آدمی کو) ایمان کیطرف بلاتی ہے اور ایمان اپنے صاحب کے ساتھ ہے جنت میں اسکو طبرانی نے اسیطرح پر اوسط میں مرفوع روایت کیا ہے اور کبیر میں اسکو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف رکھا ہے۔

اور ایک ایسی جماعت ہے جو وحی پر نہیں چلتی۔ ان دونوں کیلئے ضروری ہے کہ وحی کی پہچان سے کام لیں اور اوسکے ذریعہ سے خدا کے رستہ کو پہچان کر اوس پر چلیں۔ اور آجکل چونکہ لوگ وحی کی پہچان سے کام نہیں لیتے۔ اسلئے جُدا جُدا بہت سے فرقے ہوگئے اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ میری مراد ان فرقوں سے مسلمانوں کے فرقے ہیں۔ کافروں کے فرقے مراد نہیں ہیں۔ تو بعض تو وہ ہوئے جنھوں نے وحی الٰہی (یعنی خدا کے حکموں) کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو اوس دیہاتی نے کیا تہا۔ کہ وحی کو وحی تو مانا۔ مگر اوسکے معنی بدل دئے۔ اور بعض لوگ وحی کو مانتے بھی ہیں اور اوسکی حقیقت کو بھی کچھ سمجھتے ہیں۔ لیکن اتنی غلطی کرتے ہیں کہ فقط قرآن ہی کو وحی سمجھتے ہیں اور فقہ حدیث کو دوسری چیز سمجھتے ہیں۔ وحی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ حدیث فقہ بھی وحی میں داخل ہے۔ پس ان لوگوں نے بعض وحی کو تو مانا اور بعض وحی کو نہیں مانا۔

(۲) یہ نفس کا مکر ہے۔ جسکی وجہ سے حدیث اور فقہ کے وحی ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ اور نفس کا مکر تو ایسی بُری بلا ہے۔ کہ اس سے بچنے کی بہت سی کوشش کیجائے تب بھی بالکل دفع نہیں ہوتا۔ تو جس شخص نے اس سے بچنے کی کوشش ہی نہ کی ہو وہ کیسے بچ سکتا ہے۔ اور وہ مکر نفس کا یہ ہے۔ کہ نفس نے دیکھا کہ حدیث فقہ میں بہت سے حکم ہیں۔ ان سب پر عمل کرنا دشوار ہے اسلئے اس نے یہ ترکیب نکالی کہ ان سب کو چھوڑو صرف قرآن کو لے لو۔ اور اپنی مرضی کے موافق اوس سے مطلب نکال لو جس سے کچھ کرنا ہی نہ پڑے۔ میں کہا کرتا ہوں۔ کہ اس زمانہ میں لوگوں نے ہر چیز کے ست نکالے اور اسکو اتنی ترقی ہوئی۔ کہ دین کا بھی ست نکل آیا۔ صاحبو! جسکو شریعت کی طلب ہوگی وہ کبھی ایسی ترکیبیں نہیں نکال سکتا۔ دیکھئے جسکو بہت زیادہ بھوک ہو۔ وہ تو اور زیادہ کو چاہا کرتا ہے۔ نہ یہ کہ جو موجود ہو۔ اسکو بھی اڑانے کی فکر کرے۔ کہ یہ بھی نہ رہے۔ حقیقت میں جب طلب ہوتی ہے۔ تو اگرچہ بہت کچھ موجود ہو۔ مگر یہی دل چاہتا ہے کہ کچھ اور ہوتا۔ اور جب طلب نہیں ہوتی تو سب میں کمی کیجاتی ہے۔

(۳) پھر بعض لوگوں نے فقہ وحدیث کو چھوڑ کر قرآن پر جو اکتفا کیا۔ تو اوس سے اُلٹا کام لیا۔ قرآن جس کام کی کتاب ہے اوس سے وہ کام نہ لیا۔ چنانچہ ایک صاحب مجھسے ملے۔ کہنے لگے کہ ڈاکٹری تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ منی میں کچھ کیڑے ہوتے ہیں۔ مجھے حیرت ہی

خیال تھا۔ کہ قرآن کی کسی آیت سے بھی یہ بات نکل آئے تو اچھا ہے۔ چنانچہ ایک روز میں قرآن پڑھ رہا تھا۔ اوسمیں یہ آیت نکلی خلق الانسان من علق۔ ترجمہ پیدا کیا ہے انسان کو علق سے۔ اور علق جونک کو کہتے ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ قرآن شریف سے بھی منی میں کیڑے ہونے ثابت ہوگئے۔ بھلا خیال تو فرمایئے کہ اس آیت کے کہیں یہ معنے ہیں بس اپنی دھن میں جو چاہا ہانک دیا۔ پھر کہاں جونک کہاں کیڑے کہاں ڈاکٹری کی تحقیق۔ کہاں قرآن شریف اسکی بالکل ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص طب کی کتابوں میں کڑا بننے کی ترکیب تلاش کرنے لگے یا طب کی کتابوں میں حدیث ڈہونڈنے لگے۔ چنانچہ ایک صاحب نے ایسا کیا بھی۔ کہ میرے پاس طب کی ایک کتاب لیکر آئے اور کہنے لگے کہ آپ بسم اللہ کی رسم کو منع کہتے ہیں۔ حالانکہ اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسینؓ یا حضرت حسنؓ ان دونوں میں سے ایک کا چار سال چار مہینے چار دن کی عمر میں مکتب کرایا۔ اور لوگونکو جمع کیا۔ یہ بیوقوفی تو دیکھیے کہاں طب کی کتاب کہاں حدیث، حدیث دیکھنی چاہیئے حدیث کی کتابوں میں۔ صاحبو! جس علم کی کتاب ہو اوسی علم کی باتیں وہیں میں تلاش کرنی چاہئیں۔ طب کی کتابوں میں بیماریوں کے علاج دیکھو۔ حدیث کی کتابوں میں حدیث دیکھو۔ اب دیکھ لیا جاوے۔ کہ قرآن شریف کس علم کی کتاب ہے۔ قرآن طب کی کتاب نہیں ہے کہ بخار کھانسی کے نسخے اوس میں ملیں۔ قرآن شریف تو روحانی طب کی کتاب ہے کہ اوسمیں روح کی بیماریوں کا علاج ہے پس جیسے طب کی کتابوں میں کھیتی باڑی کی ترکیبیں نہیں لکھیں۔ بلکہ اوسمیں تو فقط بدن کی بیماریونکے علاج لکھے ہیں اسیطرح قرآن میں بھی روح کی بیماریونکے علاج لکھے ہیں اور دوسری علم کی باتیں اوسمیں نہیں ہیں پس ونکو اوسمیں تلاش کرنا بیکار ہے اور اگر کسی دوسری چیز کا اوسمیں ذکر آیا بھی ہے تو وہ بھی روح کی بیماری دفع کرنیکے لئے، اور ہم اسپر فخر کرتے ہیں کہ قرآن میں دوسری قسم کی چیزوں کا ذکر نہیں کیونکہ کسی طب کی کتاب میں جوتے بنانیکی ترکیب نہ ہونا اوس کتاب کی خوبی ہے مسلمانو! خدا کی قسم یہ قرآن کی بڑی بھاری خوبی ہے کہ اوسمیں یہ خرافات نہیں ہیں اور نہ قرآن کو اسکی کچھ ضرورت ہے۔ کہ زبردستی اوسمیں ان خرافات کو ٹھونسا جائے۔ اگر قرآن میں یہ سب خرافات ہوتے تو قرآن روحانی طب کی کتاب نہ ہوتی۔ پس یہ کوشش کرنا کہ منی کے اندر کیڑے ہونا قرآن سے ثابت ہوجائیں یہ تو قرآن کے اندر نقصان نکالنا ہے میں کہتا ہوں

قرآن شریف روحانی طب ہے

کہ اگر علق کے معنی جونک کے ہیں۔ جوکہ ان ڈاکٹر صاحب نے فرمائے تو کیا وجہ کہ اسکو نہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سمجھا نہ حضرت ابوبکرؓ نے نہ دوسرے صحابہؓ نے نہ اونکے بعد کے بزرگوں نے سمجھا۔ اگر کہا جاوے کہ صحیح معنی آج معلوم ہوئے۔ پہلے کسیکو معلوم نہوئے تھے تو اسمیں اول تو یہ خرابی ہے کہ اپنے بزرگونکو جاہل ٹھہرایا۔ دوسری یہ خرابی ہے کہ اگر کوئی کافر تم سے کہے کہ تمہارا قرآن اترا تھا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور پڑھا تھا تمام صحابہؓ نے لیکن سمجھا ہم نے تو تم کیا جواب دوگے۔ اور اگر قرآن میں ایسی ہی گنجائش سمجھتے ہو کہ اوسمیں ہر چیز کو داخل کیا جاسکتا ہے تو پھر اپنے کو اور اپنے رشتہ دارونکو بھی اوسمیں داخل کردو۔ جیسے مشہور ہے کہ کسی گاؤں میں تین چودھری تھے ایک کا نام ابراہیم تھا دوسرے کا موسٰے تیسرے کا عیسٰے۔ امام نے نماز میں سبح اسم ربک سورت پڑھی جسکے اخیر میں ہے۔ صحف ابراھیم وموسٰے۔ تو عیسٰے چودھری خفا ہوگیا۔ کہ ان دونوں کا نام تو پڑھا میرا نام نہیں پڑھا۔ امام نے پھر وہی سورت پڑھی۔ اور ابراھیم وموسٰے کے بعد عیسٰے بھی پڑھ دیا۔ خدا بچاوے ایسی جہالت سے۔

(۴) ایک صاحب نے اعتراض کیا۔ کہ ڈاڑہی رکھانے کا واجب ہونا قرآن شریف کو ۱۱
ثابت نہیں۔ تو دوسرے صاحب فرماتے ہیں کہ میں قرآن سے ثابت کرتا ہوں۔ دیکھئے قرآن میں ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسٰے علیہ السلام سے کہا کہ میری ڈاڑہی مت پکڑیے۔ تو اگر حضرت ہارون علیہ السلام کے ڈاڑھی نہ تھی تو حضرت موسٰے علیہ السلام نے کیسے اوسکو پکڑ لیا اس جواب کو سنکر وہ اعتراض کرنیوالے چپ ہوگئے۔ حالانکہ اس جواب سے صرف اتنی بات معلوم ہوئی کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ڈاڑہی تھی یہ تو نہیں معلوم ہوا۔ کہ ڈاڑہی کا رکھنا واجب بھی ہے۔ ڈاڑہی رکھانے کے متعلق تحقیقی جواب میں عرض کرتا ہوں لیکن اول یہ سمجھ لینا چاہیے۔ کہ وہ جواب بالکل پھیکا اور سیدہا سادہا ہوگا۔ کیونکہ تحقیقی بات ہمیشہ بے مزہ ہوتی ہے۔ دیکھیے غالب اور مومن خان کے شعروں میں کیا کچھ لطف آتا ہے کہ لوٹنے لگتے ہیں اور حکیم محمود خان کے نسخہ کو سنکر کسیکو بھی حال نہیں آتا۔ لیکن شعر کارآمد نہیں۔ اور حکیم محمود خان کا نسخہ کارآمد ہے جس سے بیماری رفع ہوتی اور تندرستی حاصل ہوتی ہے۔ غرض وہ تحقیقی جواب یہ ہے کہ ہمارے ذمہ یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ڈاڑہی رکھنے کے واجب ہونے کو قرآن سے ثابت کریں۔ بلکہ حدیث فقہ سے

ثابت کر دینا کافی ہے۔ کیونکہ یہ بھی تو وحی میں داخل ہیں۔ پس جب کسی حکم کی بابت یہ کہا جاتا ہے۔ کہ فلاں حکم شریعت سے ثابت ہے تو اوسکے معنی یہ ہوتے ہیں۔ کہ یہ حکم قرآن یا حدیث یا فقہ ان تین میں سے کسی ایک سے ثابت ہے۔ ہاں اگر کسی ایک سے بھی ثابت نہ ہو۔ تو بیشک وہ حکم شرع کا نہ ہوگا۔ اسکی ایسی مثال ہے۔ کہ ایک شخص نے عدالت میں جاکر کسی دوسرے شخص پر دعویٰ کیا۔ عدالت نے اوس سے گواہ طلب کئے۔ اور اوس نے قانون کے موافق گواہ پیش کر دیئے۔ جنپر کسی قسم کی جرح نہیں ہوسکتی تو کیا اوسکے بعد مدعاعلیہ کو یہ حق ہے۔ کہ وہ یوں کہہ سکے کہ میں ان گواہوں کی گواہی نہیں مانتا۔ ہاں اگر صاحب جج خود گواہی دیں تو میں مان لونگا۔ اور اگر وہ ایسا کہے تو بتلایئے عدالت اوسکو کیا جواب دیگی۔ یہی کہ یا اون گواہوں میں جرح کرو۔ یا دعوے کو مانو۔ اسی طرح کسیکو یہ کہنے کا حق نہیں کہ میں فلاں حکم کو قرآن ہی سے مانونگا۔ حدیث فقہ سے نہیں مانونگا۔ خوب سمجھ لو کہ قرآن ہی سے ہر بات کے ثابت کرنے کی کوشش کرنا سخت مشکل میں پڑنا ہے۔ اور اسکی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیونکہ حدیث فقہ بھی تو قرآن ہی کے حکم میں ہے۔

(۵) ایک جماعت نے تو وحی کی پیروی کو ایسا چھوڑا کہ وہ کفر تک پہنچ گئے۔ دوسرے ۱۲
فرقے نے اس زیادتی کے ساتھ پیروی کی۔ کہ حد سے آگے بڑھ گئے اور بدعتوں میں پھنس گئے۔ یعنی وہ اپنی رسموں کو بھی عبادت سمجھنے لگے۔ اور وہ رسمیں اگرچہ جائز بھی ہوں۔ لیکن اونکو عبادت سمجھنا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ عبادت وہ ہے جسپر ثواب کا وعدہ ہو۔ اور اُن رسموں میں ثواب کا وعدہ نہ کسی حدیث میں ہے نہ کسی آیت میں۔ غرضکہ اسوقت یہ دو مرض ہندوستان میں کثرت سے ہیں۔ کہ بعض تو حدیث فقہ کو وحی نہیں سمجھتے اور یہ بددینی ہے۔ اور بعض لوگ زیادتی کرتے ہیں۔ کہ قرآن اور حدیث اور فقہ کے سوا بھی اور چیزوں کو وحی میں داخل کر لیتے ہیں۔ جو کہ بدعت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں دو فرقے ہیں۔ جنکی عزت لوگوں کے دلوں میں ہے۔ ایک تو امیروں کا فرقہ۔ دوسرے فقیروں کا فرقہ۔ ان دونوں فرقوں کی حالت نہایت درجہ خراب ہے۔ اور ان دونوں فرقوں کی بدولت بہت زیادہ بددینی اور بدعت دنیا میں پھیلی۔ امیروں میں بددینی زیادہ پائی جاتی ہے۔ اور فقیروں میں بدعت زیادہ پائی جاتی ہے۔ اگرچہ تیسرا فرقہ عالموں کا بھی ہے۔ لیکن اون سے گمراہی نہیں پھیلتی۔ کیونکہ جہانتک دیکھا جاتا ہے۔ عالموں کا دوسروں پر اثر کم ہے۔ پس انکی وجہ سے

ایسی خرابی نہیں پڑسکتی۔ اور جن عالموں کا دوسروں پر کچھ اثر ہوتا بھی ہے۔ تو وہ اونکی بزرگی اور درویشی کے خیال سے ہے صرف عالم ہونیکی وجہ سے کسی عالم کا کچھ اثر نہیں۔ بلکہ جو لوگ صرف عالم سمجھے جاتے ہیں اونکی تو یہ حالت ہے کہ اگر عوام دُنیاداروں کو ذلیل ہی نہ سمجھیں تو غنیمت ہی اور اگر کسی عالم کے بزرگ نہ سمجھے جانے پر بھی اسکی عزت ہو اور دوسروں پر اوسکا اثر ہو تو اوسکی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ دنیا کے اعتبار سے بھی عزت دار ہوتا ہے۔ غرض صرف عالم ہونے کی وجہ سے کسی عالم کا دوسروں پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ یا تو فقیری کی وجہ سے اثر ہوتا ہے یا امیری کی وجہ سے ورنہ اگر صرف عالم ہونیکی وجہ سے کسی عالم کا اثر ہوتا تو طالبعلموں کا بھی بہت اثر ہونا چاہیئے تھا کیونکہ وہ بھی تو عالم ہیں۔ اور میں دوسرونکو کیا کہوں خود اپنے اندر بھی یہی حالت دیکھتا ہوں۔ کہ طالبعلموں کی زیادہ عزت نظر میں نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالمونکی علم کی وجہ سے کچھ عزت نہیں کیجاتی۔ ایک رئیس صاحب کے ہاں ایک طالبعلم کا کھانا مقرر تھا۔ چونکہ اکثر اوسکو وہاں انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اسلئے اوسکو خیال ہوا کہ اتنا وقت بیکار جاتا ہے۔ یہیں اگر کچھ دین ہی کی خدمت ہوجائے۔ تو اچھا ہے۔ رئیس سے کہنے لگا کہ میں یہاں دیر تک بیٹھا رہتا ہوں اگر آپ کا لڑکا کچھ پڑھ ہی لیا کرے تو اچھا ہے۔ رئیس صاحب کہنے لگے کہ مولوی صاحب آپنے عربی پڑھی تو یہ نتیجہ ہوا۔ کہ میرے دروازے پر کھانا لینے کے لئے آتے ہیں۔ میرا لڑکا پڑھے گا تو کسی دوسرے کے دروازے پر جائیگا۔ اس حکایت سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ عالموں کے ساتھ لوگوں کا کیا برتاؤ ہے اور عالمونکا کتنا اثر ہے۔ اور جب عالموں کا کچھ اثر نہیں تو انکو عزت اور اثر والے لوگوں میں کیسے داخل کرسکتا ہوں۔ اور اپنی اس حالت کو سُنکر عالمونکو بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ اب وہ کیا کریں۔ اگر اب بھی اونکی سمجھ میں نہ آیا ہو تو سخت افسوس ہے۔ خیر میں بتلاتا ہوں۔ کہ اونکو بالکل بے طمع رہنا چاہیئے۔ امیر لوگ دنیا لیکر تم سے بے پرواہ ہوگئے۔ تم دین لیکر اونکی دُنیا سے بے پرواہ ہوجاؤ۔ میں خدا کے بھروسہ پر کہتا ہوں۔ کہ اگر عالم دنیاداروں سے بے پرواہ ہوجائیں تو خدائے تعالی اونکی غیب سے مدد کرینگے۔ بلکہ یہی دنیادار جو آج اونکو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اسوقت اونکو عزت دار سمجھنے لگینگے۔ اور یہ دنیادار خود اونکے محتاج ہونگے۔ کیونکہ ہر مسلمان کو جسطرح تھوڑے بہت مال کی ضرورت ہے۔ دین کی اوس سے زیادہ ضرورت ہے۔ چاہے وہ عالم ہو یا جاہل

رئیس ہو یا غریب ورنہ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اور یہ ظاہر کہ عالموں کے پاس ضرورت کے موافق دنیا موجود ہے۔ اور دنیاداروں کے پاس دین کچھ بھی نہیں تو انکو ہر کام میں عالموں کی احتیاج ہوگی زندگی میں بھی اور موت میں بھی۔ نمازمیں بھی روزے میں بھی۔ اگر کوئی کہے کہ مجھے دین کی ضرورت ہی نہیں تو وہ مسلمان ہی نہیں۔ غرض ایک وقت ایسا آئیگا۔ کہ دنیادار خود عالموں کے پاس آئینگے پس عالمونکو بالکل بے پروا رہنا چاہیئے اور خدا تعالےٰ کے دین میں مشغول ہونا چاہیئے۔ ہم لوگوں میں ایک بڑی کمی یہ ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ سے تعلق پیدا نہیں کرتے۔ اگر خدائے تعالےٰ سے ہم کو تعلق ہو تو کسیکی بھی پروانہ رہے۔ البتہ میں عالمونکو بدخلقی کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ بعضے بے پروائی کو بدخلقی سمجھتے ہیں۔ ہمارے حضرت حاجی امداداللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ امیروں کی بہت خاطرداری کرتے تھے۔ اور وجہ اسکی یہ فرماتے تھے۔ کہ نعم الامیر علےٰ باب الفقیر۔ ترجمہ جو امیر فقیر کے دروازے پر جاتے وہ بہت اچھا ہے۔ پس جب کوئی امیر آپ کے دروازے پر آیا۔ تو اوسمیں اچھے ہونے کی بھی صفت پیدا ہوگئی۔ پس اسی صفت کی تعظیم کرنی چاہیئے۔ اسلئے بدخلقی کی اجازت نہیں۔ ہاں بے پروا رہنا ضروری ہے۔ غرض یہ کہ عالمونکی عزت اور اونکا اثر کچھ نہیں۔ کیونکہ جسکو دیکھیے وہ عالموں پر اعتراض کرنے کو آمادہ ہے۔ ایک صاحب ایک مرتبہ عالموں پر بہت خفا ہو رہے تھے۔ اور اونکو بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ کچھ دیر تک تو بوجہ اسکے کہ وہ مہمان تھے۔ میں نے صبر کیا۔ آخر جب وہ حد سے بہت ہی آگے نکل گئے تو میں نے پوچھا کہ عالموں نے کیا قصور کیا ہے۔ کونسی ایسی خطا ان سے ہوئی۔ کہنے لگے کہ عالم انگریزی پڑھنے کو منع کرتے ہیں اور قوم کی ترقی اونکی وجہ سے رکی ہوئی ہے۔ حالانکہ انگریزی کی بہت ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ اول تو یہ بہتان ہے۔ عالم ہرگز انگریزی پڑھنے کو منع نہیں کرتے۔ دوسرے اگر منع بھی کرتے ہیں تو یہ بتلائیے کہ عالموں کے منع کرنے کا دوسروں پر کچھ اثر بھی ہے یا نہیں۔ اگر کہئے اثر ہے تو میں کہونگا کہ اسکی کیا وجہ کہ عالموں کے اثر نے قوم کے بچوں کو عربی پڑھنے پر کیوں نہ لگا دیا۔ جب علماء اتنا بھی نہ کر سکے تو معلوم ہوا عالموں کا کچھ اثر قوم پر نہیں۔ اور جب اونکا اثر نہیں تو عالموں سے کچھ نقصان قوم کو نہیں پہونچا۔ قوم کے ترقی نہ پانے کی اصل وجہ اور ہے وہ یہ کہ قوم عام طور پر سُست۔ کام چور۔ آرام طلب ہے۔ ان سے محنت تو ہو نہیں سکتی۔ اپنے چھٹکارے کے لئے مولویکے

[illegible] ۱۴

فتوے کو آڑ بنا لیا۔ صاحبو! آخر اسکی کیا وجہ کہ عالموں کے تمام فتووں میں سے یہی ایک فتویٰ آپکو پسند ہوا۔ کبھی دوسرے فتووں پر کیوں عمل نہ کیا گیا۔ نہ موروثی کو چھوڑا نہ بہنوں کو حصہ دیا۔ نہ نماز کی پابندی کی۔ نہ زکوٰۃ و حج کا اہتمام کیا۔ وجہ یہی ہے کہ یہ فتویٰ اپنی مرضی اور نفس کے موافق تھا۔ اور دوسرے فتوے نفس کے خلاف تھے۔ جیسا ایک شخص سے کسی نے پوچھا تھا کہ قرآن کا کونسا حکم تم کو زیادہ پسند ہے۔ کہنے لگا۔ کلوا واشربوا۔ ترجمہ کھاؤ پیو۔ مجھکو تو یہ حکم زیادہ پسند ہے۔ اور دعا کو پوچھا کہ دعا کونسی پسند ہے۔ تو یہ بتلائی۔ ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء۔ ترجمہ اے رب ہمارے اُتار ہم پر خوان آسمان سے۔ کیا کوئی شخص اسکو قرآن پر عمل کرنیوالے سمجھے گا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اسکو تو خواہش اور نفس کا بندہ کہینگے۔ بس اسی طرح آجکل لوگ عالموں کے کہنے پر چلتے ہیں۔ کہ جس بات کو اپنی مرضی کے موافق دیکھتے ہیں۔ اس میں عالموں کو آڑ بنا لیتے ہیں۔ اس تمام تقریر سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ترجو کچھ ہے وہ امیروں کا ہے یا فقیروں کا۔ اور جو کچھ خرابیاں پھیلیں انہیں دو فرقوں کی وجہ سے پھیلیں۔ پہلا فرقہ بددینی میں پھنسا ہوا ہے۔ دوسرا فرقہ بدعتوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ بس اوس امت کے مریضوں کا کیا حال ہوگا۔ جسکے طبیب خود مریض ہیں۔ اور عالموں کے ان فرقوں میں داخل نہ ہونیکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اگر خود بگڑیں بھی تو اپنے کو گنہگار سمجھتے ہیں۔ اور اپنے بُرے کاموں کی طرف کسیکو بلاتے نہیں۔ اور لوگوں کو اپنے اس طرز پر چلانے کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ دوسرونکو نیک ہی رستہ تبلاوینگے۔ اور امیروں اور فقیروں کی تو یہ کوشش ہوتی ہے کہ جس رستہ پر ہم ہیں۔ دوسرے بھی اسی پر ہولیں۔ اگرچہ ہم اور وہ دونوں جہنم کے غار میں جا گریں چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک روشن خیال نے یہ مضمون چھپوایا تھا۔ کہ اسلام کی ترقی کو سب سے زیادہ روکنے والی نماز ہے۔ اگر سب عالم ملکر نماز کو اسلام سے باہر کر دیں تو اسلام کو بہت ترقی ہو۔ عالم کوئی ایسا نہیں کرسکتا کہ اپنے گناہ کی طرف دوسرونکو بلائے۔ اس لئے ان سے کوئی ضرر نہیں ہوتا۔ ہاں اتنا نقصان ضرور ہوا۔ کہ بعض عالموں نے اپنا طرز ایسا کر دیا۔ کہ دنیا والونکو انکی بدولت خود علم سے نفرت ہو گئی۔ یعنی بعض عالموں نے امیروں سے ملنا جلنا اتنا بڑھایا کہ اس ملنے جلنے کی وجہ سے اُن امیروں کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ کہ اُن کو دیکھکر دنیا والوں نے یہ سمجھا کہ سب عالم ایسے ہی ہوتے ہونگے۔ ٹونک کا قصہ ہے کہ ایک رئیس نے ڈاڑھی منڈا

رکھی تھی۔ ایک عالم نے اس پر اعتراض کیا۔ اس سے اس رئیس پر بہت اثر پڑا۔ اتفاق سے مجمع میں ایک دوسرے صاحب بھی بیٹھے تھے۔ اور یہ بھی مولوی کہلاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی ہرگز نہ رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ اسمیں جوئیں پڑ جاتی ہیں۔ اور وہ زنا کرتی ہیں۔ فرمایئے۔ اس رئیس کی نظر میں کیا وقعت اور عزت ان مولوی صاحب کی رہی ہوگی۔ اور زیادہ سبب ان بُری عادتوں کا یہ ہے کہ اکثر گھٹیا خاندان کے لوگ عربی پڑھتے ہیں اسوجہ سے مولوی ہو کر بھی بُری عادتیں ان میں باقی رہتی ہیں۔ ایک شخص نے ڈھاکہ میں مجھ سے کہا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ انگریزی پڑھنے والے طالبعلم تو بہت ہمت والے بلند حوصلہ اور بہادر اور محنتی ہوتے ہیں۔ اور عربی پڑھنے والے طالب علم نہایت کم ہمت تنگ خیال کم حوصلہ ہوتے ہیں۔ مقصود انکا یہ تھا کہ یہ فرق عربی اور انگریزی کے اثر سے ہے یعنی عربی پڑھنے کی وجہ سے ان میں یہ بُرائیاں پیدا ہو گئیں ہیں۔ اور انگریزی پڑھنے والوں میں یہ خوبیاں انگریزی پڑھنے سے آگئی ہیں۔ میں نے کہا جناب بلند حوصلہ ہونا۔ محنتی ہونا وغیرہ یہ جتنی بھی خوبیاں ہیں بڑے بڑے خاندانوں میں ہوتی ہیں۔ جو بڑے خاندان کا ہوگا۔ اسمیں یہ خوبیاں ہونگی۔ چاہیے وہ عربی پڑھے یا انگریزی۔ اور جو بڑے گھرانے کا نہ ہوگا اوسمیں یہ خوبیاں نہ ہونگی۔ اگرچہ وہ انگریزی ۱۶
انتہا تک پڑھ لے۔ بلکہ اکثر دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گھٹیا خاندان کے آدمی اگر عربی پڑھ لیں تو تھوڑی بہت اونکی عادتیں درست ہو جاتی ہیں اور اگر وہ انگریزی پڑھیں تو بالکل ہی ستیاناس ہو جاتے۔ عربی اور انگریزی کے اثر کا اوسوقت پورا مقابلہ ہو سکتا ہے کہ ایک خاندان کے دو بچے لئے جائیں جنکی طبیعت ایک سی ہو۔ پھر ایک کو انگریزی شروع کرائی جائے۔ اور دوسرے کو عربی اور دس برس کے بعد دونوں کا اندازہ کیا جاوے۔ پھر دیکھئے کس کے اندر زیادہ خوبیاں نکلتی ہیں اور جبکہ خوش قسمتی سے عربی پڑھنے کے لئے تو ہیں جولاہے تیلی۔ اور انگریزی کے لئے ہیں شریف لوگ۔ تو عربی کہانتک اپنا اثر کرے۔ اور کس حد تک اونکی کم ہمتی کو مٹائے۔ اور اگر شریفوں میں سے کوئی بچہ عربی کے لئے دیا بھی جاتا ہے تو ایسا جو بالکل ہی کودن ہو تو جب عربی پڑھنے کے لئے کودن ہی کودن چھانٹے جائینگے پھر ان سے بلند حوصلہ ہونیکی کیا امید ہوگی۔ اور میں نے اوسنے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلئے تو میں آپ کو دکھلاؤں کہ عالم ایسے ہوتے ہیں۔ غرض ایسے عالموں سے ایک نقصان یہ پہونچ سکتا ہے اور میں تو یہ دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ اگر گھٹیا خاندان کا آدمی بھی

[illegible]

(باقی آئندہ)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ

جلد سوم (۳)

کتاب البیوع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وجہ حلت بیع سلم

امابعد بعض اشخاص کا اعتراض ہے کہ بیع سلم خلاف قیاس ہے کیونکہ وہ معدوم اشیاء پر ہوتی ہے اور معدوم اشیاء کی بیع خلاف قیاس وعقل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لا تبع ما لیس عندک یعنی اس چیز کی خرید و فروخت نہ کرو جو موجود نہ ہو۔

الجواب واضح ہو کہ بیع سلم من وجہ موافق قیاس وعقل کے ہے کیونکہ بیع سلم میں بیان وصف ومعرفت قدر وجنس اور بائع کی طرف سے چیز کے ادا کرنیکا ذمہ مشروط ہے اور یہ بیع

اس معاوضہ کی طرح ہے جو اجارہ میں منافع پر ہو پس بیع سلم کا قیاس من کل الوجوہ معدوم شے پر کرنا کہ جنکے حاصل ہونے کا احوال معلوم نہ ہو درست نہیں ہے۔ البتہ صورۃً بیع معدوم کے مشابہ ہے لیکن معنےً بیع موجود کے مشابہ ہے۔ خدا تعالےٰ نے عاقلوں کی فطرت میں اس امر کی تمیز رکھی ہے کہ وہ ان چیزوں میں فرق کرتے ہیں کہ جنکا انسان نہ مالک ہو سکتا ہو اور نہ انکی مقدار معین ہو اور درمیان ان اشیاء کے کہ جنکو بائع ادا کرنیکا ذمہ لیتا ہے اور وہ عادۃً انکے ادا کرنے پر قادر ہو یہ تو فرق اجمالی ہے باقی تفصیلی فرق وہ رائے پر نہیں رکھا گیا بلکہ اسمیں وحی کی ضرورت ہوئی پس اسکی جزئیات کے احکام نقل سے تلاش کئے جاویں کہ کہاں یہ درست ہے مثلاً سلم بشرائط اور کہاں یہ درست نہیں مثلاً بیع ثمار قبل ظہور۔

جواز اجارہ کی حکمت

جو لوگ اجارہ کو خلاف قیاس کہتے ہیں انکا گمان ہے کہ اجارہ ایک معدوم چیز کی خرید ہے کیونکہ منافع عقد اجارہ کے وقت معدوم ہوتے ہیں لیکن جواب یہ ہے کہ شریعت نے محل منافع کے وجود کو بجائے وجود منافع کے قرار دیا ہے لوگوں کی ضرورت پر نظر کرکے پس وہ گو صورۃً معدوم ہیں مگر معنےً موجود ہیں جیسا ابھی ہم سلم میں لکھ چکے ہیں۔ ۴

خمر و مردار و خنزیر و بت کی خرید و فروخت و اجرت زنا و اجرت کاہن حرام ہونے کی وجہ

اشیاء کی حرمت کا مدار چند امور پر ہوتا ہے ازانجملہ ایک یہ ہے کہ بعض اشیاء عادت کے اعتبار سے معصیت پر مشتمل ہوں یا لوگوں کو ان اشیاء سے جس قسم کا فائدہ و تمتع حاصل کرنا مقصود ہو وہ ایک قسم کی معصیت و گناہ ہو مثلاً خمر و بت و طنبور وغیرہ وجہ یہ ہے کہ ان چیزوں کی بیع کا طریق جاری کرنے اور انکے بنانے میں ان معاصی کا ظاہر کرنا اور لوگوں کو ان معاصی پر آمادہ کرنا اور رغبت دلانا اور نزدیک کرنا پایا جاتا ہے لہٰذا مصلحت الٰہی کا تقاضا ہوا کہ ان چیزوں کا

بیع و شراء کرنا اور انکا گھروں میں رکھنا حرام کیا جاوے۔ کیونکہ اسمیں ان معاصی کو دور کرنا اور لوگونکو اس بات کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ وہ ان چیزوں سے پرہیز و اجتناب کریں اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان اللّٰہ و رسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام ترجمہ یعنی خدا تعالےٰ اور اسکے رسول نے شراب اور مردار اور خوک اور بتوںکا خرید و فروخت حرام کیا ہے اور پھر فرمایا ان اللّٰہ اذا حرم شیئا حرم ثمنہ۔ یعنی خدا تعالےٰ جب جس چیز کو حرام کرتا ہے تو اسکی قیمت کو بھی حرام کرتا ہے یعنی جب ایک چیز سے نفع اٹھانے کا طریق مقرر ہے۔ مثلاً شراب صرف پینے کے لئے اور بت صرف پرستش کے لئے بنائے جاتے ہیں اور اسلئے خدا تعالیٰ نے اسکو حرام کیا ہے پس حکمت الٰہیہ کا مقتضا ہوا کہ انکی بیع کو بھی حرام کیا جاوے اور نیز آپ نے فرمایا مھر البغی خبیث یعنی اجرت زنا کی خبیث ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاہن کی اجرت سے منع فرمایا اور مغنیہ کے کسب سے بھی نہی فرمائی وجہ یہ ہے کہ جس مال کے حاصل کرنے میں گناہ کی آمیزش ہوتی ہے اس مال سے بدو وجہ نفع حاصل کرنا حرام ہے ایک تو یہ کہ اس مال کے حرام کرنے اور اس سے انتفاع نہ حاصل کرنے میں معصیت سے باز رکھنا ہے ۳
اور اس قسم کے معاملات کے دستور جاری کرنے میں فساد کا جاری کرنا اور لوگونکو اس گناہ پر آمادہ کرنا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگونکی سمجھ اور خیال میں فطری طور پر یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ ثمن بیع سے پیدا ہوتا ہے تو ملاء اعلےٰ مین اس ثمن کے لئے ایک وجود تشبیہی ہوتا ہے پس اس بیع اور اس عمل کی خباثت ملاء اعلیٰ کے علم میں اس ثمن اور اس اجرت کے اندر سرایت کر جاتی ہے اور لوگوں کے نفوس میں بھی اس صورت عملیہ کا اثر ہوتا ہے۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب کے بارہ میں اسکے نچوڑنے والے اور نچڑوانیوالے اور پینے والے اور لیجانیوالے اور جسکے پاس لیجاتا ہے سب پر لعنت کی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معصیت کی مدد کرنا اور اسکا پھیلانا اور لوگونکو اسکی طرف متوجہ کرنا بھی معصیت اور زمین میں فساد برپا کرنا ہے۔

اور ایک یہ وجہ ہے کہ نجاست کے ساتھ اختلاط کرنے میں مثلاً مردار و خون و گوبر اور پاخانہ وغیرہ کے ساتھ ملابست کرنے میں نہایت قباحت اور خدا تعالےٰ کی ناخوشی ہے اور اسکے سبب سے شیاطین کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے گندگی اور نجاستوں سے اجتناب کرنا

ان اصول میں داخل ہے جسکے قائم کرنے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا گیا ہے اور جسکے سبب سے ملائکہ کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے اور پاکیزہ لوگوں کو خدا تعالے پسند فرماتا ہے اور چونکہ کسیقدر مخالطت کے بغیر بھی چارہ نہیں ہے اسلئے کہ بالکل اس باب کے مسدود کرنے میں لوگوں پر نہایت دقت و دشواری ہوتی ہے لہذا اسی قدر ضروری ہوا کہ ان ناپاک چیزوں میں سے جسکی ضرورت شدید واقع ہوتی ہے جیسے کہاد اسکی بیع کی تو اجازت دیدی جاوے تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو اور باقی کو منع کر دیا جاوے کیونکہ اسمیں کسی کا حرج نہیں جیسے خمر وخنزیر کی بیع۔

کتاب الاکل والشرب

وجوہ حرمت خنزیر

(۱) اس بات کا کس کو علم نہیں کہ یہ جانور اول درجہ کا نجاست خوار بے غیرت و دیوث ہے اب اسکے حرام ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ ایسے پلید اور بد جانور کے گوشت کا اثر بدن اور روح پر بھی پلید ہی ہوگا کیونکہ یہ بات ثابت شدہ اور مسلم ہے کہ غذاؤں کا اثر بھی انسان کی روح پر ضرور ہوتا ہے۔ پس اسمیں کیا شک ہے کہ ایسے بد کا اثر بھی بد ہی ہوگا جیسا کہ یونانی طبیبوں نے اسلام سے پہلے بھی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس جانور کا گوشت بالخاصہ حیا کی قوت کو کم کر دیتا ہے۔ اور دیوثی کو بڑھاتا ہے پس جبکہ یہ امر مسلم ہے کہ تغیر بدن و تغیر اخلاق کے اسباب میں سے زیادہ تر قوی سبب غذا ہے لہذا ایسے جانور کا گوشت کھانے سے شریعت اسلامیہ نے منع فرما دیا جسکی صفات ردیہ شیاطین کے ساتھ بالکل مشابہت رکھتی ہوں اور ملائکہ سے بعید ہونے کا سبب ہوں اور اخلاق صالحہ کے خلاف صفات کو پیدا کرتے ہوں۔

(۲) خنزیر یعنی خوک نجاست کی طرف بہت مائل ہے خصوصاً انسان کا فضلہ یعنی براز اسکی خوراک ہے۔ اسکا گوشت اسی نجاست سے پیدا ہوتا ہے۔ پس اسکا گوشت کہانا گویا اپنی نجاست کھانا ہے۔

(۳) صاحب مخزن الادویہ فساد گوشت خوک اور اسکی حرمت کے تیرہ وجوہ ذیل تحریر

کرتے ہوئے ظاہر فرماتے ہیں کہ اس جانور کا گوشت فطرت انسانی کے برخلاف ہے وہ لکھتے ہیں کہ
گوشت خوک مولد خلط غلیظ ست و مورث حرص شدید و صداع مزمن و دوام لفیل و
اوجاع المفاصل و فساد عقل و معدہ و زوال مروت و غیرت و حمیت و باعث تحش است و
اکثرے از فرق غیر اسلامی آنرا می خوردند و قبل از ظہور نور اسلام گوشت آنرا در بازارہا
میفروختند و بعد ازان در مذہب اسلام حرام و بیع آن ممنوع و موقوف گردید بسیار کثیف
و بد ہیئت ہست ۔ نیز اسکا گوشت کھانے سے انسان پر فوراً سوداوی امراض حملہ آور ہوتے ہیں

جملہ درندوں اور شکاری پرندوں کے حرام ہونے کی وجہ

سارے درندے جانور جنکی سرشت و فطرت میں پنجوں سے چھیلنا اور صولت سے زخم
پہنچانا ہے اور جنہیں سخت دلی ہے سب حرام ٹھہرائے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیڑیئے کے بارے میں فرمایا ہے اویاکلہ احد یعنی کیا بھیڑیئے
کو بھی کوئی انسان کھاتا ہے یعنی اسکو کوئی نہیں کھاتا وجہ حرمت ظاہر ہے کہ ان جانوروں 5
کے کھانے سے انسان میں درندگی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ انکی طبیعت اعتدال سے خارج
ہوتی ہے اور انکے دلوں میں رحم نہیں ہوتا اسیواسطے ہر شکاری پرندے کے کھانے سے بھی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور بعض جانوروں کو آپ نے فاسق سے تعبیر فرمایا
انکے کھانے سے ان ہی جیسی خصلت کھانے والے میں بھی پیدا ہو جاتی ہیں عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم یوم خیبر کل ذی ناب
من السباع ۔ وعن جابر حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم خیبر الحمر
الانسیۃ ولحوم البغال وکل ذی ناب من السباع وذی مخلب من الطیر
ترجمہ یعنی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر ایک
ذی ناب درندے کو حرام فرمایا اور جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے ۔ کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن اہلی گدھے اور خچروں کے گوشت اور ہر ایک ذی ناب
کو یعنی درندے جانور ذی اور پنجوں والے پرندوں کو حرام فرمایا شیر ۔ بھیڑیا ۔ ریچھ ۔ گیدڑ ۔

لومڑی۔ نیولا۔ باز۔ شاہین چیل۔ باشا وغیرہ سب حرام ہیں کیونکہ یہ سب ذی ناب اور درندے جانور ہیں۔

وجہ حرمت مردار و خون

(۱) مردار کا حرام ٹھہرانا عین حکمت الٰہی ہے کیونکہ جانور کے بدن کو پاک کرنے والا روح ہے۔ جب روح اس سے جدا ہو جاوے تو اسکی عفونت کو دور کرنیوالا نہیں رہتا ہٰذا وہ عفونت اسکے سارے بدن کو فاسد کر دیتی ہے اور بہت بدمزہ اور بدبو اور بدتاثیر ہو جاتا ہے چنانچہ جو لوگ طفلی سے مردار خوار ہوتے ہیں انکی صورت و شکل و اخلاق ایسے قبیح ہوتے ہیں کہ گویا انکا مزاج ہی انسانیت سے خارج ہوتا ہے۔ رذالت طبع و قساوت قلبی انکی فطرت و جبلت ہو جاتی ہے

(۲) مردار کے اندر ایک خطرناک زہر ہوتا ہے جسکا نتیجہ انسان کے لئے اچھا نہیں ہوتا چنانچہ جتنی مردار خوار قومیں ہیں انکی زبان اور عقل موٹی اور بھدی ہوتی ہے۔

(۳) خون کے اندر اس قسم کا زہر ہوتا ہے جس سے اعصاب کو تشنج اور فالج اور استرخا ہو جاتا ہے۔

(۴) خون کا کھانا درندوں کے اخلاق کی طرف مائل کرتا ہے اور مزاج میں غصہ سبکی پیدا کرتا ہے جیسے کہ چماروں اور مردار خواروں میں جو کہ خون کھانے کے معتاد ہیں یہ اخلاق ظاہر ہیں لہٰذا تقاضائے حکمت الٰہی سے یہ چیزیں حرام کی گئیں۔

(۵) خنزیر و مردار خون کی حرمت کی وجہ خدا تعالےٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ گندی چیزیں ہیں انکے کھانے سے انسان کا ظاہر و باطن گندہ ہو جاتا ہے۔ اور ایسا ہی غیر اللہ کے نام پر کسی چیز کے ذبح کرنے اور اسکے کھانے کا حال ہے۔ کہ وہ سبب ہے فاسق ہونے کا چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس او فسقا اھل لغیر اللہ بہ۔ **ترجمہ**۔ یعنی حلال نہیں ہے مردار اور خون جاری اور گوشت خوک کا کھانا کیونکہ یہ چیزیں گندی ہیں انکے کھانے سے گندے اخلاق گندے اعمال ظاہر ہوتے ہیں اور ایسا ہی غیر اللہ کے نام پر ذبح کی ہوئی چیز کا کھانا بھی حلال نہیں ہے کیونکہ ایسے جانور سے

کھانیسے انسان فاسد و بدکار بنجاتا ہے۔

الغرض مردار کا کھانا اسلئے شریعت مین منع ہے کہ مردار کھانے والے کو بھی اپنے رنگ مین لاتا ہے اور نیز ظاہر ہے کہ صحت کے لئے بھی مضر ہے اور جن جانوروں کا خون اندر ہی اندر رہتا ہے جیسے گلا گھونٹا ہوا یا لاٹھی سے مارا ہوا یہ تمام جانور درحقیقت مردار کے حکم میں ہی ہیں۔ کیا مردہ کا خون اندر رہنے سے اپنی حالت پر رہ سکتا ہے نہیں بلکہ بوجہ مرطوب ہونے کے بہت جلد گندہ ہو گا اور اپنی عفونت سے تمام گوشت کو خراب کریگا۔ اور نیز خون کے کیڑے جو حال کی تحقیقات سے بھی ثابت ہوئے ہیں مرکر ایک زہرناک عفونت بدن میں پھیلا وینگے اسی لئے تمام ملل مین مردا جانور حرام ہیں ملل حقہ کا تو اسبات پر اسلئے اتفاق ہوا کہ حظیرۃ القدس سے ان ملت والونکو اس بات کی تفہیم و تلقی ہوئی کہ یہ چیزیں خبیث ہیں اور مذاہب باطلہ کا اسواسطے اتفاق ہے کہ انکے علم میں اکثر مردار چیزوں میں زہریلا اثر ہوتا ہے۔ مردار جانور کے بدن میں مرتے وقت اخلاط سمیہ پھیل جاتے ہیں جنکو انسانی مزاج سے منافات ہوتی ہے پھر اسبات کی ضرورت ہوئی کہ مردار جانور کو غیر مردار سے جدا کیا جاوے اسکا انضباط احکام شرعیہ کی تفصیل سے کیا گیا جنکی وجہ معقول غور کرنے سے سمجھ میں بھی آسکتی ہے۔ چنانچہ بعض امور غیر ظاہرہ کی وجہ آگے آتی بھی ہے۔ ان شرطوں مین حرمت میں مذبوحہ غیر اہل کتاب لغرض بوقت ذبح جانور پر الخ غیر اللہ کے نام ذبح کئے ہوتے الخ۔

(تنبیہ) میتہ دم لحم الخنزیر ما اھل بہ لغیر اللہ کے آثار میں یہ تفاوت ہے کہ مردار کا اثر بد جسم پر اور خون کا اثر بد روح پر اور گوشت خوک کا اثر بد اخلاق و عادات پر اور مذبوح باسم غیر اللہ کا اثر بد اعتقادات پر پڑتا ہے۔

کوّے کے بعض اقسام چیل سانپ بچھو چوہے کی حرمت

ان حیوانات کی طبیعت میں آدمیوں کو ایذا دینا اور تکلیف پہنچانا اور ان سے کسی چیز کا اچک لینا ہے اور یہ اسپر لوٹ کرنے کی غرض سے فرصت کے منتظر رہتے ہیں اور ان میں شیطانی الہام کے قبول کرنیکا مادہ ہے اسلئے وہ سب حرام ہیں اور احادیث نبویہ میں انکی تفصیل آئی ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بالفاظ ذیل

روایت فرمائی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمس فواسق یقتلن فی الحرم الفارۃ والعقرب والغراب والحدیا والکلب العقور رواہ الترمذی ترجمہ۔ یعنی پانچ جانور جو کہ فاسق ہیں ان کو حرم میں بھی قتل کیا جاوے۔ چوہا۔ بچھو۔ کوا۔ چیل۔ دیوانہ کتا۔ چونکہ حرم کے جانوروں کے مارنے اور شکار کرنے میں نہی تھی لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان جانورونکو انکی شدت سرکشی وعصیان کے باعث حرم میں بھی مار ڈالنے کا حکم فرمایا کیونکہ باغی وسرکش کو حرم میں بھی امن نہیں مل سکتا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان جانورونکو فاسق فرما کر انکی حرمت کی وجہ بیان فرمائی ہے یعنی جو کوئی ان جانورونکو کھائیگا اوسمیں فسق کے اوصاف پیدا ہو جائینگے۔ دوسرا ان جانورونکو فاسق کہنے میں اس امر کی طرف ایما فرمایا۔ کہ ان جانورونکو جسقدر کوئی پالتو بناوے اور اونکی پرورش کرے انکو بالآخر ضرر دینگے اور حق وعہد تربیت کو توڑ دینگے۔ اور اس امر کی وجہ کہ آپ نے کیوں ان جانوروں کو حرام نہ کہا اور فاسق فرمایا یہ ہے کہ اگر آپ یہ فرمادیتے کہ یہ جانور حرام ہیں تو پھر انکی وجہ حرمت کے لئے جسکا آپ کو بیان کرنا مطلوب تھا دوبارہ کلام دوہرانا پڑتا لہذا ایک ہی بار میں حرمت اور وجہ حرمت بیان فرمادی ادنیت جوامع الکلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ہے۔ اب ان جانورن کی وجہ حرمت ظاہر ہے کہ جو کوئی انکا گوشت کھاوے وہ ان ہی کے وصف کے ساتھ متصف ہو جاوے اور ان جانوروں کے اوصاف کا مذموم ہونا ظاہر ہے مگر اس سے ہر کو امراد نہیں۔ فقہ میں اسکی تفصیل لکھی ہے۔ ۸

وجہ حرمت حشرات الارض ہزارپا وغیرہ

وہ حیوانات جنکی سرشت وفطرت میں ذلت اور گڑھوں میں چھپا رہنا پایا جاتا ہے مثلاً چوہا اور دیگر حشرات الارض وغیرہ جو اس قسم کے جانور ہیں وہ سب حرام ہیں اور انکی وجہ حرمت یہ ہے کہ انکے کھانیوالا انہی جانوروں کے اوصاف اور خصلتیں قبول کرتا ہے دوسری وجہ حرمت ان جانورون کی یہ ہے کہ تمام حشرات الارض میں سمی مادہ ہوتا ہے انکے کھانے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

بازگشتند آن عوانان جایگان ‖ تا بجویند آن پسر را آن زمان

بازوحی آمد کہ در آبش فگن ‖ روئے در اُمید دار و مو مکن

در فگن در نیلش وکن اعتمید ‖ من ترا با او رسانم روسفید

مادرش انداخت اندر رود نیل ‖ کار را بگذاشت با نعم الوکیل

این سخن پایان ندارد مکرہاش ‖ جامہ می پیچید اندر دست و پاش

صد ہزاران طفل می کشت از برون ‖ موسیٰ اندر صدر خانہ در درون ۹۷

از جنون می کشت ہر جا بد جنین ‖ از حیل آن کورچشم دوربین

اژدہا بد مکر فرعون عنود ‖ مکر شاہان جہان را خوردہ بود

لیک ازان فرعون ترآمد پدید ‖ ہم ورا ہم مکر او را درکشید

اژدہا بود و عصا شد اژدہا ‖ این بخورد آن را بتوفیق الٰہ

دست شد بالائے دست این تاکجا ‖ تا بہ یزدان کہ الیہ المنتہیٰ

کان یکے دریاست بے غور و کران	جملہ دریاہا چو سیلے پیش آن
حیلہ ہا و چارہ ہا گر اژدہاست	پیش الا اللہ آنجا جملہ لاست
چون رسید انجا بیانم سرنہاد	محو شد واللہ اعلم بالرشاد

جبکہ زن عمران کے بچہ پیدا ہوا تو وہ نہایت احتیاط کے ساتھ اس فتنہ سے الگ رہیں ایک چال
تو یہ کیا فرعون عورتون کے ساتھ کرچکا تھا اب دیکھو دوسری چال کیا کی وہ یہ کی کہ دائیونکو گھر گھر
جاسوسی کے لئے بھیجا کہ جاکر دیکھو کسکے یہاں نیا بچہ پیدا ہوا ہے یا عنقریب پیدا ہونیوالا ہے یا کوئی ایسا
بچہ ہے جو پیدا ہوچکا ہو اور میدان مین نہ لایا گیا ہو اونہون نے تلاش کیا اور تفتیش کی تو لوگون نے
۹۸ کسی دائی کو بتلایا کہ یہان ایک لڑکا ہے کہ میدان مین نہیں لیجایا گیا کیونکہ اوسکے گھر والوں کو
شبہ ہوگیا تھا کہ اسمین کوئی چال ہے اور اس گلی میں ایک خوبصورت عورت ہے اوسکے پاس بچہ ہے
مگر وہ بڑی چالاک ہے ذرا ہوشیاری سے تلاشی لینی چاہیئے اوسنے جاکر پولیس میں اطلاع کی
تو اہلکاران خانہ تلاشی کے لئے روانہ ہوئے جب وہ تلاشی کے لئے پہونچے ہیں تو بحکم خداوندی
موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے اونکو تنور میں ڈالدیا اونکو حکم ہوا تھا کہ یہ بچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
اولاد میں سے ہے اسکو تم فوراً تنور میں ڈالدو ہم اوسکو بحفاظت یا نار کونی بردا آگ اور دہوئیں
کی کیفیت سے محفوظ رکھیں گے اور آگ اوسپر تیز گرم نہ ہوگی یہ حکم الہامی سُنکر اونہوں نے اونکو جلتی ہوئی
آگ میں ڈالدیا اور موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر آگ سے کچھہ بھی صدمہ نہ پہونچا پس جبکہ پولیس
والون نے تلاشی لی تو معلوم ہوا کہ گھر میں کوئی لڑکا نہیں ہے اسپر پولیس والے ناکام واپس
ہوگئے اوسکے بعد جن لوگونکو لڑکے کے ہونے کی اطلاع تھی اونہون نے دوبارہ مخبری کی اور
پولیس کے ذریعہ سے فرعون کے یہان پرچہ گذارا یہ سب کیوں کیا محض چند دانگ انعام کے لئے
افسوس صد افسوس جب فرعون کے یہاں سے دوبارہ تلاشی کا حکم ہوا تو انھوں نے پولیس سے

کہا کہ تم اس طرف جاؤ اور مکانات میں خوب غور سے دیکھو اس مکان میں یقیناً لڑکا ہے وہ دوبارہ
لڑکے کو تلاش کرنے کے لئے آئے اوسوقت پھر الہام ہوا کہ اسکو دریا میں ڈالدو اور پریشان نہ ہونا
بلکہ بہبودی کی اُمید رکھنا اسکو دریائے نیل میں ڈالدو اور ہم پر بھروسہ رکھو ہم تم کو موسے تک
پہنچا دینگے اور وہ تم کو خوش و خرم ملیں گے اس الہام کی بنا پر اونھوں نے موسیٰ کو تابوت میں
بند کرکے دریائے نیل میں ڈالدیا اور معاملہ بہتر کارساز کے سپرد کیا خیر یہ گفتگو تو ختم ہی نہ ہوگی اب
تم اجمالاً اتنا سن لو کہ فرعون کے پوری پوری مکر تھے اور اوسنے لاکھوں بچے باہر مار ڈالے
لیکن موسے علیہ السلام خود اوسکے گھر میں پرورش پا رہے تھے اور تقدیر الٰہی کے سامنے اسکا
کوئی پیچ نہ چل سکتا تھا جہاں کہیں بچہ ملا اوسنے دیوانہ پن سے فوراً مار ڈالا یہ اس بظاہر دور بین
اور فی الحقیقت اندھے کی جہالت تھی کہ تقدیر الٰہی کی مزاحمت کرتا تھا نیز فرعون کا مکر ایک اژدہا
تھا جس نے دُنیا بھر کے بادشاہوں کے مکروں کو نگل کر اونکو مغلوب کر لیا تھا لیکن اب اسکا بھی
بچہ پیدا ہو گیا جو خود اسکو بھی اور اسکے مکر کو بھی دونوں کو نگل گیا یعنی وہ تو اژدہا تھا ہی اب عصائے
موسے اژدہا ہو گیا اور یہ اژدہا بتوفیق الٰہی اس اژدہے کو کھا گیا بات یہ ہے کہ عالم میں ایک سے 99
ایک زبردست ہے اور یہ سلسلہ خدا پر جا کر ختم ہو جاتا ہے کہ وہ سب سے زبردست ہے اوس سے
زبردست کوئی نہیں کیونکہ وہ ایک نامحدود سمندر ہے جسکی نہ کہیں تہ ہے نہ کنارہ اور باقی دریا
اوسکے سامنے سیل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ تدابیر ضرور اژدہا ہیں لیکن ہستی حق سبحانہ کے
سامنے سب لاشے محض ہیں میرا بیان یہاں تک پہونچکر ختم ہو گیا اور قدرت حق سبحانہ میں محو
ہو گیا اب آگے بیان کرنے کی قدرت نہیں ہے اس بیان کو یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ حق سبحانہ
ہی راستہ سے خوب واقف ہیں وہ ہر کام کو ٹھیک کرتے ہیں نہ اونکے کسی فعل کی کوئی
مزاحمت کرنیوالا ہے اور نہ اونکے کسی کام میں دُنیاوی تدبیروں کی طرح کوئی بے ڈھنگا پن ہے۔

شرح شبیری

موسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہو جانا اور سیانے ہونا عمران کے گھر میں

خبر سنکر خانہ تلاشی کیلئے آنا اور والدہ موسیٰ علیہ السلام کو الہام حق ہونا کہ موسیٰ علیہ السلام کو آگ میں ڈالدو اسلئے کہ میں اونکی حفاظت کروں گا

چون زن عمران کہ موسیٰ زادہ بود　　دامن اندر چیدزان آشوب زود

یعنی چونکہ زن عمران نے موسےٰ علیہ السلام کو جنا تھا تو اونھوں نے اس آشوب سے جلدی سے دامن چنا یعنی اونھوں نے چاہا کہ کہیں چھپ جائیں اسلئے کہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ اونکو معلوم تہا کہ وہ لڑکا وہی ہوگا جو کہ مجھسے پیدا ہوگا لہذا اونکو فکر ہوئی کہ کسیکو خبر نہ ہوجاوے ورنہ غضب ہی ہوجاویگا۔ ۱۰۰

بعد ازان دستان کہ آن سگ با زنان　　کرد دیگر بین چہ آورد آن زمان

یعنی بعد اوس مکر کے جو اوس کتے نے عورتوں کے ساتھ کیا یہ دیکھو کہ اوسیوقت دوسری کیا بات کی یعنی صرف اسی پر اکتفا نہ کی کہ سب کو جمع کرکے بچونکو مارڈالا بلکہ اوس سور نے آگے بھی اور مکر کیا مگر کیا ہوتا ہے جسکو خدا بچاوے اوسکو کون ہاتھ لگا سکتا ہے اوسکو جو تدابیر سوجھی تھیں یہ بھی اسلئے تھیں کہ جسقدر زیادہ اوسنے تدابیر کیں اوسیقدر قدرت حق ظاہر ہوئی کہ دیکھہ تونے یہ یہ کیا مگر خبیث پھر تیرے ہی ہاتھوں اونکو پرورش کرایا تیرے ہی گھر میں رکھا ڈوب مر خبیث نالایق سچ یہ ہے کہ خدا کے آگے وہ کیا چل سکتا تھا ہار گیا آگے اوس دوسرے مکر کو بیان فرماتے ہیں۔

آن زنان قابلہ در خانہا　　بہر جاسوسی فرستاد آن دغا

یعنی دائیونکو جاسوسی کے لئے اوس دغاباز نے گھروں میں بھیجا کہ جاکر دیکھیں کہ شاید کوئی عورت

نہ آئی ہو اور بچے کو چھپا رکھا ہو لہذا خبیث نے عورتوں سے جاسوسی کرائی)

غمز کردندش کہ اینجا کودکیست | نامد او میدان کہ در وہم و شکیست

یعنی اون (خبیثنیوں) نے شکایت کی کہ یہاں ایک بچہ ہے کہ وہ میدان میں نہیں آیا اس لئے کہ (اوسکی ماں) وہم و شک میں ہے یعنی وہ خوف کے مارے گئی نہیں اور اوسکے پاس بچہ ہے۔

اندرین کوچہ یکے زیبا زنے ست | کودکے دارد ولیکن پرفنے ست

یعنی اس کوچہ میں ایک حسین عورت ہے کہ وہ ایک بچہ رکھتی ہے مگر ہے بڑی چالاک (کسیکو دینے والی ہے نہیں) پس یہ سنتے ہی اوسنے سپاہیونکو تلاشی کا حکم دیدیا اب قدرت دیکھئے کہ۔

چون عوانان آمدند او طفل را | در تنور انداخت از امر خدا

۱۰۱ یعنی جبکہ سپاہی آئے تو اُنھوں نے (والدہ موسیٰ علیہ السلام نے) بچہ کو حکم خداوندی سے تنور میں ڈالدیا۔

وحی آمد سوے زن از دادگر | کہ ز نسل آن خلیل ست این پسر

یعنی حق تعالےٰ کیطرف سے عورت کو الہام ہوا کہ یہ لڑکا اون خلیل اللہ کی نسل سے ہے (لہذا)

در تنور انداز موسےٰ را تو زود | تا نگہدارمش اندر نار و دود

یعنی موسےٰ کو جلدی سے تنور میں ڈالدو۔ تاکہ اوس آگ اور دھوئیں میں ہم اوسکی حفاظت کریں۔

عصمت یا نار کونی باردا | لاتکون النار حرا شاردا

یعنی یا نار کونی بردًا کی عصمت کیوجہ سے یہ آگ گرم اور تیز نہ ہوگی۔

زن بوحی انداخت او را در شرر | بر تن موسےٰ نکرد آتش اثر

یعنی عورت نے الہام کی وجہ سے اونکو شعلوں میں ڈالدیا تو موسیٰ علیہ السلام کے بدن پر آگ نے اثر نہ کیا اللہ اکبر کیا قدرت ہے پھر والدہ موسیٰ علیہ السلام کے قلب میں کسقدر مضبوطی عطا فرمائی کہ اونکو الہام کے صحیح ہونے کا اسقدر یقین تھا کہ جانب مخالف کا احتمال ضعیف بھی نہ ہوا اللہ اکبر تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ اے اللہ ہم کو بھی ایسا ہی توکل عطا فرما آمین یارب العالمین) جب وہ تنور میں ڈال چکیں اوسکے بعد یہ ہوا کہ۔

پس عوانان خانہ را جستند زود ہیچ طفلے اندران خانہ نبود

یعنی پھر سپاہیوں نے گھر کی جلدی سے تلاشی لی تو اوس گھر میں کوئی بچہ نہ تہا اور تنور میں ہونیکا کسیکو احتمال بھی نہ تہا اور اگر ہوتا تو سمجھتے کہ اچھا ہے جو جاتے سے تھے کہ ناپید ہوجاوے۔ وہ مقصود حاصل ہوگیا۔ لہذا یہ ہوا کہ)

۱۰۴ **پس عوانان بے مراد آنسو شدند باز غمازان کزان واقف بدند**

یعنی پس سپاہی بے مراد اوسطرف کو چلے گئے اور پھر تو چغلخوروں نے جوکہ اوس سے واقف تھے۔

با عوانان ماجرا بر داشتند پیش فرعون از برائے دانگ چند

یعنی سپاہیوں سے اس قصہ کو فرعون کے سامنے چند دانگوں کے لئے اُٹھایا مطلب یہ کہ جب سپاہیوں کو وہاں کچھ نہ ملا تو وہ تو نامراد ہوکر واپس ہوگئے مگر جن لوگونکو کہ یہ قصہ معلوم تھا انھوں نے پھر بچہ کو دیکھا اسلئے کہ بعد جانے سپاہیوں کے والدہ موسیٰ علیہ السلام نے اونکو نکال لیا تہا تو فرعون کے پاس پھر خبر پہونچائی کہ وہ بچہ موجود ہے اور یہ خبر اسلئے پہونچائی تاکہ کچھ ملجاوے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون نے اس خبر رسانی کیلئے کچھ انعام مقرر کیا ہوگا جب پھر خبر پہونچی تو فرعون نے کہا کہ۔

کاے عوانان باز گردید آنطرف نیک نیکو بنگرید اندر غرف

یعنی کہ اے سپاہیوں پھر وہاں جاؤ اور خوب اچھی طرح کھڑکیوں وغیرہ میں دیکھنا۔

باز گشتند آن عوانان جلگان تا کہ موسیٰ را بجویند آن زمان

یعنی وہ سپاہی پھر سارے کے سارے اسطرف کو روانہ ہوگئے تاکہ موسیٰ علیہ السلام کو اسیوقت تلاش کریں (مگر وہ کب ملنے والے تھے اونکا محافظ تو حق تعالےٰ تھا)

والدۂ موسیٰ علیہ السّلام کو پھر الہام ہونا کہ انکو پانی میں ڈالدو

باز وحی آمد کہ در آبش فگن روئے در امید دار و مو مکن

یعنی پھر الہام ہوا کہ انکو پانی میں ڈالدو اور توجہ الی اللہ میں رکھو اور بال مت اکھاڑو مطلب یہ کہ حق تعالیٰ سے اُمید رحمت رکھو گھبراؤ مت۔

۱۰۴ درفگن در نیلش وکن اعتمید من ورا با تو رسانم روسفید

یعنی ارشاد ہوا کہ انکو دریائے نیل میں ڈالدو اور (ہم پر) بھروسہ کرو میں انکو تمہارے پاس روسفید پہنچا دونگا یعنی صحیح سالم تم تک پہونچ جاوینگے بس اس الہام کے ہوتے ہی۔

مادرش انداخت اندر رود نیل کار را بگذاشت با نعم الوکیل

یعنی اونکی والدۂ ماجدہ نے انکو دریائے نیل میں ڈالکر کام کو نعم الوکیل پر چھوڑ دیا یعنی توکل کر کے حق تعالےٰ کے سپرد کردیا اللہ اکبر یہ دیکھنے کی بات ہے کہ ایک عورت کو اپنے بچے کی نسبت اسطرح یقین ہوجاوے اور احتمال جانب مخالف کا نہو آخر کوئی بتاوے کہ یہ کونسی قوت ہوا ہے کیا یہ قوت مادہ کی ہے یا کس کی بس یہ قوت اوس وحدہ لاشریک کی عنایت کردہ ہی ہے اور کسیکو یہ قدرت اور یہ طاقت نہیں ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذٰلک علواً کبیرا۔ آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

این سخن پایان ندارد فکر باش جملہ می پیچید ہم در ساق و پاش

یعنی یہ گفتگو تو کہیں انتہا نہیں رکھتی اور اس فرعون کی فکر اوسکی پنڈلی اور پاؤں میں لپٹ رہی تھی مطلب یہ کہ قدرت حق کے بیان کی تو کہیں انتہا نہیں ہے اب یہ بتاتے ہیں کہ اوس نے جو تدابیر کیں۔ کہ موسے علیہ السلام ظاہر نہ ہوں اوسیقدر اسکو پیچیدگیاں پیش آئیں اوسکی احتیاط اور علم کی یہ حالت تھی۔

صد ہزاران طفل می کشت از برون ۔۔۔ خصم اندر صدر خانہ درون

یعنی وہ باہر سے لاکھوں بچونکو قتل کر رہا تھا اور دشمن صدر خانہ کے اندر موجود تھے۔

از جنون می کشت ہر جا بد جنین ۔۔۔ از حیل آن کور چشم دور بین

یعنی جنون کی وجہ سے جہان کہیں جنین ہوتا اوسکو وہ اندھا دوربین حیلہ کی وجہ سے قتل کرا دیتا تھا۔ مطلب یہ کہ وہ جو کہ ظاہر میں تو بڑا عاقل اور دوربین تھا مگر حقیقت سے اندھا تھا تمام تو زائیدہ بچونکو قتل کیا کرتا تھا نعوذ باللہ منہ نعوذ باللہ منہ۔ ۱۰۴

اژدہا بد مکر فرعون عنود ۔۔۔ مکر شاہان جہان را خوردہ بود

یعنی فرعون کا مکر ایک اژدہا تھا کہ تمام شاہان عالم کی مکروں کو کھا گیا تھا یعنی سب پر غالب آکر ملکوں فتح کر چکا تھا اسقدر عاقل تھا۔

لیک زو فرعون ترے آمد پدید ۔۔۔ ہم ورا ہم مکر او را در کشید

یعنی لیکن ایک اس سے زیادہ فرعون ظاہر ہوئے کہ اسکو اور اسکے مکروں سب کو کھینچ دیا یعنی اوس سے زیادہ موسے علیہ السلام پیدا ہوئے کہ وہ سب کو مغلوب کیا کرتا تھا اور انھوں نے اسکو مغلوب کر دیا۔

اژدہا بود و عصا شد اژدہا ۔۔۔ این بخورد آن را بتوفیق خدا

یعنی وہ اژدہا تھا اور عصا جو اژدہا ہوا تو وہ (عصا) توفیق حق سے اس فرعون کو کھا گیا مطلب یہ کہ

(باقی آئندہ)

ف اس کا یہ مطلب نہیں کہ اعتدال کا قصد ہی
نہ کرو بلکہ بعد قصد اعتدال کے اگر ناکامی ہو تو اوس کے
قرب ہی کو نعمت سمجھو اور کوتاہی سے استغفار کرتے رہو"
روایت کیا اس کو بخاری نے حدیث
ابی ہریرہ سے۔

فائدة متعلقة بالاحاديث الاربعة الاحاديث دالة على اختيار اليسر وحكمته اقتراب من رحمة الله ومشاهدة نعمته وتوفيق المداومة

فائدہ متعلقہ باحادیث چہارگانہ یہ سب حدیثیں اس پر دال ہیں کہ عمل میں سہل کو اختیار کرے (مطلق مشقت کی نفی مراد نہیں بلکہ وہ مشقت جو قابل برداشت نہو) اور حکمت اس (اختیار یسر) میں چند ہیں نمبر۱ خدا تعالےٰ کی رحمت سے قریب ہونا کیونکہ اصل منشا یسر کا رحمت ہے ۴۹
اور جہاں صورۃً عسر مشروع ہے معنے وہ بھی یسر ہے نمبر۲ خدا تعالیٰ کی نعمت (تیسیر) کا مشاہدہ نمبر۳ دوام کی توفیق ہونا (جو کہ عمل شاق میں کم متوقع ہے)

(نوٹ) یہ حدیثیں اخیر کی احیاء میں اون سے پہلی تین حدیثوں پر مقدم ہیں مسودہ کے صفحات کے تشابہ سے کاپی میں بے ترتیب نقل ہو گئیں مگر مضمون مختل نہیں ہوا۔ ۱۲۔ اشرف علی

تم ربع العبادات ويتلوه ربع العادات

یہاں احیاء العلوم کا ربع عبادات تمام ہوا آگے ربع عادات آتا ہے

كتاب آداب الاكل من ربع العادات

الحديث يقول الله للعبد يوم القيامة يا ابن آدم جعت فلم تطعمني الحديث من حديث ابي هريرة بلفظ استطعمتك فلم تطعمني **ف** فيه جواب عن المنكر على كلام القوم الوارد فيه امثال هذه المجازات

الحديث ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين شيئين الا اختار ايسرهما متفق عليه من حديث عائشة رضـ وزاد ما لم يكن اثما بذكرها م في بعض طرقه **ف** فيه ما عليه المحققون من عدم الهجوم على المشاق من غير ضرورة فان الشيئين هما طريقان يستويان في الايصال الى المقصود والمشقة في غير المقصود مما لا فائدة فيه وكرر النظر في الفائدة المتعلقة بالاحاديث

ترجیح الکلام المجازی — ترجیح کلام مجازی

۵۰

اختیار المشق الایسر — اختیار جانب سہل

ربع عادات میں سے کتاب الاکل

حدیث اللہ تعالیٰ بندہ سے قیامت کے روز فرماویں گے اے ابن آدم میں بھوکا ہوا تو نے مجھکو کھانا نہیں دیا۔ اس حدیث کو مسلم نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ میں نے تجھسے کھانا مانگا تو نے مجھکو کھانا نہیں دیا۔ **ف** اس حدیث میں جواب ہے اوس اعتراض کا جو صوفیہ کے اوس کلام پر کیا جاتا ہے جسمیں اس قسم کے مجازات وارد ہیں

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا آپ نے سہل چیز کو اختیار فرمایا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ کی حدیث سے اور اوسمیں یہ زیادت بھی ہے کہ بشرطیکہ وہ سہل چیز گناہ نہو اور اس زیادت کو مسلم نے بعض طرق میں ذکر کیا **ف** اسمیں وہ معمول مذکور ہے جسپر محققین قایم ہیں یعنے بلاضرورت مشقتوں میں نہ پڑنا کیونکہ یہ دو چیزیں وہ دو طریق ہیں جو مقصود تک پہونچانے میں برابر ہیں (اور طریق غیر مقصود ہے) اور غیر مقصود میں مشقت کرنا کچھ بھی مفید نہیں اور اوس فائدہ کو مکرر دیکھو جو باب سابق کے ختم کے قریب چار حدیثوں کے

الاربعة التی مرت قریبا من آخر الباب السابق

الحدیث ومن حدیث ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهی عن طعام المتبارئین **ف** فیہ من ذم الریاء والتفاخر مما لا خفاء فیہ

متعلق گذرا ہے (اوسمیں بھی اسکے متعلق مضمون ہے)

حدیث ابوداؤد نے ابن عباس کی حدیث سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دو شخصوں کے طعام (کے قبول کرنے) سے منع فرمایا ہے جو ایک دوسرے سے بڑھنا چاہتے ہوں **ف** اسمیں ریا و تفاخر کی جو مذمت ہے ظاہر ہے

کتاب آداب النکاح

الحدیث انہ تعالی یقول ما ترددت فی شیء کترددی فی قبض عبدی المسلم یکرہ الموت وانما اکرہ مسارتہ ولا بد لہ منہ خ من حدیث ابی ہریرۃ انفرد بہ خالد بن مخلد القطوانی وھو متکلم فیہ **ف** فیہ مثل ما فی الحدیث الاول من کتاب آداب الاکل

حدیث حق تعالی فرماتے ہیں مجکو کسی چیز میں ایسا تردد نہیں ہوتا جیسا اپنے مسلمان بندہ کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے (کیونکہ) اوسکو موت ناگوار ہے (سو اس کا مقتضا تو یہ ہے کہ اُسکو موت نہ دوں) اور (بہت سی حکمتوں سے) موت بھی اوسکے لئے ضروری ہے (اس کا مقتضا یہ ہے کہ اوسکو موت دوں یہ سبب ہوجاتا تردد کا) اسکو بخاری نے ابوہریرہ کی حدیث سے روایت کیا (اور) اس (کی روایت) میں خالد بن مخلد قطوانی منفرد ہے اور اوسمیں کلام کیا گیا ہے **ف** اس سے بھی وہی امر مستفاد ہوتا ہے جو اس کتاب آداب الاکل کی سب سے پہلی حدیث میں ہے (کیونکہ توقف کو تردد سے تعبیر فرمایا گیا)

الحديث لكل عامل شرة ولكل شرة فترة فمن كانت فترته الى سنتى فقد اهتدى احمد والطبرانى من حديث عبد الله بن عمرو وللترمذى نحوه من حديث ابى هريرة وقال حسن صحيح **ف** فيه عدم دوام الاحوال النفسانية وكون اصل المقصود العمل بالسنة دون الكيفيات والاحوال وبه صرحوا

حدیث ہر عمل کرنے والے کو (ابتدا میں) ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو (اخیر میں) سکون ہو جاتا ہے سو جسکا سکون میری سنت پر منتہی ہو۔ وہ ہدایت پر رہا روایت کیا اسکو احمد اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث سے اور ترمذی کے نزدیک بھی اسکے قریب قریب ہے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے

ف اسمیں اسپر دلالت ہے کہ (ایسے) احوال (جوش و خروش جو) نفسانی (ہیں) ہمیشہ نہیں رہا کرتے اور اصل مقصود عمل بالسنۃ ہے نہ کہ (ایسے) کیفیات و احوال اور اہل طریق نے اسکی تصریح فرمائی ہے۔ کون الاحوال غیر مقصودۃ / عمل مقصود بدون احوال ٥٢

الحديث اذا كثرت ذنوب العبد ابتلاه بهم ليكفرها احمد من حديث عائشة الا انه قال بالحزن فيه ليث بن سليم مختلف فيه **ف** فيه ما صرح به اهل الطريق من منافع الحزن وهو من المجاهدات الاضطرارية

حدیث جب بندہ کے گناہ کثرت سے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اوسکو کسی فکر میں مبتلا کر دیتے ہیں تا کہ اون گناہوں کا کفارہ کر دیں روایت کیا اسکو احمد نے حضرت عائشہ کی حدیث سے مگر اسمیں (بہم کی جگہ) بالحزن ہے (یعنی غم میں مبتلا کر دیتے ہیں) اسمیں لیث بن ابی سلیم ہے جو مختلف فیہ ہے **ف** اسمیں وہ مضمون ہے جسکی اہل طریق تصریح کرتے ہیں یعنے حزن کے منافع اور یہ مجاہدات اضطراریہ سے ہے۔ کون الحزن من المجاہدۃ الاضطراریۃ / مجاہدہ اضطراریہ

(باقی آئندہ)

اسلئے مناسب نہیں ہے کہ آپ دربار میں نہ شریک ہوں۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے مگر میں یہ ہرگز نہ کرونگا کہ اپنے نفس کے لئے خدا کے دربار کو چھوڑ کر دنیا کے دربار میں شریک ہوں القصہ انھوں نے کسیطرح ترک جمعہ منظور نہیں کیا اور چٹھی لکھدی کہ آج جمعہ ہے اور مجھے نماز جمعہ میں شریک ہونا ہے اس لئے میں حاضری دربار سے معذور رہوں اوس چٹھی کا جواب آیا کہ اگر ہمیں پہلے سے خیال ہوتا تو ہم جمعہ کو دربار نہ کھولتے مگر اب اعلان ہو چکا ہے اسلئے دربار تو نہیں موقوف ہوسکتا آپ نماز جمعہ پڑہیں آپ کے لئے دربار خاص منعقد کیا جاویگا۔ یہ مضمون بیان فرماکر خانصاحب نے فرمایا کہ تم جانتے ہو وزیر الدولہ کی یہ حالت کیوں تھی اسکا سبب محض یہ تھا کہ اونپے خاندان شاہ عبد العزیز صاحب کی خاک جاپڑی تھی۔ خانصاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ میں نے مولوی اسمٰعیل صاحب کاندہلوی والد جناب مولوی یحیٰی صاحب سے بھی سنا ہے اور حافظ عبد الرحمٰن صاحب دہلوی سے بھی سنا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب حدیث میں نواب وزیر الدولہ کے شاگرد تھے۔

۳۷ **حاشیہ حکایت** (۳۳) قولہ اسکا سبب محض یہ تھا الخ **اقول** ھو کما قال سلطان المشائخ رحمہ اللہ تعالیٰ ؎ ہرکو مرید سید گیسو دراز شد ۔ واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد ۔ وقال آخر ؎ آہن کہ بپارس آشنا شد ۔ فی الحال بصورت طلا شد ۔ ۱۲ (**اشرف**)

(۳۴) خانصاحب نے فرمایا کہ مجھسے جناب مولوی اسمٰعیل صاحب کاندہلوی نے بیان فرمایا کہ سید صاحب کے نوکرں میں ایک صاحب سید امیر علی تھے جو نہایت متقی و پرہیزگار تھے یہ صاحب نواب وزیر الدولہ کے مقرب تھے۔ اور اہل حاجت کی سفارشیں بہت کیا کرتے تھے ایک مرتبہ انھوں نے نواب صاحب سے کوئی سفارش کی اور نواب صاحب نے وعدہ فرمالیا۔ مگر کسی وجہ سے اسکا ایفا نہ ہوسکا۔ اسپر سید امیر علی صاحب کو غصہ آیا اور سر دربار نواب صاحب کے تھپڑ ماردیا۔ نواب صاحب کا ظرف دیکھیے کہ کچھ نہیں کہا اور خاموش ہوگئے اوسکے بعد جو سید صاحب کے عزیز واقارب ریاست میں موجود تھے نواب صاحب اُنکے پاس گئے اور انسے سید امیر علی کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ مجھے اس واقعہ سے ذرا بھی ملال نہیں ہوا انھوں نے تو تھپڑ ہی مارا ہے اگر وہ میرے جوتے لگاتے تب بھی مجھے ملال نہ ہوتا مگر ان سے ذرا اتنا کہدو یا جاوے کہ حق تعالیٰ

نے ریاست کا کام میرے سپرد فرمایا ہے اور ہمیں وقار قائم رہنے کی ضرورت ہے۔ اور سر دربار ایسا کرنے سے سیاست میں خلل آتا ہے اسلئے وہ دربار میں اسکا لحاظ رکھیں۔ تنہائی میں انہیں اختیار ہے چاہے وہ میرے جوتے ماریں۔

حاشیہ حکایت (۳۳) قولہ اگر وہ میرے جوتے مار لیتے الی قولہ مگر انسے ذرا الخ **اقول** یہ ہے تواضع اور حکمت کا جمع کرنا جو بجز کامل کے کسی سے ممکن نہیں ایک ایک کا منفرد پایا جانا چنداں دشوار نہیں باقی اُن بزرگ کا ایسا کرنا کسی حالت کے غلبہ پر محمول ہوگا۔ ورنہ بدون اس عذر کے ایسا کرنا جائز نہیں (**شت**)

(۳۴) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ نواب وزیر الدولہ سید صاحب سے بیعت تھے۔ اور اونکو سید صاحب سے اسقدر گہرا تعلق تھا کہ جب سید صاحب کی بیوی تشریف لا رہی تھیں تو نواب صاحب نے حکم دیدیا تھا۔ کہ جب وہ فلاں مقام پر پہونچنے کو ہوں تو مجھے فوراً اطلاع کردینا۔ تاکہ میں اونکے اس مقام پر پہونچنے سے پہلے وہاں پہونچ جاؤں (یہ مقام ٹونک سے گیارہ کوس تھا) چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور نواب صاحب اوس مقام پر پہونچ گئے۔ جب سید صاحب کی بیوی تشریف لائی ہیں تو نواب صاحب نے ایک طرف سے انکی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر رکھا اور ٹونک تک برابر پالکی اپنے کندھے پر لائے۔ اس قصہ کو مجھ سے مولوی اسمٰعیل صاحب کاندہلوی نے حافظ عبدالرحمٰن صاحب دہلوی نے بیان کیا ہے۔ ۳۸

حاشیہ حکایت (۳۴) قولہ پالکی کا بانس الخ **اقول** یہ ہے فنائے کامل اور یہ رؤسا ہیں نمونہ حضرات خلفاء راشدینؓ کے باقی بی بی صاحبہ کا اسکو گوارا کرنا یا تو نواب صاحب نے ایسا اہتمام فرمایا ہو کہ اونکو اطلاع نہ ہوئی یا اونکی ممانعت کو نواب صاحب نے مانا نہ ہو اور ظاہر ہے کہ وہ ایسی حالت میں کیا کرتیں اگر کوئی مرد ہوتا تو پالکی سے باہر آجاتا مگر وہ پردہ دار کیا کرسکتی تہیں (**شت**)

(۳۵) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ نواب یوسف علی خان والی رامپور بہت خوش مزاج آدمی تھے مگر نہ عقیدہ اچھا تھا نہ عمل چار ابرو کا صفایا رکھتے تھے۔ جب آگرہ میں دربار ہوا ہے تو اسمیں شرکت کے لئے نواب وزیر الدولہ بھی گئے تھے اور نواب یوسف علی خان بھی۔ چونکہ

نواب وزیر الدولہ بہت سیدھے اور نیک تھے۔ اسلئے نواب یوسف علی خان نے اپنے دوستوں سے کہا کہ چلو ذرا وزیر الدولہ کو بنا ئینگے اور یہ امر آپس میں طے کرکے وزیر الدولہ کے پاس پہنچے۔ نہیں معلوم وزیر الدولہ کو کشف ہوا یا فراست سے اونھوں نے اونکا خیال معلوم کرلیا۔ غرض اونہوں نے اونکو مذاق کا موقع نہیں دیا اور خود ہی گفتگو شروع کی اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے بعض لوگو نکا ظاہر اچھا بنایا ہے اور بعض کا باطن میرا ظاہر تو بہت اچھا ہے اور اسقدر اچھا ہے کہ اوسپر کسیکو نکتہ چینی کی گنجائش نہیں مگر میرا قلب نہایت گندہ اور ناپاک اور سخت مکروہ و خبیث ہے اور بھائی یوسف علی خاں کا باطن تو ایسا ہے جیسا میرا ظاہر اور انکا ظاہر ایسا ہے جیسا میرا باطن یہ سُنکر یوسف علی خان مبہوت سے رہ گئے اور کچھ نہ کہہ سکے۔ تھوڑی دیر خفت مٹانے کیلئے بیٹھے رہے اور اوسکے بعد اُٹھکر چلے گئے یہ قصہ میں نے مولوی اسمٰعیل صاحب کاندہلوی اور مولوی محمد نور صاحب مرادآبادی سے سُنا ہے۔

حاشیہ حکایت (۳۵) قولہ بھائی یوسف علی خان کا باطن الخ اقول یہ بی

۳۹ عمل اس ارشاد پر ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ یہ ہر شخص کا کام نہیں وما یلقاھا الا الذین صبروا وما یلقاھا الا ذوحظ عظیم اور نیز اسمیں بین دلیل ہے اسکے مصداق ہونے کی سہ مرا پیر دانا سے روشن شہاب ٭ دو اندرز فرمود بر روئے آب ٭ یکے آنکہ برخویش خود بین مباش ٭ دگر آنکہ برغیر بدبین مباش ٭ (رشت)

(۳۶) خانصاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی نے آخری حج ۱۲۹۹ھ میں کیا ہے۔ اور حج کو تشریف لیجاتے ہوئے مولانا نے دہلی میں احمد پائی کی سرائے میں قیام فرمایا تہا اور اوپر بالاخانہ میں مقیم تھے آپ کے پاس بہت سے لوگ مجتمع تھے۔ جن میں مولوی اسمٰعیل صاحب کاندہلوی بھی تھے اوس بالاخانہ میں غربی جانب ایک کوٹھری تھی جس میں مَیں بیٹھا ہوا کوئی کام کر رہا تھا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے مولانا گنگوہی سے فرمایا کہ میں اب رخصت ہوتا ہوں مگر مجھے تنہائی میں کچھ عرض کرنا ہے مولانا ان کو ساتھ لیکر اس کوٹھری میں تشریف لے آئے۔ جس میں مَیں موجود تھا۔ اور فرمایا کہ فرمائے مولوی اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ مجھے تنہائی میں

عرض کرتا ہے اور یہاں یہ شخص (امیرشاہ) موجود ہے مولانا نے فرمایا۔ کہ آپ ان کا خیال نہ کیجئے اور فرمایئے۔ تب اُنھوں نے فرمایا کہ میں بیعت تو ہوں مولوی محمد یعقوب صاحب دہلوی سے اور تعلیم حاصل کی ہے مولوی مظفر حسین صاحب کاندہلوی سے۔ ان حضرات کی تعلیم نقشبندی تھی۔ اور ان کی تعلیم پر عمل کرنے سے میرے لطائف ستہ آٹھ دن میں ایسے پھرنے لگے جیسے پھرکی پھرتی ہے۔ لیکن مجھے ابتدا سے اتباع سنت کا شوق تہا اور جو اوراد احادیث میں وارد ہوئے جیسے پاخانہ میں جاتے وقت یہ پڑھے اور نکلتے وقت یہ، اور بازار میں جاتے وقت یہ الی غیر ذلک میں ان کا بہت اہتمام کرتا تھا۔ اسلئے مجھے اعمال مشائخ سے بہت کم دلچسپی تھی۔ کبھی دس دن میں کبھی پندرہ دن میں مراقبہ وغیرہ کر لیا کرتا تھا یہ میری حالت ہے اور اب میری ضعیفی کا وقت ہے اور اب میں چاہتا ہوں کہ جناب مجھے کچھ تعلیم فرماویں مولانا نے فرمایا کہ جو اعمال آپ کرتے ہیں ان میں آپ کو مرتبہ احسان حاصل ہے یا نہیں انھوں نے فرمایا کہ حاصل ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ بس آپ کو کسی تعلیم کی ضرورت نہیں کیونکہ مرتبہ احسان کے حاصل ہو جانے کے بعد اشغال
۴۰ صوفیہ میں مشغول ہونا ایسا ہے جیسا کوئی گلستان و بوستان وغیرہ پڑھ لینے کے بعد کریما شروع کرے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ فعل محض تضیع اوقات ہے اسلئے آپکے لئے اشغال مشائخ میں اشتغال تضیع اوقات اور معصیت ہے۔

حاشیہ حکایت (۴۶) **قولہ** بس اب آپ کو کسی تعلیم کی **اقول** یہ تحقیق اہل طریق کو حرز جان بنانے کے قابل ہے خصوص انکو جو ذرائع کو مقاصد سمجھ بیٹھے ہیں اور خود صوفیہ کی تصریح ہے طرق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق تو اوس شخص پر حیرت ہے جو ان اعمال کو اس عموم سے خارج سمجھتے ہیں ایسا سمجھنے والے وہی ہیں جنکو طریقت کی حقیقت کی ہوا بھی نہیں لگی (**اشرف**)

(۴۷) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کاندہلوی نہایت سیدھے اور نہایت متبع سنت بزرگ تھے میں ان سے بہت سی مرتبہ ملا ہوں لیکن جب کبھی انسے ملاقات ہوتی تھی وہ یہ ضرور فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب کسیکو کسی سے محبت ہو تو اسے چاہیئے کہ اسکو اطلاع کر دے اسلئے میں تعمیل ارشاد نبوی تم سے کہتا ہوں کہ مجھ تم سے محبت ہے۔

(باقی آئندہ)

خریداران الہادی کیواسطے رعایت

بعض دوستوں کے مشورہ سے یہ بات طے پائی ہے کہ الہادی کے خریداروں کو کتب رعایت سے دی جاتیں لہذا اب سے ایک فہرست کتب شائع کیا کرونگا جسمیں حتی الوسع انتہائی رعایت ہوا کریگی مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جو صاحب کتب طلب فرماویں وہ اپنا نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں کیونکہ احقر کو اسقدر فرصت نہیں کہ ہر فرمائش پر رجسٹر الہادی میں تلاش کرے یا کم از کم یہ تحریر فرمادیا کریں کہ ہم الہادی کے خریدار ہیں۔ فقط۔

تصنیفات حضرت سیدی ومرشدی حکیم الامۃ مجدد الملۃ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	قیمت	[illegible]
اصلاح الرسوم رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	۶ر	۴ر
الاستبصار فی فضل الاستغفار	ار	۰ر
انتباہات المفیدہ علم کلام جدید کا ایک نہایت مفید رسالہ جسمیں شبہات جدیدہ کے جوابات اہل شبہات یعنی انگریزی تعلیمیافتہ حضرت کے		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
مذاق پر نہایت فصاحت ومتانت سے دیتے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی تعلیمیافتہ حضرت کے پاس رہے تاکہ جسوقت کوئی شبہ پیش آوے فوراً اس کتاب سے حل کرلیا جاوے انشاء اللہ تعالے جواب حاصل ہوجائیگا۔ خواہ کلیۃً یا جزاً اسکی پوری		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
تعریف اس احقر کا قلم نہیں کرسکتا [illegible] کا محتاج ہے۔	عہ	۲ار
اخبار الزلزلۃ۔	ار	خر
اخبار بنی۔	ا	سر
اصلاح ترجمہ دہلویہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ کی اصلاح	۲ر	ار
اصلاح الخیال غلبہ سے جن لوگونکو اتباع شریعت میں		

نام کتاب	قیمت	قیمت رعایتی
شبہات و شکوک و اوہام پیدا ہوتے ہیں وہ تمام تر شبہات اور انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے۔	۳ر	۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیوں کی اصلاح۔	۱ر	شر
اوراد رحمانی و اذکار سبحانی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کی فضائل اور عجیب و غریب نکتے قابل دید۔	۳ر	۲ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان و بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل و مدلل بیان۔	۳ر	۲ر
اغلاط العوام فی باب الاحکام عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کیگئی ہے۔ معہ دو ضمیمہ۔	۱ر	شر
اعمال قرآنی جسمیں آیات قرآنیہ کے خواص عملیات کا بیان ہے اسکے تین حصے ہیں قیمت ہر سہ حصہ	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت باہمی گذران و برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپسمیں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے	۲ر	۲ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم۔	۱ر	شر
بہشتی زیور اس مفید اور مقبول عام کتاب کی تعریف و توصیف خارج از بیان ہی ہر شخص آفتاب نصف النہار کیطرح یہ بات روشن ہی کہ دینیہ اصلاح عادات و آداب معاشرت و مسائل دینیہ میں کسقدر مفید ثابت ہوئی ہی خاصکر عورتوں کے حق میں تو اکسیر کا کام دیتی ہے اسکی گیارہ حصے ہیں اول کے دس حصے تو خاص عورتوں کی تعلیم و تربیت و درستی حالات میں بینظیر ہیں گیارہواں حصہ خاص مردوں کے مسائل میں بے بدل ہی دس حصص	عہ	عہر
بہشتی گوہر گیارہواں حصہ	۱۰ر	۶ر
تعلیم الدین دین کی چاروں اجزاء عقائد عبادات اخلاق و معاملات و سلوک و مقامات و اذکار و اشتغال کا قرآن و حدیث سے بیان۔	۸ر	۶ر
الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والحنیف حضرت موسیٰ اور حضرت		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
ابراہیم علیہا السلام کے قصے جو جابجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں انکو ایک جا مرتب فرمایا ہے	۵ر	۳ر
تجوید القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد اور اسکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یادگار حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد لکہدیئے گئے ہیں۔	۱۰ر	ار
التکشف عن مہمات التصوف۔	لعہ	سے
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی کا پڑھنے سے متعلق بحث	ار	ار
جزاء الاعمال۔	۰۲ر	۲ر
جمال القرآن۔ یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکہا گیا ہے	۰۲ر	۱۰ر
حفظ الایمان مع بسط البنان وتغیر العنوان۔	۱۰ر	ار
حقوق الاسلام جسمیں		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
استاد و پیراں باپ میاں بیوی حاکم محکوم ہمسایہ و مہمان حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	ار	۵ر
حق السماع سماع کے متعلق فقہی کامل تحقیق	۰۲ر	۱۰ر
حقوق العلم علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور اونمیں جو کوتاہیاں ہورہی ہیں اونکی اصلاح ہے۔	۵ر	۳ر
الخطب الماثورہ جسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرماکر درج فرمائے ہیں۔	۲ر	لہ ر
الخطاب الملیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
رسالہ میں ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وحیات کی تحقیق	۲ر	ار
رونمائے مثنوی دیباچہ کلید مثنوی	۱۰ر	ار
زاد السعید جسمیں درود شریف کے فضائل وعجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں اور آخر میں ایک رسالہ نیل الشفاء ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب وغریب خواص اور برکات درج ہیں۔	۲ر	۱۰ر
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان فرمایا ہے	۹ر	۸ر
شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد		

نام کتاب	قیمت	محصول
اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین ہیں	۴ر	۰۲ر
شجرہ طیبہ اسمیں تین شجرے شامل ہیں اول شجرہ منظم اردو حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ بزرگوں کے مقامات دفن و تاریخ وفات بھی لکھی گئی ہے دوسرا شجرہ فارسی منظوم مولانا رشید احمد صاحبؒ تیسرا شجرہ آقائی مرشدی مولانا محمد اشرف علی صاحب مد فیوضہم اور آخر میں ایک رسالہ تعلیم الطالب مولفہ حضرت مولانا حکیم الامۃ ملحق ہے۔	۱۰ر	ـر
صفائی معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل مدلل مع اصول و قواعد عام فہم۔	۰۲ر	ـ۱ر
طریقہ مولد شریف مولود شریف کے اصلی اور صحیح اور سنت کے		

نام کتاب	قیمت	محصول
موافق طریقہ کا بیان۔	۱ر	ـر
فتاوی اشرفیہ اسکے دو حصے ہیں ہر حصہ میں متفرق مسائل مدلل اکثر تحقیقات عجیب غریب درج ہیں حصہ اول	۴ر	۳ر
ایضاً حصہ دوم۔	۶ر	۰۴ر
قصد السبیل اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کر کے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرماتے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کرکے کامیاب ہو سکتا ہے	۰۲ر	۱۰ر
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کے پردہ مروجہ پر شبہات		

نام کتاب	قیمت	محصول
کرتے تھے کہ ایسا پردہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن و حدیث ہی سے اسکو ثابت کیا ہے۔	۲ر	۱۰ر
کمالات امدادیہ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۶ر	۵ر
لب مثنوی دفتر ششم کے ابتدائی حصہ کی شرح۔	۵ر	۴ر
مناجات مقبول معہ تتمہ و حزب البحر روزانہ تلاوت کرنیکے واسطے احادیث کی پر اثر دعاؤں کا مجموعہ ترجمہ اردو نظم میں کردیا گیا معہ شجرہ خاندان چشتیہ خط واضح۔	۱۰ر	۶ر
المصالح العقلیہ حصہ اول	۹ر	۶ر
ملفوظات خیرت	۹ر	۸ر
مجموعہ رسائل مفیدہ	۲ر	ـ۱ر

مختصر پتہ:- پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

سفرنامہ شیخ الہند

شیخ الہند مولانا مولوی محمود حسن صاحبؒ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند مؤلفہ مولانا مولوی حسین احمد صاحب سلمہٗ

اسمیں مفصلہ ذیل بیانات ہیں۔ ابتدائی تحریک مولانا مرحوم کی + ابتدائی حالت جنگ میں اور گورنمنٹ کی بدظنی کی وجہ + مولانا مرحوم کا حجاز کو روانہ ہونا + مولانا کے رفقاء سفر + مولانا کے سفر کی نسبت افواہیں + بمبئی سے مولانا کی روانگی + مولانا کی جدہ سے روانگی اور مکہ معظمہ میں داخلہ + مولانا مرحوم کے معمولات + جناب مولانا خلیل احمد صاحب کا سفر + مکہ معظمہ سے روانگی مدینہ منورہ کو + راستہ کا انتظام + مولانا پر ایک اتہام اور اسکی غیر معقولیت + مولانا کا مدینہ منورہ میں داخلہ + مولانا کی رفقاء کا سفر + ترکی پولیس کی توجہات + انور پاشا اور جمال پاشا وغیرہ کا مدینہ منورہ میں آنا + شیخ الحرم + روضہ مسجد + ہر دو حضرات کی انور پاشا اور جمال پاشا سے ملاقات + ترکی گورنمنٹ کی دریا دلی + مولانا کی نسبت افواہ۔ مولانا کی مدینہ منورہ سے روانگی طائف + فتنہ حجاز + مولانا کا طائف میں رمضان + طائف سے روانگی + مولوی مسعود احمد صاحب پر شبہ + خان بہادر مبارک علی + حکیم نصرت حسین کا ذکر + واقعہ اسارت مکہ + شیخ الاسلام سے گفتگو + مصالحت کی کوشش + مکہ معظمہ کے قید خانے + دہلی کے تاجروں کی ہمدردی + مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا خواب + جدہ سے روانگی۔ سویز کا پہنچنا + مرہ اور جیزہ + مصر کے سیاسی قید خانہ کی چارپائی + جیزہ کی تنہائی کے قواعد + ٹہلنے کی جگہ + مولانا کا فکر + مولانا کا اپنے خادموں کے ساتھ برتاؤ + مولانا کی توجہ اور فکر کا اثر + ہمراہیوں کے زیادہ فکر کی ایک خاص وجہ + مصر کی وجہ + روانگی مالٹا + ترکی افسروں اور سپاہیوں کی آمد + جہاز کے کھانے کا انتظام + جہاز کی روانگی + جہاز میں موت کی بروقت تیاری + ترکی افسر + وصول مالٹا + مالٹا کی اسارت گاہ اور اسکی تفصیل + کیمپوں میں دکانیں + آفس + شفاخانے + مریضوں سے ملنے کا قاعدہ + کیمپوں کا انتظام + رسد کی اشیاء + اسراء کو آپس میں ملنے کا طریق + ڈاک کا انتظام + اسراء کی تعداد اور نمبر + اسراء کی تفریح + اسراء کیلئے اخبار و تار + ہلال احمر اور صلیب احمر کی ہمدردی + کیمپوں میں لپٹنے لپیٹنے لکڑی کے مکانات + اسراء کے علمی اشغال + اسراء کی باہم ہمدردی + عام اسراء کی تجارت + اسراء کی صناعت + اسراء کے مقدمات + قید خانہ اسارت گاہ + مولانا کا کیمپ سارت میں داخلہ + مالٹا کا گوشت اور اسکے حلال نہ ہونیکی وجہ۔ کیمپ میں حلال گوشت کے طریقے۔ دال کے اقسام + ترکاریاں اسارت میں کھانیکا ہمارا طریقہ + ورگیٹ کیمپ کا قیام + مولانا کی جفاکشی اور استقامت + روگیٹ کیمپ کا قیام کو انتظام +۔ انتظام بابت شوقی و دیگر خدمات خارجیہ + ان صیادوں عربوں کی حالت + مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اوقات + مالٹا میں پہنچنے پر نقد میں تنگی + میجر حسن بیگ افسر کی تنخواہ + مسٹر سید آور ڈاکٹر کی علیحدگی + علی بیگ کا واقعہ + اسلامی قبرستان + مولانا کی مراعات کا حکم + عرب کیمپ کو پسند کرنیکی وجہ + مسٹر برن کی آمد + ترکی میں اسراء کی حالت + حکیم نصرت حسین صاحب کی استقامت + نقد کا بجائے رسد مقرر ہونا + مسٹر برن کے لائے ہوئے خطوط + مولوی عزیز گل صاحب کا اشتغال + وحید کا اشتغال۔ مولانا حسین احمد صاحب کا اشتغال + مولوی حکیم نصرت حسین صاحب کا اشتغال + اسراء کا چھوڑا جانا + مالٹا سے روانگی + سیدی بشر سے سویز کو روانگی + عرض حال + تتمہ کرنیل اشرف بیگ کے مفصل حالات + اشرف بیگم کی اخلاقی حالت ان دونوں پارٹیوں کی مفصل کیفیت۔ اشرف بیگم کی فوج اور انڈیا آفس اشرف بیگ کی گرفتاری + اشرف بیگ کا حسن انتظام ترکوں کی تدوین وغیرہ وغیرہ۔ قیمت ۱۰ روپیہ علاوہ محصول

مختصر پتہ :- پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

الہادی

دینیات کا ماہواری رسالہ جسمیں شریعت و طریقت کے متعلق جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامت مولنا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے علوم عقلیہ نقلیہ کا بیش بہا ذخیرہ جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول ۱۳۴۲ھ سے جاری ہوا ہے جسمیں بالفعل حسب ذیل مضامین ہوتے ہیں آئندہ بھی انشاء اللہ مفید مضامین ہوتے رہیں گے

التادیب و التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب جسمیں احادیث سے اعمال کی فضیلت اور گناہوں کی مذمت مفصل بیان کیگئی ہے جسکو پڑھکر ہر انسان کا دل طاعت کیجانب مائل ہوجاتا ہے اور گناہوں کو چھوڑنے کی توفیق ہوتی ہے۔

تسہیل المواعظ حضرت مولنا مدظلہم کے مواعظ کی تسہیل ہے بعض حضرات نیز عورتیں حضرت مولانا مدظلہم کے وعظ بوجہ عالمانہ مضامین ہونیکے سمجھ نہیں سکتے تھے اسواسطے انکی استقدر تسہیل کردی ہے کہ اب ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے

المصالح العقلیہ جلد سوم اسکی کیفیت جلد اول کے دیکھنے والوں پر ظاہر ہے کیونکہ جلد اول کتابی صورت میں طبع ہوتی ہے اور جلد دوم الہادی کی جلد اول میں شائع ہوئی۔ اسمیں احکام شرعیہ کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں اسکا مطالعہ تمام مسلمانوں کو عموماً اور نو تعلیم یافتہ حضرات کو خصوصاً نہایت مفید ہے۔

کلید مثنوی شرح مثنوی مولنا روم اسکے بھی تین دفتر کتابی صورت میں طبع ہو چکے ہیں اور باقی دفتر رسالہ ہذا میں شائع ہو رہے ہیں اسکے متعلق تو کچھ عرض کرنے ہی کی حاجت نہیں جو حصے اسکے چھپ چکے ہیں وہ اسکی شان ظاہر کرنیکے لئے کافی ہیں

التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف اسمیں حضرت مولنا مدظلہم نے ان احادیث کی تحقیق فرمائی ہے جو کلام صوفیہ و کتب تصوف میں مذکور ہیں اور انکو علماء ظاہر بوجہ لاعلمی موضوع کہدیتے ہیں یہ مضمون نہایت شاندار ہے احقر کی خوش قسمتی ہے کہ الہادی کیواسطے حضرت والا نے اسکا ترجمہ بھی فرمادیا ہے تاکہ اردو خواں حضرات اس سے بھی فائدہ اٹھا سکیں۔

امیر الروایات فی جیب الحکایات اس میں اکابر سلسلہ یعنی خاندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مثلاً شاہ صاحب و مولانا شہید و مولانا شاہ اسحٰق صاحب و مولانا فخر صاحب و مولانا محمد یعقوب صاحب و غیرہم کی حکایات ہیں اور ان حکایات پر حضرت مولانا تھانوی مدظلہم نے حواشی مفیدہ تحریر فرمائے ہیں یہ مضمون بھی نہایت مفید ہے۔ باوجود ان خوبیوں کے قیمت سالانہ ۲ اور بصورت وی۔ پی ۲/۴ کا پڑتا ہے

المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

رجسٹرڈ ایل ۱۷۷۵

قال الله تعالى وقرآناً فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چہ آیت موصوف دال ست بر افضلیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر راشد یا بادی * و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی * و پس اتباعاً للنص المذکور * صحیفہ شہریہ کہ متدرج ست بمدارج شہور

مسمیٰ بہ

الہادی

جلد ۲	بابت جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۴ھ	نمبر ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب جمادی و مذکر ست در ہر مجلس نادی

و ممکن ست برائے ہر جامع و صادی * بصورت ترجمہ رسالہ مخرجہ بہ تہذیب سبیل الحق

و مصلح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از وکلاء ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی * بادارۃ محمد عثمان عاصی * در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

[illegible]

له [illegible]

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ

بہ برکت و دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہٗ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	...... ایضاً	۱۹
۴	کلید مثنوی	تصوف	...... ایضاً	۲۷
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	...... ایضاً	۳۵
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی ...... صاحب مع حاشیہ حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم	۳۹
۷	بشارت تیاری تنویر السراج فی لیلۃ المعراج	×	......×......	ٹائٹل

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ معین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کبھی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائٹل کے ۶۴ صفحہ سے کم نہ ہوگا۔ بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے۔ اور قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنہ ہے۔

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا۔ اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے مجلد کا وی۔ پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا۔ اور دو روپے بارہ آنہ کا وی۔ پی پہنچے گا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے تو دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۲ھ سے بھیجے جائینگے۔ اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائیں گے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو تو طلب فرماویں مگر اسکی قیمت تین روپے ہے۔ علاوہ محصول ڈاک کے۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

اور یہ زیادہ مشابہ حق کے ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب مبالغہ کے ساتھ انگلیوں کے درمیان وضو کا پانی پہنچاؤ نہیں تو اونمیں خوب مبالغہ کے ساتھ نار جہنم پہنچاؤ گے اسکو طبرانی نے اوسط میں مرفوع روایت کیا اور کبیر میں حضرت ابن مسعود پر موقوف رکھا ہے اسناد حسن کے ساتھ واللہ اعلم اور کبیر میں انہیں ابن مسعودؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے موقوف اس طرح روایت کیا ہے پانچوں انگلیوں میں خلال کرو اللہ تعالےٰ اوسمیں آگ نہیں بھریگا۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اوسنے اپنی ایڑھیاں نہیں دھوئی تھیں۔ فرمایا ان ایڑھیونکو خرابی (یعنی عذاب) ہے آگ سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک قوم کو دیکھا کہ وضو کی جگہ میں وضو کر رہے تھے فرمایا وضو کو کامل کرو میں نے ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے خرابی ہے ایڑھیونکو آگ سے یا خرابی ہے کونچوں کو آگ سے اسکو

١٠٥ بخاری مسلم نسائی ابن ماجہ نے مختصراً روایت کیا ہے اور ترمذی نے انہیں ابوہریرہ سے روایت کیا ہے ویل ہے ایڑھیونکو آگ سے پھر کہا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہے کہ جناب نے فرمایا خرابی ہے ایڑھیوں اور تلونکو آگ سے۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں یہ حدیث جسکی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حدیث عبد اللہ بن جزء الزبیدی سے مرفوع روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے ابوہریرہؓ پر موقوف روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوالہیثم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے دیکھا فرمایا اندر پیالہ کے لے ابوالہیثم اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسمیں ابن لہیعہ ہیں (اللہ اعلم اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وضو کے پانی اور برتن کو چھینٹوں سے بچانا چاہیئے)۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کو

دیکھا کہ اونکی ایڑہیاں چمک رہی تھیں (یعنی وضو میں خشک رہ گئی تھیں) فرمایا خرابی ہے ایڑہیوں کو آگ سے وضو کو کامل کرو اسکو مسلم ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور لفظ ابو داؤد کے ہیں۔ اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری نے اسکے قریب روایت کیا ہے۔

اور ابو روح کلاعی سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کے ساتھ نماز پڑہی اوسمیں سورہ روم پڑہی آپکو بعض جگہ متشابہ لگا فرمایا ہم پر شیطان نے پڑہنے کو صرف اس وجہ سے کیا ہے کہ بعض قومیں نماز میں بغیر وضو آجاتی ہیں پس جب تم نماز کو آیا کرو تو اچھی طرح وضو کر لیا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے تردد فرمایا ایک آیت میں جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ہم پر قرآن شریف مشتبہ ہوگیا کچھ قومیں تم میں سے ہمارے ساتھ نماز پڑہتی ہیں۔ وضو اچھی طرح نہیں کرتے پس جو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہوا کرے اچھی طرح وضو کیا کرے اسکو امام احمدؒ نے اسیطرح روایت کیا ہے اور دونوں روایتوں کے راوی حدیث صحیح میں قابل حجت ہیں اور اسکو نسائی نے ابو روح سے ایک آدمی کے واسطے سے روایت کیا ہے۔

۱۰۶ اور ابو رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے حضور نے ارشاد فرمایا کسی شخص کی نماز کامل نہیں ہوتی تاوقتیکہ وضو کامل نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالے نے حکم فرمایا ہے اپنے چہرہ اور دونوں ہاتھونکو کہنیوں تک دہوئے اور سر کا مسح کرے اور دونوں پیرونکو ٹخنوں تک دہوئے اسکو ابن ماجہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

وضو کے بعد کچھ کلمات پڑہنے کی ترغیب

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ وضو کرے اور اسکو کامل کرے پھر کہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور اسکے لئے جنت کے آٹھوں دروازے نہ کہلیں کہ جس سے چاہے داخل ہوجائے اسکو مسلم ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور انہوں نے بجائے وضو کامل کرنے کے وضو اچھا کرے

فرمایا ہے اور ابو داؤد نے زیادہ کیا ہے پھر آسمان کیطرف نظر اٹھا کر کہے وہی کلمہ اور ترمذی نے مثل ابو داؤد نے نقل کیا ہے اور اس میں یہ کلمات دعائیہ اور زیادہ کئے ہیں اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ آخر حدیث تک نقل کیا ہے (ترجمہ) اے اللہ تو مجھکو توبہ کرنے والوں میں سے کرے اور خوب پاکی حاصل کرنیوالوں میں سے (شمار) کرے۔ مگر روایت ترمذی کی اس زیادتی میں کلام ہے (واللہ اعلم شاید مصنف نے اس حدیث کو رُوِیَ کرکے اسی کلام کی وجہ سے روایت کیا ہے جو ضعف کی دلیل ہے)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جس شخص نے سورۂ کہف کی تلاوت کی اسکے واسطے بروز قیامت اسکے مقام سے مکہ معظمہ تک نور ہوگا اور جس شخص نے اس سورت کے آخر کی دس آیتیں پڑہیں۔ اور پھر دجال لعین نکل آوے تو اسکو کچھ نقصان نہیں پہنچائیگا اور جس شخص نے وضو کرکے یہ کہا سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک یہ اسکے واسطے ایک پرچہ پر لکہا جائیگا۔ پھر اسکو مہر شدہ کردیا جائیگا پھر قیامت تک وہ مہر نہیں توڑی جائیگی (واللہ اعلم مقصود یہ ہے کہ یہ ذکر محفوظ رہے گا کسی عمل بد سے وہ بیکار اور ضائع نہ ہوگا) اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے 107
اور اسکے راوی سند صحیح کے ہیں اور یہ لفظ بھی طبرانی کے ہیں اور اسکو نسائی نے بھی روایت کیا اسکے آخر میں کہا ہے کہ اس پرچہ پر مہر لگائی جائیگی اور عرش کے نیچے رکھا جائیگا اور قیامت تک نہیں توڑا جائیگا مگر حضرت ابو سعید پر موقوف ہونا زیادہ درست ہے۔

بعد وضو کے دو رکعتیں پڑہنے کی ترغیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا اے بلال تم مجھ سے بیان کرو جو کوئی زیادہ قابل امید تم نے اسلام میں داخل ہوکر کیا ہو اسواسطے کہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتیوں کی آواز سنی ہے۔ عرض کیا میں نے اپنے نزدیک اس سے زیادہ قابل امید کوئی عمل نہیں کیا کہ میں نے رات دن میں سے کسی وقت کوئی ایسا وضو نہیں کیا کہ اسکے ساتھ جو کچھ میرے لئے لکھا ہو ایہا نماز

نہ پڑہی ہو اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ وضو عمدہ کرے اور دو رکعتیں ایسے پڑہے کہ دل اور چہرے کے ساتھ اُنکی طرف متوجہ ہو اور اسکے لئے جنت نہ واجب ہو (یعنی ضرور اس عمل سے اسکے واسطے جنت واجب ہوجائیگی) اسکو مسلم ابوداؤد نسائی ابن ماجہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ایک حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اسکو عمدہ کیا پھر دو رکعت پڑہیں کہ اونکے درمیان میں سہو اور غفلت نہ کی اسکے جتنے پہلے گناہ ہیں بخشے جائینگے اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

اور حمران مولے عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کا پانی منگایا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو برتن سے ڈالا اور انکو تین مرتبہ دہویا پھر داہنے ہاتھ کو پانی میں ڈالا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک جھاڑی پھر اپنے چہرہ کو تین مرتبہ اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دہویا پھر سر پر مسح کیا پھر دونوں پیر تین مرتبہ دہوئے۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس وضو کی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر فرمایا کہ جس کسی نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعتیں پڑہیں کہ اونمیں اپنے دل سے باتیں نہ کیں اسکے جتنے پہلے گناہ ہیں سب بخشے جائینگے اسکو بخاری مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ۱۰۸

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس نے وضو عمدہ طرح پر کیا پھر کھڑے ہو کر دو یا چار رکعتیں پڑہیں۔ سہیل راوی نے شک کیا ہے اچھی طرح کیا اونمیں رکوع اور عاجزی کو پھر اللہ تعالے سے مغفرت مانگے اسکو بخشا جائیگا اسکو امام احمدؒ نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔

کتاب الصلوٰۃ

نماز کا بیان

اذان کی ترغیب اور اسکی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ جانیں جو کچھ اذان اور صف اول میں (فضیلت) ہے پھر بجز قرعہ ڈالنے کے چارہ نہ پائیں تو بیشک قرعہ ڈالنے لگیں (یعنی اتنی حرص بڑھے کہ ہر ایک ان دونوں کاموں میں پیش قدمی کرے اور جھگڑا کرنے لگیں آخر قرعہ سے فیصلہ کرنا پڑے مگر غفلت میں پڑے ہیں اسوجہ سے یہانتک نوبت نہیں پہنچی) اور اگر جانیں جو کچھ دوپہری میں اول وقت ظہر سے آنے میں فضیلت ہے تو اسکی طرف دوڑتے ہوئے آویں اور اگر جان لیں جو کچھ عشا اور صبح میں اجر ہے تو اس میں ضرور حاضر ہوں ۱۰۹
اگرچہ چرتیوں سرکنا پڑے اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ جان لیں کہ اذان کہنے میں کیا کچھ اجر ہے تو آپس میں تلواریں چل پڑیں۔ اسکو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور اس میں ابن لہیعہ ہیں۔

اور حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اون سے کہا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم ریوڑ اور جنگل کو دوست رکھتے ہو پس جب اپنے ریوڑ یا جنگل میں ہو اور اذان دو تو اذان میں آواز بلند کیا کرو اسواسطے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ موذن کی بلند آواز کو کوئی جن یا انسان یا کوئی چیز سنے اور بروز قیامت اسکی شہادت نہ دے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا میں نے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اسکو امام مالک نسائی بخاری اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے جن وانس کے بعد درخت اور پتھر کو بھی زیادہ کیا ہے اور ابن خزیمہ نے

اپنی صحیح میں بھی روایت کیا ہے اسکے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے ابوسعید نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے نہیں سنے گا مؤذن کی آواز کو کوئی درخت نہ مٹی نہ پتھر نہ جن نہ انسان مگر کہ ضرور شہادت دینگے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کہتے ہیں رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن کی مغفرت کیجائیگی جہانتک کہ اُسکی اذان پہنچے اور اسکی مغفرت مانگتی ہیں ہر تر اور خشک چیز جو اذان سُنے اسکو امام احمدؒ نے اسناد صحیح سے روایت کیا ہے اور طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے بھی روایت کیا ہے مگر بزار نے کہا ہے اور اسکی اجابت کرتا ہے ہر تر اور خشک۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا کہ مؤذن کی جسقدر آواز بلند ہوگی اسیقدر بخشش کیجائیگی اور ہر تر اور خشک چیز اسکی تصدیق کریگی۔ یہ امام احمدؒ کی روایت کا ترجمہ ہے اور ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بھی روایت کیا ہے ان دونوں کے نزدیک بجائے تصدیق کے شہادت ہے اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور انھوں نے یہ زیادہ کیا ہے اور مؤذن کو مثل اون لوگوں کے اجر ملے گا جنھوں نے اسکے ساتھ نماز پڑھی ہے (یعنی جتنا تمام نمازیوں کو اجر ملیگا اتنا اس تنہا کو ملے گا) اور ابن ماجہ کے نزدیک اسطرح ہے اسکی مغفرت اسکی درازی آواز کے برابر ہوگی اور ہر تر اور خشک اسکے لئے مغفرت مانگتے ہیں اور نماز میں حاضر ہونے والے کیلئے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دو نمازوں کے درمیان کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ خطابی نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ مؤذن آواز کے بلند کرنے میں جسقدر اپنی وسعت کو صرف کرتا ہے اسیقدر مغفرت ہوتی ہے۔ اگر اپنی پوری وسعت کو صرف کردیا تو پوری کامل مغفرت ہوجاتی ہے حافظ مصنف کتاب فرماتے ہیں اس مطلب کی شہادت وہ روایت کرتی ہے جس میں فرمایا ہے اسکی مغفرت بقدر درازی اسکی آواز کے ہوگی اور خطابی نے فرمایا ہے اسکا یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ بطور تمثیل فرماتے ہیں کہ اگر اسکے گناہ اسقدر ہوں کہ جہانتک اسکی آواز پہنچی ہے وہاں تک کی زمین اون گناہوں سے پُر ہوجائے تو اذان کی برکت سے معاف ہوجائینگے۔ 110

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اللہ تعالے اور اسکے فرشتے صف اوّل پر درود بھیجتے ہیں اور مؤذن کی مغفرت اسکی انتہائی آواز تک کیجاتی ہے اور جو کوئی تر خشک سنتا ہے اسکی تصدیق کرتا ہے اور جتنے آدمی اسکے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اونکے برابر اسکو اجر ملتا ہے۔ اسکو امام احمد اور نسائی نے اچھی جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کیا ہے اسکے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن کی بمقدار درازی آواز کے مغفرت ہوگی اور اسکا اجر مثل اجر اون لوگوں کے ہے جنہوں نے اسکے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام ضامن ہے اور مؤذن امانت دار ہے اے اللہ اماموں کو ہدایت دے اور مؤذنوں کی مغفرت فرما اسکو ابوداؤد و ترمذی ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں مگر ان دونوں نے یوں روایت کیا ہے پس اللہ ہدایت کرے اماموں کو اور مؤذنوں کی مغفرت فرمائے اور ابن خزیمہ کی ایک روایت مثل ابوداؤد کی روایت کے ہے اور اسکی دوسری روایت میں اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن لوگ امین ہیں اور امام لوگ ضامن ہیں اے 111
اللہ مؤذنونکو بخشدے اور اماموں کو درست یہ دعا تین مرتبہ کی اور اسکو امام احمد نے حضرت ابو امامہ کی روایت سے اسناد حسن سے بیان کیا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے امام ضامن ہے اور مؤذن امانت دار ہے پس اللہ اماموں کو ہدایت کرے اور مؤذنوں سے معاف کرے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اذان دیجاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سُنے جب اذان پوری ہوجاتی ہے واپس آجاتا ہے پھر جب اقامت کہی جاتی ہے تو بھاگتا ہے جب پوری ہوجاتی ہے آجاتا ہے۔ یہانتک کہ انسان کے دل میں وسوسہ ڈالنے لگتا ہے کہتا ہے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر ایسی باتونکو یاد دلاتا ہے کہ پہلے اونکو یاد بھی نہیں کرتا تھا۔ یہانتک کہ آدمی ایسا ہوجاتا ہے کہ نہیں جانتا کہ کتنی پڑھی ہے اسکو امام مالک اور بخاری مُسلم

ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ شیطان جب نماز کی ندا سُنتا ہے چلا جاتا ہے یہانتک کہ بقدار مکان روحار پہنچ جاتا ہے راوی کہتے ہیں کہ روحار مدینہ منورہ سے چھتیس میل ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے مؤذن لوگ بروز قیامت تمام لوگوں سے زیادہ دراز گردن والے ہونگے اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور اسکو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں بروایت ابوہریرہ روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہترین بندوں میں سے وہ لوگ ہیں کہ چاند سورج اور ستاروں کی خبرگیری رکھتے ہیں خدا کے ذکر کے واسطے یہ لفظ طبرانی کے ہیں اور بزار اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے ۱۱۲
اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور پھر موقوف بھی روایت کی ہے اور کہا ہے یہ پہلی روایت کو فاسد نہیں کرتی اسواسطے کہ ابن عینیہ حافظ ہیں اور ایسے ہی ابن مبارک ہیں اور اسکو ابوحفص بن شاہین نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث مسعر سے روایت کرتے میں ابن عینیہ تنہا ہوتے ہیں اور یہ حدیث غریب صحیح ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص مشک کے ٹیلوں پر ہونگے (راوی کہتے ہیں) میں عبداللہ کو خیال کرتا ہوں کہ انھوں نے روز قیامت بھی کہا تھا اور ایک روایت میں زیادہ کیا ہے کہ اون تینوں پر پہلے پچھلے رشک کرینگے ایک وہ غلام کہ اوسنے اللہ کا اور اپنے مالکوں کا حق ادا کیا اور ایک وہ آدمی ہے کہ اوس نے کسی قوم کی امامت کی اور وہ قوم اوس سے خوش ہوں اور ایک وہ آدمی کہ پانچوں نمازوں کی ہر رات دن اذان دے۔ اسکو امام احمد اور ترمذی نے بسند سفیان عن ابی الیقظان عن زاذان عن عبداللہ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث حسن غریب ہے

علم میں کامل ہو جائے اور پورا علم حاصل کرے تو وہ بھی اس خست سے ضرور دُور ہوگا۔ اور جن لوگوں میں خست پائی جاتی ہے۔ جب غور سے دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ عالم ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ عالم تو وہ ہے جسکو علم میں کمال ہو۔ اور کمال کا اثر ہے بے پرواہ ہونا۔ جسکو کمال ہوگا وہ ضرور بے پرواہ ہوگا۔ دیکھئے بڑھئی۔ راج۔ لوہار جب اپنے کام میں کاریگر ہو جاتے ہیں۔ اور کمال حاصل ہو جاتا ہے تو کیسے بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ تو علم کیا ان ذلیل کاموں کے برابر بھی اثر نہیں رکھتا۔ ضرور رکھتا ہے اور یقینی بات ہے۔ کہ جسمیں بے پروائی نہیں ہے اسکے کمال ہی میں کمی ہے۔ علامہ تفتازانیؒ ایک بڑے بھاری عالم تھے اونکا قصہ لکھا ہے کہ جب امیر تیمور بادشاہ کے دربار میں آئے تو امیر تیمور چونکہ لنگڑا تھا اس وجہ سے پیر پھیلائے بیٹھا تھا۔ آپ نے بھی پیر پھیلا دئیے امیر تیمور کو بُرا معلوم ہوا اور کہا کہ مجھے تو عذر ہے کہ میرے پیر میں لنگ (لنگڑا پن) ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی عذر ہے کہ مجھکو ننگ آتی ہے۔ یعنی اس سے کہ بادشاہ تو پیر پھیلائے بیٹھے اور میں پیر سکیڑ کر بیٹھوں۔ صاحبو! جن لوگونکو آپ عالم کہتے ہیں۔ وہ یہ واعظ ہیں جو وعظ کہتے پھرتے ہیں جنھوں نے تھوڑی سی اُردو فارسی کی کتابیں پڑھ لی ہیں اونکو علم کی ہوا بھی نہیں لگی۔ یہ لوگ اپنے کو عالموں کے لباس میں ظاہر کرتے ہیں۔ اور انکی جہالت کی یہ حالت ہے۔ کہ ایک واعظ صاحب نے سورۂ کوثر کا وعظ کہا۔ اور ترجمہ پہلی آیت کا یہ کیا۔ کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھکو ثر کے شل دیا۔ اس احمق سے کوئی پوچھے کہ شل کس لفظ کے معنی ہوئے۔ اسی طرح ایک واعظ گنگوہ میں آیا۔ اور وعظ کہا۔ جب جنت دوزخ کا ذکر کرتا۔ تو جہنم کی جگہ جہندم کہتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ظالم نے کہیں لکھا ہوا بھی دیکھا تھا۔ صرف کسیکی زبان سے سُن لیا ہوگا۔ اُس سے بھی زیادہ مزیدار یہ قصہ ہے کہ سہارنپور میں ایک وعظ کہنے والے آئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد کہا۔ ساہبو (صاحبو!) یہاں واج (وعظ) بھی ہوا کرے ہے۔ معلوم ہوا کہ نہیں ہوتا۔ آپ نے پکار دیا۔ بھائیو واج ہوگی۔ لوگ ٹھہر گئے منبر پر پہونچکر لیس شریف کی غلط سلط آئتیں پڑھیں اور غلط سلط ترجمہ کرکے دعا مانگ کر کھڑا ہو گیا۔ وہاں ایک مولوی صاحب بھی بیٹھے تھے۔ مگر تھے بیچارے اندھے۔ انھوں نے اس واعظ کو بلا کر پوچھا۔ تمہاری تحصیل کہاں تک ہے۔ یعنی تم نے کہاں تک کتابیں پڑھی ہیں۔ تو آپ کیا فرماتے ہیں۔ ہماری تسیل (تحصیل) ہے باپوڑ۔ پھر انھوں نے صاف کرکے پوچھا کہ تم نے پڑھا کیا کیا ہے تو آپ

فرماتے ہیں ہم نے سب کچھ پڑھا ہے۔ نورنامہ۔ سائین نامہ۔ دائی حلیمہ کا قصہ۔ معجزہ آل نبی۔ اور
تو کیا جانے اندر ہے۔ یہ نمونہ ہے واعظ صاحب کی لیاقت کا۔ لیکن پھر بھی ان لوگوں سے اتنا
نقصان نہیں ہوتا۔ کیونکہ دیکھنے والے اور سننے والے انکی اس جہالت کی وجہ سے پہلے ہی معتقد نہیں
ہوتے۔ البتہ ان لوگوں سے گہرا نقصان پہنچتا ہے۔ جنکی زرق برق تقریریں ہوتی ہیں۔ معلوم ہوتا
ہے کہ کوئی بڑے عالم وعظ کہہ رہے ہیں۔ مگر علم دیکھئے تو عربی کی چھوٹی سی کتاب بھی شاید نہ پڑھی
ہو۔ یہ لوگ ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو تباہ کیا۔ خود ڈوبے اور دوسروں کو بھی لے ڈوبے۔ غرض جو
حقیقت میں عالم ہیں اونسے تو کچھ گمراہی نہیں پھیلی۔ اور جو نام کے عالم ہیں۔ انکو عالم کہنا ہی غلط ہے
ایک شبہ شاید کسیکو یہ پیدا ہو۔ کہ عالموں میں چونکہ آپس میں اختلاف ہے کہ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی
کچھ کہتا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے لوگ گمراہ ہوگئے۔ میں کہونگا اگر اختلاف ہی کی وجہ سے
لوگ گمراہ ہوئے۔ تو یہیں بھی قصور انہیں کا ہے۔ کیونکہ اختلاف جیسے عالموں کے اندر پایا
جاتا ہے اسیطرح حکیموں میں بھی اختلاف ہوتا ہے ڈاکٹروں میں بھی ہوتا ہے۔ غرض اختلاف
۱۸ سے کوئی فرقہ خالی نہیں۔ پس اگر عالموں کے اختلاف سے عوام کو نقصان پہونچا تو کیا وجہ
حکیموں اور ڈاکٹروں کے اختلاف سے نقصان نہیں پہونچا۔ وہاں کونسی تدبیر انھوں نے کی
جسکی بدولت حکیم عبدالمجید اور حکیم عبدالعزیز کے اختلاف کے نقصان سے بچے رہے تدبیر یہی کی
کہ کسی پہچان سے معلوم کیا کہ کونسا زیادہ کامل ہے۔ بس جو کامل ہوا اسی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور
دوسرے کو چھوڑ دیا۔ صاحبو کیا دو دن کی زندگی اور چند روز کے آرام کیلئے تو اسکی ضرورت ہے
اور جہاں ہمیشہ رہنا ہے اُس جگہ کے لئے اس تدبیر کی ضرورت نہیں۔ اگر نہیں معلوم ہوتی تو
کس بات کے آپ مسلمان ہیں اور اگر اسکی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ تو اسکے لئے کیوں اس
تدبیر پر عمل نہیں کرتے۔ اور اختلاف کے نقصان سے کیوں نہیں بچتے۔ جس پہچان سے
آپ نے بہت سے حکیموں میں سے کامل حکیم کو چھانٹ لیا تھا۔ اسی پہچان سے یہاں بھی
کام لو۔ مثلاً وہاں یہ پہچان رکھی تھی۔ کہ اُسنے کسی بڑی جگہ پڑھا ہو سند حاصل کی ہو اُسکے ہاتھ
سے اکثر بیمار اچھے ہوتے ہیں۔ اسمیں حرص اور لالچ نہ ہو۔ بیماروں پر مہربان ہو۔ بیماری کے
پہچان لینے میں پوری مہارت ہو۔ اسی پہچان سے عالموں کو چھانٹنا چاہیئے۔ کہ اسکے ہاتھ سے

جاہل واعظوں سے زیادہ نقصان ہوتا ہے

اختلاف سے بچنے کی تدبیر

[illegible]

اکثر لوگوں کو ہدایت ہوتی ہو۔ جو دین طلب کرے اوسپر مہربان ہو۔ خود دُنیا سے نفرت رکھتا ہو۔ گناہوں سے بچتا ہو۔ کسی بزرگ کی صحبت میں رہا ہو۔ اوس پر خدا کا خوف غالب ہو۔ پس جس عالم میں یہ خوبیاں ہوں۔ اسکے کہنے پر عمل کرو۔ کیونکہ یہ تم کو جو کچھ بھی بتلائیگا۔ اُسمیں خدا کا خوف کریگا۔ اور گڑ بڑ کچھ کا کچھ نہ بتلائیگا۔ لیکن دوسرونکو بھی بُرا نہ کہو۔ بہر حال یہ شبہ جاتا رہا کہ عالموں کے اختلاف سے لوگ گمراہ ہوئے۔ اب صرف دو فرقے ایسے رہگئے جنکی وجہ سے زیادہ تر گمراہی پھیلی۔ ایک امیروں کا فرقہ دوسرا فقیروں کا۔ کہ ان میں سے اکثر خود بھی گمراہ ہیں۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ بہت ہی کم اس سے بچے ہوئے ہونگے۔ بعض اُن میں کہ ایسے بزرگ بھی ہیں کہ انکو ابراہیم ادہمؒ کہنا چاہیئے۔ اور جنید بغدادیؒ کہنا چاہیئے۔ لیکن حضرت جنیدؒ کی تو یہ حالت تھی۔ کہ ایک شخص آپ کا امتحان کرنے آیا۔ اور دس برس تک آپ کے پاس رہا مگر معتقد نہ ہوا ایک روز کہنے لگا کہ میں نے آپ کی بزرگی کی شہرت سُنی تھی لیکن میں دس برس سے آپ کے پاس ہوں اس مدت میں میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا
۱۹ کہ تو نے اس مدت میں جنیدؒ کو کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ کرتے بھی دیکھا۔ اس نے جواب دیا کہ گناہ تو کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ جنیدؒ کی یہ کچھ کم کرامت ہے کہ دس برس تک اُس سے خدا کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ ہوا۔ ایسا ہی اونکا ایک دوسرا قصہ ہے کہ اونکے زمانہ میں کچھ لوگ اپنے کو صوفی مشہور کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم تو پہونچے ہوئے ہیں نماز روزون کی ہمیں ضرورت نہیں۔ یہ بات جب حضرت جنیدؒ تک پہونچی تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس بات میں تو سچے ہیں کہ ہم پہونچے ہوئے ہیں۔ مگر دوزخ تک پہونچے ہوتے ہیں۔ خدا تک پہونچے ہوئے نہیں ہیں اور پھر فرمایا کہ اگر میں ہزار برس زندہ رہوں تو نفل بھی بغیر مجبوری کے نہ چھوڑوں جو فقیر ایسا ہو وہ البتہ جنیدؒ وقت ہے۔ تو فقیروں میں بعضے ایسے بھی ہیں کہ وہ جنیدؒ بغدادی کے مثل ہیں۔ اور امیرون میں بھی بعض حضرت ابراہیمؒ ادہم کی طرح ہیں۔ لیکن کثرت سے ایسے ہی ہیں جنمیں بددینی اور بدعت کا زور ہے اور ایک جماعت بدعتیون میں سے ایسی ہے۔ جو ہم لوگونکو وہابی کہتی ہے۔ لیکن ہماری سمجھ میں آجتک یہ بات نہ آئی کہ ہم کو کس مناسبت سے وہابی کہا گیا۔ کیونکہ وہابی وہ لوگ ہیں جو کہ ابن عبدالوہاب کی اولاد میں ہیں۔ اس کے

مذہب پر چلتے ہیں۔ ابن عبدالوہاب کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں ہر شخص اونکو دیکھکر معلوم کرسکتا ہے۔ کہ وہ نہ مذہب کے اعتبار سے ہمارے بزرگوں میں ہے۔ نہ نسب کے اعتبار سے۔ البتہ آجکل جو لوگ چاروں اماموں میں سے کسیکو نہیں مانتے۔ اونکو ایک اعتبار سے وہابی کہنا درست ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اونکے اکثر خیالات ابن عبدالوہاب سے ملتے جلتے ہیں۔ البتہ ہم لوگوں کو حنفی کہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ معلوم ہوچکا ہے۔ کہ چار امام ہیں۔ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ۔ امام مالک بن انسؒ ان اماموں کے مذہب سے باہر ہونا جائز نہیں۔ بلکہ اپنے ملک میں ان چاروں اماموں میں سے جسکے مذہب کا رواج ہو اسی کا تابع بنا رہنا واجب ہے۔ تو چونکہ ہندوستان میں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کا رواج ہے اسلئے ہم اونہیں کے مذہب پر چلتے ہیں۔ پھر ہم وہابی کیسے ہوسکتے ہیں۔ اور اگر اسپر بھی ہمیں وہابی کہا جاوے۔ تو ہم لوگ اس سے برا نہیں مانتے لیکن اتنا ضرور کہے دیتے ہیں کہ قیامت میں اس بہتان لگانے کی تم کو سزا ملیگی۔ آجکل کے فقیروں نے جو بدعتیں کر رکھی ہیں۔ میں ایک ایک کرکے تمہیں بتلاتا مگر وقت میں گنجائش نہیں۔ اور عالموں نے پوری طرح کتابوں میں لکھدیں۔ اونہیں پڑھوا کر سن لینا ۲۰

بدعت کی پہچان

البتہ ایک پہچان بدعت کی تبلاتے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ جو بات قرآنؑ حدیثؑ فقہ میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہ ہو اوسکو ثواب کا کام سمجھکر کیا جاوے۔ وہ بدعت ہے۔ اس پہچان کے بعد دیکھہ لیجئے کہ ہمارے بھائیوں کے جو کام ہیں جیسے عرس کرنا فاتحہ دلانا اور مردہ کو ثواب پہچانے کے لئے دن مقرر کرنا۔ یہ قرآن حدیث فقہ کسی سے بھی ثابت نہیں لیکن پھر بھی اُن کو دین کی بات سمجھکر کرتے ہیں۔ اگرچہ سمجھدار آدمیوں کا عقیدہ ان مسئلوں میں خراب نہیں لیکن اُنکے کرنے سے عوام کا عقیدہ تو خراب ہوجاتا ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ کی فقہ میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر سمجھدار لوگ کوئی ایسا کام کرنے لگیں جسکے کرنے کا شرع نے حکم نہیں کیا۔ اور اس سے عوام کے عقیدہ میں خرابی پھیلے۔ تو سمجھدار لوگوں کو بھی اُس کام کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ ہاں جو کام ایسا ہے کہ شرع نے اوسکا حکم کیا ہے لیکن لوگوں نے اوسمیں خرابیاں ڈال رکھی ہیں۔ تو وہاں یہ حکم ہے کہ جو خرابیاں اوسمیں مل گئی ہیں اونکے مٹانے کی کوشش کرینگے اور اوس کام کو نہ چھوڑینگے۔ مثلاً جنازہ کے ساتھ جانے کا شرع نے حکم کیا ہے۔ تو اگر اوسمیں لوگ

[illegible]

بڑی باتیں بھی پڑھالیں تب بھی جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑینگے۔ بس ثواب پہنچاتے میں دو باتیں ہیں ایک تو وقت کا مقرر کر لینا۔ دوسرے ثواب پہنچانا۔ ان میں سے پہلی بات یعنی وقت مقرر کرنا شرع سے کچھ بھی ضروری نہیں اگرچہ جائز ہے۔ لیکن اس سے عوام میں خرابی پھیلتی ہے اسلئے وقت مقرر کرنا چھوڑ دینگے۔ البتہ اگر ساری امت کا یہ عقیدہ ہوجاوے کہ وہ وقت مقرر کرنے کو ضروری نہ سمجھے تو سب کو وقت مقرر کرنے کی اجازت دیدینگے۔ لیکن حالت موجودہ میں (جبکہ اکثروں کا یہ خیال ہے کہ خاص تاریخوں میں ثواب پہنچانے سے زیادہ مقبولیت ہوتی ہے) کیسے اجازت دیدیجائے۔ کیونکہ ایسا خیال رکھنا تو شریعت کے خلاف ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ گیارہویں اٹھارہ تاریخ تک تو ہوسکتی ہے پھر نہیں ہوسکتی۔ خیال تو کیجئے اس سے بڑھکر عقیدے اور کیا خراب ہونگے۔ ایک وعظ میں مَیں نے ان رسموں کا بیان کیا تو بعد وعظ کے ایک صاحب کہنے لگے کہ مولویوں کو ایسے مضمون بیان نہ کرنا چاہئیں کہ مسلمانوں میں اس سے اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ اور جدا جدا فرقے بنے جاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہمارا بیان کرنا تو آپکے

۲۱ عمل کرنے پر موقوف ہے۔ جیسے لوگوں کے عمل ہونگے اور جیسی اونکی حالت ہوگی۔ ویسا ہی ہم بیان کرینگے۔ اگر لوگ ان رسمونکو چھوڑ دیں۔ تو ہم بھی اس قسم کے بیان کو چھوڑ دینگے۔ تو جدا جدا فرقے ہوجانیکا الزام ان کاموں کے کرنے والوں پر ہے نہ کہ ہم پر نہ یہ ایسے کام کرتے۔ نہ ہم اس قسم کا بیان کرتے۔ غرض ان کاموں کا شرع نے حکم نہیں کیا اور ان سے خرابیاں بہت کچھ پھیل رہی ہیں۔ اسلئے ان سب کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ ایک تو دن مقرر کرنا چھوڑ دو۔ دوسرے جو طریقہ ثواب پہنچانے کا گھڑ رکھا وہ بھی چھوڑ دینے کے قابل ہے۔ مجھے ایک دیہاتی کہنے لگا۔ کہ اگر ثواب پہنچانے کے وقت کھانے پر چند سورتیں پڑھ لیجائیں تو حرج ہی کیا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ جب روپیہ یا کپڑا خیرات کرتے ہو۔ تو اوس پر سورتیں کیوں نہیں پڑھتے۔ جس مصلحت سے کھانے پر سورتیں پڑھی جاتی ہیں اُسی مصلحت سے کبھی روپے یا کپڑے پر کیوں نہیں پڑھی جاتیں۔ اس کا کچھ جواب نہیں۔ اور ایک نیت میں بھی درستی کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ثواب پہنچاتے میں اکثر نیت یہ ہوتی ہے۔ کہ ہم انکو ثواب پہنچائینگے تو اونسے ہمارے دُنیا کے کام نکلیں گے۔ صاحبو! اگر عقیدہ خراب ہونیکا بھی خیال نہ کرو تب بھی تو یہ نیت کرنا نامناسب بات ہے۔ کیونکہ اسکی ایسی مثال ہے

کہ آپ کسی شخص کے پاس ہدیہ کے طور پر مٹھائی بھیجیں اور اسکے بعد اس شخص سے کہیں کہ آپ میرے مقدمہ میں گواہی دیدیں۔ اندازہ کیجئے کہ یہ شخص کسقدر ناراض ہوگا۔ اور اس سے اسکو کیسی تکلیف ہوگی پس جب دُنیا والوں کو تکلیف ہوتی ہے تو اللہ والوں کو تو اس سے زیادہ تکلیف ہوگی پس جسوقت اونکو یہ معلوم ہوتا ہوگا کہ یہ ہدیہ اس غرض سے دیا ہے۔ تو اونہیں کسقدر ناگوار ہوتا ہوگا۔ اسکے سوا کسقدر شرم کی بات ہے۔ کہ اللہ والوں سے دُنیا کیلئے محبت ہو۔ اُن کے پاس دُنیا کہاں ہے۔ اُن سے دنیا کی اُمید رکھنی بالکل ایسی بات ہے۔ جیسے کسی سُنار سے کھرپا بنانے کی اُمید رکھنا یا کسی حکیم سے یہ فرمایش کرنا کہ تم چلکر ہمارے گھر کی گھاس کھودو۔ صاحبو! ہم کو حضرت سید غوث الاعظمؒ بڑے پیر صاحب سے جو محبت ہے۔ تو اسلئے کہ انھوں نے ہم کو ہدایت کا راستہ دکھلایا اسکے بدلہ میں ہم اونکو کچھ ثواب بخشدیں کہ اونکی روح خوش ہو۔ اور اُسکے خوش ہونے سے خدا تعالیٰ خوش ہوں اور اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ ہم لوگ ثواب پہنچانے سے منع نہیں کرتے (بلکہ جو اُسکے اندر خرابیاں کر رکھی ہیں اونکو منع کرتے ہیں) اور اوسکی اصلاح کرتے ہیں۔ جس دن عام طور پر اصلاح ہوجائیگی۔ اُسدن ہم یہ بھی نہ کہیں گے۔ مگر جبتک اصلاح نہ ہو۔ اُسوقت تک ہم ضرور ناجائز ناجائز کہتے رہیں گے۔ رہی بدنامی۔ سو خدا کا شکر ہے کہ دین کے پھیلانے میں ہم کو اسکی کچھ پرواہ نہیں۔ ۲۲

(دین کے پھیلانے میں بدنامی کی کچھ پرواہ نہیں)

(۶) ایک فرقہ مسلمانوں میں ایسا بھی ہے کہ اُسکے عقیدے اور عمل سب درست ہیں مگر اس فرقہ کو اپنی اچھائی کا بڑا غرور ہے۔ اور دوسرے مسلمانوں کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے۔ مگر صاحبو! غرور کس پر کیجئے۔ جنکو تم گنہگار سمجھتے ہو۔ اُن میں بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ اگرچہ خراب عقیدوں کی گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ لیکن اونکو کچھ بھی گناہ نہیں۔ کیونکہ وہ بچارے انجان تھے۔ کسی نے غلط بات بتاکے اونہیں گمراہ کردیا۔ تو انکا گناہ بھی گمراہ کرنے والے کے ذمہ ہوگا۔ کیونکہ جو شخص علم تو کچھ رکھتا نہیں ویسے ہی دوسروں کو مسئلے بتاتا ہے تو ان سب کا گناہ اسی کے ذمہ ہے۔ تو بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اونکو کچھ بھی خبر نہیں کہ جو بات ہمیں بتائی ہے وہ ٹھیک ہے یا غلط جیسا کسی نے بتادیا ویسا کرلیا پھر تو انہیں کچھ گناہ نہیں۔ کس طرح اون لوگوں کو حقیر سمجھا جاسکتا ہے اسکے سوا یہ بات ہے کہ کسی شخص کا کیا منہ ہے جو اپنے اچھے ہونے کا دعوے کرے۔ کیونکہ

(بعض لوگ عقیدے اور عمل اچھے ہونے پر بھی دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں)

خاتمہ کا حال کسے معلوم ہے۔ کیا خبر کس کا خاتمہ کیسا ہو۔ پھر دوسرے مسلمانوں کو کوئی نیک آدمی کیونکر ذلیل سمجھ سکتا۔ اور اونپر کیسے طعن کرسکتا ہے۔ حدیث کا مضمون ہے۔ کہ سب انسان آپسمیں اعضاء کی طرح ہیں۔ یعنی تمام مسلمان مثل ایک تن کے ہیں۔ اور جب یہ حالت ہے تو مسلمانوں کے دوزخ میں جانے سے آپکا دل دُکھنا چاہیئے۔ اور رنج ہونا چاہیئے۔ اور اونکے بچانے کی تدبیر میں لگنا چاہیئے۔ ہم کو گنہگار مسلمانوں کے ساتھ وہی خیرخواہی ہونی چاہیئے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی ایکمرتبہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور زنا کرنیکی اجازت چاہی۔ صحابہؓ نے سنکر اسکو ڈانٹنا چاہا۔ حضور نے منع فرمایا اور نہایت اطمینان سے فرمایا۔ کہ کیا تو اپنی ماں کے ساتھ ایسا کیا جانا پسند کرتا ہے اُسنے کہا نہیں۔ فرمایا بہن کے ساتھ کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا بس جس سے تم زنا کروگے۔ وہ بھی کسیکی ماں کسی کی بہن ہوگی۔ جو بات اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ وہ دوسرونکے لئے کیوں پسند کرتے ہو۔ دیکھیئے حضور کی نرم مزاجی کی یہ حالت تھی۔ اور اسطرح نصیحت کرنیکی عادت تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی۔ بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو دشمنوں اور کافروں تک کی بھی خاطرداری فرماتے تھے۔ کفار آپ کو ستاتے۔ اور پہاڑوں پر جس فرشتہ کی حکومت ہے۔ وہ فرشتہ آکر عرض کرتا ۲۳
کہ اگر اجازت ہو تو میں ان سب کو پہاڑوں سے ہلاک کردوں۔ آپ فرماتے تم میرے اور میری قوم کے معاملہ میں دخل مت دو۔ تو جب حضور کو کافروں تک کی خاطرداری منظور تھی۔ تو ہم میں آج کونسی بڑائی پیدا ہوگئی ہے۔ کہ ہم اپنے مسلمان بھائیونکو ذلیل سمجھیں اور اون سے غرور کے ساتھ پیش آئیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ والوں نے کبھی دشمنوں کا دل بھی نہیں دکھایا ہے۔ تمہیں یہ مرتبہ کیسے میسر ہوسکتا ہے۔ کیونکہ تمہاری تو دوستوں ہی سے لڑائی رہتی ہے۔ اور جب تم دوستوں سے لڑتے اور انکو حقیر سمجھتے ہو۔ تو کس منہ سے اپنے کو مسلمان کہتے ہو۔ دوسرے یہ بات بھی ہے کہ یہ کام وہی شخص کرتا ہے جو خدا سے غافل ہو۔ حضرت بہلول کی حکایت ہے کہ وہ ایک صوفی پر گذرے جو لوگوں سے لڑ جھگڑ رہا تھا۔ آپؒ نے فرمایا کہ یہ شخص دعویٰ صوفی ہونیکا کرتا ہے۔ لیکن اگر اپنے دوست کو پہچان لیتا (یعنی اللہ تعالےٰ کو) تو دشمن سے لڑنے بھڑنے میں مشغول نہ ہوتا۔ یعنی دوست ہی سے فرصت نہ ملتی۔ پھر دوسروں سے کیسے لڑتا۔ صاحبو! کیا بھروسہ ہے کہ شام تک ہماری کیا حالت ہوگی۔ اور چار دن کے بعد ہم کیا ہو

اگر قبر میں ایمان ساتھ گیا تو سب کچھ ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔ تو جبکہ ہماری اسوقت کی حالت میں سیکڑوں
خرابیاں ہیں۔ اور اس حالت پر بھی کچھ اطمینان نہیں اندیشہ لگا ہوا ہے کہ اس سے بھی زیادہ خراب
نہ ہو جائے تو بڑی جہالت کی بات ہے۔ کہ ہم دوسروں پر ہنسیں اور اونکو ذلت کی نظر سے دیکھیں۔
بڑا پاگل ہے وہ شخص کہ اوسپر بیسیوں فوجداری کے مقدمے ثابت ہیں اور وہ دوسرے دیوانی کے
مقدمہ والوں کو ذلیل سمجھتا ہے۔ اور اونکو برا بھلا کہتا پھرتا ہے۔ تو اس وجہ سے میں اس فرقہ کو
خاص طور پر کہتا ہوں کہ اگرچہ تمہارے عقیدے درست ہیں اور ظاہر میں عمل بھی خراب نہیں معلوم ہوتے
لیکن تم اپنے دل کی حالت میں غور کرو اور دل کی حالت کو اچھا نہ سمجھو۔ کیونکہ بعض لوگ ایسے
ہوتے ہیں کہ اونکا ظاہر تو درست ہوتا ہے۔ لیکن دل بھیڑیئے کے دل کی طرح ہوتا ہے۔ پس اوسکے
سنوارنے کی فکر کرو۔ مگر خرابی تو یہ ہے کہ دل کی حالت سنوارنے کو ضروری نہیں سمجھتے۔ چنانچہ
بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ مدار صرف عقیدوں پر ہے۔ اگر عقیدے درست کرلئے تو پھر
نجات ہے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ یہ مانا کہ عقیدے درست ہونے سے کبھی نہ کبھی نجات ہو جائیگی
۲۴ لیکن یہ بات غلط ہے کہ صرف عقیدوں کے درست ہونے سے اول ہی سے نجات ہو جائے گی
اور کچھ عذاب نہ ہوگا۔ اور بعضے لوگوں کا یہ غلط خیال ہے کہ صرف حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
محبت کا دعویٰ کرنا نجات کے لئے کافی ہے۔ اگر حضور سے محبت ہو تو نہ سوال جواب ہوگا۔ نہ
حساب کتاب ہوگا۔ پس ان سب لوگوں کو چاہیئے۔ کہ باطن کی بھی فکر کریں۔ جسکا طریقہ یہی ہے کہ اپنے
کو بالکل مٹا دے۔ اور تواضع پوری طرح اختیار کرے۔ اور یہی تواضع جڑ ہے اتفاق کی بھی۔ آجکل
لوگ اتفاق کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اتفاق کی جو جڑ ہے۔ اسکو بالکل چھوڑ رکھا ہے۔ کیونکہ اتفاق
ہمیشہ اس سے پیدا ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنے کو دوسرے سے کم سمجھے۔ اس سے کبھی اختلاف اور
جھگڑے کی نوبت آہی نہیں سکتی۔ افسوس آج اس پاکیزہ خصلت کو بالکل چھوڑ دیا گیا۔ بلکہ اسکے خلاف
غرور اور اپنے کو بڑا سمجھنے کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور لباس میں ہمیشہ ایسی وضع پسند کرتے ہیں جس سے
تمام مجمع بھر میں ہمیں کو بڑا سمجھا جائے۔ اور غضب یہ ہے کہ اپنی اولاد کو بھی شروع سے اس وضع کی
عادت ڈلواتے ہیں۔ غرض ہر بات سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنے کو فرعون کے برابر سمجھتے
ہیں۔ پھر فرماتے اتفاق کیسے ہو۔ صاحبو اگر اتفاق کا واقع میں شوق ہے۔ تو صوفیوں کے طرز

ترقی اتفاق کا طریقہ

چلنے کی کوشش کرو ان حضرات کے قدموں پر جا گرو۔ پھر دیکھو کیسا اتفاق ہوتا ہے۔ ایک رئیس سے
میری گفتگو ہوئی۔ کہ اگر لڑکے سے کسی ذکر پر کوئی زیادتی ہو جائے۔ تو اسکو سزا دینی چاہیے۔ یا
نہیں۔ اُن رئیس صاحب کی یہ رائے تھی۔ کہ لڑکے کو سزا نہ دینی چاہیئے۔ کیونکہ سزا دینے سے
بچے کی ہمّت کم ہو جاتی ہے۔ اور بلند حوصلہ نہیں رہتا۔ خدا کی پناہ۔ صاحبو! قرآن کو اگر دیکھا
جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جسکا نام آجکل ترقی رکھ چھوڑا ہے۔ قرآن اسکی جڑ کاٹ رہا ہے۔
غرض یہ ہے کہ اتفاق پیدا کرنیکی صورت یہ ہے کہ اپنے عمل درست کرو۔ اور جو لوگ اپنے عمل
درست کر چکے ہیں۔ اُنکے پاس آنا جانا رکھو۔ مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لو۔ کہ بزرگوں کی خدمت
میں اگر جاؤ تو صرف اپنی اصلاح کی نیت کر کے جاؤ۔ بعض لوگ بزرگوں کی خدمت میں جاتے ہیں
لیکن نیت اُنکی صرف وقت پورا کرنا اور دل بہلانا ہوتی ہے۔ چنانچہ بزرگوں کے پاس جا کر
دنیا بھر کے قصے جھگڑے اخبار شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنا بھی نقصان کرتے ہیں۔
اور اُن بزرگوں کا بھی وقت خراب کرتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ اصلاح ہی کی نیت
سے جاتے ہیں۔ لیکن مزاج میں جلدی ہونے کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ دو ہی دن میں ہماری ۲۵
اصلاح ہو جائے۔ ان لوگوں کی بالکل وہ مثال ہے۔ کہ جولاہا جب دو دن نماز پڑھ لیتا ہے۔
تو انتظار کرتا ہے کہ میرے پاس اب وحی آتی ہوگی۔ ایسے لوگوں کے جواب میں ہمارے حضرت
حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ کیا کم فائدہ ہے۔ کہ تم کو خدا کا نام لینے کی توفیق ہو گئی۔
اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ بھائی اگر واقعی کچھ بھی حاصل نہ ہو۔ تب بھی طلب نہ چھوڑنی چاہیے۔
خدا کے طالب کی تو یہ شان ہے۔ کہ اگر سو دفعہ اسکو یہ آواز آئے کہ تو دوزخی ہے۔ تب بھی
ناامید نہ ہو۔ ایک بزرگ کے پاس شیطان آیا۔ اور کہا کہ تم کو عبادت کرتے ہوئے اتنے دن
ہو گئے۔ اُدھر سے نہ پیام ہے نہ سلام ہے پھر اس سے کیا نفع وہ بزرگ وظیفہ چھوڑ کر سو رہے
خواب میں حضرت خضر علیہ السّلام آئے اور وجہ پوچھی۔ اُس نے کہا کہ اُدھر سے نہ سلام ہے نہ پیام
ہے۔ پھر کیسے دل بڑھے۔ جواب میں فرمایا کہ تم جو اُنکا نام لیتے ہو۔ یہی اُنکا جواب ہے۔ اور یہی
اُنکا پیام ہے۔ اگر وہ توفیق نہ دیتے تو کیسے اللہ اللہ کر سکتے تھے۔ ایک بزرگ کی حکایت
شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے لکھی ہے کہ وہ ذکر کرنے بیٹھے تو یہ آواز آئی کہ تم کچھ بھی کرو یہاں

حصول اتفاق کا طریقہ

طالب حق کو ناامید نہ ہونا چاہیے

کچھ قبول نہیں۔ مگر وہ بزرگ پھر کام میں لگ گئے اُنکے ایک مرید نے کہا۔ کہ جب کچھ نفع ہی نہیں تو محنت سے کیا فائدہ۔ بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی اگر کوئی دوسرا ایسا ہوتا کہ میں خدا کو چھوڑکر اسکے یہاں پناہ لے لیتا تو یہ ہو بھی سکتا تھا۔ کہ اُنکو چھوڑ بیٹھتا۔ اب تو اُنکا ہی دروازہ ہے۔ قبول ہو یا نہ ہو۔ دل کو اُس سے ہٹا سکتے ہیں جسکے بغیر گذر ہو سکے۔ اور جسکے بغیر گذر نہیں ہو سکتی اُس سے کسطرح دل ہٹا سکتے ہیں۔ اس جواب پر رحمت خداوندی کو جوش ہو۔ اور ارشاد ہوا کہ ہم نے تمھیں قبول کر لیا۔ اگرچہ تمہارے اندر کچھ ہنر نہیں۔ کیونکہ ہمارے سوا تمہاری اور کوئی پناہ نہیں۔ غرض خدا کے طالب کو ہر حال میں طلب میں مشغول رہنا چاہیئے۔ البتہ اس موقع پر اسکی ضرورت ہے۔ کہ کامل کی کوئی پہچان تبلائی جائے۔ کیونکہ آجکل بہت سے شیطان بھی انسان کے لباس میں ہیں۔ تو پہچان اُس کی یہ ہے۔ کہ وہ شریعت کا ضروری علم رکھتا ہو۔ کسی کامل پیر کی صحبت میں رہکر اپنی اصلاح کی ہو۔ اور اُس سے دوسروں کے اصلاح کرنے کی اجازت بھی حاصل کی ہو۔ خود شریعت پر عمل کرتا ہو۔ شریعت کے خلاف کرنے پر

۲۶ ہٹ نکرتا ہو۔ سنت کا پورا پابند ہو۔ جو اپنے سے تعلق رکھتے ہوں۔ اونپر مہربان ہو دیکھ بھال روک ٹوک میں کمی نکرتا ہو۔ جس میں یہ سب باتیں جمع ہوں وہ کامل ہے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جنکے پاس تھوڑی دیر بیٹھنا بھی ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ سب فرقوں کا بیان ضرورت کے موافق ہو گیا۔ اسکی معلوم ہو گیا ہوگا کہ نجات کا رستہ صرف ایک ہے۔ اور اُسپر چلنے کا طریقہ یہ ہے۔ جسکا ذکر ہوا۔ اگر اسکا خیال رکھا جائے۔ تو بہت کام کی چیز ہے۔ اگرچہ مزہ دار نہیں۔ اب دعا کیجئے کہ خدا تعالے عمل کی توفیق دے۔ آمین

پہچان کامل

تمّ

سلسلہ تسہیل المواعظ کا بارھواں وعظ مسمّٰے بہ کجی کی درستی ختم ہوا۔ اب تیرھواں وعظ رجب المرجب کے پرچہ سے شروع ہوگا*

وجہ حرمت کتے اور بلی کی

کتا اور بلی دونوں درندے جانور ہیں اور حرام چیزوں کو کھاتے ہیں کتا باعتبار اوصاف مذمومہ کے شیطان ہوتا ہے چنانچہ اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان فرمایا ہے پس اسکے کھانے والے کو بھی شیطان اور درندہ بننا پڑتا ہے وہ اوصاف ذمیمہ یہ ہیں. کہ کتا خبیث ترین وذلیل ترین وخسیس ترین وحریص ترین حیوانات سے ہے اسکی ہمت اسکے پیٹ سے آگے نہیں گذرتی۔ اسکی شدت حرص میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب وہ چلتا ہے تو شدت حرص کی وجہ سے ناک زمین پر رکھکر زمین کو سونگھتا جاتا ہے اور اپنے جسم کے سارے اعضاء کو چھوڑ کر ہمیشہ اپنی دبر کو سونگھتا ہے اور جب اسکی طرف پتھر پھینکو تو وہ فرط حرص وغصہ کی وجہ سے اسکو کاٹتا ہے الغرض یہ جانور بڑا حریص وذلیل ودنی ہمت ہوتا ہے. گندے مردار کو بہ نسبت تازے گوشت کے زیادہ پسند کرتا ہے اور نجاست کو بہ نسبت حلوا کے بڑی رغبت سے کھاتا ہے اور جب کسی
ایسے مردار پر پہنچے جو صد ہا کتوں کے لئے کافی ہو تو وہ شدت حرص وبخل کی وجہ سے اس مردار ۹
سے دوسرے کتے کو ذرہ برابر بھی کھانے نہیں دیتا اور اسکی بدخلقی میں سے ایک امر بھی عجیب ہے کہ جب وہ کسی خستہ حال اور پھٹے پرانے کپڑوں والے شخص کو دیکھتا ہے تو اسکو بھونکتا اور اوسپر حملہ آور ہوتا ہے گویا اسکو حقیر سمجھتا ہے جو کہ خاصہ ہے کبر کا اور جب کسی وجیہ اور اچھے لباس والے اور رعب ناک آدمی کو دیکھتا ہے تو اسکا مطیع ہو جاتا ہے گویا اسکے لئے منقاد ہونے سے عار نہیں کرتا تو اہل جاہ کی تخصیص یہ شعبہ ہے تملق کا۔

پس جب کتے کے ایسے اوصاف مذمومہ ہیں تو جو شخص اسکو کھاتا وہ بھی ان ہی اوصاف سے متصف ہوتا۔ لہذا یہ جانور حرام ٹھہرایا گیا۔ اور چونکہ کتا پالنے میں اسکے ساتھ زیادہ تلبس ہوتا ہے جیسا کہ مشاہد ہے اسلئے بلا خاص ضرورت کے صورتوں میں اسکا پالنا بھی ممنوع قرار دیا گیا کہ اسکی صفات خبیثہ اس شخص میں اثر کرینگی اور چونکہ ان صفات خبیثہ سے ملائکہ کو نفرت ہے۔ تو اس شخص سے ملائکہ بُعد اختیار کرتے ہیں چنانچہ وہ ایسے گھر میں بھی نہیں آتے جہاں کتا ہوتا ہے اور سیاست کے ملائکہ اس سے مستثنے ہیں۔

وجہ حرمت گرگٹ کی اور اسکے مارنے کی تاکید شدید کا راز

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے گرگٹ کے مار ڈالنے کا حکم صادر فرمایا اور فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی آگ پر یہ پھونک مارتا تھا اسکی وجہ یہ ہے کہ بعض حیوانات کی سرشت خلقت میں یہ بات داخل ہے کہ ان سے مدام افعال قبیحہ وہیئت شیطانیہ صادر ہوتی رہتی ہیں اور وہ حیوانات شیطان کے قریب تر ہوتے ہیں اور وسوسہ کے اعتبار سے اسی کے تابع ہوتے ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معلوم کر لیا تھا کہ گرگٹ بھی ان ہی حیوانات میں سے ہے اور اس بات پر آپ نے آگاہ فرمایا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی آگ کو پھونکتا تھا۔ شیطان کے وسوسہ کے سبب سے اسکا یہ کام مقتضائے طبع سے تھا۔ اگرچہ اسکے پھونکنے سے آگ میں کچھ اثر نہ ہوتا تھا گرگٹ کے قتل کرنے میں آپ نے دو وجہ سے رغبت دلائی ایک تو یہ کہ اسمیں نوع انسانی کی ایذا کا اندفاع ہے گویا اسمیں لشکر شیطانی کا توڑنا اور اسکے وسوسہ کا دور کرنا ہے دوسری وجہ اسکے گوشت کا مضر ہونا چنانچہ مخزن الادویہ میں گرگٹ کے متعلق لکھا ہے کہ کسے را کہ بگزد وچون بگزد کشندہ است و معالجہ ندارد و گوشت آں سم قتال است و عارض میگردد از خوردن آن تے و وجع فواد ہمیشہ نظر بآفتاب دارد و در ایام گرما چہرۂ آں سُرخ میگردد و دنبالہ آں بلند و چشمہائے آں بجمیع جہات حرکت میکند برائے آنکہ صید خود را ہر طرف کہ باشد بہ بیند و چون صید او مگس و امثال آں است نزدیک او آید بسرعت زبان خود را بر می آرد و آنرا می رباید و از دور کہ می بیند رفتہ آنرا صید می کند و حشرات سمی مانند ہزار پا و عقرب را صید میکند و میخورد۔ اس سے بھی اس جانور کی حرمت کی ایک وجہ صاف ظاہر ہے کہ اسکا گوشت قاتل و مہلک ہوتا ہے۔

اُلّو و چمگاوڑ کی وجہ حرمت

ہم قبل ازین لکھ چکے ہیں کہ غذا کا اثر بدن کے علاوہ روحانی اخلاق و اطوار پر بھی ہوتا ہے۔ اس پرندہ یعنی اُلّو کی حماقت اور بیوقوفی و ذلت ثابت مشہور امر بلکہ ضرب المثل ہے چنانچہ جب کوئی حماقت و بیوقوفی کا کام کرتا ہے تو اسکو کہتے ہیں اُلّو تو نے ایسا کام کیوں کیا صاحب مخزن

لکھتا ہے کہ خوردن گوشت آن مورث ابلہی وبیوقوفی در جمیع امور ہست یعنی اس جانور کا گوشت کھانے سے انسان میں کند ذہنی وحماقت وبیوقوفی پیدا ہوتی ہے اس جانور کی حرمت کی وجہ ظاہر ہے کہ جو کوئی اسکو کھاتا اسکو اُلّو بننا پڑتا۔

یہی حال چمگادڑ کا ہے کہ اس جانور کی فطرتی کوربینی وحماقت وذلت بھی ایسی مشہور ومعروف ہے کہ ضرب المثل ہوگئی ہے چنانچہ جب کوئی ظاہر وباہر حق کو نہیں مانتا تو اسکو کہا کرتے ہیں شپرہ ہست کہ روز روشن را شب قراری دہد یعنی چمگادڑ ہے کہ روز روشن کو رات قرار دیتا ہے پس جو کوئی اس جانور کو کھاتا اسکی حقائق بینی کی آنکھ میں کوری پیدا ہوتی۔ لہذا اس جانور کا کھانا بھی حرام ہوا۔

گدھے اور خچر کی حرمت کی وجہ

وہ حیوانات جو نجاستوں اور ناپاکیوں میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور انہیں رہتے
ہیں اور وہی کھاتے ہیں یہانتک کہ انکے بدن بھی ان میں بھرے رہتے ہیں مثلاً گدھا جو ۱۱
علاوہ اس تلبس نجاسات کے حماقت وبیوقوفی وذلت میں بھی ضرب المثل ہے چنانچہ جو کوئی بیوقوفی وحماقت کا کام کرتا ہے تو اسکو گدھے کا خطاب ملتا ہے پس اگر ایسے جانور کا گوشت کھائے تو بالضرور اسمیں ذلت اور حماقت وبیوقوفی وبے تمیزی کا اثر آجائے اور یہ جانور مزاج نوع انسان کے مخالف ہے لہذا طب کے اعتبار سے بھی اسکو کھانا نہ چاہیئے۔

نیز رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک ایسے جانور کے کھانے اور اسکا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے جو نجاست کھاتا ہے اسکی وجہ بھی ظاہر ہے وہ یہ کہ جب اس جانور کے اعضاء نے نجاست کو جذب کرلیا اور وہ اسکے اجزاء میں پھیل گئی تو اسکا حکم بھی مثل نجاست یا اس جانور کے مثل ہوگیا جو نجاست میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔

وجہ پیدائش جانوران و اشیاء حرام

سوال جبکہ بعض جانوروں اور بعض اشیاء کے کھانے سے انسان کو منع کیا گیا

ہے اور انکو اسپر حرام ٹھہرایا گیا ہے تو پھر خدا تعالے نے انکو کیوں پیدا کیا ہے وہ کس کام آتے ہیں۔

جواب خدا تعالے فرماتا ہے ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی تمہارا پروردگار وہ ہے جس نے پیدا کی ہیں تمہارے لئے تمام وہ چیزیں اور جانور جو زمین میں ہیں اس سے واضح ہوا کہ خدا تعالے نے تمام حلال و حرام چیزیں انسان ہی کے لئے پیدا کی ہیں اسلئے کہ اگر ایک چیز کا استعمال ایک وجہ سے حرام ہے تو دوسری وجہ سے حلال ہی دیکھو گدھے کا کھانا حرام ہے مگر اسپر سواری کرنا اور اسپر بوجھ لادنا حلال ہے ایسا ہی تمام درندہ جانوروں کا کھانا حرام ہے مگر اونکے چمڑونکی پوستین بناکر پہننا حلال ہے ایسا ہی اور حرام جانوروں اور اشیائے محرمہ کے متعلق سمجھ لو کہ من وجہ انکا استعمال حرام ہے اور من وجہ حلال ہے اور جس جانور سے کسی قسم کا انتفاع حلال نہ ہو اس سے قدرت پر استدلال تو ہو سکتا ہے یہ بھی اسکے پیدا کرنے میں ایک حکمت ہے علاوہ انتفاع و استعمال کے ان کے
۱۲ پیدا کرنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ یہ محرمات خدا تعالے کی باڑ ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں الا لکل ملک حمی و ان حمی اللہ تعالے محارمہ۔ ترجمہ سُنو کہ ہر ایک بادشاہ کی باڑ ہوتی ہے اور خدا تعالے کی باڑ اسکے محرمات ہیں پس اس میں بندوں کا امتحان بھی ہے۔

خلاصہ وجوہ حرمت حیوانات و اشیاء محرمہ

تمام وہ جانور جو حرام کئے گئے ہیں انکی وجوہ حرمت ذیل ہیں۔

(۱) خباثت و گندگی۔

(۲) درندگی یعنی ایسے جانوروں کے کھانے سے انسان درندہ طبع بنجاتا ہے۔

(۳) شیطانی امور سے مشابہت۔

(۴) سمیت بعض جانور و چیزیں زہر دار ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔

(۵) بد اخلاقی یعنی بعض جانوروں کے کھانے سے انسان بد اخلاق بنجاتا ہے۔

(۶) بداعتقادی یعنی بعض ایسے جانوروں اور اشیاء کے کھانے سے انسان میں بداعتقادی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں جیسے ما اھل بہ لغیر اللہ کا کھانا۔

وجہ حرمت چھپکلی

مخزن الادویہ میں لکھا ہے اسم آن وزغ است ولیکن مصطلح آن است کہ بری آنرا سام ابرص و بلدی او را وزغ می نامند کہ بفارسی چلپاسہ می نامند خوردن آن مورث سل امراض ردیہ است۔

اس سے حرمت کی وجہ ظاہر ہے کہ اسکے کھانے سے انسان مسلول و گرفتار امراض ردیہ ہو جاتا ہے جسکا نتیجہ ہلاکت ہے۔

حرمت میں مذبوحہ غیر اہل کتاب و مذبوح بنام غیر اللہ و مردار کے برابر ہونے کی وجہ

۱۳ مذکورہ بالا امور پر حضرت ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ سوال وجواب لکھے ہیں ہم انکا ترجمہ مخلصاً یہاں درج کر دیتے ہیں۔

سوال مذبوحہ غیر اہل کتاب و مردار کی حرمت میں برابری کی کیا وجہ ہے گویا سائل کا یہ خیال ہے کہ جبکہ مردار میں یہ خون جذب ہو جاتا ہے تو وہ اسکی وجہ سے حرام ہو جاتا ہے مگر غیر اہل کتاب اور ما اہل بہ لغیر اللہ کے ذبح سے خون جذب نہیں ہوتا ہے تو پھر اس سے کس طرح جانور حرام ٹھہرایا جاتا ہے۔

جواب (۱) یہ بات غلط ہے کہ مردار کی حرمت کا سبب ایک ہی امر کو یعنی خون کے جذب ہونے کو قرار دیا جاوے بلکہ حرمت مردار کی بہت سی وجوہ و اسباب ہیں اگر صرف جذب خون کی وجہ سے حرمت مردار ہوتی تو اس سوال کو وقعت ہوتی مگر جبکہ مردہ جانور کے حرمت کے متعدد اسباب ہوں تو کسی ایک سبب کے نہ ہونے سے اور اسباب حرمت کی

نفی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس سبب معدوم کا کوئی اور سبب خلیفہ اور قائم مقام ہو جاتا ہے جس سے مردہ جانور کو حرام کہا جاتا ہے اور یہ اسباب ووجوہ عقلاً بیشمار ہو سکتے ہیں پس صرف وجہ کے ظاہر نہ ہونے سے حکم شریعت سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے شریعت نے کوئی وجہ رکھی ہوگی (اسکا کچھ مختصر بیان بطور نمونہ کے آیندہ کی ان دو سرخیوں میں آویگا بوقت ذبح جانور پر تکبیر پڑھنے کا راز اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کی حرمت کی وجہ)

سوال کیا شریعت اسلامیہ نے دونوں قسم کے مردہ جانوروں میں برابری نہیں کی ہے حالانکہ انکی موت کے مختلف اسباب ہیں گویا شریعت نے دو مختلف اور متضاد باتونکو جمع کیا اور دو متماثل اور مشابہ امور کو الگ الگ کر دیا کیونکہ ذبح کرنا درحقیقت ظاہری وحسی طور پر ایک قسم کا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے ذبح کی بعض صورتوں سے حیوان کو مردار ہونے سے خارج کیا اور بعض صورتوں سے حیوان کو مردار قرار دیا حالانکہ کوئی وجہ فرق کی نہیں (پس اسمیں تو دو متماثل امور کو الگ الگ کر دیا پھر اس مذبوح علی غیر اسم اللہ
کو اور میتہ کو ایک حکم میں داخل کیا تو اسمیں دو متضاد چیزوں کو جمع کر دیا) ۱۴

جواب شریعت نے دونوں مرداروں کے لغوی نام میں برابری نہیں رکھی بلکہ انکے اسم شرعی میں برابری رکھی ہے پس مردار کا نام شرع میں بہ نسبت لغت کے عام ہے اور شارع علیہ السلام لغوی ناموں میں کبھی نقل سے اور کبھی عموم سے اور کبھی خصوص سے تصرف کرتے ہیں اور اہل عرف بھی ایسا ہی کیا کرتے ہیں پس یہ بات شرع وعرف میں منکر نہیں ہے باقی حرمت میں ان کو اسلئے یکسان ٹھہرایا گیا ہے کہ خدا تعالے نے ہمپر پلیدیان حرام کی ہیں بھی اور پلیدی جو کہ موجب حرمت ہوتی ہے اسکو بھی کبھی شارع ظاہر فرماتا ہے اور کبھی پوشیدہ رکھتا ہے اور جو پوشیدہ ہو اسپر ایک علامت رکھدی ہے جو اسکی خباثت پر دلالت کرے پس مردار میں تو جذب خون سبب ظاہر موجود ہے اور مجوس اور مرتد اور تارک تسمیہ کے مذبوحہ میں اور جو جانور غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو ایسے مذبوحہ جانور میں بھی ایسی پوشیدہ خباثت اور پلیدی کرایت کر جاتی ہے جو کہ موجب حرمت مذبوحہ ہے۔ اور اسکے مخفی ہونے کے سبب ایک علامت اسکے وجود پر قائم کر دی ہے یعنی علی اسم اللہ

اسکا ذبح نہونا اور اس سبب خفی کی طرف حق تعالےٰ نے اشارہ بھی فرمایا ہے یعنی جن جانوروں پر خدا تعالےٰ کا نام بوقت ذبح نہیں لیا جاتا اونکو خدا تعالےٰ فسق فرماتا ہے اور فسق پلیدی ہی پس جہاں پلیدی ہو وہاں حرمت ضرور لاحق ہو جاتی ہے۔ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق (انعام ۸) توضیح اسکی یہ ہے کہ اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ کا پاک نام مذبوحہ کو پاک کرتا ہے اور ذبح کرنے والے اور مذبوح جانور سے شیطان کو دور کر دیتا اور مٹا دیتا ہے جب خدا تعالےٰ کا نام مذبوح پر نہ لیا جائے تو ذبح کرنے والے اور مذبوح جانور میں شیطان سرایت کر جاتا ہے اور شیطان کی خباثت جانور میں تاثیر کرتی ہے کیونکہ شیطان جانور کے خون سے قائم مقام ہو جاتا ہے اور خون ہی کے مقامات میں اسکا مقام ہوتا ہے۔ خون ہی شیطان کی سواری اور وہی اسکا حامل ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ان الشیطان یجری من بنی آدم مجری الدم۔ یعنی شیطان بنی آدم میں اسکے رگ و ریشہ اور خون کے جاری ہونے کے مقاموں میں چلتا ہے اور وہ سب پلیدیوں سے بڑھکر ہے پس جب ذبح کرنے والا خدا تعالےٰ کا نام لیتا ہے تو شیطان خون کے ساتھ ہی خارج ہو جاتا ہے اور مذبوحہ پاک ہو جاتی ہے اور اگر اللہ پاک کا نام نہ لیا جائے تو وہ پلیدی خارج نہیں ہوتی اور جب خدا تعالےٰ کے دشمن یعنی شیطان اور بتوں کا نام مذبوحہ پر لیا جائے تو مذبوح میں پلیدی زیادہ بڑھ جاتی ہے رہا یہ کہ جب ذابح مجوسی وغیرہ ہو گو اللہ ہی کے نام سے ذبح کرے اسکی حرمت کا سبب یہ ہے کہ ذبح کرنا قائم مقام عبادت الہٰی ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے دونوں کو جمع کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے فصل لربک وانحر۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف فاذا وجبت جنوبہا فکلوا منہا واطعموا القانع والمعتر کذلک سخرناھا لکم لعلکم تشکرون لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔ خدا تعالےٰ نے بتا دیا کہ ہم نے ان جانوروں کو ان لوگوں کے لئے مسخر کیا اور حلال ٹھہرایا کہ ان پر خدا تعالےٰ کا نام لیکر انکو ذبح کریں کیونکہ خدا تعالےٰ کو تو انسان سے تقویٰ منظور ہے جس سے مراد خدائے تعالےٰ کے حکم کی فرمانبرداری کرکے اسکا قرب چاہنا اور وقت ذبح جانوروں پر خدا کا

نام لینا ہے اور جب وقت ذبح حیوانات پر خدائے تعالے کا نام نہ لینے سے کھانا شنیع اور ناپسند ہے کیونکہ اس مکروہ فعل سے ان مذبوح جانوروں میں پلیدی کا اثر ہوجاتا ہے اور اسی طرح اگر مذبوح پر خدائے تعالے کے سوائے کسی اور کا نام لیا جاوے تو وہ مذبوح مردار کی طرح ہوجاتا ہے جیسا ابھی قریب بیان ہوا ہیں جبکہ تسمیہ ترک کرنے اور خدا تعالے کے سوائے کسی اور کا نام لینے سے مذبوح حرام ہوجاتا ہے تو جسکو خدا تعالے کا دشمن ذبح کرے جو ناپاک ترین مخلوقات ہے اسکا مذبوح جانور بالاولی حرام ہوگا کیونکہ ذبح کرنے والے کا فعل و ارادہ اور اسکی خباثت بالضرور مذبوح میں موثر ہوتی ہے۔

جبکہ غیر مذبوح جانور کا خون گوشت میں جذب ہوکر گوشت ہی بنجاتا ہے تو پھر اسکی حرمت کی کیا وجہ ہے

۱۶ اسکی تحقیق کہ آیا بعد مرگ خون گوشت میں جذب ہوجاتا ہے یا وہ بعد استحالہ کے گوشت بنجاتا ہے یہ ہے کہ مستحیل ہونیکے لئے تو قوت ہاضمہ کی اور قوت محیلہ کی یعنی اس قوت کی جسکا کام یہ ہے کہ ایک شئے کو دوسرے کی طرف مستحیل کردے ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ بدن کی سب قوتیں جیسے قوت باصرہ اور سب قوائے حیوانی حیات ہی کے ساتھ ہیں اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اعضائے حیوانی مثل چشم و گوش وغیرہ ان قوی کیلئے ایسے ہیں جیسے آئینہ نور کے لئے یعنی قابل اور منفذ سو جیسے اصل نور آئینہ میں نہیں ہوتا بلکہ آفتاب میں ہوتا ہے۔ ایسے ہی اصل قوائے حیوانی نفس حیوانی میں ہوتے ہیں اعضاء میں نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ جیسے آئینہ بے امداد آفتاب نور کے اعتبار سے بیکار رہے ایسے ہی ابدان حیوانی بدون عنایت روحانی قوی حیوانی کے اعتبار سے بیکار ہیں اس صورت میں بعد مرگ استحالہ ممکن نہیں۔ نہ وہ جذب ہی ہوگا جو بعد مرگ کاٹو تو خون نہیں نکلتا اور جذب ہوا تو پھر ناپاکی یقینی ہے۔

(باقی آئندہ)

اوس نے اوس خبیث کو مغلوب کر دیا سبحان اللہ دیکھیے کہ چونکہ مادہ کو اور عقل کو متصرف کہتے ہیں اون سے کوئی پوچھے کہ بتاؤ کہ فرعون کہ جو اسقدر عاقل تھا اتنا بڑا زبردست بادشاہ سب کچھ مگر جب حکم خداوندی ہوا ایک ذرا سے نطفہ کے ٹھہرنے کو نہ روک سکا پھر اوس سے بڑھکر یہ کہ اوس دشمن کو اپنے گھر میں پالا اپنی گود میں کھلایا اور اندھے کو یہ خبر نہ ہوئی کہ میں سب کو قتل کر رہا ہوں۔ اور اس بچہ کی خود پرورش کر رہا ہوں بس یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زبردست قوت ہے کہ اوسکے ہاتھ میں عنان عالم ہے یقلبہا کیف یشاء وہ جسکو چاہے بینا کردے اور جسے چاہے اندھا کردے، جسے چاہے ہدایت دے جسے چاہے گمراہ کرے۔ اے اللہ ہمیں ہدایت راہ مستقیم کی اور بصیرت اور اپنی محبت اور معرفت عطا فرما آگے مولانا فرماتے ہیں۔

دست شد بالائے دست این تا کجا — تا بہ یزدان کہ الیہ المنتہیٰ

یعنی ایک قدرت دوسری پر ہے اور یہ کہاں تک ہے؟ حق تعالےٰ تک ہے اسلئے کہ اودہر ہی منتہی ہے

کان یکے دریاست بے غور و کران — جملہ دریا ہا چو سیلے پیش آن ۱۰۵

یعنی اسلئے کہ وہ ایک دریا ہے بے انتہا اور بے کنارہ اور سارے دریا اسکے سامنے مثل ایک سیل کے ہیں

حیلہ ہا و چارہ ہا گر اژدہاست — پیش الا اللہ آنہا جملہ لاست

یعنی حیلے اور چارے اگرچہ اژدہا ہیں مگر الا اللہ کے آگے سب فنا ہیں یہاں پہونچکر مولانا پر توحید کا غلبہ ہوگیا اسلئے فرماتے ہیں۔

چون رسید اینجا بیانم سر نہاد — محو شد واللہ اعلم بالرشاد

یعنی جب میرا بیان یہاں تک پہونچا تو اس سے سر رکھدیا اور محو ہوگیا واللہ اعلم بالصواب۔ مطلب یہ کہ جب قدرت حق کا بیان شروع ہوا تو بس میں مغلوب ہوگیا اور استغراق طاری ہوگیا آگے مولانا مضمون ارشادی تحریر فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

آنچہ در فرعون بود اندر تو ہست — لیک اژدرہات محبوس چہ ہست

اے دریغ آن جملہ احوالِ تو ہست — تو بر آن فرعون بر خواہش بست

آنچہ گفتم جملگی احوال تست — خود نگفتم صد یکے زانہا درست

گر ز تو گویند وحشت زایدت — ور ز دیگر آن فسانہ آیدت

چہ خرابت میکند نفس لعین — دور می اندازدت سخت این قرین ۱۰۶

این جراحتہا ہمہ در نفس تست — لیک مغلوبے ز جہل ای سخت سست

آتشت را ہیزم فرعون نیست — زانکہ چون فرعون او را عون نیست

گلخن نفس ترا خاشاک نیست — ورنہ چون فرعون او شعلہ زنیست

یک حکایت بشنو از تاریخ گو — تا بری زین راز سر پوشیدہ بو

یہ جو کچھ میں نے فرعون کی حالت بیان کی ہے سب تم پر منطبق ہے مگر تم میں اور اس میں یہ فرق ہے کہ تمہارے اندر جو اژدہا ہے وہ کوئیں میں مقید ہے اور اسکا اژدہا آزاد تھا لہذا اسکی

شرارتیں ظاہر ہوگئیں اور تمہاری وہ شرارتیں دبی ہوئی ہیں۔ ہائے افسوس کہ یہ سب تیری حالتیں
او تیرے اندر موجود ہیں مگر تو ان کو فرعون کے سر منڈھیگا اور اپنے اوپر منطبق نہ کریگا میں پھر کہتا
ہوں کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے الف سے ی تک تیری حالت ہے بلکہ اس سے زیادہ ہے
میں نے تو اسکا دسواں حصہ بھی ٹھیک بیان نہیں کیا باوجود اسکے تیری یہ حالت ہے کہ جب ان باتوں کو
تیری نسبت بیان کیا جاتا ہے تو تو بجائے اسکے کہ غور کرے اور اصلاح کی طرف متوجہ ہو الٹا
سے اسپر غصہ ہوتا ہے اور اگر دوسروں کی نسبت بیان کیا جائے تو اسکو محض ایک قصہ سمجھتا ہے۔
اور اس سے عبرت نہیں پکڑتا غرض تیری غفلت انتہا درجہ کو پہونچی ہوئی ہے اور تو کسیطرح
نہیں سمجھتا دیکھ تو سہی یہ ملعون نفس تجھے کیسا خراب کر رہا ہے اور یہ تیرا یار تجھے حق سبحانہ سے
کسقدر دور کر رہا ہے تو متنبہ کیوں نہیں ہوتا یاد رکھ کہ یہ سب زخم جو ہم نے فرعون کے لئے
ثابت کئے ہیں تیرے اندر بھی موجود ہے مگر جہالت تجھپر غالب ہے اس لئے تجھے احساس نہیں
ہوتا تیرے اندر آگ بھری ہوئی ہے مگر اسکے بھڑکانیکا جو سامان فرعون کے پاس تھا وہ تیرے
پاس نہیں ورنہ تو بھی فرعون سے کم نہ ہوتا اب جو تو اس سے کم معلوم ہوتا ہے اوسکی وجہ یہ ہے ۱۰۷
کہ فرعون کی طرح اس آگ کو مدد نہیں پہونچتی خلاصہ کلام یہ ہے کہ تیرا نفس جو ایک پہاڑ کی مانند
ہے اسکے اشتعال کا وہ سامان تیرے پاس نہیں جو فرعون کے پاس تھا ورنہ شعلے زنی میں وہ
بھی فرعون ہی کی شکل ہے لہذا تجھے اسکی طرف سے غافل نہ رہنا چاہیئے بلکہ ہر وقت اسکی اصلاح
کی فکر رکھنی چاہیئے۔ اچھا اب تو ایک حکایت سن جسکو مورخین نے بیان کیا ہے تاکہ یہ راز
سربستہ تجھپر منکشف ہو جاوے۔

شرح شبیری

انچہ در فرعون بد اندر تو ہست — لیک اژدرہات محبوس چہ است

یعنی جو چیز کہ فرعون میں تھی وہ تمہارے اندر بھی موجود ہے لیکن تمہارے اژدہے کنوئیں میں

بند ہیں مطلب یہ کہ جتاب قضا یا تکبر یا خود بینی وغیرہ یہ سب خود تمہارے اندر بھی موجود ہیں۔ مگر دبے ہوئے ہیں کسی کے دبانے میں کسی کی صحبت نیک میں کسی کے کہیں ہیں ورنہ مواد سب ہمارے اندر ہی موجود ہیں تو ہمکو دیکھکر خود ہم کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے اور نصیحت حاصل کرنا ضروری ہے اسلئے کہ۔

اے دریغ این جملہ احوال تو است　　تو بران فرعون بر خواہش بست

یعنی افسوس تو یہ ہے کہ یہ سب احوال تمہارے ہیں اور تم اوس فرعون میں اور اسکے خواب میں بندھ رہے ہو مطلب یہ کہ تم اسکو صرف قصہ فرعون مت سمجھو اور اسکے خواب پر کار بند مت ہو اسلئے کہ یہ احوال تو خود تمہارے ہیں تو ان سب کو اپنے اوپر منطبق کرکے دیکھو۔

انچہ گفتم جملگی احوال تست　　خود نگفتم صد یکے زانہا درست

۱۰۸ یعنی میں نے جو کچھ بیان کیا یہ سارے تیرے احوال ہیں اور میں نے خود ہی سو میں سے ایک بھی پورا پورا نہیں بیان کیا اس لئے کہ۔

گرز تو گویند وحشت زایدت　　ور ز دیگر آن فسانہ آیدت

یعنی اگر تجھ سے کہیں تو تجھے وحشت بڑھتی ہے اور دوسرے سے تم کو فسانہ معلوم ہوتا ہے مطلب یہ کہ اگر تم کو مخاطب بنا کر کہتے ہیں تو تم کو وحشت ہوگی اور جو نفع ہونیوالا تھا وہ بھی نہ ہوگا اور اگر دوسرے کے قصہ کے طور پر بیان کرتے ہیں تو خیر تم اسکو سن تو لوگے کہ شاید عبرت حاصل ہوجائے اسلئے کہ دوسروں کے قصوں میں بیان کرکے تم کو تمہارے حالات سناتے گئے ہیں اسلئے کہ

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران　　٭　　گفتہ آید در حدیث دیگران

اور فرماتے ہیں کہ۔

چون خرابت میکند نفس لعین　　دور می انداز دت سخت این کمین

یعنی یہ نفس لعین تجھے کسطرح خراب کر رہا ہے اور یہ ستا رہی تجھے (حق سے) بہت دور ڈال رہا ہے

این جراحتہا ہمہ از نفس تست ۔ لیک مغلوبی ز جہل اے سخت سست

یعنی یہ سارے زخم تیرے نفس کی طرف سے ہیں لیکن ارے سست تو جہل کی وجہ سے مغلوب ہو رہا ہے اور اس نفس لعین نے تجھے دبا رکھا ہے اور فرماتے ہیں کہ۔

آتشت را ہیزم فرعون نیست ۔ ورنہ چون فرعون او شعلہ زنیست

یعنی تیری آگ کے لئے ایندھن نہیں ہے ورنہ وہ بھی فرعون کی طرح شعلہ زن ہے۔

گلخن نفس ترا خاشاک نیست ۔ ورنہ چون فرعون نار قاہریست

یعنی تیرے نفس کی گلخن کے لئے کوڑا نہیں ہے ورنہ فرعون کی طرح وہ ایک قاہر آگ ہے۔
مطلب یہ کہ مقتضیات نفسانی تو جو فرعون کے اندر تھے وہ تمہارے اندر بھی موجود ہیں مگر ظاہر ۱۰۹
اسلئے نہیں ہوتے کہ تمہارے پاس اوسقدر سامان نہیں ہے ورنہ اگر خدانخواستہ کہیں سامان بھی ہوتا تو یقیناً ہم لوگ فرعون سے بھی زیادہ ہو جاتے نعوذ باللہ نعوذ باللہ بس یہی اچھا ہے کہ ہمیں حق تعالے نے اسقدر سامان ہی نہیں دیا کہ پوری طرح مقتضیات نفسانی کو جاری کر سکیں مثل ہے کہ اللہ تعالے گنجے کے ناخون ہی نہیں دیتے کہ وہ کھجائے بس اوسکی یہ بہت بڑی رحمت ہے ہم پر فالحمد للہ علی ذالک ؎

شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو ✦ عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

پس انہیں قصہ فرعون کو صرف افسانہ ہی مت سمجھو بلکہ اسکو اپنے اوپر منطبق کر کے اس سے عبرت حاصل کرو کیونکہ السعید من وعظ بغیرہ حدیث میں صاف ہے آگے فرماتے ہیں کہ

یک حکایت بشنو از تاریخ گو ۔ تا بری زین راز سرپوشیدہ بو

یعنی ایک حکایت تاریخ گو سے سنو تاکہ تم اس راز پوشیدہ سے بو لیجاؤ آگے ایک حکایت لاتے ہیں

کہ ایک اژدہا سردی میں افسردہ پڑا ہوا تھا اسکو لوگ مردہ سمجھکر باندہ لائے جب اسکو گرمی لگی تو اوسنے حرکت کی اسوقت لوگ بھاگے کوئی مرا کوئی گرا مولانا فرماتے ہیں کہ یہی حالت نفس کی ہے کہ ابھی تو یہ ایمان میں یا صحبت نیک میں یا کسی اور بات میں دبا ہوا ہے اور مردہ معلوم ہو رہا ہے مگر جب یہ اس سے علیحدہ ہوا تو یہ کروٹ لیگا اوسوقت پھر حقیقت معلوم ہوگی اے اللہ نفس و شیطان کے مکروں سے بچائیو اب آگے حکایت سنو

شرح حبیبی

مار گیرے رفت اندر کوہسار	تا بگیرد او بافسونہاش مار
گر گران و گر شتابندہ بود	آنکہ جویندست یابندہ بود ۱۱۰
در طلب زن دائما تو ہر دو دست	کہ طلب در راہ نیکو رہبرست
لنگ و لوک و خفتہ شکل و بے ادب	سوئے او می غیژ و او را می طلب
گہ بگفت و گہ بخاموشی و گہ	بوی کردن گیر ہر سو بوے شہ
گفت آن یعقوب با اولاد خویش	جستن یوسف کنید از حد بیش
ہر کسے خود را درین جستن بجد	ہر طرف رانید شکل مستعد
گفت از روح خدا لا تیأسوا	ہمچو گم کردہ پسر رو سو بسو

از رہِ حس دہان پویان شوید | روے جانان را بجان جویان شوید
پرس پرسان مژدگانے جان دہید | گوش را بر چار راہ آن نہید
ہر کجا بوئے خوش آید بو برید | سوے آن سر کاشناے آن سرید
ہر کجا لطفے بہ بینی از کسے | سوے اہل لطف رہ یابی بسے
این ہمہ جوہا ز دریائیست ژرف | جزو را بگذار بر کل دار طرف
زشتہاے خلق بہر خوبی ست | برگ بے برگی نشان طوبیٰ ست 111
جنگہاے خلق بہر آشتی ست | دام راحت دائما بے راحتی ست
خشمہاے خلق بہر مہر خاست | از جفاے خلق امید وفاست
ہر زدن بہر نوازش را بود | ہر گلہ از شکر آگہ میکند
بوئے بر از جزو تا کل اے کریم | بوے بر از ضد تا ضد اے حکیم
چون عصا در دست موسیٰ گشت مار | جملہ عالم را بدین سان مے شمار

جنگہاے آشتے آرد درست — مارگیر از بہر یاری مار جست

بہر یاری مار جوید آدمے — غم خورد بہر حریف بیغمے

او ہمے جستے یکے مار شگرف — گرد کوہستان و در ایام برف

اژدہاے مردہ دید انجا عظیم — کہ دلش از شکل او شد پر ز بیم

مارگیر اندر زمستان شدید — مار مے جست اژدہاے مردہ دید

۱۱۲ مارگیر از بہر حیرانے خلق — مارگیرد اینت نادانے خلق

آدمی کوہست چون مفتون شود — کوہ اندر مار حیران چون شود

خویشتن نشناخت مسکین آدمے — از فزونے آمد و شد در کمے

خویشتن را آدمی ارزان فروخت — بود اطلس خویش را بر دلق دوخت

صد ہزاران مار و کہ حیران اوست — او چرا حیران شدست و ماردوست

مارگیر آن اژدہا را بر گرفت — سوے بغداد آمد از بہر شگفت

(باقی آئندہ)

الحدیث تھادوا تحابوا البخاری فی کتاب الادب المفرد والبیہقی من حدیث ابی ہریرۃ بسند جید **ف** فیہ ما علیہ اہل الطریق من اعتنائھم بالتہادی لمحض الحب مالیس فی غیرھم	**حدیث** آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو باہم محبت بڑھ جاوے گی روایت کیا اسکو بخاری نے کتاب ادب المفرد میں اور بیہقی نے حدیث ابوہریرہ سے سند جید کے ساتھ **ف** اسمیں اوس عادت پر دلالت ہے جس پر اہل طریق عامل ہیں یعنی ہدیہ دینے کا اہتمام خالص محبت کے سبب جو کہ دوسرے لوگوں میں نہیں پایا جاتا (کیونکہ دوسروں کے ہدیہ میں کچھ نہ کچھ غرض ہوتی ہے)

کتاب آداب الکسب والمعاش ۵۳

کتاب آداب الکسب والمعاش

الحدیث ذکر الطیر فقال تغدو خماصا وتروح بطانا الترمذی وابن ماجہ من حدیث عمر قال الترمذی حسن صحیح **ف** فیہ تعلیم التوکل صراحۃ والحمل علی الاجمال فی السعی اشارۃ فان الغدو والرواح	**حدیث** آپ نے پرندوں کا ذکر (اس طرح) فرمایا کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو تمکو پرندوں کی طرح رزق دیں جو صبحکو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر کی حدیث سے ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے **ف** اسمیں صراحۃً توکل کی تعلیم ہے اور اشارۃً سعی فی کسب المعاش میں اعتدال کی ترغیب ہے کیونکہ (پرندوں کی) یہ آمد و رفت صبح

ھو من السعی

الحدیث رحم الله امرأ سھل البیع سھل الشراء سھل القضاء سھل الاقتضاء البخاری من حدیث جابر ف فیہ من تعلیم الرفق والمعاملۃ بالجمیل مالا یخفی الا ما امر فیہ بالغلظ

وشام کی یہ بھی سعی ہے (طلب معاش میں)

حدیث اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحمت فرماوے جو بیع میں نرم ہو خریدنے میں نرم ہو دوسرے کا حق دینے میں نرم ہو اپنا حق لینے میں نرم ہو روایت کیا اسکو بخاری نے حضرت جابر کی حدیث سے ف اسمیں نرمی کی اور معاملہ میں سہولت کی جو تعلیم ہے ظاہر ہے باستثنار اوس موقع کے جہاں سختی کا حکم ہے۔

کتاب الحلال والحرام

کتاب الحلال والحرام

۵۴ الحدیث ابو نعیم فی الحلیۃ من حدیث ابی ایوب من اخلص للہ اربعین یوما ظھر ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ ولابن عدی نحوہ من حدیث ابی موسی وقال حدیث منکر ف فیہ اصل للاربعین

حدیث ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ایوب کی حدیث سے یہ روایت کی ہے کہ جو شخص چالیس دن اللہ تعالیٰ کے لیئے اخلاص اختیار کرے تو حکمت (وعلم) کے چشمے اوس کے قلب سے اوسکی زبان پر ظاہر ہونے لگتے ہیں اور ابن عدی کے پاس اسکے قریب قریب ابو موسیٰ کی حدیث سے اور اونھوں نے اس حدیث کو منکر کہا ہے ف اس حدیث میں اصل ہے چلہ کی (کیونکہ اوسکا حاصل یہی چالیس روز تک اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا ہے) اور برکات ہیں چلہ کے اور اثبات ہے علم لدنی کا

وبرکاتها واثبات	(کیونکہ جس علم کا اسمیں ذکر ہے بلا واسطہ کسب
العلم اللدنی	وہ ثمرہ عمل و اخلاص کا ہے)
الحدیث دع مایریبك	**حدیث** جو چیز تمکو کھٹکے اوسکو چھوڑ کر وہ
الی مالا یریبك النسائی	چیز اختیار کرو جو تم کو کھٹکے نہیں روایت
والترمذی والحاکم	کیا اسکو نسائی اور ترمذی اور حاکم نے حسن
وصححاہ من حدیث	بن علی کی حدیث سے اور ترمذی و حاکم نے اسکی
الحسن بن علی	تصحیح بھی کی۔ **ف** اس حدیث میں تقوی کا
ف فیہ معیار	معیار عظیم ہے (جو شخص کھٹک کی چیز کو چھوڑ
عظیم للتقوی	دیگا وہ کبھی حرام میں واقع ہو ہی نہیں سکتا)
الحدیث	**حدیث** ایک فارس کے رہنے والے
دعاہ الرجل	شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت
الفارسی	کی آپ نے فرمایا میں اور عائشہ دونوں چلیں
فقال انا	گے آخر حدیث تک اسکو مسلم نے حضرت
وعائشۃ	انس سے روایت کیا اور پوری حدیث
الحدیث	یہ ہے کہ اوس فارسی نے کہا کہ نہیں (یعنی
مسلم عن	حضرت عائشہ نہیں) آپ نے فرمایا کہ نہیں
انس وتمامہ	(یعنی میں بھی نہیں جاتا) پھر بعد میں اوسنے
فقال لا	آپ کی شرط کو منظور کر لیا۔ پس آپ اور حضرت
فقال لا	عائشہ دونوں آگے پیچھے ہوتے ہوئے
ثم اجابہ	چلے اوسنے دونوں کے روبرو چربی پیش
بعد فی ھیہ	کی **ف** اس میں اسپر دلالت ہے کہ اگر

معیار التقوی

۵۵

هو وعائشة بينها وفان فقترب اليهما اهالة **ف** فيه ان اشتراط اجابة الدعوة بشرط مسلم لاينافي حق المسلم ولاحسن الاخلاق ٥٦

دعوت کی منظوری کو کسی جائز شرط سے مشروط کرے تو یہ امر نہ حق مسلم کے منافی ہے اور نہ حسن اخلاق کے (جیسا آپ نے یہ شرط لگائی کہ اگر حضرت عائشہ کی بھی دعوت کرو تو میں بھی منظور کرتا ہوں اور اوسکا اول منظور نہ کرنا شاید اسوجہ سے ہو کہ کھانا ایک ہی کو کافی ہوگا اوسنے چاہا ہو کہ حضور شکم سیر ہو کر کھالیں پھر آخر منظور کرلینا اس خیال سے ہو کہ آپ کی تطییب قلب آپ کے شبع سے اہم ہے اور اوسوقت تک حجاب نازل نہ ہوا ہوگا)

اشتراط اجابۃ الدعوۃ بشرط مسلم
مشروط کرنا منظوری دعوت کو کسی شرط جائز سے

كتاب آداب الالفة

کتاب آداب الالفۃ

الحديث ان الله خلق آدم على صورته مسلم من حديث ابي هريرة **ف** فيه مسئلة مظهرية الانسان للحق فان الصورة هو الظهور للحقيقة

حدیث اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے **ف** اس میں انسان کے مظہر حق ہونے کا مسئلہ مذکور ہے کیونکہ صورۃ حقیقۃ ظہور ہی ہے +

(باقی آئندہ)

یہ انکا ہر ملاقات میں معمول رہا اور کبھی اس میں تخلف نہیں ہوا۔

حاشیہ حکایت (۳۷) قولہ تخلف نہیں ہوا اقول یہ جوش ہے اتباع سنت کا جو مقتضی ہوتا تھا تکرار کو ورنہ کافی ایک بار اطلاع کرنا بھی تھا۔ (اشرف)

(۳۸) خانصاحب نے فرمایا کہ میں خواب کبھی نہیں دیکھتا ہوں۔ لیکن شاذ و نادر کبھی کوئی خواب نظر آجاتا ہے اور ان میں سے بعض خواب بالکل سچے ہوتے ہیں میں نے لڑکپن میں غالباً بلوغ سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب تشریف فرما ہیں اور یہ خبر ہے کہ سید صاحب بھی تشریف لا رہے ہیں۔ مولوی عبدالحی صاحب ایک چارپائی پر سرہانے بیٹھے ہیں۔ میں اونکی پائنتیوں بیٹھا ہوا ہوں اور ان سے ایسی بے تکلفی کے ساتھ باتیں کر رہا ہوں جیسے بہت دنوں کی ملاقات ہو چنانچہ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ حضرت آپکا علم کتنا بڑا ہے مولانا نے مسکرا کر فرمایا کہ بقدر ضرورت۔ اُسکے بعد میں مولانا اسمٰعیل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسجد میں ایک ایسے حجرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے جو مسجد سے بہت نیچا تھا جیسا آو بانہ خانہ اور اوس حجرہ میں ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی مولانا اوس سے کمر لگائے بیٹھے تھے اور ان کے پاس دس بارہ آدمی اور بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں جا کر بیٹھا تو مولانا نے ایک دیگچی نکالی جسمیں شربت تھا جسکا قوام کسیقدر گاڑھا تھا اور رنگت سنہری اور نہایت براق تھی۔ مولانا نے اوسمیں سے پیالے بھر بھر کر لوگونکو دینے شروع کئے اور تقسیم اپنے دائیں ہاتھ سے شروع کی۔ میں مولانا کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور میرے پھوپھا میرے برابر میں بیٹھے ہوئے تھے جب میرا نمبر آیا مولانا نے اوس پیالہ کو اوروں سے زیادہ بھرا اور میری طرف دیکھکر مسکرائے وہ پیالہ مجھے دینے ہی کو تھے کہ میرے پھوپھا نے مجھے کسی کام کو بھیجدیا اور وہ پیالہ مجھے نہ مل سکا۔ مجھے اسکا بڑا قلق ہوا۔ اور میں چاہتا تھا کہ نہ جاؤں مگر اول تو پھوپھا صاحب کے حکم کی تعمیل ضروری تھی دوسرے یہ بھی خیال ہوا کہ پھوپھا یہ سمجھیں گے کہ یہ بڑا ندیدہ ہے۔ اسلئے جاؤ ناچار مجھے اسکی تعمیل کرنی پڑی۔ میں اس کام کو کر کے واپس آیا اور جہاں پہلے بیٹھا تھا وہیں بیٹھ گیا مولانا نے مجھے دیکھکر فرمایا کہ ارے تو رہ گیا کہاں چلا گیا تھا اوسکے بعد دیگچی منگائی اور شربت کو دیکھا اسمیں شربت موجود تھا مگر اتنا نہ تھا جتنا اوروں کو دیا تھا اوسکے بعد مولانا نے

وہ پیالہ منگایا جس میں آپ نے پیا تھا تو اس پیالہ میں مولانا کا بچا ہوا شربت موجود تھا مولانا نے دیگچی کا شربت اس پیالہ میں ڈالا اور دیگچی کو اپنے ہاتھ سے پونچھ پونچھ کر بالکل صاف کر دیا اس سے وہ پیالہ اتنا تو نہ بھرا جتنا پہلی مرتبہ میرے لئے بھرا تھا مگر اوروں کی برابر ہو گیا اور وہ پیالہ میں نے پی لیا اس روز سے میری یہ حالت ہو گئی کہ میں مولانا کی کتابوں کو اتنا تو نہیں جتنا وہ خود سمجھتے تھے مگر اپنی حیثیت کے موافق خوب سمجھنے لگا۔

حاشیہ حکایت (۳۸) قولہ اوس روز سے میری یہ حالت ہو گئی الخ۔ **اقول** خواب اس حالت میں دخیل نہیں بلکہ مبشر ہے اس حالت کے حصول کی مستقبل میں اور وہ حصول کبھی وہبی ہوتا ہے اور کبھی مکتسب کسی عمل سے بہر حال خواب کو مؤثر نہ سمجھا جائے اگر کوئی چیز مؤثر ہے وہ عمل ہے اور خواب محض مبشر (**ش ت**)

(۳۹) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالرحمٰن خورجوی جو مورچہ والے مشہور ہیں اونکے نانا احمد خان خورجوی مورچہ والے پڑھے لکھے کچھ نہ تھے مگر مولوی محبوب علی صاحب کی صحبت میں رہے ہوئے تھے اور مولوی محبوب علی صاحب مولوی محمد اسحٰق صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب پر نہایت فریفتہ تھے حنفی نہایت پکے اور بہت خوش عقیدہ تھے۔ اتنا قصہ میں اتنی بات اور سن لو کہ میں مولانا نانوتوی سے بیعت بھی ہوا تھا اور انکا نہایت معتقد بھی تھا لیکن انکی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ اسلئے میں انکی بزرگی کا اعتقاد رکھتے ہوئے اکثر تعجب کیا کرتا تھا کہ لوگ مولانا کی تعریف کرتے ہیں۔ مگر میں نہیں سمجھتا تھا وہ ان کی کس بات کی تعریف کرتے ہیں۔ اب پھر قصہ سنو مولوی احمد حسن صاحب امروہی اس زمانہ میں خورجہ میں مدرس تھے۔ مولانا نانوتوی بھی خورجہ میں تشریف لے آئے۔ اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب مورچہ والوں کے مکان پر قیام فرمایا۔ مولانا ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور میں انکے سامنے مونڈھے پر بیٹھا تھا اتنے میں احمد خان مورچہ والے بھی تشریف لے آئے اور آکر مولانا کی پائنتیوں بیٹھ گئے اور بیٹھنے کے بعد مولانا سے دریافت کیا۔ کہ حضرت بعض اشعار مولوی رومی کے اور شیخ فریدالدین عطار کے اور شیخ سعدی کے اور بہت سے شعر حافظ کے ایسے ہیں جو قریب قریب کفر تک کے ہیں لیکن اچھے اچھے علماء کو دیکھا ہے ۹۲

کہ وہ ان اشعار کو حد کفر سے خارج کرنے میں امکانی کوشش کرتے ہیں اور ممکن سے ممکن تاویل
اونکی تصحیح کے لئے کرتے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ امام محمد ابو یوسف امام ابوحنیفہ کے قول کی
مخالفت کرتے ہیں اور ابوحنیفہ کے قول کی توجیہ نہیں کرتے۔ علے ہذا بعد کے لوگ جب امام ابوحنیفہ
کے قول کو کمزور پاتے ہیں تو اسکو چھوڑ کر امام ابو یوسف کے یا امام محمد کے قول پر فتوے دیتے ہیں
اور امام صاحب کے قول کی تاویل نہیں کرتے اس میں کیا راز ہے اس سوال کے جواب میں
مولانا نے مجھے مخاطب بنایا اور ایک لمبی تقریر کی جسکا خلاصہ مجھے یاد رہگیا ہے اور تقریر بعینہ
محفوظ نہیں رہی۔ وہ خلاصہ یہ ہے کہ ابوحنیفہ کے ایمان کے مقابلہ میں ان حضرات کے ایمان
بہت ضعیف ہیں اسلئے اگر انکے اقوال کی توجیہ نہ کیجاوے تو لوگ بیدریغ انکی تکفیر کر دیگے
اور ابوحنیفہ کا ایمان اسقدر قوی ہے کہ اگر انکے تمام مسائل کو بھی ضعیف کر دیا جاوے تب بھی
انپر کسی بدگمانی کا خطرہ نہیں ہو سکتا اسلئے ابوحنیفہ کے اقوال کی توجیہ کی ضرورت نہ ہوئی اور ان
بزرگوں کے اقوال کی توجیہ کی ضرورت ہوئی اھ مجھپر مولانا کی اس لطافت آمیز تقریر کا یہ اثر ہوا کہ میں مولانا کی
تقریر کو سمجھنے لگا اور میرا وہ خطرہ دور ہو گیا کہ لوگ انکی اسقدر تعریف کیوں کرتے ہیں۔ ۴۳

حاشیہ حکایت (۳۹) قولہ ابوحنیفہ کے مقابلہ میں الخ اقول یہ جواب

سائل کے خاص مذاق کے اعتبار سے ہوگا ورنہ عام مذاق کے اعتبار سے یہ جواب ہے کہ ان حضرات
کے ایسے اقوال کا مدلول ظاہری موجب کفر ہے اور اونکی مقبولیت جو دلائل صحیحہ سے ثابت ہے
منافی کفر ہے اسلئے تاویل ضروری ہوئی کہ معانی ظاہری مراد نہیں بخلاف ائمہ مجتہدین و علماء
ظاہر کے کہ اونکے اقوال کا مدلول ظاہری موجب کفر نہیں بلکہ صرف موجب خطا ہیں اور اونکے کمالات
جو دلائل صحیحہ سے ثابت ہیں منافی خطا نہیں اسلئے تاویل کی ضرورت نہ ہوئی بلکہ معانی ظاہرہ کو
مراد لیکر اونکو خطا کہدیا جاویگا (**اشرف**)

(۴۰) خانصاحب نے فرمایا کہ لوگ شاہ عبدالعزیز صاحب کو متساہل کہتے ہیں مگر یہ لوگ
ان مشکلات سے واقف نہیں ہیں جو شاہ صاحب کے سامنے تھیں شاہ صاحب کا زمانہ ایک نہایت
سخت فتنہ کا زمانہ تھا جس میں اظہار حق نہایت دشوار تھا اسلئے شاہ صاحب ترویج دین نہایت
حزم و تدبیر کے ساتھ کرتے تھے اور فتنہ انگیز عنوانات سے احتراز فرماتے تھے یہی وجہ ہے کہ میں نے

اسپنے جتنے بزرگوں کو دیکھا ہے وہ سب جتنے شاہ عبدالعزیز صاحب کے معتقد تھے اسقدر مولوی
اسمٰعیل صاحب کے معتقد تھے اور نہ کسی اور کے حالانکہ ان حضرات نے نہایت آزادی اور جانفروشی
کے ساتھ دین کو رائج کیا ہے وجہ اسکی یہ تھی کہ شاہ صاحب کو جن لوگوں سے واسطہ پڑا تہا وہ دین سے
بالکل آشنا نہ تھے ایسے لوگونکو راہ پر لگانا سخت دشوار تہا اور شاہ صاحب نے انکو راہ پر لگایا
یہ دلیل ہے اونکے کمال عقل اور حکیم کامل ہونے کی اور جن لوگوں سے مولوی اسمٰعیل صاحب وغیرہ
کو واسطہ پڑا ہے یہ وہ لوگ تھے جو یا تو راہ راست پر آچکے تھے یا کم از کم دین سے بہت زیادہ
بعد نہ رہا تھا۔ اب میں اس زمانہ کے حالات دکھلاتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ وہ زمانہ کسقدر سخت
فتنہ کا تہا اور یہیں اظہار حق کتنا مشکل تھا اوس زمانہ میں ایک تو روافض کا نہایت غلبہ تہا۔ چنانچہ
دہلی میں نجف علی خان کا تسلط تھا جس نے شاہ ولی اللہ صاحب کے پہنچے اتروا کر ہاتھ بیکار
کر دیئے تھے تاکہ وہ کوئی کتاب یا مضمون نہ تحریر کر سکیں اور مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو
شہید کرا دیا تہا اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ رفیع الدین کو اپنے قلمرو سے نکلوا دیا تہا اور یہ ہردو
۴۴ صاحبان مع زنانوں کے شاہدرہ تک پیدل آئے تھے اوسکے بعد مولانا فخرالدین صاحب کی سعی
سے زنانوں کو تو سواری ملگئی تھی اور وہ پہلے روانہ ہوگئے تھے مگر شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالعزیز
صاحب کو سواری بھی نہ ملی تھی اور شاہ رفیع الدین صاحب تو پیدل لکھنؤ چلے گئے تھے اور شاہ
عبدالعزیز صاحب پیدل جونپور چلے گئے تھے کیونکہ نہ ان دونوں کو سوار ہونے کا حکم تھا اور نہ
ساتھ رہنے کا۔ اور دو دفعہ روافض نے شاہ صاحب کو زہر دیا تہا اور ایک مرتبہ چھپکلی کا اُبٹن
ملوا دیا تھا جس سے شاہ صاحب کو برص اور جذام ہوگیا تھا اور جونپور کے سفر میں شاہ صاحب کو
لو بھی لگی تھی جس سے مزاج میں سخت حدت پیدا ہوگئی تھی جس سے جوانی ہی میں بینائی جاتی
رہی تھی اور ہمیشہ سخت بیچین رہتے تھے اور دوسرے مصنوعی صوفیوں کا غلبہ تھا جنکا اثر بادشاہ
پر اور شاہزادوں شاہزادیوں پر اور عوام پر تہا اور اوسوجہ سے انکی جرأت اور گستاخی اسقدر بڑہ گئی
تھی کہ علماء کے پاس آتے تھے اور کہتے تھے کہ او مسجد کے مینڈھے کچھ دلوا ہم رنڈی رکھیں گے
شراب پئیں گے بھنگ پئیں گے علماء کو مجبوراً دینا پڑتا تھا حتی کہ شاہ عبدالقادر صاحب بھی دیتے تھے مگر وہ
کہتے تھے کہ میاں صاحب لو کھانا کھا لینا لیکن شاہ عبدالعزیز صاحب نے کبھی کسیکو نہیں دیا۔

(باقی آئندہ)

خریداران الہادی کیواسطے رعایت

بعض دوستوں کے مشورہ سے یہ بات طے پائی ہے کہ الہادی کے خریداروں کو کتب رعایت سے دینی چاہئیں لہذا اب سے ایک فہرست کتب شائع کیا کرونگا جسمیں حتی الوسع انتہائی رعایت ہوا کریگی مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جو صاحب کتب طلب فرماویں وہ اپنا نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں کیونکہ احقر کو استقدر فرصت نہیں کہ ہر فرمایش پر رجسٹر الہادی میں تلاش کرے یا کم از کم یہ تحریر فرمایا کریں کہ ہم الہادی کے خریدار ہیں فقط

تصنیفات حضرت سیدی و مرشدی حکیم الامۃ مجدد الملۃ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	قیمت	[illegible]
اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	۶ر	۴ر
الاستبصار فی فضل الاستغفار	ار	۰ر
	علر	۱۲ر
اخبار الزلزلۃ	ار	شر
اخبار بنی۔	ار	شر
اصلاح الخیال۔ غلبہ سے جن لوگونکو اتباع شریعت میں شبہات و شکوک اور اوہام پیدا ہوئے ہیں وہ تمام تر شبہات مع انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے۔	۰۳ر	۰۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت۔ مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیوں کی اصلاح۔	لعہر	شر
اوراد رحمانی و اذکار سبحانی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کے فضائل اور عجیب غریب نکتے	۴ر	۰۲ر

نام کتاب	قیمت	[illegible]
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل و مدلل بیان	۴ر	۰۲ر
اغلاط العوام فی باب الاحکام۔ عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کیگئی ہے معہ ضمیمہ۔	۱ر	شر
اعمال قرآنی آیات قرآنیہ کے خواص عملیات کا بیان ہے اسکے تین حصے ہیں۔ قیمت ہر حصہ	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت۔ باہمی گذران و برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپسمیں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے۔	۰۲ر	۲ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم	۱ر	شر
بہشتی زیور۔ اس مفید اور مقبول عام		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
کتاب کی تعریف و توصیف خارج از بیان ہے ہر شخص پر آفتاب نصف النہار کیطرح یہ بات روشن ہے۔ کہ یہ اصلاح عادات آداب معاشرت مسائل فقہیہ میں کسقدر مفید ثابت ہوئی ہے۔ خاصکر عورتوں کے حق میں تو اکسیر کا کام دیتی ہو اسکے گیارہ حصے ہیں اوّل کے دس حصے تو خاص عورتوں کی تعلیم و تربیت و درستی حالات میں بے نظیر ہیں گیارہواں حصہ خاص مردوں کے مسائل میں بے بدل ہو جسکی	عہ	عہ
بہشتی گوہر۔ گیارہواں حصہ	۱۰ر	۱ر
تعلیم الدین۔ دین کے چاروں اجزا عقائد عبادات اخلاق و معاملات و سلوک و مقامات و اذکار و اشغال کا قرآن و حدیث سے بیان۔	۸ر	۶ر
الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والحنیف حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو جابجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں انکو ایک جا مرتب فرما دیا ہے۔	۵ر	۳ر
تجوید القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد اور اسکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یادگار حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد لکھدیئے گئے ہیں۔	۱ر	۱ر
التکشف عن مہمات التصوف۔	[illegible]	[illegible]
تحقیق تعلیم انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث	۱ر	عہ
جزاء الاعمال۔	۲ر	۲ر

نام کتاب	قیمت	[illegible]
جمال القرآن۔ یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکھا گیا ہے	۲ر	۱ر
حفظ الایمان مع بسط البنان و تغیر العنوان	۱ر	۱ر
حقوق الاسلام جسمیں استاد پیر ماں باپ۔ میاں بیوی۔ حاکم محکوم ہمسایہ حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	۱ر	عہ
حق السماع۔ سماع کے متعلق فقہی کامل تحقیق	۲ر	۱ر
حقوق العلم۔ علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انمیں جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں انکی اصلاح ہے۔	۵ر	عہ
الخطب الماثورہ۔ جسمیں جناب رسول احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرما کر درج فرمائے ہیں۔	۲ر	۱ر
الخطاب الملیح۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس رسالہ میں ہیں۔ عیسےٰ علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق	۲ر	۱ر
رونمائی مثنوی دیباچہ کلید مثنوی	۱ر	۱ر
زاد السعید۔ جسمیں درود شریف کے فضائل و عجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں اور آخر میں ایک رسالہ نیل الشفاء ہے جسمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب و غریب خواص و برکات تحریر ہیں	۲ر	۱ر

نام کتاب	قیمت	[illegible]
اسبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اولی کو آخر تک کا بیان فرمایا ہے	۹ر	۴ر
شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین	۲ر	۲ر
شجرہ طیبہ	۱ر	ـہ ر
صفائی معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل مدلل مع اصول قواعد عام فہم۔	۲ر	۱ر
طریقہ مولد شریف مولود شریف کے اصلی اور صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان	۱ر	عہ ر
فتاوی اشرفیہ اسکے دو حصے ہیں ہر حصہ میں متفرق مسائل مع دلائل و تحقیقات عجیب غریب درج ہیں حصہ اول۔	۴ر	۳ر
ایضاً حصہ دوم	۶ر	۴ر
قصد السبیل۔ اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہو جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے انہیں ایسے دستور العمل تجویز فرماتے ہیں کہ ہر شخص انپر عمل کرکے کامیاب ہو سکتا ہے	۳ر	۱ر
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کے پردہ پر شبہات کرتے تھے کہ ایسا پردہ قرآن حدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن حدیث ہی سے اسکو		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
ثابت کیا ہے	۲ر	۱ر
کمالات امدادیہ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۶ر	۵ر
انتباہات المفیدہ۔ علم کلام جدیدہ کا ایک نہایت مفید رسالہ جسمیں شبہات جدیدہ کے جوابات اہل شبہات یعنی انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے مذاق پر نہایت وضاحت و متانت سے دیئے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے پاس رہے۔ تاکہ جسوقت کوئی شبہ پیش آوے۔ فوراً اس کتاب سے حل کر لیا جاوے۔ انشاء اللہ تعالے جواب حاصل ہو جائیگا خواہ کلیۃً یا جزءاً اسکی پوری تعریف احقر کا قلم نہیں کر سکتا۔ لہذا یہ رسالہ ملاحظہ کا محتاج ہے	عہ ر	۱۲ر
لب مثنوی دفتر ششم کے ابتدائی حصہ کی شرح	۵ر	۴ر
المصالح العقلیہ حصہ اول۔	۹ر	۶ر
مجموعہ رسائل مفیدہ۔ اسمیں تین رسالے شامل ہیں حفظ الایمان۔ خاتمہ بالخیر۔ سوال وجواب متعلق جسم مثالی و روح اعظم تجلی	۲ر	ـہ ر
ملفوظات خیرت	۹ر	۸ر

سرور کائنات مفخر موجودات سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی معراج شریف سے متعلق ایک نہایت جامع رسالہ مسمیٰ بہ

تنویر السراج فی لیلۃ المعراج

از عمدۃ المحققین زبدۃ المفسرین حکیم الامۃ سراج الملۃ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدفیضہم

یہ رسالہ حضرت مولانا صاحب مدظلہم کی تازہ ترین تالیفات سے ہے۔ اور مولانا مدظلہم کی تصنیف کے متعلق کچھ تعریف لکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ایسی کتاب کی تعریف مختصر اشتہار میں ہو سکتی ہے اسلئے ناظرین کی اطلاع کیواسطے فقط مضامین رسالہ تحریر کئے جاتے ہیں۔ اور باقی خوبیوں کا اندازہ اولاً تو مولف کے نام نامی معلوم ہونے سے ہو گیا ہوگا اور ثانیاً مطالعہ سے معلوم ہوگی۔ رسالہ ہذا میں معراج نبوی کے مفصل واقعات حدیثیہ کے ساتھ ہی اس واقعہ معراج کے فوائد حکمیہ اور حکمیہ بھی بیان فرماتے ہیں اور آیت معراج کی تفسیر کرتے ہوئے چند عجیب و غریب تحقیقات اور چند مسائل ضروریہ اور چند اشکالات کے ایسے جواب تحریر فرمائے ہیں کہ انکو دیکھنے کے بعد معراج نبوی کے متعلق جملہ عقلی و نقلی شبہات کافور ہو جاتے ہیں اور سورۂ والنجم کی آیات متعلقہ معراج کی مفصل تفسیر درج ہے و نیز مثنوی مولانا روم کے اشعار متعلقہ معراج مع شرح موجود ہیں۔ اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ معراج نبوی سے ہم مسلمانوں کو کیا سبق لینا چاہیے۔ اور آخیر میں ایک قصیدہ مدحیہ بزبان عربی مع ترجمہ ملحق ہے یہ رسالہ مسلمانوں کے ہر طبقہ کیلئے نہایت مفید ہے اور لکھائی چھپائی نہایت نفیس کاغذ عمدہ تقطیع بہت موزون۔

قیمت صرف دس آنے (۱۰/) اور خریداران الہادی کے واسطے آٹھ آنے۔ (۸/)

المشتہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلان دہلی

مختصر پتہ

پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

رجب نمبر اپریل ۱۹۲۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چہ آیت موصوف دال ست بر نفعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باش ای بادی ٭ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ٭ پس اتباعاً للنص المذکور ٭ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۳ | بابت ماه رجب المرجب ۱۳۴۳ھ | جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب فی جاوی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی ٭ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آن مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ٭ باداۃ محمد عثمان عامی ٭ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ [illegible] بعوض [illegible] می‌گردد

له ہذا تفسیر العام ماخوذ من الحدیث احسن حدیثا کتاب اللہ [illegible] ۱۲

۷۸۶

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت رجب المرجب ۱۳۴۲ھ

بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	.... ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	.... ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	.... ایضاً	۳۳
۶	اسرار روایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامۃ تھانوی مدظلہم	۳۷
۷	خریداران الہادی کے واسطے رعایتی فہرست	×	.... ×	۴۱
۸	ضمیمہ	×	.... ×	×

اصول مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بجائے اس معین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈھائی جزء سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ ہے۔

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا اور روانگی خرچ رجسٹری لفافہ کرکے تجارتی وی۔ پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاک کی تعداد زائد ہوگا اور تجارتی وی۔ پی پہنچے گا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائینگے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرما دیں مگر اسکی قیمت تین روپے ہے علاوہ محصولڈاک کے

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

حافظ مصنف کتاب فرماتے ہیں ابو الیقظان واہی ہے اور اس سے ثقہ لوگوں نے روایت کیا ہے اور اسکا نام عثمان بن قیس ہے یہ ترمذی نے کہا ہے اور بعض نے عثمان بن عمیر اور بعض نے عثمان بن ابی حمید اور بعض نے اسکے علاوہ کہا ہے اور اس حدیث کو طبرانی نے اوسط اور صغیر میں ایسی سند سے بیان کیا ہے جسمیں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اسکے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں کہ انکو فزع اکبر (یعنی قیامت کی گھبراہٹ) ہول میں نہیں ڈالیگی اور انکو حساب نہیں گرفتار کریگا مشک کے ٹیلوں پر ہونگے جبتک کہ مخلوق کے حساب سے فراغت ہو ایک آدمی کہ اللہ تعالے کی رضامندی کے واسطے قرآن شریف پڑہا اور اسکے ساتھ کسی قوم کی امامت کی اور وہ اوس سے خوش رہے اور لوگونکو نماز کے واسطے بلانے والا کہ محض رضامندی پروردگار کے واسطے بلائے (یعنی اذان دی) اور وہ غلام کہ اپنے اور اپنے رب کے درمیان اور اپنے اور اپنے مالکوں کے درمیان اچھا معاملہ کرے اور اسی حدیث کو کبیر میں بھی روایت کیا ہے اور اسکے الفاظوں کا
ترجمہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں اگر میں اس ۱۱۳
حدیث کو صرف ایک مرتبہ اور ایک مرتبہ اور ایک مرتبہ یہانتک کہ سات مرتبہ شمار کیا تو میں اسکو نہ بیان کرتا (یعنی بہت ہی مرتبہ سنا ہے) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے تین شخص قیامت کے دن مشک کے ڈہیروں پر ہونگے اونکو گھبراہٹ ہول میں نہیں ڈالیگی اور جسوقت تمام لوگ گھبرائینگے وہ نہیں گھبرائینگے ایک وہ آدمی کہ اس نے قرآن کا علم حاصل کیا اور اوسکے ساتھ نماز میں اللہ کی رضامندی اور ان نعمتوں کے طلب کرنے کو جو اوسی کے پاس ہیں کھڑا ہوتا ہے۔ اور وہ آدمی کہ ہررات دن میں پانچوں نمازوں کی اذان دیتا ہے اوس سے رضامندی پروردگار اور جو کچھ اوس کے پاس ہے طلب کرتا ہے اور غلام مملوک کہ اسکو دنیا کی غلامی اسکے رب کی تابعداری سے نہیں روکتی اور حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اپنی حالت سفر میں کہتے ہوئے سنا اللہ اکبر اللہ اکبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اصل فطرت پر کہا ہے (یعنی مقتضے فطرت انسانی ہے اللہ کو سب سے بڑا کہنا چنانچہ مشرک

لوگ بھی اسکے قائل ہیں) پھر اوس شخص نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ فرمایا نار دوزخ سے نکل گیا۔ پس لوگ اس شخص کی طرف کو لپکے ناگاہ وہ بکری چرانے والا تھا نماز کا وقت آگیا تھا لہذا کھڑے ہوکر اذان دیتا تھا اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور مسلم میں اسکے قریب ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن اُمید اجر رکھنے والا مثل اوس شہید کے ہے کہ اپنے خون میں سنا ہوا اذان و اقامت کے درمیان میں جو چاہے اللہ سے دُعا کرے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور کبیر میں بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مؤذن امید اجر رکھنے والا مثل شہید خون کے لتھڑے ہوئے کے ہے جب مریگا اسکو قبر میں کیڑے نہیں کھائینگے ان دونوں روایتوں میں ابراہیم بن رستم ہے اور اسکی توثیق کیگئی ہے۔

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے ۱۱۴
رسول اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے تیرا رب خوش ہوتا ہے بکریوں کے چرواہے سے پہاڑ کے ٹیلہ کی چوٹی پر نماز کی اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے اس بندہ کو دیکھو اذان دیتا ہے اقامت کہتا ہے نماز پڑھتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اپنے بندہ کو بخشدیا اور اسکو جنت میں داخل کر دیا اسکو ابو داؤد و نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بارہ برس اذان دی اسکے واسطے جنت واجب ہوگئی اور اسکی اذان کی وجہ سے ہر دن میں ساٹھ نیکیاں لکھی جائینگی اور ہر اقامت میں تیس نیکیاں اسکو ابن ماجہ دارقطنی حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ شرط شیخین پر صحیح ہے حافظ مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ اسیطرح پر ہے جیساکہ حاکم نے بیان کیا ہے اسواسطے کہ عبد بن صالح کاتب لیث اگرچہ اوسمیں کلام بھی کیا گیا ہے مگر اوس سے بخاری نے اپنی

صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی جنگل میں ہو اور نماز کا وقت آگیا وضو کرنا چاہیئے اگر پانی نہ پاوے تو تیمم کرنا چاہیئے۔ اب اگر تکبیر کہکر نماز پڑھ لی تو اسکے ساتھ اسکے صرف دو فرشتے نماز پڑھینگے۔ اور اگر اذان اور تکبیر دونوں کہکر نماز پڑھی تو اسکے ساتھ اللہ تعالےٰ کے لشکر میں سے اتنی جماعت نماز پڑھیگی کہ اسکی (اتیدار انتہا) دونوں جانبین دکھائی نہیں دیگی۔ اس کو عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں بسند ابن تیمی عن ابیہ عن ابی عثمان النہدی عن ابن عباس روایت کیا ہے۔

اذان کا جواب دینے اور بعد کی دعا کی ترغیب

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن کی اذان سنو تو جیسے مؤذن کہتا ہے تم بھی کہو اسکو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ۱۱۵

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جب تم مؤذن کو اذان کہتے سنو تو جیسا وہ کہتا ہے تم بھی کہو پھر مجھپر درود شریف پڑھو اسواسطے کہ جو کوئی مجھپر ایک درود پڑھتا ہے اللہ تعالےٰ اوسپر دس درود بھیجتا ہے (یعنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے) اور اللہ سے میرے واسطے وسیلہ مانگو اسواسطے کہ وہ جنت میں ایک مرتبہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے تمام بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو ملیگا اور مجھکو یہ امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہونگا بس جو کوئی شخص میرے واسطے وہ وسیلہ مانگے گا اسکے واسطے میری شفاعت ثابت ہوگی۔ اسکو مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تم میں سے کوئی شخص اللہ اکبر

اللہ اکبر کہے پھر موذن اشھد ان لا الہ الا اللہ کہے تو وہ اشھد ان لا الہ الا اللہ کہے پھر موذن اشھد ان محمد رسول اللہ کہے تو وہ کہے اشھد ان محمدا رسول اللہ۔ پھر موذن کہے حی علے الصلوٰۃ تو وہ کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر موذن کہے حی علے الفلاح تو وہ کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر موذن کہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو وہ بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے پھر موذن کہے لا الہ الا اللہ تو یہ بھی کہے۔ لا الہ الا اللہ۔ (یہ سب کچھ) دل سے کہے تو جنت میں داخل ہو جائیگا اسکو مسلم ابو داؤد نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے اذان سننے کے وقت یہ دعا پڑھی اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمدا ن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ اسکے واسطے بروز قیامت میری شفاعت حلال ہو جائیگی۔ اسکو بخاری ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے اپنی سنن کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکے آخر میں یہ زیادہ کیا ہے انک لا تخلف المیعاد۔ ترجمہ دعا اے اللہ اس ندا کاملہ اور نماز ثابتہ کے صاحب عطا فرما محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور انکو مقام محمود پر پہنچا دے جسکا تو نے وعدہ فرمایا ہے بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا ہے۔ ۱۱۶

اور حضرت سعد بن الوقاص رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے فرمایا جس شخص نے موذن سے اذان سنتے ہوئے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ اکیلے کے کوئی اسکا شریک نہیں ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوسکے بندے اور رسول ہیں۔ میں خوش ہو گیا اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے اللہ اوسکے گناہ بخشدیگا اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور ترمذی کے الفاظ ہیں اور نسائی ابن ماجہ ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ انھوں نے لفظ ذنوبہ نہیں بیان کیا اور مسلم نے ذنبہ کہا ہے۔

اور حضرت بلال بن یساف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ سے سُنا وہ بیان کرتے تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے جس شخص نے مؤذن سے سُنا پھر اس نے اسیطرح کہا جیسا کہ مؤذن کہتا ہے اسکو بھی مؤذن کے اجر کی برابر اجر ملیگا۔ اسکو طبرانی نے کبیر میں بروایت اسمٰعیل بن عیاش عن حجازیین روایت کیا ہے مگر اسکا متن مشہور ہے اور اسکے شواہد بھی بہت ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کھڑے ہو کر اذان دی جب خاموش ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے یقین کے ساتھ مثل اسکے کہا جنت میں داخل ہوگا اسکو نسائی ابن ماجہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ صحیح الاسناد ہے اور اسکو ابو یعلےٰ نے بسند یزید رقاشی حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور اسکے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں پچھلی شب میں قیام فرمایا حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اذان دی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مثل اس شخص کے قول کے کہا اور مثل اسکی شہادت کے گواہی دی اسکے واسطے جنت ہے۔ ۱۱ب

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے تھے جب اذان کہنے والا اذان کہتا ہے جس کسی نے یہ دعا کی اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ النافعۃ صل علی محمد وارض عنی رضی لا سخط بعدہ۔ اللہ تعالےٰ اسکی دعا قبول فرما لیتے ہیں۔ ترجمہ دعا۔ اے اللہ اس اذان کامل اور نماز نافع کے رب تو محمدؐ پر درود نازل فرما اور مجھ سے ایسا راضی ہو جا کہ پھر غصہ نہ ہو اسکو امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔ اور اسکی سند میں ابن لہیعہ ہیں اور اگر اللہ نے چاہا تو باب دعا بین الاذان والاقامت میں حدیث ابو امامہ کی اسی بارہ میں آئیگی۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض

کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مؤذن لوگ تو ہم سے بڑھ گئے حضور نے فرمایا جیسے وہ کہتے ہیں تم بھی کہو (یعنے جواب اذان دو) جب ختم کرو (یعنے جواب اذان) تو پس دعا مانگو دیجاوگے (یعنے دعا قبول ہوگی) اسکو ابوداؤد نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب اذان سُنا کرتے فرماتے اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ صل علے محمد واعطہ سؤلہ یوم القیامۃ۔ اور آپ اسکو اپنے گردوالوں کو بھی سُنا دیا کرتے تھے اور یہ چاہا کرتے کہ یہ لوگ بھی جب مؤذن سے سُنیں اسی طرح دعا کریں۔ اور حضرت نے فرمایا اور جو شخص مؤذن سے سنتے وقت اسیطرح کہیگا اسکے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بروز قیامت واجب ہوجائیگی اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اوسط میں اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب اذان سنتے فرماتے

اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ صل علے عبدک ورسولک
۱۱۸ واجعلنا فی شفاعتہ یوم القیامۃ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کلمے اذان کے وقت کہے وہ میری شفاعت میں بروز قیامت داخل ہوجائے گا۔ اور اسکی دونوں اسنادوں میں صدقۃ بن عبداللہ سمین ہیں ترجمہ یہ ہے لے اللہ اس کامل اذان اور نماز قائمہ کے رب درود نازل فرما اپنے بندہ اور رسول پر اور بروز قیامت ہم کو انکی شفاعت میں کردے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے میرے واسطے وسیلہ مانگو جو بندہ میرے واسطے دنیا میں اسکو مانگے گا ضرور بروز قیامت میں اسکا گواہ یا شفیع ہوجاؤنگا اسکو طبرانی نے اوسط میں بروایت ولید بن عبدالملک حرانی عن موسےٰ بن اعین روایت کیا ہی اور یہ جو حدیثیں ثقہ لوگوں سے روایت کرتے ہیں اون میں مستقیم ہیں اور ابن اعین ثقہ مشہور ہیں اور کبیر میں بھی روایت کیا ہے اسکی عبارت اسطرح ہے فرمایا جس نے اذان سُنی

اور کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ

اللھم صل علی محمد وبلغہ درجۃ الوسیلۃ عندک واجعلنا فی شفاعتہ یوم القیامۃ
اسکو شفاعت واجب ہوگی اور اسمیں اسحق بن عبداللہ بن کیسان ہے وہ حدیث میں ضعیف ہے
اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مؤذن کو شہادتین پڑھتے سنتے فرماتے اور میں بھی اور میں بھی اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور الفاظ اسی کے ہیں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔

تکبیر کہنے کی ترغیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے واسطے اذان دیجاتی ہے شیطان گوز کی آواز کرتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سنے اور جب اذان پوری ہوجاتی ہے تو پھر آجاتا ہے جب تثویب کہی جاتی ہے بھاگتا ہے یہ حدیث پہلے گزرچکی ہے اور تثویب سے مراد اقامت ہے۔ ۱۱۹

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے واسطے اقامت کہی جاتی ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول کیجاتی ہے اسکو امام احمد نے بروایت ابن لہیعہ روایت کیا ہے۔

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو وقت کسی دعا کرنے والے کی دعا رد نہیں ہوتی ایک جسوقت نماز کی اقامت کہی جاتی ہے اور دوسرا اللہ کے راستہ میں صف جہاد میں کھڑے ہوتے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

بلاعذر اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ترہیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے ایک آدمی مؤذن کی اذان

کہنے کے بعد مسجد سے باہر چلا گیا حضرت ابوہریرہؓ کہنے لگے اسنے تو ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرلی پھر فرمایا ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا جب تم مسجد میں ہو اور نماز کے واسطے اذان کہی جاوے تو کوئی مسجد سے نہ نکلے جبتک کہ نماز نہ پڑھ لے یہ امام احمد کے الفاظ کا ترجمہ ہے اور اسکی اسناد صحیح ہے اور اسکو مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے حکم فرمانے کے قصہ سے پہلے تک۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا نہیں ہے کہ میری اس مسجد میں اذان سنے اور پھر چلا جائے بلا کسی حاجت کے اور پھر واپس نہ آئے بجز منافق کے اسکو طبرانی نے اوسط میں ایسی سند سے بیان کیا ہے جسکے راویوں کی سند صحیح میں حجت لیجاتی ہے۔

اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بجز منافق کے کوئی اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلے گا مگر کوئی عذر
١٢٠ اسکو مجبور کرے اور وہ ارادہ لوٹنے کا رکھتا ہو اسکو ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا ہے۔

اذان اور اقامت کے درمیان دعا مانگنے کی ترغیب

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی اسکو ابوداؤد ترمذی نے روایت کیا ہے اور لفظ ترمذی کے ہیں اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور یہ زیادہ کیا ہے پس دعا کرو اور ایک روایت میں ترمذی نے زیادہ کیا ہے لوگوں نے عرض کیا پھر ہم کیا دعا مانگا کریں یا رسول اللہ فرمایا اللہ سے دنیا اور آخرت کی سلامتی مانگا کرو۔

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو وقت ہیں کہ ان میں آسمان کے دروازے کھلجاتے ہیں

(باقی آئندہ)

سلسلہ تسہیل المواعظ کا تیرھواں وعظ

مسمے بہ

اہتمام دین کی ضرورت

منتخب از ضرورۃ الاعتناء بالدین وعظ اوّل دعوات عبدیت

حصہ سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ ماثورہ۔ امابعد ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (ترجمہ) اے رب ہمارے اور بھیجئے ان میں ایک رسول جو انہیں میں سے ہو پڑھے انپر آیتیں آپ کی۔ اور سکہاوے ان کو کتاب آپ کی اور حکمت اور پاک کرے انکو آپ قدرت والے ہیں حکمت والے ہیں۔

اس آیت کے متعلق یہ مضامین ہیں۔

(۱) یہ ایک آیت ہے اس آیت کا مضمون قرآن میں کئی جگہ آیا ہے اس مقام پر یہ مضمون حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف سے نقل کیا گیا ہے کعبہ بناتے وقت جو دعائیں ان دونوں صاحبوں نے کی ہیں ان میں کی ایک دعا یہ بھی ہے جسکا نفع انکی اولاد کو پہونچا ان دونوں صاحبوں نے اوّل اپنے لئے دعا کی

اصل دین کا نفع ہے

اسکے بعد اپنی اولاد کے لئے دعا کی جو دعائیں اولاد کے لئے کی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے حاصل اس دعا کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے اپنی اولاد کو ایک دینی نفع پہونچایا ہے اس دعا کے طرز سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اصل مقصود دین کا نفع ہے اور دنیا کا نفع اسکے تابع ہے ہم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سبق لینا چاہیئے کہ انھوں نے جہاں اپنی اولاد کے لئے دنیا کے نفع کی یہ دعا کی کہ اے اللہ مکہ میں جو ایمان والے ہیں انکو میوے اور پھل کھلانا اس دعا کے ساتھ ہی دین کے نفع کی بھی دعا کی جسکا اس آیت میں ذکر ہے تو دنیا کے نفع اور آرام کے لئے دعا کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ضروری ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر دنیا کا آرام نہ ہو تو دنیا میں بہت کم طبیعتیں ایسی ہیں جو خدا تعالے کیطرف متوجہ ہوں پس اپنے رزق کی زیادتی کی بھی دعا کرنا چاہیئے اور اپنی صحت کے لئے بھی دعا کرنا چاہیئے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو دیکھا کہ بہت دُبلے ہو رہے ہیں تو حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تم نے کچھ دعا تو نہیں کرلی یعنی مصیبت کیلئے تو کوئی دعا نہیں کی وہ صحابی ۲
کہنے لگے کہ ہاں دعا تو کی تھی آپ نے فرمایا کیا دعا کی تھی کہنے لگے یہ دعا کی تھی کہ مجھے جو کچھ عذاب ہونا ہو دنیا ہی میں ہو جائے آپ نے انکو خبردار کیا کہ تکلیف کے لئے ہرگز دعا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ تکلیف سے بچنے کے لئے دعا کرنا چاہیئے وجہ اسکی یہ ہے کہ انسان ضعیف ہے اسکو تکلیف کی برداشت کہاں خدا کے فضل کی دعا کرنا چاہیئے کیونکہ انسان کی رگ رگ میں احتیاج بھری ہوئی ہے بغیر خدا کے فضل کے اوسکا گذارہ کیسے ہو سکتا ہے ایک شخص میرے پاس آئے اور کہا میرے لئے دس روپیہ کا انتظام کر دیجئے کیونکہ مجھے سخت ضرورت ہے اسکے بعد ادہر اُدہر کا ذکر کرنے لگے فقیری کا دم بھرنے لگے کہنے لگے کہ ہمیں جنت کی کیا پرواہ ہے اور دوزخ کا کیا ڈر ہے میں نے کہا میاں بیٹھو تم سے دس روپیہ سے تو صبر ہو نہیں سکا جنت سے کیا صبر کر سکو گے اگر ایسے ہی بے پرواہ تھے تو دس روپیہ سے بھی صبر کر لیا ہوتا تو واقعی انسان ایسا محتاج ہے کہ دُنیا و آخرت دونوں کی اسکو ضرورت ہے اور آخرت کا زیادہ محتاج ہے اسی لئے حضرت

ابراہیم نے جیسے دنیا کے لئے دعا کی ایسے ہی آخرت کے لئے بھی دعا کی تاکہ ہم لوگ اس سے سبق لیں اور ایسا ہی کیا کریں۔

(۴) بہر حال انبیاء کی اولاد بھی وہی مقبول ہے جو اونکے قدم بقدم ہو اور اُنکے طریقہ پر چلتی ہو اور جو اولاد اُنکے طریقہ پر نہ ہو وہ تو ایسی ہے جیسے غلط لکھا ہوا قرآن کہ اوسکا نہ ایسا ادب ضروری ہے اور نہ اُسکی بے ادبی کرنا جائز ہے ادب تو اسلئے نہیں کہ وہ صحیح قرآن نہیں اور بے ادبی اسلئے نہیں کیجائیگی کہ کچھ تو قرآن کی آتیں بھی اسمیں ملی ہوئی ہیں تو انبیاء علیہم السلام کی زیادہ نظر اسپر ہے کہ دین کا نفع ہو اور چاہتے ہیں کہ اولاد ہو تو ایسی ہو جو ہمارے طریقہ پر چلے اسلئے ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی اولاد کے لئے یہ دعا کی اور اس سے ہم کو یہ سبق سکھلایا کہ اپنی اولاد کے لئے دنیا سے زیادہ دین کا انتظام کرنا چاہیئے اب ہم کو سبق لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ہم کہاں تک اپنی اولاد کے حق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر چلتے ہیں۔ اور کسقدر اونکے دین کا انتظام کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ لوگ اپنی اولاد کے حق ادا نہیں کرتے لیکن یہ ضرور ہے کہ زیادہ توجہ نری دنیا پر ہے اُسکی زیادہ کوشش ہوتی ہے کہ اولاد چار پیسے کمانے کے قابل ہو جائے اور جب اس قابل بنا دیتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم اُنکے ضروری حق سب پورے کر چکے آگے اپنی درستی یہ خود کر لینگے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں سے دین کی وقعت اور قدر بالکل نکل گئی ہے اسلئے بالکل دنیا پر جھک پڑے ہیں اور اگر کسیکو یہ شبہ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دنیا کی ضرورتوں کی خبر نہ تھی اسلئے اونکو دنیا کی طرف توجہ نہیں ہوئی تو یہ بالکل غلط ہے بلکہ دنیا کی جتنی ضرورت ہے اوسکی اونکو پوری خبر تھی چنانچہ اونہوں نے اپنی اولاد کے لئے دنیا کے آرام کی بھی دعا کی کہ اونکو رزق پہنچایا جائے مگر نبیوں نے اپنی اولاد کے لئے اسکی رعایت زیادہ کی ہے کہ دین کا نفع اونکو پہونچے اور دنیا کے نفع کے لئے جو انھوں نے دعا کی ہے وہ صرف اسی اولاد کے لئے کی ہے جو ایماندار ہو ساری اولاد کے لئے نہیں کی اس سے اندازہ کیجئے کہ اونکی نظر میں دین کسقدر عزیز ہے کہ نافرمان کے لئے دنیا کی دعا بھی گوارا نہیں کی اگرچہ خدا تعالےٰ نے

رزق ایمان والوں کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ فرمایا ہے کہ کچھ دنوں کے لئے دنیا میں کافروں کو بھی عیش دونگا تو اللہ تعالےٰ نے تو اپنی رحمت کو عام فرمایا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بوجہ کافروں کے نافرمان ہونے کے اُن کے لئے دعا نہیں فرمائی اس سے نبیوں کی طبیعت کا اندازہ معلوم ہوتا ہے اور یہی ٹھیک بندوں کا طرز انداز ہونا چاہیے کہ نافرمان لوگوں پر کچھ رحم نہ کریں نہ اونکے لئے راحت کی دعا کریں ہاں ہدایت کی دعا کریں بس جو لوگ خدا کے حکم پر چلتے ہیں اونکے لئے ہر طرح کی دعا کریں اور جو نافرمان ہیں کہ خدا تعالےٰ کے حکم پر نہیں چلتے اونکو خدا کے سپرد کریں خیر یہ بات تو درمیان میں آگئی تھی مقصد یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی ہے اوسکا مضمون غور کے قابل ہے اور اسوقت اوسکا بیان کرنا مناسب معلوم ہوا کیونکہ ہم میں اسوقت ایک بڑا مرض ہے یعنی دین کا خیال کم ہونا اور یہ وہ مرض ہے کہ اسکی بدولت آج ہم مسلمان کہلانے کے قابل نہیں رہے۔ اور اسکی بدولت اکثر حصہ دین کا ہم سے نکل گیا دیکھیے مالدار وہ شخص کہلاتا ہے جسکے پاس ضروری خرچوں سے زیادہ روپیہ ہو اور جسکے پاس دو چار پیسے ہوں وہ مالدار نہیں کہلاتا ورنہ چاہیئے کہ ساری دنیا مالدار کہلانے لگے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ آدمیوں کی دو قسمیں کیجاتی ہیں ایک غریب ایک امیر تو جیسے مالدار وہ شخص ہے جسکے پاس بہت سا روپیہ ہو اسیطرح ایماندار بھی وہی ہے جو عقیدے بھی سب شریعت کے موافق رکھتا ہو اور عمل میں بھی شریعت کا پورا پابند ہو اور یہ ایمان کچھ ایمان نہیں ہے کہ صرف کلمہ پڑھکر اپنے کو ایماندار سمجھنے لگے اور شرع کے حکموں پر چلنے سے کچھ غرض نہیں رکھتے اور اسکے متعلق دلیل کے طور پر کہتے ہیں من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ (ترجمہ) جسنے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں جاویگا یہ حدیث تو بیشک سچی ہے لیکن اسکا مطلب اور ہے جو مطلب یہ لوگ اس سے نکالتے ہیں وہ نہیں ہے پھر غضب یہ کہ اسمیں ایک تو غلطی یہ تھی کہ عمل کرنے کو بالکل بیکار سمجھتے ہیں دوسرے یہ کہ بعض لوگ خود ایمان کے کلمہ میں کمی کرتے ہیں یعنی اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ محمد رسول اللہ کہنے کی بھی ضرورت نہیں خدا کی پناہ میں نے خود یہ تقریریں چھپی ہوئی دیکھی ہیں کہ رسول پر

اس زمانے میں مسلمانوں کا بڑا مرض دین کا خیال کم ہونا ہے ۴

ایمان بغیر عمل کے قابل اعتبار نہیں

ایمان لانیکی ضرورت نہیں ہے اور یہی حدیث سے اپنے اس مطلب کو نکالتے ہیں من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ ترجمہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں جاویگا وہ کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کہنے ہی سے لوگ جنت میں جاینگے تو اب محمد رسول اللہ کہنے کی کیا حاجت رہی مجھ سے ایک سفر میں اس حدیث کے متعلق ایک صاحب نے جو اسی خیال کے تھے دریافت کیا کہ اس حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص محمد رسول اللہ کو نہ مانے وہ بھی جنت میں جائیگا میں نے کہا آپ یہ تبلائیے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ہر روز یٰسین پڑھتا ہوں تو یٰسین پڑھنے کے کیا معنی ہیں کیا یہ معنی ہیں کہ صرف یہ کلمہ پڑھتا ہوں یٰسین یٰسین یا یہ معنی ہیں کہ ساری سورت پڑھتا ہوں کہنے لگے کہ یٰسین پڑھنے کے معنی تو ساری سورت پڑھنے کے ہیں میں نے کہا اسیطرح لا الہ الا اللہ پڑھنے کے معنی سارا کلمہ پڑھنے کے ہیں ان لوگوں کے لا الہ الا اللہ پڑھنے کے یہ معنی سمجھنے پر مجھے ایک قصہ یاد آیا ریاست رامپور سے ایک طالب علم نے میرے پاس خط بھیجا کہ مجھکو فلاں شبہ ہے اسکے لئے کوئی دعا تبلا دیجئے میں نے لکھا کہ لاحول پڑہا کرو چند روز کے بعد وہ مجھسے ملے اور پھر شکایت کی میں نے پوچھا اس سے پہلے میں نے کیا تبلایا تہا کہنے لگے لاحول پڑھنے کو تبلایا تہا۔ سو میں پڑھتا ہوں اتفاقیہ بات میں نے یہ دریافت کیا کہ کسطرح پڑہا کرتے ہو کہنے لگا کہ یوں پڑہا کرتا ہوں لاحول لاحول لاحول۔ تو جیسے یہ طالب علم لاحول پڑھنے کے یہ معنی سمجھے ہیں کہ صرف لفظ لاحول کو پڑھ لیا جائے حالانکہ لاحول تو ایک پورے کلمہ کا نام ہے (یعنی لاحول ولا قوۃ الا باللہ) اسیطرح ان لوگوں نے بھی لا الہ الا اللہ پڑھنے کے معنی یہ سمجھے کہ صرف لا الہ الا اللہ ہی پڑہا جاوے حالانکہ لا الہ الا اللہ سے وہی مراد ہے جسکے ساتھ محمد رسول اللہ بھی ہو جسکی دلیل وہ حدیثیں ہیں جن میں پورا کلمہ مذکور ہے چنانچہ مشکوۃ شریف میں حدیث موجود ہے کہ الایمان شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ترجمہ ایمان یہ ہے کہ گواہی دینا اس بات کی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دینا اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں

پس اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ محمد رسول اللہ کا ماننا ضروری ہے اور اسکے بغیر آدمی ایماندار نہیں ہوتا تو صاحبو اس دنیا میں کھپ جانے کے سبب سے اس قسم کی غلطیاں لوگ کر رہے ہیں بس اسکا علاج یہ ہے کہ دین کی طرف توجہ کریں اور دین کا علم حاصل کریں۔ اسی خیال کے ایک اور صاحب مجھے ملے کہنے لگے کہ رسول پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں صرف اللہ تعالےٰ کو ایک ماننا نجات کے لئے کافی ہے میں نے کہا ہرگز نہیں عقل بھی یہی کہتی ہے اور قرآن اور حدیثیں بھی یہی بتلاتی ہیں کہ رسول پر ایمان لانا ضروری ہے دوسرے رسول کا انکار کرنے سے خدا تعالےٰ کی خدائی کا بھی انکار ہو جاتا ہے اسواسطے کہ خدا تعالےٰ کے ماننے کے یہ معنی نہیں کہ اونکو صرف موجود مان لیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ اونکی ذات کو بھی کامل مانیں اور اونکی خوبیوں کو بھی بے مثل مانیں کیونکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر ایک شخص خدا کی ذات کو تو مانتا ہے لیکن اونکی خوبیوں کو نہیں مانتا تو وہ کافر ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کو بادشاہ تو مانتے لیکن یہ نہ مانے کہ اسکو بادشاہوں کے سے اختیار بھی ہیں تو کیا ایسے کی نسبت یہ کہا جاویگا کہ اسنے بادشاہ ۶
کو مانا کبھی نہیں تو خدا تعالےٰ کے ایک ماننے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ کو ساری خوبیوں کے ساتھ مانے کہ اونمیں ہر خوبی پوری طرح پائی جاتی ہے وہ شخص کہنے لگے کہ بیشک اللہ تعالےٰ کو ایسا سمجھنا تو ضروری ہے میں نے کہا کہ عمدہ خوبیوں میں سے ایک خوبی سچائی بھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کیلئے سچائی کی خوبی ماننا بھی ضروری ہوگی۔ کہنے لگے کہ ہاں بیشک ضروری ہوگی میں نے کہا قرآن شریف میں موجود ہے محمد رسول اللہ (ترجمہ) محمد اللہ کے رسول ہیں۔ پس اسکا ماننا ضروری ہوا اور جو اسکو نہ مانے گا وہ خدا کا ماننے والا بھی نہ ہوگا کیونکہ اوس نے خدا تعالےٰ کی سچائی کو نہ مانا جسکا ماننا ضروری تھا اور میں نے کہا کہ آپکو دس برس کی مہلت جواب کے لئے دیتا ہوں یہ تو عقیدہ کی غلطی تھی جسکی مثالیں آپ نے سن لیں۔ اسیطرح عملوں میں بھی کمی کر لی ہے کہ بعض تو انکے فرض ہونے ہی کا انکار کرتے ہیں اور بعض انکار تو نہیں کرتے لیکن اُن پر عمل بھی نہیں کرتے تو ان دونوں قسم کے لوگوں کی غلطی قرآن کی آیتوں سے ثابت

رسول پر ایمان لانا ضروری ہے عقل اور نقل دونوں سے

بعض لوگوں نے عملوں میں بھی کمی کر لی

ہوتی ہے۔ نیز یہی حدیث من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ (ترجمہ) جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں جاویگا سو اسکے معنی کے لئے ایک مثال عرض کیا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص کسی سے نکاح کرے اور بعد نکاح کے بیوی کھانے پینے کے لئے خرچ مانگے اور شوہر کہے کہ میں نے ان چیزوں کا دینا قبول نہیں کیا تھا میں نے تو صرف تمہیں قبول کیا تھا تو وہ اسکا کیا جواب دیگی ظاہر ہے کہ یہی جواب دیگی کہ اگرچہ تم نے ہر ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ قبول نہیں کیا لیکن میرا قبول کرنا ان سب چیزوں کا قبول کرنا ہے۔

اب میں ان اعتراض کرنے والوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے سامنے یہ بات چیت ہو تو آپ کیا کہیں گے یہی کہیں گے کہ یہ ایک قبول ہی ہر چیز کے قبول کرنے کی جگہ ہے تو جب لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا تو سارے عقیدے اور عملوں کا ذمہ لے لیا۔ یاد رکھو ایمان میں کمی کرنا سخت غلطی ہے ایمان جب ہی کہلائیگا جب اوسکی پوری شان پائی جاوے۔

اب سوچئے کہ ہم لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر غور کرنے کے قابل یہ ہے کہ ہم میں اسلام کی کتنی باتیں پائی جاتی ہیں پس مسلمان تو وہی ہوگا جسمیں اسلام کی باتیں بہت کثرت سے پائی جائیں جیسے میں نے مثال دی ہے کہ مالدار اسی کو کہتے ہیں جسکے پاس ہر قسم کا سامان ضرورت سے زیادہ ہو تو ہم کو اپنی حالت دیکھنی چاہئے کہ ہم کو دین سے کس درجہ بے پروائی ہوگئی ہے کہ نہ عقیدے درست کرنے کی پرواہ نہ عمل کرنے کی فکر نہ اپنے برتاؤ اچھے کرنے کا خیال نہ بری حالتوں پر رنج آجکل کی یہ حالت دیکھکر اسوقت یہ آیت پڑھی گئی ہے اور میں نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو اسلئے نقل کیا ہے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ یہ بات مدت سے طے ہوچکی ہے سو دیکھ لیجئے کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا میں کن کن باتوں کو ایمان کیلئے ضروری کہا گیا ہے فرماتے ہیں کہ اے اللہ ہماری اولاد میں ایک رسول بھیجئے جنکی صفت یہ ہو کہ ان لوگوں کو آپ کے احکام سناویں اور اوس رسول کی یہ شان ہو کہ ان کو خدا کی کتاب اور دین کی باتیں سکھاویں اور ان کو بری عادتوں سے پاک صاف کریں بیشک اے اللہ آپ قدرت والے ہیں اور حکمت والے ہیں کہ ہر کام حکمت کے موافق کرتے ہیں یعنی آپ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے اور

ایسا رسول بھیجنے میں بھی مصلحت ہے تو آپ اسکو ضرور قبول فرما دیںگے اس آیت کے ترجمہ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ رسول کی تین صفتیں اس آیت میں بیان کیگئی ہیں اور ان رسول سے مراد ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام دونوں نے کی ہے اسلئے ضرورت ہی کہ یہ رسول ان دونو کی اولاد میں ہوا ور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں اگرچہ اور بھی بہت نبی ہوئے ہیں لیکن وہ حضرت ابراہیمؑ کے دوسرے صاحبزادے یعنی حضرت اسحٰق علیہ السلام کے سلسلہ میں ہوئے ہیں حضرت اسمٰعیل کے سلسلہ میں صرف ہمارے حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کی جو اولاد حضرت اسمٰعیلؑ کے سلسلہ سے ہوئی ہے اوسمیں سوائے ہمارے حضورؐ کے اور کوئی رسول نہیں ہوا اسلئے اس دعا میں آپ ہی مراد ہوئے اور رسول کے بھیجنے کی دعا اسوجہ سے کی کہ رسول کے واسطہ سے دین اچھی طرح سیکھ سکتے ہیں ورنہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اسطرح دعا کرتے کہ اے اللہ ان کو پاک کیجئے اور انکو کتاب دیجئے اور انکو قبول کیجئے مگر اس طرح دُعا نہیں کی بلکہ ۸
یوں کہا کہ اے اللہ ہماری اولاد میں ایک رسول بھیجئے جنکی یہ صفت ہو کہ ان لوگوں کو آپ کے احکام سُنا دیں اور یہ شان ہو کہ انکو آپ کی کتاب سکھا دیں اور انکو پاک کریں تو رسول کے ذریعہ سے احکام کے سکھانیکی اور پاک کرنیکی دعا کی اسیوجہ سے کہ بے رسول کے اچھی طرح دین کی باتیں نہیں سیکھ سکتے لیکن آجکل اکثر عوام اور بعض سمجھدار لوگونکی بھی یہ حالت ہوگئی ہے کہ وہ نبیونکی سکھائی ہوئی بات کی اتنی قدر نہیں کرتے جتنی کسی بزرگ کی سکھائی ہوئی بات کی قدر ہوتی ہے میرے اوستاد مولانا فتح محمد صاحب کے پاس ایک شخص آیا اور اپنی تنگدستی اور قرضہ کو بیان کیا اور کہا کہ کوئی دعا بتلا دیجئے کہ قرض ادا ہو جائے مولانا نے فرمایا کہ یہ پڑھا کرو اللھم اکفنی بحلالك عن حرامك واغننی بفضلك عمن سواك اور یہ دعا سکھلا کر ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ یہ دعا حدیث میں آئی ہے حدیث کا نام سُنکر اوس شخص کی یہ کیفیت ہوئی جیسے سرد پڑ گیا اور کہنے لگا کہ حدیث میں تو بہت سی دُعائیں ہیں۔

(باقی آئندہ)

جانور کو حلق سے ذبح کرنیکی حکمت

۱۔ جانور کو حلق سے اسلئے ذبح کیا جاتا ہے کہ مجمع خون کا دل اور جگر ہے اور خون کو اس جگہ سے نکالنے کا نزدیک تر یہی راہ ہے۔ اسواسطے طبیبوں کے یہاں مقرر ہے کہ اسجگہ کے مواد کو قے کرا کر نکالتے ہیں۔

۲۔ اگر جانور کے بدن کا لہو کسی اور طرف سے نکالا جاوے تو جانور دیر میں مرتا اور اسکو تکلیف بہت ہوتی ہے اور حلق سے ذبح کرنے سے جلدی مرجاتا ہے۔

۳۔ سانس کی آمد و رفت کا یہی راہ ہے اور سانس مدد روح ہے لہذا رُوح اور مرکب رُوح یعنی خون کو اسی راہ سے نکالنا مناسب ہے۔

۴۔ رُوح اور خون غذا سے پیدا ہوتے ہیں اور غذا اسی راہ سے جاتی ہے لہذا رُوح و خون کو جدا کرنے کی مناسب راہ یہی ہے۔

۱۷

وجہ حلت مچھلی و ٹڈی بغیر ذبح

ا۔ مچھلی اس وجہ سے ذبح نہیں کیجاتی کہ اسکے بدن کا اصلی مادہ پانی ہے اور پانی بالطبع پاک اور پاک کرنیوالا ہے بس جیسے کہ نجاست پانی میں اثر نہیں کرتی ایسا ہی آبی جانور کی رُوح جدا ہونے سے اسمیں نجاست اثر نہ کریگی اور حاجت ذبح کی نہ رہی اور ٹڈی اس سبب سے ذبح نہیں کیجاتی کہ وہ خون جاری نہیں رکھتی اور تعلق اسکی رُوح کا بدن سے بلا واسطہ خون کے مثل تعلق روح پہاڑ اور درخت اور دیگر جمادات کے ہے اور اسطرح کے تعلق کا جدا ہونا موجب نجاست نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس جدائی سے خون جذب نہیں ہوا۔ اور اس علت میں اگرچہ تمام دریائی جانور اور تمام حشرات الارض مشترک ہیں مگر وہ بسبب ذاتی خباثت اور غذا کے نجس و مضر ہونے کے حرام ہیں بخلاف مچھلی و ٹڈی کے کہ وہ ذاتی و عارضی خباثت سے پاک و سالم ہیں۔ اسیواسطے ان دونوں کے لئے خاص استثناء ہوا۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں احلت لنا میتتان ودمان اما المیتتان الحوت

والجراد والدمان الکبد والطحال۔ ترجمہ یعنی ہمارے لئے دو میت اور دو خون حلال کئے گئے ہیں لیکن دو میتوں سے مراد تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خونوں سے مراد جگر اور تلی ہیں اور جگر اور تلی دو عضو ہیں مگر یہ دونوں خون کے مشابہ ہوتے ہیں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شبہ کو رفع کر دیا جو ان سے پیدا ہوتا تھا۔ نیز مچھلی میں مثل ٹڈی کے دم مسفوح یعنی خون روان نہیں ہوتا لہذا اسکے لئے بھی ذبح کرنا مشروع نہیں ہوا

شتر اور گاؤ اور گاؤمیش اور بھیڑ اور بکری اور دنبہ کی حلت کیوجہ

(۱) یہ سارے جانور در اصل مزاج انسانی کے موافق اور ستھرے و معتدل المزاج ہوتے ہیں اسلئے حلال ٹھہرائے گئے ہیں اور ان جانوروں کو خدا تعالے نے بہیمۃ الانعام فرمایا ہے۔ اور اس توافق و اعتدال کے سبب دنیا میں زیادہ تر انہیں جانوروں کا گوشت بنی آدم استعمال کرتے ہیں۔ فطرت انسانی اس امر کی مقتضی ہے کہ جیسا کہ بنی آدم کی خوراک کا کچھ حصہ نباتات سے ہوتا ہے ایسا ہی کچھ حصہ اسکا حیوانات سے ہو اور اسکی خوراک کیلئے حیوانات بھی وہ مقرر ہونے مناسب تھے۔ جو اسکے مزاج کے موافق ہوں۔ لہذا خدا تعالے نے ایسا ہی کیا۔ ۱۸

(۲) جبکہ انسان جامع جلال و جمال ہے تو اسکی خوراک میں جمال و جلال دونوں کا ہونا مناسب تھا لہذا انسان کی خوراک کے لئے وہ جانور مقرر ہوئے جنمیں جمال و جلال ہر دو صفات موجود ہیں۔

ہرن اور گورخر خرگوش شترمرغ کی حلت کیوجہ

وہ جانور جو جنگل میں رہتے ہیں اور بہیمۃ الانعام کے مشابہ ہیں وہ سب حلال ہیں کیونکہ ان میں بہیمۃ الانعام کے پاک و ستھرے اوصاف موجود ہیں اور وہ مزاج انسان کے موافق و مطابق ہیں مثلاً ہرن گورخر شترمرغ وغیرہ۔ ایک دفعہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو کسی شخص نے بطور ہدیہ کے گورخر کا گوشت بھیجا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اسکو قبول فرما کر تناول فرمایا۔

وجہ حلت مرغ و مرغابی و بط و کنجشک و کبوتر و مانند آن

ان پرندوں کا گوشت مزاج انسانی کے موافق و مفید ہے لہذا حلال ٹھیرے۔

بہشت میں حلت شراب کی وجہ

سوال شراب جو دنیا میں ممنوعات اور محرمات سے ہے وہ کیونکر بہشت میں روا ہو جائیگی۔

جواب (۱) خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ بہشتی شراب کو اس دنیا کی فساد انگیز شرابوں سے کچھ مناسبت نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں بہشتی شراب کی صفت یوں فرمائی ہے وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا۔ ترجمہ یعنی جو لوگ بہشت میں داخل ہونگے انکا خدا انکو پاک شراب طہور پلائیگا جو خود بھی پاک ہوگی اور دل کو کامل طور پر پاک کردیگی 19
اور بہشتی شراب کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے وکاس من معین لا یصدعون عنها ولا ینزفون الی قولہ تعالےٰ لا یسمعون فیها لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما ترجمہ کا حاصل یہ ہے کہ وہ شراب صافی کے پیالے جو آب زلال کی طرح مصفی ہونگے بہشتیوں کو دیئے جائینگے وہ شراب ان سب عیبوں سے پاک ہوگی کہ درد سر پیدا کرے یا بیہوشی اور بدمستی اس سے طاری ہو اور بہشت میں کوئی لغو اور بیہودہ بات سننے میں نہیں آئیگی اور نہ کوئی گناہ کی بات سُنی جائیگی بلکہ ہر طرف سلام سلام جو رحمت اور محبت کی نشانی ہے سننے میں آئیگا شرح اسکی یہ ہے کہ شراب میں دو باتیں ہوتی ہیں ایک نشہ دوسرا سرور اور ان دونوں میں باہم تضاد ہے نشہ بیہوشی کا نام ہے اور بیہوشی میں نہ رنج ہوتا ہے نہ راحت نہ غم نہ خوشی اس صورت میں ان دونوں کا اجتماع ایسا ہوگا جیسا کہ تمام مرکبات عنصریات میں گرمی سردی کا اجتماع ہوتا ہو مگر جیسے بایں وجہ کہ گرمی سردی باہم متضاد ہیں ایک شے کی تاثیر یہ دونوں نہیں ہوسکتیں اور اس وجہ سے پانی اور آگ کا اقرار کرنا پڑتا ہے

ایسے ہی بوجہ مذکور نشہ اور سرور شے واحد کا اثر تو ہو ہی نہیں سکتے خواہ مخواہ یہی کہنا پڑیگا۔ کہ نشہ کسی اور چیز کی خاصیت ہے اور سرور کسی اور چیز کی خاصیت اگر شراب میں وہ چیز جز ہے جسکی خاصیت نشہ ہے بلکہ قدرت الٰہی کی چھلنی سے چھانکر اسکو جُدا کردیں تو پھر اس صورت میں شراب فقط لذت اور سرور ہی رہجائیگا اور بیشک ہر عاقل کے نزدیک وہ شراب حلال ہوگی غرض یہ ہے کہ علت حرمت شراب کی تمام عقلاء۔ اور قائلان حرمت کے نزدیک یہی نشہ ہی اور اہل اسلام اسکی حرمت کے جبھی قائل ہیں جبتک اسمیں نشہ ہو اگر شراب سرکہ بنجائے اور نشہ نہ رہے تو وہ پھر اسکے پینے میں تامل نہیں کرتے ادہر قرآن وحدیث وفقہ میں بھی یہی وجہ مذکور ہے۔ بالجملہ وجہ حرمت وہ نشہ ہے اور چونکہ وہ ایک جدی چیز کے ساتھ قائم ہے اور اسوجہ سے اسکا جُدا ہونا ممکن تو درصورت جُدائی فقط مادہ سرور ہی شراب میں باقی رہجائیگا اور ظاہر ہے کہ شراب کو جو کوئی پیتا ہے وہ بوجہ سُرور پیتا ہے بوجہ بیہوشی نہیں پیتا سو کلام اللہ میں لذت کا ثبوت ہے جو مایۂ سرور ہے اور نشہ کی نفی ہے جو وجہ ممانعت تھی

۴۰ چنانچہ لفظ لا لغو فیہا ولا تاثیم اسپر شاہد ہے پھر دنیا میں نشہ کی چیزوں کی اسی وجہ سے ممانعت تھی کہ نشہ کے وقت احکام خداوندی ادا نہیں ہوسکتے سو یہ اندیشہ زندگانی دُنیا تک ہی ہے بعد مرگ تمام احکام ساقط ہوجاتے ہیں۔ بہشت میں ہر کوئی فرائض وواجبات وغیرہ سے فارغ البال ہوگا۔ وہاں اگر شراب حلال ہوجائے تو کیا حرج ہے۔

برتن میں مکھی پڑنے سے اسکو اسمیں غوطہ دیکر نکالنے کیوجہ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اذا وقع الذباب فی اناء احدکم فلیغمسہ ثم لیطرحہ فان فی احد جناحیہ شفاء وفی الاٰخر داء۔ ترجمہ جبکہ تمہارے کسی برتن میں مکھی گر پڑے تو مکھی کو اسمیں ڈوبا کر پھر اسکو پھینکدو کیونکہ اسکے ایک پر میں شفا اور دوسرے میں بیماری ہے۔

اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ مکھی اس پر کو مقدم کرتی ہے جسمیں بیماری ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے حیوان کے اندر اس کی طبیعت کو

تدبیر بدن کے لئے پیدا کیا ہے وہ طبیعت اکثر اوقات مواد موذیہ کو جو جزو بدن ہونے کی قابلیت نہیں رکھتے اعماق بدن سے اطراف کی طرف دور کر دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ اطبار جانوروں کی دم کھانے سے منع کرتے ہیں اور یہی اکثر اوقات خراب غذا جو جزو بدن ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی کھاتی رہتی ہے اور اسکی طبیعت اسی مادۂ فاسد کو اسکے عضو خسیس یعنی دم کی طرف پھینکتی رہتی ہے۔ اور خدا کی یہ حکمت ہے کہ جس چیز میں زہر رکھا ہے تو اس میں تریاقیہ مادہ بھی رکھا ہے۔ الغرض ہر جانور کے زہر کا تریاق اسی جانور کے بدن میں خدا تعالےٰ نے رکھا ہے۔ چنانچہ سانپ کے زہر کا تریاق سانپ کے سر میں ہوتا ہے ایسا ہی اور جانوروں کا ہوتا ہے ورنہ اگر جانوروں میں زہر تو ہو مگر ان میں تریاقی مادہ نہ ہو تو کوئی جانور زندہ نہ رہ سکے۔

پانی اور برتن میں سانس لینا و پھونکنا منع ہونے کی وجہ

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا شرب احدکم ۲۱
فلا یتنفس فی الاناء فاذا اراد ان یعود فلینح الاناء ثم لیعد ان کان یرید۔
یعنی حضرت ابی ہریرۃؓ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص پانی پینے لگے تو برتن میں سانس نہ لیوے اور پھر جب سانس لینا چاہے تو برتن کو منہ سے ہٹا لیوے اور پھر جب پینے کا ارادہ کرے تو برتن منہ سے لگا وے۔ دوسری حدیث میں ابن عباسؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں لم یکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ینفخ فی الشراب۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی میں نہ پھونکتے تھے اور ایسا ہی ایک اور حدیث میں حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ینفخ فی الاناء۔ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برتن میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے (ابن ماجہ)

سانس کا پانی میں لینا یا پانی میں پھونکنا اسلئے منع ہوا کہ سانس تمام گندے بخارات لیکر باہر آتا ہے اور پانی میں سانس لیا جاوے یا پانی میں پھونکا جاوے تو ان متعفنہ

بخارات سے پانی متاثر ہوجاتا ہے جو اندر سے باہر آتے ہیں اور اسطرح سے وہی بخارات اندر چلے جاتے ہیں جسکی وجہ سے حدوث امراض کا خطرہ ہے۔

انسان کے اندر آمدورفت سانس کی گویا ایسی مشین ہے جس کے ذریعہ سے گندی اور متعفن مادے ہر دم باہر نکلتے ہیں اور تازہ ہوا اسکے اندر آتی رہتی ہے اور اسکے ذریعہ سے انسان کی صحت قائم رہتی ہے۔

الغرض اندر کے گندے اور متعفن بخارات اور مادے جو سانس کے ذریعہ سے باہر آتے ہیں انکو کھانے پینے والی چیزوں میں سانس کے ذریعہ سے ڈالنا ممنوع ہوا کہ اس سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

انسان کے لئے گوشت کھانا کیوں جائز ہوا

انسان کو مثل شیر و چیتا و بھیڑیا وغیرہ کچلیوں کا عطا ہونا اس جانب مشیر ہے کہ اسکی غذا اصلی گوشت ہے اور اہل عقل کے نزدیک یہ بات کم از اجازت نہیں اور ظاہر ہے کہ انسان کو جتنی چیزیں دیگئی ہیں کسی نہ کسی کام کے لئے دیگئی ہیں آنکھ۔ کان جیسے دیکھنے سننے کیلئے ہیں اسلئے ان سے صاف عیاں ہے کہ یہ دیکھنے سننے کی اجازت ہے ایسے ہی کچلیونکو بھی خیال فرمالیجئے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ سارے حیوانات یکساں نہیں ہر کسی کے گوشت میں جدا تاثیر ہے۔ لہذا جس جانور کا گوشت مفید ہوگا وہی جائز ہوگا۔ جس جانور کا گوشت مضر ہوگا بقدر ضرورت ناجائز ہوگا۔ کیونکہ خداوند کریم کے امر و نہی و اجازت و ممانعت آدمی کے نفع و نقصان کے لحاظ سے ہے۔ اپنے نفع و نقصان کے لحاظ سے نہیں اسلئے سور اور شیر وغیرہ درندے بوجہ بداخلاقی کے قابل ممانعت ہوگئے اور انکا کھانا انسان پر حرام ہوگیا۔ تاکہ انکے کھانے سے مزاج میں بدخلقی نہ پیدا ہوجائے۔ کیونکہ جیسے گرم غذا سے گرمی اور سرد سے سردی پیدا ہوتی ہے ایسے ہی حیوانات کے کھانیسے انکے مزاج کے موافق انسان میں اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔

گوشت اور ترکاریاں کھانے سے انسان کے روحانی اخلاق کیسے پیدا ہوتے ہیں

ہم قبل ازیں لکھ چکے ہیں اور اس بات کو دوبارہ یاد دلاتے ہیں کہ غذا کا اثر جسم پر ویسا ہی ہوتا ہے جیسا غذا کا مزاج ہو گرم غذا سے گرمی اور سرد سے سردی کا پیدا ہونا مسلم ہے۔ اسیطرح حیوانات کے کھانے سے انسانی اوصاف کا تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ مدام بقول و غلہ جات کے کھانے سے انسان میں نرمی و حلم و رحم کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں اور گوشت کھانے سے اسمیں شجاعت و جسارت و قوت غضبیہ کو تحریک ہوتی ہے چونکہ انسان جامع جلال جمال ہے لہذا اسکے لئے بقول اور گوشت دونوں قسم کی غذائیں حلال ہوئیں اگر انسان سے قوت غضبیہ بالکل مفقود ہوجائے تو انسانی صفت سے محروم رہجائے اور اسکے بہت سے امور خلل پذیر ہوجائیں کہیں گرمی کی ضرورت ہوتی ہے اور کہیں سردی کی حاجت ۲۳ کبھی تلخ ادویہ مفید ہوتی ہیں اور گاہے شیرین سے حاجت برآری ہوتی ہے جہاں تلخ ادویہ کے ساتھ معالجہ کرنا ہو وہاں شیرین اشیاء کا استعمال کرنا سراسر نقصان دہ غیر مفید ہوگا کبھی غصے و غضب سے ہی کام نکلتا ہے اور نرمی سے بگڑتا ہے اور گاہے نرمی و رفق و حلم سے معاملہ سنورتا اور غصہ و غضب سے خراب ہوتا ہے اسیطرح اغذیہ کو سمجھ لو اور مرچ جیسی تیز اور نیم جیسی تلخ اشیاء اور قند جیسی شیریں چیزوں کا انسان کیلئے پیدا ہونا اس جانب مشیر ہے کہ انسان کو مدام ایک ہی چیز کا استعمال کرنا مضر ہے گاہے تلخ اور گاہے شیرین گاہے غلہ و میوہ جات و سبزی اور گاہے گوشت گاہے رحم اور گاہے غضب کا برتاؤ کرے اور اسی طریق سے عدالت قائم ہوسکتی ہے۔

انسان میں قوت غضبیہ و حلم وغیرہ کی حکمت

انسان کی فطرت پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو مختلف قوے اس غرض سے

دیئے گئے ہیں کہ تا وہ مختلف وقتوں میں حسب تقاضائے محل اور موقع قویٰ کو استعمال کرے مثلاً انسان میں منجملہ اور خلقوں کے ایک خلق بکری کی فطرت سے مشابہ ہے اور دوسرا خلق شیر کی صفت سے مشابہت رکھتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ انسان سے یہ چاہتا ہے کہ وہ بکری بننے کے محل میں بکری بنجائے اور شیر بننے کے محل میں وہ شیر بنجائے اور خدا تعالےٰ ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ ہر وقت ہر محل میں بکری ہی بنا رہے اور نہ یہ کہ ہر جگہ وہ شیر ہی بنا رہے اور جیسا کہ وہ یہ نہیں چاہتا کہ ہر وقت انسان سوتا ہی رہے یا ہر وقت جاگتا ہی رہے یا ہر دم کھاتا ہی رہے یا ہمیشہ کھانے سے منہ بند رکھے اسیطرح وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ انسان اپنی اندرونی قوتوں میں سے صرف ایک قوت پر زور ڈالدے اور دوسری قوتیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اسکو ملی ہیں انکو لغو سمجھے اگر خدا نے انسان میں ایک قوت حلم اور نرمی اور درگذر اور صبر کی رکھی ہے تو اسی خدا نے اس میں ایک قوت غضب اور خواہش انتقام کی بھی رکھی ہے پس کیا مناسب ہے کہ ایک خداداد قوت کو تو حد سے
زیادہ استعمال کیا جائے اور دوسری قوت کو اپنے میں سے کاٹ کر پھینکدیا جائے اس سے ۲۴
تو خدا پر اعتراض آتا ہے۔ گویا اسنے بعض قوتیں انسان کو ایسی دی ہیں جو استعمال کے لائق نہیں کیونکہ یہ مختلف قوتیں اسی نے تو انسان میں پیدا کی ہیں پس یاد رہے۔ کہ انسان میں کوئی بھی قوت بُری نہیں ہے بلکہ انکی بداستعمالی بُری ہے۔ قرآن شریف میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ یعنی اگر کوئی تمہیں دکھ پہونچادے مثلاً دانت توڑ دے یا آنکھ پھوڑ دے تو اسکی سزا اسیقدر بدی ہے جو اس نے کی لیکن اگر تم ایسی صورت میں گناہ معاف کردو کہ اس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آجائے تو اس صورت میں معاف کرنا ہی بہتر ہے اور اس معاف کرنے کا خدا سے اجر ملیگا۔

اس آیت میں دونوں پہلوؤں کی رعایت رکھی گئی ہے اور عفو اور انتقام کو مصلحت وقت سے وابستہ کردیا گیا ہے سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جس پر نظام عالم کا چل رہا ہے۔ رعایت محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا یہی عقلمندی ہے جیساکہ تم

(باقی آئندہ)

اژدہاے چون ستون خانہ ام　مے کشیدش از پے دانگانہ

کاژدہاے مردہ آوردہ ام　در شکارش من جگرہا خوردہ ام

او ہمے مردہ گمان بردش ولیک　زندہ بود و او ندیدش نیک نیک

او ز سرماہا و برف افسردہ بود　زندہ بود و او بشکل مُردہ بود

عالم افسردہ است و نام او جماد　جامد افسردہ بود اے اوستاد

باش تا خورشید حشر آید عیان　تا بہ بینی جنبش جسم جہان ۱۱۳

چون عصاے موسیٰ اینجا مار شد　عقل را از ساکنان اخبار شد

پارۂ خاک ترا چون زندہ ساخت　خاکہا را جملگی باید شناخت

مُردہ زینسو بیند و زان سو زندہ اند　خامش اینجا و زانطرف گویندہ اند

چون ازان سوشان فرستد سوے ما　آن عصا گردد سوے ما اژدہا

کوہہا ہم لحن داؤدی شود　جوہر آہن بکف موی بود

باد حمّال سلیمانے شود | بحر با موسیٰ سخندانے شود

ماہ با احمد اشارت بین شود | نار ابراہیم را نسرین شود

خاک قارون را چو مارے درکشد | استن حنّانہ آید در رشد

سنگ احمدؐ را سلامے می کند | کوہ یحییٰ را پیامے می کند

جملہ ذرات عالم در نہان | با تو مے گویند روزان و شبان

۱۱۴ ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم | با شما نامحرمان ما خامشیم

چون شما سوئے جمادے می روید | محرم جان جمادان چون شوید

از جمادے عالم جان ہا روید | غلغل اجزائے عالم بشنوید

فاش تسبیح جمادات آیدت | وسوسہ تاویلہا بربایدت

چون ندارد جان تو قندیلہا | بہر بینش کردہ تاویلہا

دعوے دیدن خیال عار بود | بلکہ مر بینندہ را دیدار بود

کہ غرض تسبیح ظاہر کے بود   دعوے دیدن خیال وغے بود

بلکہ ہر بینندہ را دیدار آن   وقت عبرت مے کند تسبیح خوان

پس چو از تسبیح یادت مے دہد   آن دلالت ہمچو گفتن می بود

این بود تاویل اہل اعتزال   وای آنکس کو ندارد نور حال

چون ز حس بیرون نیامد آدمی   باشد از تصویر غیبے اعجمے

این سخن پایان ندارد مارگیر   مے کشید آن مار را با صد زحیر

تا بہ بغداد آمد آن ہنگامہ خواہ   تا نہد ہنگامہ بر چار راہ

بر لب شط مرد ہنگامہ نہاد   غلغلہ در شہر بغداد او فتاد

مارگیرے اژدہا آوردہ است   بوالعجب نادر شکارے کردہ است

جمع آمد صد ہزاران خام ریش   صید او شد ہر یک آنجا از خریش

منتظر ایشان و ہم او منتظر   تا کہ جمع آیند خلق منتشر

مردم ہنگامہ افزون تر شود | گدیہ و توزیع نیکوتر شود
جمع آمد صد ہزاران ژاژخا | حلقہ کردہ پشت پا بر پشت پا
حلقہ گرد او چو رز گرد عریش | ہمچنان کہ بت پرستان برکنیش
مرد را از زن خبر نے ز ازدحام | رفتہ درہم چون قیامت خاص و عام
چون ہمی حراقہ جنبانید او | می کشیدند اہل ہنگامہ گلو
116 اژدہا کز زمہریر افسردہ بود | زیر صد گونہ پلاس و پردہ بود
بستہ بودش بارسنہائے غلیظ | احتیاطے کردہ بودش آن حفیظ
در درنگ و اتفاق و انتظار | وز ہیاہوی و فغان بے شمار
وز غلو خلق و مکث و طمطراق | تافت بر آن مار خورشید عراق
آفتاب گرم سیرش گرم کرد | رفت از اعضائے او اخلاط سرد
مردہ بود و زندہ گشت او از شگفت | اژدہا بر خویش جنبیدن گرفت

خلق را از جنبش آن مردہ مار ‌ ‌ گشت شان آن یک تحیر صد ہزار

با تحیر نعرہ ہا انگیختند ‌ ‌ جملگان از جنبشش بگریختند

مے شکست او بند زان بانگ بلند ‌ ‌ ہر طرف میرفت چاقاچاق بند

بندہا بگسست و بیرون شد ز زیر ‌ ‌ اژدہائے زشت غران ہمچو شیر

در ہزیمت بس خلائق کشتہ شد ‌ ‌ از فتادہ و کشتگان صد پشتہ شد

مارگیر از ترس بر جا خشک گشت ‌ ‌ کہ چہ آوردم من از کہسار و دشت 117

گرگ را بیدار کرد آن کور میش ‌ ‌ رفت نادان سوئے عزرائیل خویش

اژدہا یک لقمہ کرد آن گیج را ‌ ‌ سہل باشد خون خوری حجاج را

خویش را بر استنے پیچید و بست ‌ ‌ استخوان خوردہ را در ہم شکست

شہر خالی گشت و اژدرہا براند ‌ ‌ سوئی کہ گرد از بیابان برفشاند

نفست اژدرہاست او کی مردہ است ‌ ‌ از غم بے آلتے افسردہ است

گر بیابد آلت فرعون او / که بامر او همی رفت آب جو
آنکه او بنیاد فرعونے کند / راه صد موسیٰ و صد هارون زند
کرمکست این اژدها از دست فقر / پشّه گردد ز جاه و مال قصر
اژدها را دار در برف فراق / هین مکش او را بخورشید عراق
تا فسرده مے بود آن اژدهاست / لقمهٔ اوئی چو او یابد نجات
مات کن او را و ایمن شو ز مات / رحم کم کن نیست او زاهل صلات ۱۱۸
کان تف خورشید شهوت سر زند / آن خفاش مرده ریگت پر زند
می کشانش در جهاد و در قتال / مردوار الله یجزیک الوصال
چونکه آن مرد اژدها را آورید / در هوائے گرم خوش شد آن مرید
لاجرم آن فتنه‌ها کرد اے عزیز / بلکه صد چندانکه ما گفتیم نیز
تو طمع داری که او را بے جفا / بسته داری در وقار و در وفا

ہر کسے را این تمنا کے رسد	موسئے باید کہ اژدرہا کشد
صد ہزاران خلق ز اژدرہا تو او	در ہزیمت کشتہ شد لے واے او
وز طمع ہم خویش را بر باد داد	گفتہ شد واللہ اعلم بالسداد

ایک سپیرا پہاڑوں میں اس غرض سے گیا کہ اپنے منتروں کے ذریعہ سے کوئی سانپ پکڑے اتنا فرما کر دوسرے مضمون کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ طالب کسی قسم کا ہو خواہ سست رفتار ہو یا تیز رفتار لیکن جب کوشش کرتا رہتا ہے تو مطلوب اسکو مل ہی جاتا ہے۔ جب یہ اصول معلوم ہو گیا تو تم کو چاہیئے کہ ہمہ تن اور ہمیشہ حق سبحانہ کی طلب میں سرگرم رہو اسلئے کہ طلب اور جستجو راہ حق کا عمدہ رہبر ہے چنانچہ کوئی صاحب فرماتے ہیں۔ شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست۔ تم خواہ لنگڑے ہو یا لنجے کاہل ہو
119 یا نقصان عقل کے سبب بے ادب غرض کیسے ہی ہو تم کو اس راہ میں گھٹنوں کے بل چلنا چاہیئے۔ اور حق سبحانہ کو ڈھونڈھنا چاہیئے کبھی گفتار سے کبھی خاموشی سے کبھی تاڑنے سے غرض جسطرح ممکن ہو حق سبحانہ کا پتہ لگانا چاہیئے۔ دیکھو یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادوں سے کہا تھا کہ یوسف کی تلاش میں حد سے زیادہ کوشش کرو اور اس تلاش میں نہایت مستعدی کے ساتھ ہر حس سے کام لو۔ آنکھ سے بھی زبان سے بھی کان سے بھی وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ دیکھو رحمت خدا سے ناامید نہ ہونا ۔

تجھے تفضل کرتے نہیں لگتی بار ⁂ نہ ہو تجھ سے مایوس اُمیدوار

پس تم حضرت یعقوب علیہ السلام کی اس وصیت کو دستاویز بناؤ اور حضرت حق کو یوں ہر طرف ڈھونڈھو جسطرح کسی کا لڑکا گم ہو جاتا ہے تو وہ ڈھونڈھتا ہے تم حس دہن یعنی قوت تکلم سے بھی کام لو۔ اور جس شخص پر گمان ہو کہ وہ جانتا ہے اوس سے دریافت کرو۔ اور دیدار

محبوب حقیقی کے جان و دل سے طالب ہو اور مژدہ نشان یابی مطلوب کی امید پر پوچھتے پوچھتے جان دیدو اور مطلوب کے چورا ہے پر کھڑے ہو کر خوب کان لگا دینی جب تمہارے سامنے مختلف رستے ہوں تو اٹکل پچو ایک طرف کو نہ چلدو بلکہ خوب غور کرو جس طرف اس حقیقت کے آثار معلوم ہوں جس سے کہ تم روز ازل سے واقف ہوا وسطرف چلدو اب کچھ اسکے پتے ہم تم کو بتلاتے ہیں غور سے سنو جس کسی کے اندر کوئی عمدہ بات دیکھو تو سمجھو کہ وہ تم کو اپنے سرچشمہ کی رہنمائی کرتی اور تم کو حق سبحانہ کا پتہ دیتی ہے کیونکہ جملہ کمالات حق سبحانہ ہی کے کمالات کے ظلال و عکوس ہیں اور حق سبحانہ ان کاموں کا یوں ہی سرچشمہ ہے جسطرح کہ ندیوں کا سرچشمہ گہرا سمندر ہوتا ہے۔ پس اس صورت میں تم کو فروع کو چھوڑ کر اصل کو مطمح نظر بنانا چاہیے۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ خوبیاں مطلوب کی طرف رہنمائی کرتی ہیں تو اب سنو کہ برائیاں بھی رہنمائے مطلوب ہیں اسلئے کہ مخلوق میں جسقدر برائیاں ہیں سب کا انجام کوئی نہ کوئی خوبی ہے اور یہ سامان بے سروسامانی کسی عمدہ حالت کا پیش خیمہ ہے مثلاً مخلوق کے غصے
۱۲۰ کسی نہ کسی شفقت کے لئے ہوتے ہیں خواہ اسطرح کہ ان سے مقصود ہی نفع رسانی ہو اور خواہ اسطرح کہ انکی برائی سے شفقت کی خوبی معلوم ہو اور آدمی غصہ کو چھوڑ کر شفقت اختیار کریں اور خواہ یوں کہ مخلوق کا بیجا غصہ رحمت خداوندی کا باعث ہوتا ہے اور اسکے سبب سے مظلوم پر رحمت ہوتی ہے اور خواہ اسلئے کہ آدمی مخلوق کے غصوں سے تنگ ہو کر حق سبحانہ سے دل لگاتا ہے پس ثابت ہوا کہ غصہ کا انجام محبت ہے اور مخلوق کی جفا میں امید وفا جھلکتی ہے۔ نیز مخلوق کی جتنی لڑائیاں ہیں سب کا انجام صلح ہے خواہ یوں کہ لڑائی ختم ہو کر صلح ہو جاتی ہے اور یا یوں کہ اس سے مطلوب حاصل ہو جاتے جو کہ مطلوب کے ساتھ صلح ہے اور یا اس طرح کہ مخلوق کی لڑائیوں سے پریشان ہو کر حق سبحانہ کے ساتھ تعلق پیدا کرلے جو کہ حق سبحانہ کے ساتھ صلح ہے۔ علی ہذا تکلیف کا انجام ہمیشہ راحت ہوتا ہے۔ خواہ تکلیف اٹھانے والے کیلئے ہو پھر خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں اور خواہ دوسروں کیلئے ہو۔ جیسے کہ کفار کی تکلیف مومنین کی راحت کا سبب ہے کہ انکو اپنے آپ کو اس تکلیف سے محفوظ دیکھکر خوشی ہوتی ہے یوں ہی ہر گلہ شکر سے مبنی ہے۔ کیونکہ گلہ کا منشا تکلیف ہے۔

(باقی آئندہ)

اور ہمیشہ لطائف الحیل سے پیچھا چھوڑا یا چنانچہ اسپر ایک قصہ سُناتا ہوں یہ قصہ میں نے
مولوی عبدالقیوم صاحب مولانا گنگوہی صاحب اور دوسرے بہت سے اشخاص سے
سُنا ہے وہ قصہ یہ ہے کہ قطب صاحب کا ایک مجاور دہلی میں آیا اور علماء کے پاس
گیا وہ جس عالم کے پاس جاتا اوس سے یہ کہتا کہ مجھ سے قطب صاحب نے فرمایا ہے
کہ تم فلاں کے پاس جاؤ اور انکو ایک ٹکہ دو اور کلاوہ انکے سر پر باندہ آؤ لہذا میں تعمیل
حکم کے لیے آیا ہوں اور یہ کہکر وہ ٹکہ پیش کرتا اور وہ کلاوہ باندہ دیتا اور کچھ نذرانہ لیکر
چلتا ہوتا۔ یہ شخص شاہ صاحب کے پاس بھی آیا اور آکر ان سے بھی یہ ہی کہا مگر شاہ صاحب
نے حکمت علی سے کام لیا اور فرمایا کہ کہدو اسوقت مجھے وضو نہیں ہے اس نے وہ کلاوہ
اور ٹکہ رکھدیا اور منتظر ہوا کہ شاہ صاحب کچھ دینگے مگر شاہ صاحب نے کچھ نہ دیا جب
اس نے دیکھا کہ یہ کچھ نہیں دیتے تو اس نے کہا کہ حضرت مجھے کچھ تبرک ملجاوے شاہ
صاحب نے فرمایا کہ آپ قطب صاحب کے فرستادہ تھے آپ نے تعمیل حکم کر دی
جب قطب صاحب مجھے حکم دینگے میں بھی خدمت میں پیش کر دونگا وہ مجبوراً رخصت ہوگیا ۴۵
اب ایک اور قصہ سنئے اس زمانہ میں ایک صاحب مولوی نصیرالدین صاحب تھے جو
مدنی الاصل قوم کے سید اور شاہ صاحب کے شاگرد تھے یہ صاحب خانم کے بازار
میں رہتے تھے اور نہایت خوش بیان اور ذہین عالم تھے ایک مرتبہ یہ صاحب اور
شاہ صاحب چاندنی چوک گئے شاہ صاحب چونکہ نابینا تھے اس لئے انکے کندھے پر
ہاتھ رکھے ہوئے تھے وہاں پہونچکر شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ ایک شور مچ رہا ہے
انھوں نے مولوی نصیرالدین صاحب سے فرمایا کہ جاکر دیکھو کہ کیا شور ہے وہ گئے اور
واپس آکر شاہ صاحب سے کہدیا کہ حضرت کوئی بات نہیں یونہی بیہودہ شور ہے۔
شاہ صاحب نے فرمایا کہ علم شی بہ از جہل شی تم جاکر اس شور کا اصل منشا معلوم کرو
جب شاہ صاحب نے اصرار فرمایا تو انھوں نے مجبوراً عرض کیا کہ حضرت ایک فقیر بیٹھا
ہوا ہے اور اپنے اعضا تناسل کو تانے ہوئے اور اس میں ڈورا باندھے ہوئے ہے
اور یہ کہہ رہا ہے کہ نعوذ باللہ یہ الف ہے اللہ کا شاہ صاحب نے فرمایا کہ جاؤ اور اُسکی

کمر میں اتنی زور سے لات مارو کہ وہ گر پڑے اور کہو او بے وحدت خود منڈے کیا بکتا ہے (خود منڈے سے پیر جب خود رو) الف خالی ہوتا ہے اور اسکے نیچے دو نقطے ہیں چنانچہ مولوی نصیر الدین صاحب نے ایسا ہی کیا اور اسکا اثر یہ ہوا کہ اس فقیر کے پیچھے تالی بج گئی اور وہ نہایت خفیف ہو کر چلدیا غرض ان حکمتوں سے شاہ صاحب نے باطل کو شکست دی ہے ایک اور قصہ سنو اس زمانہ میں بیدین صوفیوں کا ایک فرقہ امام شاہی تھا جو چار ابرو کا صفایا کرتا تھا اور بیہودہ باتیں کیا کرتا اس فرقہ کا موجد ایک شخص امام شاہ تھا۔ اور یہ فرقہ شکار پور سے نکلا تھا چونکہ امام شاہ کی قبر ایک باغیچہ میں تھی اسلئے اسکے سلسلہ والے اپنا نام باغ کی مناسبت سے رکھتے تھے اور کسیکا نام گلاب شاہ تھا کسی کا چنبیلی شاہ کسیکا بہار شاہ وغیرہ وغیرہ جب ہندوستان میں انگریزی حکومت ہوئی تو فوجیوں کی بہت قدر تھی اور رسالداروں وغیرہ کی بڑی بڑی تنخواہیں ہوتی تھیں اور اختیارات بھی وسیع ہوتے تھے اس زمانہ میں ایک شخص نسیم خاں نام شاہجہانپور کے رہنے والے
۴۴ تھے جو بہت خوبصورت اور تنومند تھے اور شاعر بھی تھے چنانچہ نواب مصطفٰے خاں شیفتہ نے انکے حالات اپنے تذکرہ میں لکھے ہیں یہ نسیم خان انگریزی فوج میں رسالدار تھے اور رخصت لیکر شاہجہانپور کو جا رہے تھے راستہ میں شکار پور میں قیام کیا۔ جس سرائے میں یہ مقیم تھے اسکے سامنے ایک باغ تھا جس میں امام شاہ مدفون تھا۔ اتفاق سے نسیم خاں ٹہلنے کو نکلے اور اس باغ میں پہونچ گئے اس باغ میں ایک مکان تھا جسمیں امام شاہ کا سجادہ نشین رہتا تھا اور اس مکان کو اس زمانہ کے محاورہ کے مطابق منڈرف (یعنی کٹی) کہا جاتا تھا اس زمانہ میں جو سجادہ نشین اس مکان میں رہتا تھا اسکا نام گلزار شاہ تھا نسیم خاں ٹہلتے ٹہلتے جب اس مکان کے قریب پہونچے تو گلزار شاہ کو انکے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی اور اس نے اندر سے آواز دی کون ہے چونکہ انکا نام نسیم خان تھا اور اس زمانہ میں یہ عادت تھی کہ اپنا پورا نام نہ لیتے تھے اس لئے انھوں نے جواب دیا کہ نسیم گلزار شاہ نے اندر سے کہا کہ نسیم ہی تو گلزار سے نہ جائیگی۔ یہ سنتے ہی نسیم خاں پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ گلزار شاہ کے مرید

ہوگئے اور چار ابرو کا صفایا کر کے فقیری اختیار کر لی اور اپنے ہمراہیوں کو بلا کر ان سے کہدیا
کہ یہ جسقدر ساز و سامان ہے اسکا تم کو اختیار ہے چاہے تم میرے گھر دیدینا اور چاہے
تم خود رکھ لینا مجھے نہ اب گھر بار سے کوئی تعلق ہے اور نہ تم سے کچھ سروکار ہے تم سب
لوگ اپنے گھر چلے جاؤ میں تو یہاں رہونگا اور بیوی کو طلاق لکھکر اور اسپر گواہیاں
کرا کر انکے حوالہ کردی اور کہدیا کہ یہ طلاق نامہ میری بیوی کے پاس پہونچا دینا الغرض
انکے ہمراہی روانہ ہوگئے اور وہ گلزار شاہ کے پاس رہ پڑے گلزار شاہ کا یہ تصرف
چونکہ ایک عجیب تصرف تھا اسلئے عوام پر اسکا بہت اثر ہوا اور امام شاہی سلسلہ کو بہت
ترقی ہوگئی تھوڑے دنوں کے بعد گلزار شاہ کا انتقال ہوگیا اور اسکی جگہ نسیم خاں سجادہ نشین
ہوگئے اور انکی طرف بہت کچھ رجوعات ہوئی کچھ زمانے کے بعد انھوں نے سیر کی
غرض سے دلی کا سفر کیا اور دلی پہونچکر شاہ صاحب کی خدمت میں بھی پہونچے مخلوقات
کی رجوعات سے نسیم خاں کا دماغ آسمان پر پہونچ چکا تھا اسلئے انھوں نے شاہ صاحب
۴۷ کی کوئی تعظیم و تکریم نہیں کی بلکہ آزادانہ انکے پاس گئے اور جا کر اپنے محاورہ کے مطابق
سلام کیا اور کہا کہ شاہ صاحب شریعت کی قید میں کب تک رہوگے نکلو اس قید سے اور
چھوڑو شریعت کو شاہ صاحب نے نہایت اخلاق سے فرمایا آیئے شاہ صاحب تشریف
لایئے اور اپنے پاس بٹھا لیا اور بہت دیر تک ادہر اُدہر کی باتیں کرتے رہے اسکے بعد
باتوں ہی باتوں میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب آپ نے قرآن بھی
پڑھا ہے انھوں نے کہا ہاں اُسکے بعد پوچھا کہ کچھ فارسی بھی پڑھی ہے اونھوں نے
کہا جی ہاں پھر پوچھا کہ کچھ عربی بھی پڑھی ہے انھوں نے کہا کہ جی ہاں میر قطبی تک
پڑھی ہے اُسکے بعد پوچھا کہ گھوڑے کی سواری بھی سیکھی ہے اُس نے کہا جی ہاں
پھر پوچھا فنون سپہ گری بھی سیکھے ہیں اُسنے کہا کہ جی ہاں پھکیتی بنکیتی اور تیر اندازی وغیرہ
سب سیکھے ہیں پھر پوچھا کہ آپ پہلے کیا کام کرتے تھے اس نے کہا کہ فوج میں
رسالدار تھا پھر پوچھا کہ قرآن کتنے زمانہ میں پڑھا اور فارسی کتنے زمانہ میں اور عربی
کتنے زمانہ میں اور فنون سپہ گری کتنے عرصہ میں سیکھے اور ملازمت کتنے زمانہ کی۔

اس نے ان تمام باتوں کا بھی جواب دیا پھر پوچھا کہ اس سلسلہ میں کب سے داخل
ہوئے اُس نے اسکا بھی جواب دیا جب شاہ صاحب نے ان تمام باتوں کا اقرار
لے لیا تو للکار کر فرمایا کہ فقیر سنبھل کر بیٹھ اور سن تو نو مہینہ تو ماں کے پیٹ کی
قید میں رہا اور اس سے باختیار خود نہ نکل سکا اور اتنے دنوں تو ماں کے پستانوں کی قید
میں رہا اور اس سے نہ نکل سکا اور اتنے دن تو انگلی پکڑنے کی قید میں رہا اور اتنے دن
تو مونڈھوں کی قید میں رہا اور اتنے دن تو قرآن کی قید میں رہا او ستاد نے تھپڑ بھی
لگائے ہونگے قمچیاں بھی لگائی ہونگی مگر تو اوس قید سے نہ نکل سکا اور اتنے دن تو
فارسی کی قید میں رہا اور اتنے دن تو عربی کی قید میں رہا اور اتنے دن کشتی کی قید میں
رہا اتنے دن بنکیتی کی قید میں رہا اتنے دن بکیتی کی قید میں رہا اتنے دن سواری کی قید
میں رہا اتنے دن تیر اندازی کی قید میں رہا اتنے دن انگریزوں کی قید میں رہا اور اب
چار ابرو کی صفائی کی قید میں ہے پھر تو اپنے آپ کو آزاد کیسے کہہ سکتا ہے الحاصل
۴۸ اس عالم میں کوئی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی قید میں نہ ہو تو چار ابرو کی صفائی کی قید میں ہے
اور ہم شریعت کی قید میں ہیں مگر یاد رہے کہ تمہاری قید کچی چاندی ہے تم اسکی قیمت مانگو گے
تو اسکو تپایا جاویگا اور بغیر تپائے کوئی نہ لیگا اور ہماری قید پر سکہ شاہی لگا ہوا ہے جہاں
چاہیں گے بھنا لیں گے وہ فقیر نہایت شرمندہ ہوا اور اُٹھ کر چلا گیا اس قسم کے اور قصے
بہت ہیں جن سے اس زمانہ کی حالت معلوم ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب
نے اس زمانہ میں کسقدر ہوشیاری سے دین کو سنبھالا ہے۔

حاشیہ حکایت (۴۰) **قولہ** متساہل کہتے ہیں **اقول** اس حکایت میں
تو کوئی بات موہم تساہل مذکور نہیں بعضے قصے جو اس طرح کے مشہور ہیں اوسکی تحقیق یہ ہے
کہ اسکا استعمال دفع مضرت دنیویہ کے لئے ہو یا مخاطب کے جلب مصلحت دینیہ کے لئے
ہو تو محمود ہے اور اگر اپنے جلب منفعت دنیویہ مالیہ یا جاہیہ کے لئے ہو تو مذموم ہے
خوب سمجھ لو ہمیں اکثر دھوکہ ہو جاتا ہے گاہے بزرگوں پر بدگمانی کا گاہے اپنے پر
تقلید بزرگان کی نیک گمانی کا (تشت)

(باقی آئندہ)

اور ہمیشہ لطائف الحیل سے چھپا چھوڑا یا چنانچہ اسکا ایک قصہ سناتا ہوں یہ قصہ میں نے مولوی عبدالقیوم صاحب مولانا گنگوہی صاحب اور دوسرے حضرات سے اختلاف نے کہا ت ہے وہ قصہ یہ ہے کہ قطب صاحب کا ایک مجاور دہلی میں آیا اور علماء کے پاس گیا وہ جس عالم کے پاس جاتا اوس سے یہ کہتا کہ مجھ سے قطب صاحب نے فرمایا ہے کہ تم فلاں کے پاس جاؤ اور انکو ایک ٹکہ دو اور کلاوہ انکے سر پر باندھ آؤ تو میں تعمیل حکم کے لیے آیا ہوں اور یہ کہکر وہ ٹکہ پیش کرتا اور وہ کلاوہ باندھ دیتا اور کچھ نذرانہ لیکر چلتا ہوتا۔ یہ شخص شاہ صاحب کے پاس بھی آیا اور آکر ان سے بھی یہی کہا مگر شاہ صاحب نے حکمت عملی سے کام لیا اور فرمایا کہ رکھدو اسوقت مجھے وضو نہیں ہے اس نے وہ کلاوہ اور ٹکہ رکھدیا اور منتظر ہوا کہ شاہ صاحب کچھ دینگے مگر شاہ صاحب نے کچھ نہ دیا جب اس نے دیکھا کہ یہ کچھ نہیں دیتے تو اس نے کہا کہ حضرت مجھے کچھ تبرک ملجاوے شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ قطب صاحب کے فرستادہ تھے آپ نے تعمیل حکم کر دی
۴۵ جب قطب صاحب مجھے حکم دینگے میں بھی خدمت میں پیش کر دونگا وہ مجبوراً رخصت ہوگیا
اب ایک اور قصہ سنئے اس زمانہ میں ایک صاحب مولوی نصیرالدین صاحب تھے جو مدنی الاصل قوم کے سید اور شاہ صاحب کے شاگرد تھے یہ صاحب خانم کے بازار میں رہتے تھے اور نہایت خوش بیان اور ذہین عالم تھے ایک مرتبہ یہ صاحب اور شاہ صاحب چاندنی چوک گئے شاہ صاحب چونکہ نابینا تھے اس لیے انکے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے وہاں پہونچکر شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ ایک شور مچ رہا ہے انھوں نے مولوی نصیرالدین صاحب سے فرمایا کہ جاکر دیکھو کہ کیا شور ہے وہ گئے اور واپس آکر شاہ صاحب سے کہدیا کہ حضرت کوئی بات نہیں یوں ہی بیہودہ شور ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ علم شئی بہ از جہل شئی تم جاکر اس شور کا اصل منشا معلوم کرو جب شاہ صاحب نے اصرار فرمایا تو انھوں نے مجبوراً عرض کیا کہ حضرت ایک فقیر بیٹھا ہوا ہے اور اپنے اعضاء تناسل کو تانے ہوئے اور اس میں ڈورا باندھے ہوئے ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ نعوذ باللہ یہ الف ہے اللہ کا شاہ صاحب نے فرمایا کہ جاؤ اور اسکی

کر میں اتنی زور سے لات مارو کہ وہ گر پڑے اور کہا وہ بے وحدت خودمنڈے کیا بکتا ہے
(خودمنڈے سے پیر سے خود رو) الف خالی ہوتا ہے اور اسکے نیچے دو نقطے ہیں چنانچہ
مولوی نصیر الدین صاحب نے ایسا ہی کیا اور اسکا اثر یہ ہوا کہ اس فقیرے کے پیچھے تالی
بج گئی اور وہ نہایت خفیف ہو کر چلدیا غرض ان حکمتوں سے شاہ صاحب نے باطل کو شکست
دی ہے ایک اور قصہ سنو اس زمانہ میں بے دین صوفیوں کا ایک فرقہ امام شاہی تھا جو
چار ابرو کا صفایا کرتا تھا اور بیہودہ باتیں کیا کرتا اس فرقہ کا موجد ایک شخص امام شاہ تھا
اور یہ فرقہ شکار پور سے نکلا تھا چونکہ امام شاہ کی قبر ایک باغیچہ میں تھی اسلئے اسکے سلسلہ
والے اپنا نام باغ کی مناسبت سے رکھتے تھے اور کسیکا نام گلاب شاہ تھا کسی کا
چنبیلی شاہ کسیکا بہار شاہ وغیرہ وغیرہ جب ہندوستان میں انگریزی حکومت ہوئی تو
فوجیوں کی بہت قدر تھی اور رسالہ اردلی وغیرہ کی بڑی بڑی تنخواہیں ہوتی تھیں اور اختیارات
بھی وسیع ہوتے تھے اس زمانہ میں ایک شخص نسیم خاں نام شاہ جہانپور کے رہنے والے
تھے جو بہت خوبصورت اور تنومند تھے اور شاعر بھی تھے چنانچہ نواب مصطفٰے خاں شیفتہ ۴۶
نے انکے حالات اپنے تذکرہ میں لکھے ہیں یہ نسیم خاں انگریزی فوج میں رسالدار تھے
اور رخصت لیکر شاہجہانپور کو جا رہے تھے راستہ میں شکار پور میں قیام کیا۔ جس
سرائے میں یہ مقیم تھے اسکے سامنے ایک باغ تھا جس میں امام شاہ مدفون تھا۔
اتفاق سے نسیم خاں ٹہلنے کو نکلے اور اس باغ میں پہونچ گئے اس باغ میں ایک
مکان تھا جسمیں امام شاہ کا سجادہ نشین رہتا تھا اور اس مکان کو اس زمانہ کے محاورہ
کے مطابق منڈف (یعنی کٹی) کہا جاتا تھا اس زمانہ میں جو سجادہ نشین اس مکان میں
رہتا تھا اسکا نام گلزار شاہ تھا نسیم خاں ٹہلتے ٹہلتے جب اس مکان کے قریب
پہونچے تو گلزار شاہ کو انکے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی اور اس نے اندر سے آواز دی
کون ہے چونکہ انکا نام نسیم خاں تھا اور اس زمانہ میں یہ عادت تھی کہ اپنا پورا نام نہ
لیتے تھے اس لیے انھوں نے جواب دیا کہ نسیم گلزار شاہ نے اندر سے کہا کہ نسیم ہے
تو گلزار سے نہ جائیگی۔ یہ سنتے ہی نسیم خاں پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ گلزار شاہ کے مرید

ہوگئے اور جا رابرو صفایا کرکے فقیری اختیار کرلی اور اپنے ہمراہیوں کو بلا کر ان سے کہدیا
کہ یہ جسقدر ساز و سامان ہے اسکا تم کو اختیار ہے چاہے تم میرے گھر دیدینا اور چاہے
تم خود رکھ لینا مجھے نہ اب گھر بار سے کوئی تعلق ہے اور نہ تم سے کچھ سروکار ہے تم سب
لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ میں تو یہاں رہونگا اور بیوی کو طلاق لکھکر اور اسپر گواہیاں
کراکر انکے حوالہ کردی اور کہدیا کہ یہ طلاق نامہ میری بیوی کے پاس پہونچا دینا الغرض
انکے ہمراہی روانہ ہوگئے اور وہ گلزار شاہ کے پاس رہ پڑے گلزار شاہ کا یہ تصرف
چونکہ ایک عجیب تصرف تھا اسلئے عوام پر اسکا بہت اثر ہوا اور امام شاہی سلسلہ کو بہت
ترقی ہوگئی تھوڑے دنوں کے بعد گلزار شاہ کا انتقال ہوگیا اور انکی جگہ نسیم خاں سجادہ نشین
ہوگئے اور انکی طرف بہت کچھ رجوعات ہوئی کچھ زمانے کے بعد انھوں نے سیر کی
غرض سے دلی کا سفر کیا اور دلی پہونچکر شاہ صاحب کی خدمت میں بھی پہونچے مخلوقات
کی رجوعات سے نسیم خاں کا دماغ آسمان پر پہونچ چکا تھا اسلئے انھوں نے شاہ صاحب
کی کوئی تعظیم و تکریم نہیں کی بلکہ آزادانہ انکے پاس گئے اور جاکر اپنے محاورہ کے مطابق ۴۷
سلام کیا اور کہا کہ شاہ صاحب شریعت کی قید میں کب تک رہوگے نکلو اس قید سے اور
چھوڑ دو شریعت کو شاہ صاحب نے نہایت اخلاق سے فرمایا آیئے شاہ صاحب تشریف
لایئے اور اپنے پاس بٹھالیا اور بہت دیر تک ادہر ادہر کی باتیں کرتے رہے اسکے بعد
باتوں ہی باتوں میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب آپ نے قرآن بھی
پڑھا ہے انھوں نے کہا ہاں اسکے بعد پوچھا کہ کچھ فارسی بھی پڑھی ہے انھوں نے
کہا جی ہاں پھر پوچھا کہ کچھ عربی بھی پڑھی ہے انھوں نے کہا کہ جی ہاں میر قطبی تک
پڑھی ہے اسکے بعد پوچھا کہ گھوڑے کی سواری بھی سیکھی ہے اس نے کہا جی ہاں
پھر پوچھا فنون سپہ گری بھی سیکھے ہیں اُسنے کہا کہ جی ہاں بنکیتی بکیتی اور تیراندازی وغیرہ
سب سیکھے ہیں پھر پوچھا کہ آپ پہلے کیا کام کرتے تھے اس نے کہا کہ فوج میں
رسالدار تھا پھر پوچھا کہ قرآن کتنے زمانہ میں پڑھا اور فارسی کتنے زمانہ میں اور عربی
کتنے زمانہ میں اور فنون سپہ گری کتنے عرصہ میں سیکھے اور ملازمت کتنے زمانہ کی۔

اس نے ان تمام باتوں کا بھی جواب دیا پھر پوچھا کہ اس سلسلہ میں کب سے داخل ہوئے اُس نے اسکا بھی جواب دیا جب شاہ صاحب نے ان تمام باتوں کا اقرار لے لیا تو اسکار کر فرمایا کہ فقیر سنبھل کر بیٹھ اور سن تو نو مہینے تو ماں کے پیٹ کی قید میں رہا اور اس سے باختیار خود نہ نکل سکا اور اتنے دنوں تو ماں کے پستانوں کی قید میں رہا اور اس سے نہ نکل سکا اور اتنے دن تو انگلی پکڑنے کی قید میں رہا اور اتنے دن تو مونڈھوں کی قید میں رہا اور اتنے دن تو قرآن کی قید میں رہا اوستاد نے تھپڑ بھی لگائے ہونگے قمچیاں بھی لگائی ہونگی مگر تو اوس قید سے نہ نکل سکا اور اتنے دن تو فارسی کی قید میں رہا اور اتنے دن تو عربی کی قید میں رہا اور اتنے دن کشتی کی قید میں رہا اتنے دن پھکیتی کی قید میں رہا اتنے دن بنکیتی کی قید میں رہا اتنے دن سواری کی قید میں رہا اتنے دن تیراندازی کی قید میں رہا اتنے دن انگریزوں کی قید میں رہا اور اب چار ابرو کی صفائی کی قید میں ہے پھر تو اپنے آپ کو آزاد کیسے کہہ سکتا ہے الحاصل
۸۴ اس عالم میں کوئی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی قید میں نہ ہو تو چار ابرو کی صفائی کی قید میں ہے اور ہم شریعت کی قید میں ہیں مگر یاد رہے کہ تمہاری قید کچی چاندی ہے تم اسکی قیمت مانگو گے تو اسکو تپایا جاویگا اور بغیر تپائے کوئی نہ لیگا اور ہماری قید پر سکہ شاہی لگا ہوا ہے جہاں چاہیں گے بھنا لیں گے وہ فقیر نہایت شرمندہ ہوا اور اٹھ کر چلا گیا اس قسم کے اور قصے بہت ہیں جن سے اس زمانہ کی حالت معلوم ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے اس زمانہ میں کسقدر ہوشیاری سے دین کو سنبھالا ہے۔

حاشیہ حکایت (۴۰) قولہ متساہل کہتے ہیں **اقول** اس حکایت میں تو کوئی بات موہم تساہل مذکور نہیں بعضے قصے جو اس طرح کے مشہور ہیں اونکی تحقیق یہ ہے کہ اسکا استعمال دفع مضرت دنیویہ کے لئے ہو یا مخاطب کے جلب مصلحت دینیہ کے لئے ہو تو محمود ہے اور اگر اپنے جلب منفعت دنیویہ مالیہ یا جاہیہ کے لئے ہو تو مذموم ہے خوب سمجھ لو اسمیں اکثر دھوکہ ہو جاتا ہے گا ہے بزرگوں پر بدگمانی کا گاہے اپنے پر تقلید بزرگان کی نیک گمانی کا (**ش ت**)

(باقی آئندہ)

خریداران الہادی کیواسطے رعایت

بعض دوستوں کے مشورہ سے یہ بات طے پائی ہے کہ الہادی کے خریداروں کو کتب عایت سے دی جاتیں لہذا اب سے ایک فہرست کتب شائع کیا کرونگا جسمیں حتی الوسع انتہائی رعایت ہوا کریگی مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جو صاحب کتب طلب فرمادیں وہ اپنا نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں کیونکہ احقر کو اسقدر فرصت نہیں کہ ہر فرمایش پر رجسٹر الہادی میں تلاش کرے یا کم ازکم یہ تحریر فرمادیا کریں کہ ہم الہادی کے خریدار ہیں۔ فقط۔

تصنیفات حضرت سیدی و مرشدی حکیم الامۃ مجدد الملۃ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	قیمت	قیمت رعایتی خریداران الہادی	نام کتاب	قیمت	قیمت رعایتی خریداران الہادی	نام کتاب	قیمت	قیمت رعایتی خریداران الہادی
اصلاح الرسوم رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	۶۰؍	۴۰؍	مذاق پر نہایت فصاحت و متانت سے دیے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے پاس رہے تاکہ جسوقت کوئی شبہ پیش آوے فوراً اس کتاب سے حل کرلیا جاوے انشاء اللہ تعالیٰ جواب حاصل ہوجائیگا۔ خواہ کلیۃً یا جزءاً اسکی پوری			تعریف احقر کا قلم نہیں کرسکتا لہذا یہ رسالہ ملاحظہ کا محتاج ہے۔	عہ؍	۱۲؍
الاستبصار فی فضل الاستغفار	۱؍	۰؍				اخبار الزلزلہ۔	۱؍	ھ؍
انتباہات المفیدہ علم کلام جدید کا ایک نہایت مفید رسالہ جسمیں شبہات جدیدہ کے جوابات اہل شبہات یعنی انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے						اخبار بینی۔	۱؍	ت؍
						اصلاح ترجمہ دہلویہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ کی اصلاح	۲۰؍	۱۰؍
						اصلاح الخیال غلبہ سے جن لوگوں کو اتباع شریعت میں		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
شبہات و شکوک و اوہام پیدا ہوئے ہیں وہ تمام تر شبہات اور انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے۔	۳ر	۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیوں کی اصلاح۔	۱ر	۸ر
اوراد رحمانی واذکار سبحانی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کے فضائل اور عجیب و غریب نکتے قابل دید۔	۳ر	۲ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان و بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل و مدلل بیان۔	۳ر	۲ر
اغلاط العوام فی		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
باب الاحکام یعنی عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کیگئی ہے۔ معہ دوضمیمہ۔	۱ر	۸ر
اعمال قرآنی یعنی آیات قرآنیہ کے خواص عملیات کا بیان ہے اسکے تین حصے ہیں قیمت ہر سہ حصہ	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت باہمی گذران و برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپس میں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے	۳ر	۲ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم۔	۱ر	۸ر
بہشتی زیور اس مفید اور مقبول عام کتاب کی تعریف و توصیف خارج از بیان ہے ہر شخص کی آفتاب نصف النہار کیطرح یہ بات روشن ہے کہ دینیہ اصلاح عادات آداب		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
معاشرت و مسائل فقہیہ میں کسقدر مفید ثابت ہوئی ہے خاصکر عورتوں کے حق میں تو اکسیر کا کام دیتی ہے اسکی گیارہ حصے ہیں اول کے دس حصے تو خاص عورتوں کی تعلیم و تربیت و درستی حالات میں منطبق ہیں گیارہواں حصہ خاص مردوں کے مسائل میں بے بدل ہے دس حصص	عہ	عہ
بہشتی گوہر گیارہواں حصہ	۱۰ر	۶ر
تعلیم الدین دین کی چاروں اجزاء عقائد عبادات اخلاق معاملات و سلوک و مقامات و اذکار و اشغال کا قرآن و حدیث سے بیان۔	۸ر	۶ر
الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم الحنیف حضرت موسیٰ اور حضرت		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
ابراہیم علیہا السلام کے قصے جو جا بجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں انکو ایک جا مرتب فرما دیا ہے	۵ر	۳ر
تجوید القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد اور اسکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یادگار حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد لکھدیئے گئے ہیں۔	۱۰ر	۱ر
التکشف عن مہمات التصوف۔	للعہ	ـے
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے سے متعلق بحث۔	مر	۰ر
جزاء الاعمال۔	۰۲ر	۲ر
جمال القرآن۔ یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکھا گیا ہے	۰۲ر	۱۰ر
حفظ الایمان مع بسط البنان وتغییر العنوان۔	۱۰ر	۱ر
حقوق الاسلام اسمیں		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
استاد پیران باپ بیان بیوی حاکم محکوم ہمسایہ و مہمان حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	۱ر	سہ ر
حق السماع سماع کو متعلق فقہی کامل تحقیق	۰۲ر	۱۰ر
حقوق العلم علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور اونمیں جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں اونکی اصلاح ہے۔	۵ر	۳ر
الخطب الماثورہ اسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرما کر درج فرمائے ہیں۔	۲ر	۱ر
الخطاب الملیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
رسالہ میں ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وحیات کی تحقیق	ـ۳ر	ـ۲ر
رونمائے مثنوی دیباچہ کلید مثنوی	۱ر	ـ۲ر
زاد السعید اسمیں درود شریف کے فضائل وعجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں اور آخر میں ایک رسالہ نیل الشفاء ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل مبارک کا نقشہ اور اوسکے عجیب و غریب خواص اور برکات درج ہیں۔	۲ر	۱ر
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان فرمایا ہے	۹ر	۸ر
شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد		

نام کتاب	قیمت	محصول
اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین ہیں	۴ر	۱/۲ر
شجرہ طیبہ اسمیں تین شجرے شامل ہیں اول شجرہ منظوم اردو حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ بزرگوں کے مقامات دفن و تاریخ وفات بھی لکھی گئی ہے دوسرا شجرہ فارسی منظوم مولانا رشید احمد صاحب کا تیسرا شجرہ آقائی مرشدی مولانا محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم اور آخر میں ایک رسالہ تعلیم الطالب مولفہ حضرت مولانا حکیم الامت ملحق ہے۔	۱ر	۵ر
صفائی معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل مع اصول و قواعد عام فہم۔	۲ر	۱ر
طریقہ مولد شریف مولود شریف کے اصلی اور صحیح اور سنت کے		

نام کتاب	قیمت	محصول
موافق طریقہ کا بیان۔	۱ر	۱/۲ر
فتاوی اشرفیہ اسکے دو حصے ہیں ہر حصہ میں متفرق مسائل مع دلائل و تحقیقات عجیب غریب درج ہیں حصہ اول	۴ر	۳ر
ایضاً حصہ دوم۔	۶ر	۴ر
قصد السبیل اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کر کے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرمائے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کر کے کامیاب ہو سکتا ہے	۲ر	۱ر
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کے پردہ مروجہ پر شبہات		

نام کتاب	قیمت	محصول
کرتے تھے کہ ایسا پردہ قرآن حدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن حدیث ہی سے اسکو ثابت کیا ہے۔	۲ر	۱/۲ر
کمالات امدادیہ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۶ر	۵ر
لب مثنوی دفتر ششم کے ابتدائی حصے کی شرح۔	۵ر	۴ر
مناجات مقبول معہ تتمہ و حزب البحر و دعاء اشرف تلاوت کرنیکے واسطے احادیث کی پر اثر دعاؤں کا مجموعہ ترجمہ اردو نظم میں کر دیا گیا معہ شجرہ خاندان چشتیہ خط واضح۔	۱۰ر	۶ر
المصالح العقلیہ حصہ اول	۹ر	۶ر
ملفوظات خبرت	۹ر	۸ر
مجموعہ رسائل مفیدہ	۲ر	۱ر

مختصر پتہ۔ پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

خود ملاحظہ کرنے کے بعد اپنے احباب کو دکھلائیے اور پڑھ کر سنائیے

قرآن پاک پر اہل ہنود کا قبضہ

ایک عرصہ سے خیالات میرے دماغ میں چکر لگا رہے تھے کہ کس طرح اہل ہنود یا اور غیر مسلم اقوام کو جو کلام اللہ کو غلط اور بے ادبی کے ساتھ طبع کر کے توہین کرتے رہتے ہیں روکا جاوے اسی کے ساتھ جب یہ خیال بھی آتا تھا کہ اس تذلیل و اہانت کے سبب ہم ہی مسلمان ہیں (کیونکہ وہ صرف مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کرنے کے واسطے طبع کرتے ہیں اور اگر مسلمان غیر مسلم پریس کے مطبوعہ قرآنوں کی خریداری سے باز آجائیں تو وہ طبع کرنا بھی بند کر دیں) تو قلب مضطرب و بے چین ہو جاتا تھا اور اس حکم کی جو شریعت کی طرف سے مسلمانوں کو دیا گیا ہے (یعنی کامل طہارت کے ساتھ قرآن کو چھونا اور صحیح پڑھنا وغیرہ) عدم تعمیل ہوتے دیکھ کر دل لرز جاتا تھا، گو یہ کام نہایت دشوار اور کثیر سرمایہ کا طالب تھا لیکن السعی منی والاتمام من اللہ پر عمل کرتے ہوئے اس ضرورت کو رفع کرنے اور کلام پاک کو محض بے ادبی سے بچانے کے خیال سے سعیدی کمپنی چند سال سے قائم کر دی ہے جسکا واحد مقصد یہ ہے کہ مختلف قسم و سائز کے مترجم و مصری قرآن کامل صحت ارزاں قیمت بہت ہی قلیل نفع کیساتھ طبع کر کر کے وقتاً فوقتاً ہدیہ قارئین کرتی رہے تاکہ مسلمان کفار کے چھاپے ہوئے غلط قرآنوں کی خریداری سے باز آجاویں چنانچہ اس قلیل عرصہ میں یہ کمپنی مختلف قسم کے پارہ اور ایک مکمل قرآن طبع کر چکی ہے یہ قرآن عمدہ کاغذ لکھائی چھپائی صحت وغیرہ بہت سی خوبیوں سے مزین ہے اور علاوہ ان خوبیوں کے ایک خاص رعایت مسلمانوں کی مالی کمزوریوں کا لحاظ کرتے ہوئے یہ رکھی گئی ہے تاکہ ہر خاص و عام امیر و غریب مستفیض ہو سکے اور جو آج تک غالباً کسی تاجر نے نہ کی ہوگی وہ یہ کہ اسکے اول سے آخر تک تیسوں پارہ علیحدہ علیحدہ فروخت ہوتے ہیں اس سے وہ لوگ بھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں جو ایک دم سے پورا

قرآن شریف نہین خرید سکتے وہ ایک ایک پارہ وقتاً فوقتاً متفرق خرید سکتے ہین نیز اگر کسی صاحب کے پاس قرآن شریف کا کوئی پارہ کسی وقت ناقص ہو جاوے تو صرف وہی پارہ خرید کر بدل سکتے ہین کامل قرآن مجید دوبارہ خریدنے کی انکو ضرورت نہین اور بچون کی تعلیم کے واسطے ایک ایک پارہ علیحدہ علیحدہ خریدا جاسکتا ہے کیونکہ بچونکو پورا قرآن شریف اٹھانے رکھنے مین تکلیف ہوتی ہے اور قرآن جلد خراب ہوجاتا ہے عام طور پر متفرق سات پارون سے زیادہ نہین مل سکتے ہین مگر اب اس قرآن شریف کے پورے تیسون پارے علیحدہ علیحدہ ملین گے تیسون پارے ہمارے یہان موجود ہین اگر ضرورت ہو طلب فرمائیے باوجود ان خوبیون کے قیمت فی پارہ ایک آنہ اور پورے قرآن کی قیمت ۱۱؎ ہے۔ محصول ڈاک ۸؍

اس کمپنی کا حصہ دس روپیہ کا مقرر کیا گیا ہے تاکہ ہر متوسط الحال مسلمان شرکت کرسکے، تمام مسلمانون کی خدمت مین التماس ہے وہ اس کمپنی کی شرکت اور اس کمپنی کے مطبوعہ قرآن و پارون کی خریداری سے دین و دنیا کا نفع حاصل کرین اور مہتمم کمپنی ہذا کو ممنون فرماوین شرائط کمپنی ہذا طلب کرنے پر مفت روانہ ہوتے ہین اب بھی اگر مسلمان اس کمپنی کی شرکت کیطرف توجہ نہ کرین اور اسکے مطبوعہ قرآن و پارونکی خریداری کیطرف مائل نہون تو سوائے مذہبی لاپرواہی کے اور کیا کہا جاوے،

(نوٹ) اسکے علاوہ ہر قسم کے پارہ و قرآن شریف مسلمانون کے یہان کے طبع شدہ اور اردو فارسی عربی کتب بھی ہمارے یہان سے مل سکتی ہین،

الداعی الی الخیر **غنی احمد تاجر کتب و مالک مطبع**

رزاقی کانپور محلہ پٹکاپور

اکسیر حیات
سرتاج مقویات

جسم کی حالت قابل رشک بنا سکنے سے اگر کوئی شے ہوسکتی ہے تو وہی اکسیر حیات ہے اسکے ذریعہ سیروں دودھ اور گھی جیسا کہ گھی ہضم روزانہ آسانی سے ہضم ہو کر خون صالح پیدا کرتا ہے۔ وہ جسم کا ناقابل برداشت گھی ہے تمام اعضار رئیسہ قوی ہو کر چہرہ اور بدن پر سرخی اور فربہی آجاتی ہے خوراک ایک رتی۔ فی ڈبیہ دو تولہ قیمت ایک روپیہ (عہ/) محصولڈاک خرچ پیکنگ ذمہ خریدار

ملنے کا پتہ:۔ حکیم سید عزیز الدین نصرتی چرتھاول ضلع مظفرنگر

جناب فخر عالم پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مبارک والا نامہ

جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مُہر لگا کر سنہ میں سلطان مقوقس قبط کے بادشاہ کے نام بغرض دعوت اسلام روانہ فرمایا تھا اور ایک فرانسیسی سیاح نے سفر قدیم مصر کے شہروں میں سے اخیم کے گرجا میں ایک قبطی راہب کے پاس سے خرید کر سلطان عبد المجید خانصاحب مرحوم و مغفور سلطان سابق کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اور ہدیۃً پیش کیا۔ سلطان المعظم نے اسے نہایت حفاظت سے دیگر تبرکات نبویہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ خوش قسمت سے اسکا عکس ہندوستان میں بھی پہونچا اور اسکے ایک عکس سے ہم کو عزت حاصل ہوئی ہم نے بفائدہ رفاہ عام چربہ لیکر شائع کیا اور نقل مطابق اصل رکھنے کی یہانتک کوشش کی کہ بوجہ ایک مدت دراز گذر جانے کے والا نامہ مذکور میں دھبہ و شکن وغیرہ پڑگئے ہیں وہ بھی چربہ میں ظاہر کئے ہیں وہ عبارت جو اصل ہے اول رکھی ہے اور اسکے نیچے وہی عبارت خط نسخ یعنی موجودہ عربی میں خوشخط لکھکر بین السطور میں اُردو ترجمہ بھی شامل کر دیا ہے اسکی قدر وہی حضرات کرینگے جنہیں آقا و تاجدار رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اشد محبت ہوگی کیونکہ محبوب کی چیز یا اسکی نقل کی وہی قدر کریگا جو عاشق ہوگا اور جس کو محبت ہی نہ ہو اسکو کیا قدر ہوگی اور چونکہ بعض حضرات اسے شیشے میں لگاتے ہیں اسواسطے اسکے گرد بیل نہایت خوبصورت مگر صوفیانی رنگین چھپوائی ہے۔ اب یہ فرمان ہر ہر صورت سے اس قابل ہے کہ شیشہ میں لگا کر مکانوں میں مسجدوں میں لگایا جاوے۔ ہدیہ صرف دو آنہ (۲ر)

بیان الامر ترجمہ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولٰنا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

اسکے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہو جاتا ہے، ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے، کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی اسمیں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ سے لیکر سنہ ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کر دئے ہیں۔ قیمت دو روپے۔ خریداران الہادی کے واسطے ایکروپیہ آٹھ آنہ

[illegible]

قصۂ معراج و معتبر واقعات

شب معراج کے واقعات جتنے عجائب و غرائب اور بیشمار معجزات کو شامل ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں لیکن انقلاب زمانہ اور دور حاضرہ کے افراط و تفریط سے جہاں اور بہت سے اُمور تختۂ مشق بنگئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں رہے اگر ایک شخص اوسمیں سیکڑوں جھوٹی روایتیں منظوم کرتا ہے تو دوسرا تمام قصہ ہی کو یکسر اڑا دیتا ہی اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعۃ و الطریقۃ حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرفعلی صاحب دام ظلہم العالی نے اس ضرورت کو ملحوظ فرما کر

تنویر السراج فی لیلۃ المعراج

تالیف فرمائی جسمیں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کے ساتھ واقعات کو کتب احادیث و سیر سے جمع فرمایا ہی حضرت ممدوح کے انتساب کے بعد کتاب کی اہمیت اور اوسکی تعریف اوسکی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت نہیں ہی مولانا کی جامعیت مولانا کی علمیت آج ہندوستان کو مسلم ہے لیکن اشارۃً اون خاص امور کی طرف اشارہ ضروری ہی جو اس رسالہ میں خاص طور سے پائے جاتے ہیں نفس قصہ معتبر کتابوں سے اخذ کر لینا سہل ہی لیکن ہر واقعہ کے متعلق فوائد اوسکی حکمتیں اوس سے سبق لینا نتائج تبلانا ہر شخص کا کام نہیں حضرت ممدوح نے ہر ہر موقعہ پر ان نکات پر متنبہ فرمایا ہے عقلی و نقلی شبہات کے جواب خاص طور سے تحریر فرمائے ہیں جنکی وجہ سے یہ رسالہ تعلیمیافتہ حضرات کیلئے بہت ہی مفید بنگیا۔ آخر میں حضرت ممدوح نے ایک ضمیمہ بھی اضافہ فرمایا ہی جسمیں سورۂ والنجم کی اون آیات کی تفسیر جسمیں معراج کا ذکر ہی ایسے ہی مثنوی مولانا روم کے بھی اُن اشعار کی شرح جنمیں یہ مضمون نہایت تفصیل سے مذکور ہے تحریر فرمائی ہی اور اس رسالہ کے ختم پر دار العلوم دیوبند کے صدر المدرسین مولانا سید انور شاہ صاحب دام ظلہم العالی کا ایک قصیدہ بھی درج ہی جسمیں مولانا ممدوح نے معراج کے قصہ کو منظوم فرمایا غرض رسالہ کے فوائد صرف دیکھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں شائقین جلد توجہ فرمائیں

قیمت صرف دس آنے۔ (۱۰/) خریداران الہادی کے واسطے آٹھ آنے۔ (۸/)

المشتہر:- محمد عثمان تاجر کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

خوشخبری:- ہدایہ آخرین ایک عرصہ ہوا ختم ہو چکا تھا بحمد اللہ وہ چھپکر تیار ہو گیا ہی اگر ضرورت ہو تو طلب فرما دیں۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۰۵

قال الله تعالیٰ وقرآناً فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفه دال ست بر نفعیت تعلیم تدریجی برائے عامهٔ ناس

حاضر است هدیهٔ هادی * و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیه یقینیه و ظنیه که مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی * و پس اتباعاً للنص المذکور * صحیفهٔ شهریه که متدرج ست بتدریج شهود

مسمّی به

الهادی

جلد ۲	بابت ماه شعبان المعظم سنه ۱۳۴۴ھ	نمبر ۴

که جامع ست انواع علوم دینیه را برائے هر طالب جادی و مذکر ست در هر مجلس و نادی

و مسکن ست برائے هر جائع و صادی * بصورت ترجمه رساله ترغیب و ترهیب و تسهیل المواعظ

و مصالح عقلیه و کلید مثنوی و تشرف که اکثر آن مستفاد ست از درگاه ارشادی

یعنی خانقاه اشرفی امدادی * بادارهٔ محمد عثمان عاصی * در هر ماه اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دهلی مطبوع گردید

از کتب‌خانهٔ اشرفیه دریبه کلاں دهلی [illegible]

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۴ھ جو

بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب والتہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	.. .. ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	.. .. ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	.. .. ایضاً	۳۳
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷
۷	بشارت تیاری وعظ الباطن	×	.. .. ×	۴۱

اُصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعین

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود اُمت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کبھی مادہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈھائی جزء سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ ۱۲ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں۔ جملہ حضرات خریدان کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائے گا اور روانہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے ۱۲ کا وی۔پی روانہ ہوگا جسپر وہ آنہ فیس منی آرڈر ڈاک خانہ اضافہ کریگا۔ اور ۱۲ کا وی۔پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے اونکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے۔ اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرماویں۔ مگر اسکی قیمت تین روپے ہے۔ علاوہ محصولڈاک ✤

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

اور دُعا مانگنے والے کی دُعا بہت ہی کم رو کی جاتی ہے آذان کے وقت اور صف جہاد میں اور دوسرے لفظ یہ ہیں دو دُعائیں رد نہیں کیجاتیں آذان کے وقت اور جنگ کے وقت جب بعض بعض کے ساتھ بھڑتے ہیں اسکو ابو داؤد نے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر ابن حبان نے نماز کے وقت فرمایا ہے بجائے اذان کے وقت کے اور اُنکی ایک روایت میں اسطرح ہے دو ساعت ہیں کہ کسی دُعا کرنے والے کی دعا اسپر رد نہیں کیجاتی جب نماز قائم ہوتی ہے اور صف فی سبیل اللہ یعنی جنگ میں اور اسکو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح بیان کیا ہے اور امام مالک نے موقوف روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا کہ جب مؤذن اذان دیتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول کیجاتی ہے پس جس کسی پر کوئی بیچینی یا مصیبت اُترے اسکو چاہیئے کہ مؤذن کا وقت تلاش کرتا رہے جب وہ اللہ اکبر کہے آپ بھی کہے اور جب کلمہ شہادت پڑھے آپ بھی پڑھے اور جب حی علے الصلوٰۃ کہے حی علے الصلوٰۃ کہے اور جب حی علی الفلاح کہے حی علے الفلاح کہے پھر کہے اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ الصادقۃ المستجابۃ 121
المستجاب لھا دعوۃ الحق وکلمۃ التقوی احینا علیھا وابعثنا علیھا واجعلنا من خیار اھلھا احیاءً وامواتاً پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کرے اسکو حاکم نے روایت عفیر بن معدان سے بیان کیا ہے اور وہ واہی ہے پھر صحیح الاسناد بھی کہا ہے ترجمہ دعا اے اللہ اس ندار تام سچی مقبول کے صاحب جسپر حاضری دیجاتی ہے بلاوہ حق اور کلمہ تقوی ہے ہم کو اسپر زندہ رکھ اور اسی پر ہم کو مار اور اسی پر ہم کو پھر اُٹھا اور ہم کو اس کلمہ والوں کے بہترین میں سے فرما حالت زندگی میں اور حالت موت میں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مؤذن لوگ ہم سے بڑھ جاتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی کہنے لگو جیسا وہ کہتا ہے جب کہہ چکو تو مانگو دیے جاؤ گے اس کو ابوداؤد ونسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

ضرورت کے موقعوں پر مسجدوں کے بنانے کی فضیلت

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہو جب حضرت نے مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ بنایا تھا اور توسیع کی تھی تو کچھ آدمی کچھ باتیں بنانے لگے تو حضرت نے فرمایا تم لوگوں نے مجھپر بہت زیادہ گرفت کی اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے جس شخص نے اللہ کے واسطے کوئی مسجد بنائی جس سے صرف ذات پاک پروردگار ہی طلب کرنا ہو اللہ تعالےٰ اوسکے لئے ایک گھر جنت میں بنادینگے اور ایک روایت میں آیا ہے اللہ پاک اسی جیسا گھر جنت میں بنادینگے اسکو بخاری مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے واسطے قطاۃ کے گھونسلے کی برابر مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اسکے واسطے جنت میں ایک گھر بنائیگا اسکو بزار نے روایت کیا ہے اور انہیں کے الفاظ ہیں اور طبرانی نے صغیر میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ۱۴۲

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جس کسی نے اللہ کے واسطے کوئی مسجد بنائی کہ اوس میں ذکر کیا جائے اللہ اوسکے واسطے جنت میں ایک گھر بنادیگا اسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے پانی کا کنواں کھودا جو کوئی گرم جگر والا اس سے پانی پیئے گا جن ہو یا آدمی یا پرند ضرور اللہ پاک بروز قیامت اوسکا اجر دیگا اور جس نے مسجد بنائی مثل گھونسلے کے یا اوس سے بھی کم اللہ تعالےٰ اوسکے واسطے جنت میں مکان بنادیگا اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے صرف قصہ مسجد سند صحیح سے بیان کیا ہے اور امام احمد اور بزار نے حضرت ابن عباس کے واسطہ سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے مگر انھوں نے صرف گھونسلے کے انڈے کے واسطے بیان کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے واسطے مسجد بنائی اللہ تعالے اوسکے واسطے جنت میں اس مسجد سے زیادہ وسیع گھر بنادیگا اسکو امام احمد نے ضعیف اسناد سے بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُن علموں اور نیکیوں میں سے کہ انسان کو اوسکے مرنے کے بعد ملتی ہیں (یعنی اسکا ثواب پہنچتا رہتا ہے) ایک علم ہے کہ اسکو حاصل کیا اور اشاعت کی اور ایک نیک اولاد ہے کہ اسکو چھوڑ جائے یا قرآن شریف ہے کہ ورثہ میں چھوڑ جائے یا مسجد ہے کہ اسکو بنایا ہو یا سرائے ہے کہ مسافروں کے واسطے بنایا ہو یا نہر ہے کہ اسکو جاری کیا ہو یا صدقہ ہے کہ اسکو اپنے مال میں سے اپنی صحت اور زندگانی میں نکالا ہو اسکو اسکے مرنے کے بعد پہنچیگا اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور لفظ انہیں کے ہیں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے مگر ابن ماجہ کی سند اچھی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

مسجد کی صفائی اور پاکی اور خوشبودار کرنیکی ترغیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ ایک کالی عورت مسجد شریف میں جھاڑو دیا کرتی تھی اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ دیکھا چند روز کے بعد دریافت فرمایا لوگوں نے عرض کیا وہ تو مرگئی آپ نے فرمایا ہم کو کیوں نہیں خبر دی پھر اُسکی قبر پر تشریف لاکر نماز جنازہ پڑہی اسکو بخاری مسلم ابن ماجہ نے باسناد صحیح روایت کیا ہے اور لفظ ابن ماجہ کے ہیں اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر انھوں نے فرمایا ہے کہ ایک عورت چیتھڑے اور تنکے مسجد کے اُٹھایا کرتی تھی اور یہی حدیث کو ابن ماجہ نے بھی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہتے ہیں ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی اسنے رات کو وفات پائی جب صبح ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دیگئی فرمایا مجھکو کیوں نہیں خبر دی بس آپ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لے گئے اور اسکی قبر پر کھڑے ہوکر تکبیر کہی اور اسکے واسطے دعا کی پھر واپس ہوئے۔

اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت مسجد شریف سے کوڑا اٹھاتی تھی اُسنے انتقال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہیں کیگئی اُسکے دفن کی تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا کوئی میت مرجایا کرے تو مجھکو اطلاع دیدیا کرو اور آپ نے اوسپر نماز پڑہی اور فرمایا میں نے اوسکو جنت میں دیکھا ہے بسبب مسجد سے کوڑا اٹھانے کے ۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے میری اُمت کے تمام اجر پیش کئے گئے یہانتک کہ وہ تنکا بھی جسکو کوئی آدمی مسجد سے نکالدے اور میری امت کے گناہ بھی میرے سامنے پیش کئے گئے میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہیں دیکھا کہ قرآن شریف کی کوئی سورۃ یا کوئی آیت کسی شخص کو عطا کی گئی اور پھر اسکو بھلا دیا اسکو ابوداود و ترمذی ابن ماجہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بواسطہ مطلب بن عبد اللہ بن حنطب حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایۃ کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ
۱۲۴ یہ حدیث غریب ہے ہم اسکو صرف اس طریق سے پہچانتے ہیں اور میں نے اسکو محمد بن اسمٰعیل بخاری سے بھی ذکر کیا تھا انھوں نے بھی اسکی معرفت ظاہر نہیں کی اور غریب سمجھا اور فرمایا کہ مطلب بن عبد اللہ کا کسی صحابی سے سماع مجھکو معلوم نہیں ہوا بجز اسکے اس قول کے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں جو شخص حاضر تہا اُس نے مجھسے حدیث بیان کی اور میں نے عبد اللہ بن عبد الرحمن کو بھی کہتے ہوئے سُنا ہے کہ مطلب کا سماع صحابہ میں سے کسی کا ہم نہیں جانتے اور عبد اللہ نے تو یہ بھی کہا کہ علی بن مدینی نے حضرت انس سے سماع مطلب کا انکار کیا ہے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ابوزرعہ نے کہا ہے کہ مطلب ثقہ ہیں میں اُمید کرتا ہوں کہ انھوں نے عائشہ سے سُنا ہو اور باوجود اسکے اسکی سند میں عبد المجید بن عبد العزیز بن ابی رواد ہیں اور انکی ثقاہت میں خلاف ہے جو انشاء اللہ اخیر کتاب میں آئیگا۔

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مسجد میں سے تکلیف دہ چیز کو نکالا خداوند تعالے اوسکے واسطے جنت میں ایک گھر بنادیگا اسکو ابن ماجہ نے روایۃ کیا ہے اور اسکی سند میں حسن ہونے کا احتمال ہے

اور حضرت سمرۃ بن جندبؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ حکم فرمایا ہے کہ ہم اپنے گھروں میں مسجدیں بنائیں نیز حکم فرمایا ہے کہ انکو صاف ستھرا رکھیں اسکو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے صحیح فرمایا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو گھروں میں مسجدیں بنانے اور انکے صاف رکھنے اور معطر رکھنے کا حکم فرمایا ہے اسکو امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے مرسل ومسند دونوں طریقہ پر بیان کیا ہے اور مرسل کو زیادہ صحیح کہا ہے

مسجد میں خاصکر قبلہ کیطرف تھوکنے اور گم شدہ اشیا کے تلاش کرنے کی ترہیب

۱۲۵ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھتے ہوئے مسجد کے قبلہ کی جانب میں ناک کی ریزش اچانک پڑی ہوئی دیکھی لوگوں پر آپ بہت خفا ہوئے پھر اسکو صاف کیا راوی کہتے ہیں کہ میں ابن عمر کو خیال کرتا ہوں کہ انھوں نے یہ بھی کہا کہ زعفران منگاکر اس جگہ لگادی اور فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو خدا عزوجل اسکے منہ کے سامنے ہوتا ہے پس سامنے کی طرف نہ تھوکنا چاہیے اسکو بخاری مسلم ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور الفاظ ابوداؤد کے ہیں اور ابن ماجہ نے قاسم بن مہران کے واسطہ سے بروایۃ ابی رافع ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ کی جانب میں ریزش پڑی ہوئی دیکھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور پھر اپنے آگے ناک صاف کرتا ہے کیا کسیکو یہ بات پسند ہے کہ کوئی اسکے منہ کے سامنے کھڑے ہوکر ناک سنکے جب کوئی شخص تھوکا کرے تو یا تو اپنی بائیں جانب تھوکے یا اپنے کپڑے میں لیکر اس طرح مل لے پھر اسماعیل بن علیہ نے کپڑے میں تھوک کر پھر ملکر مجھکو دکھلایا۔

اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کھجور کی ٹہنیاں پسند تھیں اپنے ہاتھ میں انکو (چھڑی کیطرح) لے لیا کرتے تھے ایک روز ایک ٹہنی کو ہاتھ میں لئے ہوئے مسجد میں تشریف لائے مسجد کے قبلہ کی جانب تھوک پڑے ہوئے تھے انکو کھرچ کر صاف کر دیا پھر لوگوں کی طرف غضبناک ہوکر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی اسکو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص اسکے منہ کے سامنے کھڑے ہوکر اسکے آگے تھوکے جب کوئی تم سے نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو اسمیں شک نہیں ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے (کھڑا) ہوتا ہے اور فرشتہ اسکی داہنی جانب میں (رہتا ہے) لہذا کوئی شخص اپنے سامنے یا داہنی جانب ہرگز نہ تھوکے الحدیث اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور انہی کی ایک روایت میں اسکے قریب قریب وارد ہے مگر انھوں نے اس میں اسطرح بیان کیا ہے کہ اللہ عزوجل نماز میں تمہارے سامنے ہوتا ہے لہذا کسی ناگوار چیز کو اپنے سامنے نہ کرو اور ابن خزیمہ نے اس مضمون پر ایک باب باندھ دیا ہے۔

۱۲۶ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ میں ایک ٹہنی لئے ہوئے ہماری مسجد میں ہمارے پاس تشریف لائے (اتفاقاً) آپ نے مسجد کے قبلہ کی جانب تھوک کو دیکھا اسکو ٹہنی سے کھرچنے لگے پھر فرمایا کہ تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ خداوند تعالے اس سے اعراض فرمائیں (کیونکہ) جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالے اسکے سامنے ہوتا ہے لہذا اپنے چہرے کی طرف ہرگز نہ تھوکنا چاہیئے اور نہ داہنی جانب اور بائیں طرف یا بائیں پیر کے نیچے تھوک لے اور اگر بہت جلدی ہو تو اپنے کپڑے پر اس طرح کرے (اسکے بعد) آپ نے اپنے منہ پر کپڑا رکھکر اور ملکر دکھلایا الحدیث اسکو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قبلہ کی جانب تھوکے گا قیامت کے روز ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ وہ تھوک اسکی آنکھوں کے سامنے ہوگا اسکو ابوداؤد نے اور ابن حبان و ابن خزیمہ نے اپنی صحیحوں کے اندر روایت کیا ہے اور طبرانی نے کبیر میں ابوامامہ سے روایت کیا ہے اور اسکے الفاظ کا

ترجمہ یہ ہے کہ جس شخص نے قبلہ کی جانب تھوکا اور اسکو دفن نہ کیا تو قیامت کے روز (وہ تھوک) بہت زیادہ گرم ہو کر انکی آنکھوں کے سامنے آن پڑے گا۔

اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبلہ کیطرف تھوکنے والے قیامت کے دن اسطرح اٹھینگے کہ وہ تھوک انکی آنکھوں کے سامنے ہوگا اسکو بزار نے اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا خطا ہے اور اسکا کفارہ اسکا دفن کر دینا ہے بخاری مسلم ابوداؤد و ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا ایک گناہ ہے اور اسکا دفن کر دینا ایک نیکی ہے اسکو احمد نے ایک خاص سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۱۲۷ اور حضرت ابوسہلہ سائب بن خلاد صحابی سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ایک قوم کی امامت کی تھی اسنے (اتفاقاً) قبلہ کی جانب تھوک دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص تم کو نماز نہ پڑھاوے اس شخص نے اسکے بعد پھر ان لوگوں کو نماز پڑھانی چاہی۔ انھوں نے اسکو روک دیا اور فرمان نبوی سے آگاہ کیا اسنے حضرت کی خدمت میں ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ ہاں اور میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تو نے اللہ کو اور اسکے رسول کو تکلیف پہونچائی ہے اسکو ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا اسنے نماز پڑھاتے ہوئے قبلہ کی طرف تھوک دیا جب عصر کا وقت ہوا تو آپ نے دوسرے شخص کے پاس حکم بھیجا یہ پہلا شخص ڈرا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا میرے بارے میں کچھ حکم خداوندی نازل ہو گیا فرمایا نہیں مگر تو نے امامت کی حالت میں کھڑے ہوئے اپنے سامنے تھوکا جس سے

خداوند تعالےٰ اور فرشتوں کو تکلیف پہونچاتی ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں جید سند سے بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابو امامہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اسکے واسطے جنتیں کھولدی جاتی ہیں اور اسکے اور خدا کے درمیان کے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں اور حور العین اسکے سامنے آتی ہیں جبتک کہ وہ نہ تھوکے اور نہ ناک سنکے اسکو طبرانی نے کبیر میں ایسی اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے جسمیں نظر ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جب کوئی آدمی کسیکو سُنے کہ وہ گم شدہ شے کو مسجد میں تلاش کرتا ہو تو کہے کہ خدا کرے یہ چیز اسکو نہ ملے کیونکہ مسجدیں اسواسطے نہیں بنائی گئیں مسلم ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ نے اسکو روایت کیا ہے۔

ف دستور یہ ہے کہ جس شخص کی کوئی شے گم ہوجاتی ہے تو جہاں لوگوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں اعلان کرکے دریافت کیا کرتا ہے پس مراد حدیث یہ ہے کہ مسجدمیں مجمع دیکھکر گمشدہ چیز کو دریافت نہ کیا جاوے یہ مراد نہیں ہے کہ اگر فوراً مسجد ہی میں کوئی شے جاتی رہے تو اسکو مسجد میں نہ دیکھا بھالا جائے واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲۸

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسیکو مسجد میں بیچتے کھوچتے دیکھو تو کہدو کہ خدا تجھکو تیری تجارت میں نفع نصیب نہ کرے اور جب تم کسی شخص کو گمشدہ شے کو تلاش کرتے دیکھو تو کہدو کہ خدا تجھکو نصیب نہ کرے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے نسائی ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے شرط مسلم پر تصحیح کی ہے اور ابن حبان نے پہلے حصہ کو اسکے مثل اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے مسجد میں دریافت کیا اور کہا کہ (میرے) سُرخ اونٹ کو کون بتاتا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (خدا کرے) تو نہ پاوے مسجدیں تو جسکے واسطے بنائی گئی ہیں بنائی گئی ہیں اسکو مسلم نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن سیرین یا اسکے علاوہ کسی دوسرے شخص سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے

آپ اپنے پاس سے کوئی چیز بتلائیے جو سینہ بسینہ چلی آتی ہو یہ بے ادبی کا کلمہ سنکر مولانا کو بہت ہی غصہ آیا اور آپ نے فرمایا کہ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی بات کو چھوڑ کر دوسروں کی سکھائی ہوئی کو پسند کرتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو نمازی اور عبادت کرنے والے جاہل ہوتے ہیں وہ جس شوق سے وظیفہ یا نفلیں پیر کی بتلائی ہوئی پڑھتے ہیں قرآن شریف اور پانچ وقت کی نماز کو اس شوق سے نہیں پڑھتے ایک شخص نے مجھسے بڑے فخر سے کہا کہ اگرچہ کسی وقت کی نماز قضا ہو جائے لیکن پیر کا بتلایا ہوا وظیفہ کبھی قضا نہیں ہوتا اسکے معنی تو یہ ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اسقدر تعلق نہیں ہے جسقدر پیر سے ہے (کسقدر بیہودہ بات ہے) اگرچہ یہ ضرور ہے کہ پیر سے تعلق نہ ہو تو حضور سے بھی کم تعلق ہوگا لیکن یہ تو نہیں ہوسکتا کہ پیر کا تعلق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے بھی بڑھ جائے۔

(۳) غرضکہ حضرت ابراہیمؑ نے رسول بھیکر دین سکھلانیکی دعا کی اسمیں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان کی طبیعت اس قسم کی ہے کہ دوسرے انسان کو کوئی کام کرتا ہوا دیکھکر خود بھی وہی کرنے لگتا ہے یعنی انکو ایک نمونہ کی حاجت ہوتی ہے نمونہ دیکھکر کام کرنا آسان ہوتا ہے اور اسی وجہ سے انسان کو کتابیں دیکھکر عمل کرنے سے اسقدر نفع نہیں ہوتا جسقدر بزرگونکی صحبت سے ہوتا ہے یہ ایسی چیز ہے کہ ہر شخص کو اسکی ضرورت ہے اکثر لوگ اپنی اولاد کے لئے تمام آسائشوں کی فکر کرتے ہیں مگر اسکی ذرا پروا نہیں کرتے کہ انکو صحبت نیک حاصل ہو بلکہ اکثر ایسے لوگوں سے پڑھواتے ہیں کہ جنکی عادتیں خود ہی خراب ہوجاتی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگرچہ یہ بداخلاق ہیں لیکن ہماری اولاد کا ابھی بچپن ہے انسے پڑھوانے میں کیا حرج ہے حالانکہ تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اگر بچہ کی حالت میں پہلے ہی خرابی آگئی تو آخیر تک وہ خرابی رہتی ہے ایسوں سے پڑھوانے میں بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بچونکی عادتیں بالکل خراب ہو جاتی ہیں اسپر لوگونکو ذرا توجہ نہیں ہمارے یہاں ایک مکتب کے ملا ہیں انکی نسبت سنا گیا ہے کہ وہ اپنے شاگردونکو دوسرے ملا کے ہاں بھیجتے ہیں کہ جاکر اسکے مکتب کی چٹائیاں توڑ ڈالیں تبلائیے جب بچپن ہی میں یہ حالت ہوگی تو بڑے ہوکر انکی کیا درستی ہوگی مگر اسپر بالکل خیال نہیں بلکہ اکثر تو یہ کہتے ہیں کہ بچہ دبی ہے

جو شوخ ہو حالانکہ شوخی دوسری چیز ہے اور شرارت دوسری چیز ہے غرض ایک انسان دوسرے انسان کو دیکھکر سبق لیتا ہے جو حالت دوسرے کی دیکھتا ہے وہی خود اختیار کرتا ہے مجھے خوب یاد ہے کہ میں اپنے گھر کے لوگوں کو علاج کرانے کے لئے ایک حکیم صاحب کے پاس لے گیا اُنکو میں نے دیکھا کہ بیحد بُردبار تھے حالانکہ بیحد نازک مزاج تھے تو میں چونکہ روزانہ اونکے پاس جاتا تھا اسلئے میرا بھی غصہ کم ہو گیا میں نے غور کر کے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ صرف اُنکے پاس بیٹھنے کا یہ اثر ہے تو بہت اچھا طریقہ حالت درست کرنے کا صحبت ہے اب لوگ سمجھتے ہیں کہ بچے اپنی عمر کو پہونچکر خود ہی سنبھل جائینگے یہ غلط ہے بلکہ جب بچہ بولنے پر قدرت بھی نہیں رکھتا اسی وقت سے اسکے دماغ میں دوسروں کی تمام باتیں جمنا شروع ہو جاتی ہیں اور انکا اسپر اثر پڑتا ہے اسیواسطے عقلمندوں نے لکھا ہے کہ بچوں کے سامنے کوئی بے تمیزی کی بات نہ کرنا چاہیئے اور ایک عقلمند عورت نے یہ کہا ہے کہ پانچ چھ برس کے بعد بچہ اصلاح اور درستی کے لائق نہیں رہتا بلکہ اس عمر تک اسکے اندر ہر حالت پختہ ہو جاتی ہے وہ یہ بھی کہتی تھی کہ اگر پہلے بچہ کو درست کر دے تو اسکے بعد کے سب بچے اسی سانچے میں ڈہل جائینگے غرض معلوم ہو گیا ہوگا کہ صحبت کا کیا اثر ہے تو اللہ تعالےٰ کی بڑی رحمت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سے یوں دعا کرائی کہ انہیں ایک پیغمبر بھیجئے اور پھر حق تعالےٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تاکہ آپ ہمارے لئے نمونہ ہوں سو بعض نے تو خود حضورؐ کو دیکھا اور بعض نے آپ کے حالات سُنکر آپ کی حالت معلوم کی اور اسیطرح سے ہم نے بھی آپ کے حالات معلوم کئے اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب آپ ہمارے لئے نمونہ ہیں تو ہم سے قیامت میں پوچھا جائیگا کہ تم اس نمونہ کے موافق بنکر کیوں نہیں آئے اسکی ایسی مثال ہے جیسے ہم کسی درزی سے اچکن سلوائیں اور نمونہ کے لئے اپنی اچکن اوسکو دیدیں تو اچکن دینے کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ اس نئی اچکن کی کاٹ تراش سلائی وغیرہ سب پہلی اچکن کے موافق ہو اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ تراش وغیرہ میں فرق ہو جائے تو درزی پر غصہ کیا جاتا ہے تو جو برتاؤ آپ نے اس درزی سے کیا اسی کے لئے آپ خدائے تعالےٰ کے سامنے تیار ہو جائیے اور

صحبت کا اثر اور حکیم صاحب کی حکایت

بچوں کی اصلاح کس عمر تک ممکن ہے ۱۰

سوچ لیجئے کہ جب آپ خدا تعالےٰ کے سامنے کھڑے ہونگے اور حضور کے نمونہ پر پورے نہ اترینگے تو کس سخت عتاب اور غصہ کے لائق ہونگے اسیکو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (ترجمہ) البتہ ہے تمہارے لئے رسول اللہ کے اندر عمدہ نمونہ کہ بالکل اس نمونہ جیسے پنجوقتہ نماز ایسی ہو جیسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی اور روزہ بھی وہی ہو نکاح شادی کا طرز بھی وہی ہو وضع بھی وہی ہو اسیطرح ہر چیز میں وہی طرز ہو جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا طرز تہا پس معلوم ہوگیا کہ ہم کو لباس میں بھی حضور کی پیروی کرنا چاہیئے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ جن کپڑوں سے حضور نے منع کیا ہے اُنمیں سے کوئی کپڑا ہمارے بدن پر نہ ہو اور جس طریقہ سے منع کیا ہے اس طریقہ پر نہ ہو پس جب ہمارے پاس یہ نمونہ موجود ہے تو اگر ہم اسکے موافق نہ ہوے تو خدا تعالےٰ ہم سے اس کا سوال کرینگے اسیطرح خدا تعالےٰ نے شادی کا ایک نمونہ ہم کو دکھلادیا یعنی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شادی کہ اسمیں نہ مہمان آئے تھے نہ لال خط گیا تہا نہ ڈوم گیا تہا نہ نائی نہ کسی کے واسطہ سے پیغام پہنچا بلکہ پیغام خود دولہا صاحب لیکر گئے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت نے اُنکو سمجہا کر بہیجا تھا اول حضرت فاطمہ کے واسطے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے پیغام دیا تہا لیکن انکی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے حضور نے عذر فرمادیا۔ اللہ اکبر صاحبو غور کرنے کی بات ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کیسی کیسی گہری باتوں سے خبردار کیا ہے یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے انکار فرماکر آپ نے یہ تبلادیا کہ اپنی اولاد کے لئے شوہر کی ہم عمری کا لحاظ بھی ضرور کرو ایک نوجوان عورت کی شادی ایک بڑہے مرد سے ہوگئی تھی وہ کہتی تھی کہ جب وہ میرے سامنے آتے ہیں تو مجھکو بہت شرم آتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دادا آگیا اور اکثر عورتیں عمروں میں فرق ہونیکی وجہ سے آوارہ ہوجاتی ہیں کیونکہ شوہر سے انکا دل نہیں ملتا تبلائیے رتبہ اور بزرگی میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے زیادہ کون ہوگا لیکن حضور نے صرف عمر میں فرق ہونے کی وجہ سے انکار فرمادیا جب دونوں صاحبوں کو اس شرف سے ناامیدی ہوئی تو ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضور نے ہم دونوں سے تو اسی خاص وجہ سے انکار فرمادیا ہے تم کم عمر ہو بہتر ہے کہ تم پیغام دو جو لوگ حضرت ابوبکر

اور حضرت عمرؓ پر الزام رکھتے ہیں کہ ان دونوں کو حضرت علیؓ سے عداوت تھی وہ اس قصہ میں غور
کریں کہ اس سے عداوت معلوم ہوتی ہے یا محبت غرض حضرت علیؓ تشریف لے گئے اور جاکر
خاموش بیٹھ گئے آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے جس غرض سے تم آئے ہو اور مجھے خدا تعالی
کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح تم سے کردوں منظوری کے بعد حضرت علیؓ چلے
آئے ایک روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دو چار اصحاب کو جمع کرکے خطبہ پڑھا اور نکاح پڑھادیا
چونکہ حضرت علیؓ نکاح کی مجلس میں موجود نہ تھے اسلئے یہ بھی فرمادیا کہ اگر علیؓ منظور کریں حضرت
علیؓ کو جب خبر ہوئی تو آپ نے منظور کیا اسکے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن کیساتھ
حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے گھر روانہ کردیا نہ ڈولہ تھا نہ برات تھی اگلے دن حضور صلے اللہ علیہ
وسلم حضرت علیؓ کے گھر خود تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے پانی مانگا اونھوں نے اوٹھکر
پانی دیا آج ہم نے اس سادگی کو بالکل ہی چھوڑ دیا ہے نکاح کے بعد ایک مدت تک دلہن
منہ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہتی ہے اور وہ اسقدر پابند بنائی جاتی ہے کہ نماز وغیرہ کچھ نہیں پڑھ سکتی
اور کسقدر بیحیائی ہے کہ عورتیں منہ دیکھکر منہ دکھائی دیتی ہیں تو آجکل تو پابندی کی یہ حالت ۱۲
ہے اور حضرت فاطمہؓ نے اگلے ہی دن کام کیا غرض اول حضرت فاطمہؓ سے پانی منگایا پھر
حضرت علیؓ سے فرمایا کہ پانی لاؤ وہ بھی لائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ
پانی لائی تھیں اوسوقت حضرت علیؓ بھی موجود تھے اب عورتیں اسکو بالکل ناجائز سمجھتی ہیں
اسیطرح کی اور بھی جہالتیں ہیں چنانچہ عورتوں کا یہ بھی خیال ہے کہ شوہر کا نام لینے سے
نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور سمجھتی ہیں کہ شوہر کا نام لینا بالکل ناجائز ہے مگر عورتوں کو اسکا کچھ خیال
نہیں ہوتا کہ نام لینا تو بے ادبی اور ناجائز ہے اور شوہر کے سامنے زبان چلانا اور اس سے
لڑنا بے ادبی اور ناجائز نہیں۔ جب نام لینا بے ادبی اور گناہ ہوگا تو یہ باتیں تو ضرور ہی گناہ
ہونگی پھر شوہر کے سامنے کیوں زبان چلاتی ہیں اور اُس سے کیوں لڑتی ہیں بعض عورتیں
تو نام لینے سے اتنا پرہیز کرتی ہیں کہ اگر قرآن میں بھی وہ لفظ آجائے تب بھی اسکو نہیں پڑھتیں
شاید قرآن میں انکے شوہر ہی کا نام لکھا ہے اور اس سے بھی بڑھکر یہ کہ بعض عورتیں انکے
شوہر کا نام بھی نہیں لیتیں لیکن معلوم نہیں کہ یہ ساری باتیں تو ناجائز ہوگئیں اور شوہر کی

گستاخی کرنا اور عورتوں کو آپس میں گالیاں دینا کیسے جائز ہو گیا کہ اس سے بالکل نہیں
بچتیں غرض حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے شادی کر کے بھی دکھلا دی اور حضورؐ نے غمی
کر کے بھی دکھلا دی کہ آپ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ نے کوئی بات بیصبری
کی نہیں کی نہ اور کسی کو اسکی اجازت دی صرف آنسو نکلے اور یہ فرمایا کہ ہم تمہاری جدائی کے
سبب اے ابراہیم غمگین ہیں البتہ لوگ آکر تسلی دیتے تھے پس ہم کو بھی یہی چاہیئے کہ آپس میں
تسلی دیں اور مردہ کو ثواب بخشیں یہ دونوں باتیں سنت ہیں اور باقی سب بیہودہ باتیں ہیں
جیسے بہت دور جگہ سے مہمانوں کا آنا اور دسویں چالیسویں میں شریک ہونا پھر عدت کے
ختم کے بعد اس عورت کو عدت سے نکالنے کے لئے جمع ہونا جیسے وہ کسی کوٹھری میں بند تھی
کہ یہ سب ملکر اوسکا تالا توڑ کر نکالیں گے جہالت تو دیکھو۔ ضلع بلند شہر کے ایک رئیس کا انتقال
ہوا اسکے صاحبزادے نے چالیسویں کی رسم کو توڑنا چاہا تو رسم توڑنے کا عمدہ طریقہ تو یہ تھا کہ کچھ
بھی نہ کرتے لیکن انھوں نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا بلکہ یہ کیا کہ موافق رسم کے تمام برادری
کی دعوت کی اور بہت سے عمدہ عمدہ کھانے بہت گھی ڈلوا کر پکوائے بڑے لوگوں پر ایک
یہ بھی آفت ہے کہ جبتک وہ گھی کی نہر نہ بہادیں اسوقت تک اونکا کرنا کچھ سمجھا ہی نہیں جاتا
خدا کا شکر ہے کہ غریب اس آفت سے بچے ہوئے ہیں میں جب ڈھاکہ گیا تو وہاں معلوم
ہوا کہ یہاں سیر بھر گوشت میں سیر بھر گھی کھاتے ہیں۔ میں نے کہا صاحب گھی کوئی زیادہ
کھانے کی چیز نہیں ہے ورنہ جنت میں گھی کی بھی ایک نہر ہوتی جیسے دودھ، شہد کی
نہریں جنت میں ہیں غرضکہ اوس رئیس زادے نے خوب گھی ڈلوا کر کھانا تیار کرایا
جب سب لوگ جمع ہو گئے تو ہاتھ دھلوا کر کھانا چنوا دیا اور سب کو بٹھلا کر کھانے کی
اجازت دینے سے پہلے کہنے لگا کہ صاحبو آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد ماجد کا
انتقال ہو گیا ہے اور ظاہر ہے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ جانا بڑے بھاری
رنج کا باعث ہوتا ہے تو صاحبو کیا یہی انصاف ہے کہ ایک تو میرا باپ مرے اور
اوپر سے تم لوگ مجھکو لوٹنے کے لئے جمع ہو گئے تم کو کچھ شرم بھی آتی ہے
اسکے بعد کہا کہ کھانا شروع کیجئے لیکن سب لوگ اسی وقت اٹھ گئے اور یہ رائے

ہوئی کہ ان رسموں میں علیحدہ بیٹھکر غور کرنا چاہیئے چنانچہ بہت سے آدمی جمع ہوئے
اور سب نے ملکر ان رسموں کو موقوف کر دیا اور وہ کھانا سب کا سب فقیروں میں بانٹ دیا
ہمارے پاس ہی ایک قصبہ کیرانہ ہے وہاں کے ایک حکیم صاحب فرماتے تھے کہ میرے
پاس ایک گوجر آیا اسکا باپ بیمار ہو رہا تھا کہنے لگا کہ حکیم صاحب جسطرح ہوسکے ابکی مرتبہ
تو اسکو اچھا ہی کر دیجئے کیونکہ قحط بہت ہو رہا ہے اگر بڈھا مر گیا تو مرنے کا تو ایسا غم
نہیں مگر چاول بہت مہنگے ہیں برادری کو کس طرح کھلاؤنگا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم ہمارے لئے نمونہ ہیں اسلئے ہر ہر حالت میں ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ ہم اس نمونہ
کے موافق ہیں یا نہیں۔ پہلے بزرگوں نے تو یہانتک حضور کے نمونہ کے موافق ہونیکی
کوشش کی کہ ایک درزی کے یہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت تھی آپ اسکے
یہاں تشریف لے گئے اور حضرت انسؓ آپکے ساتھ تھے وہ درزی کھانا سامنے رکھکر
کپڑا سینے بیٹھ گئے آجکل تو اسکو بدتمیزی سمجھتے ہیں کہ مہمان کو چھوڑکر اپنے کام میں
لگ جاوے اور اعتراض کرتے ہیں مہمان کے سر پر جمکر کھڑا کیوں نہ ہوا یوں سمجھ میں آتا
ہے کہ جن باتوں کا نام آجکل تمیز رکھا ہے یہ اُن لوگوں کا کام ہے جنکو کوئی کام نہ ہو اگر
ان لوگوں کا دماغ ذرا بھی صحیح ہو تو معلوم ہو جاوے کہ آجکل کی یہ تعظیم جیسے صاحبانہ کا
مہمان کے سر پر کھڑا رہنا کسقدر بیہودہ ہے مجھے تو یہ اسقدر گراں گذرتا ہے جسکی حد نہیں یوں
معلوم ہوتا ہے جیسے سر پر کوئی پہاڑ رکھدیا ہو اسیطرح اکثر لوگ اپنے نوکروں کو حکم کرتے
ہیں کہ تم کھڑے ہو میں کہتا ہوں کہ اسطرح کھڑے رہنے سے ان امیروں کا دل نہیں
گھبراتا اور دل نہ بھی گھبراتے مگر ان بیچاروں کے بیٹھ جانے سے انکی عزت کونسی گھٹی
جاتی ہے بلکہ نوکروں کے سامنے کھڑے رہنے سے غرور پیدا ہوتا ہے اور غرور خدا تعالی
اور بندہ کے درمیان ایک بڑا پردہ ہے غرض خدا تعالے کو یہ بات بالکل ناپسند ہے
کہ انسان بت کی طرح بیٹھا رہے اور نوکر اسکے سامنے کھڑے رہیں خلاصہ یہ کہ مہمان
کے سر پر جمکے کھڑے رہنا کوئی تمیز کی بات نہیں اب چونکہ کھانے میں بھی بہت سے تکلف
ہونے لگے اسلئے اگر کوئی ایسا کرے جیسا اس درزی نے کیا تو لوگ اسکو بے تمیز

بتلادیں تو حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کدو کے ٹکڑے تلاش کر کر کے
کھا رہے تھے حضور کی رغبت کدو کی جانب دیکھکر اس روز سے مجھے بھی کدو سے محبت
ہوگئی ہے آپ نے دیکھا محبت ایسی چیز ہے کہ محبوب جو چیز پسند کرے اوس چیز سے
بھی محبت ہوجاتی ہے ہم کو یہ بات اس وجہ سے عجیب معلوم ہوتی ہے کہ ہم کو محبت
نہیں ورنہ محبت وہ چیز ہے کہ محبوب کی ہر ہر ادا محبوب ہوجاتی ہے اس زمانہ میں اسکی
مثال عزت ہے کہ جسکی آجکل عزت اور بڑائی مانی جاتی ہے اسی کی طرز پر لوگ چلنے
لگتے ہیں معتبر طریقہ سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان میں ایک بادشاہ لنگڑا کر
چلتا تھا تو جو لوگ فیشن کے شوقین تھے اونہوں نے بھی لنگڑا کر چلنا شروع کر دیا تھا اسیطرح
ایک بادشاہ کی ڈاڑھی گاؤدم تھی تو لوگ مدت تک اسی قسم کی ڈاڑھی رکھتے تھے بلکہ
شاید یہ دعا کرتے ہوں کہ ہماری ڈاڑھی اسی قسم کی پیدا ہوا کرے اور ہم لنگڑے
ہوجائیں تو دیکھئے عزت اور عظمت کی وجہ سے اس زمانہ میں لوگوں نے دوسری
15 قوموں کا سا لباس پہننا شروع کر دیا اور اسکی ایسی پابندی کی کہ مولوی منع کرتے کرتے
تھک گئے لیکن لوگوں پر کچھہ اثر نہ ہوا حالانکہ اس میں کوئی ضرورت بھی نہیں نہ چھوڑنے
میں کوئی معذوری ہے بعض گناہ تو ایسے ہوتے ہیں کہ ظاہر میں کسیقدر ان میں معذوری
بیان کیجا سکتی ہے جیسے رشوت کا دینا یا تنگدستی میں لینا کہ واقع میں تو اس میں
بھی کوئی معذوری نہیں لیکن ظاہر میں کچھہ وہی ضرورت نکل سکتی ہے لیکن وضع میں تو کوئی
مجبوری وہمی بھی نہیں مگر پھر بھی وضع کا چھوڑنا دشوار ہو رہا ہے وجہ اسکی یہی ہے کہ جن قوموں کی
یہ وضع ہے اونکی عظمت اور عزت دلوں میں ہے عظمت نے اونکی وضع کو بھی محبوب
کر دیا تو جب دنیا والوں کی عظمت نے یہ رنگ دکھلایا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت
کیوں یہ رنگ نہ دکھلاتی صاحبو اسکا کوئی ٹھیک جواب دیجئے جس سے اطمینان ہو ورنہ
اپنی حالت درست کیجئے آپ کے پاس اسکا کیا جواب ہے کہ حضور کی محبت و عظمت
سے تو ذرا بھی آپ کا رنگ نہ بدلے اور ایک بے دین کی ایسی عظمت ہو کہ اوسکے طرز
پر ہونے کے لئے حلال و حرام کی بھی تمیز نہ رہے میں کہتا ہوں کہ اگر اسپر عذاب بھی

نہ ہو بلکہ صرف خدا تعالے اپنے سامنے کھڑا کر کے یہ پوچھ لیں کہ حضورؐ کی عظمت تمہارے
دلوں میں زیادہ تھی یا دُنیا کے بادشاہوں کی تو کیا جواب دوگے۔ اور اگر آپ کہیں کہ ہم نے
یہ وضع اونکی عظمت کی وجہ سے نہیں اختیار کی تو میں کہونگا یہ بالکل غلط ہے بلکہ صرف عظمت ہی کی
وجہ سے آپ نے یہ وضع بنائی ہے پس معلوم ہوا کہ لباس میں بھی حضور کے طرز پر چلنا چاہئے
باقی سب کاموں میں بھی۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت میں تہتر فرقے
ہونگے سب دوزخ میں جائینگے مگر ایک اور وہ فرقہ وہ ہے جو میرے اور میرے اصحاب
کے طرز پر ہوگا۔ حضور کے طرز پر ہونے کے یہ معنی نہیں کہ بالکل ویسا ہی لباس ہو جو حضور کا
تھا بلکہ جس لباس کی حضور سے اجازت ہو وہ بھی حضور ہی کا طرز ہے اور جو اس طرز پر ہو وہ
حضورؐ ہی کے طرز پر ہے۔

(۴) پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ حضورؐ نے درزی کی دعوت قبول کی اور اسکے
گھر پر تشریف لے گئے ہماری خدا جانے کیا شان بڑھ گئی ہے کہ ہم غریبوں کے ہاں جاتے
ہوئے عار کرتے ہیں بلکہ اُنکو بلاتے ہوئے بھی عار آتی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ ۱۶
بڑے بڑے عہدوں پر ہیں وہ اپنی برادری کے غریب لوگوں کو اپنے پاس بلاتے اور
اُنکے پاس بیٹھنے سے عار کرتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے کہ آپ ایک غریب
آدمی کے ہاں تشریف لے گئے اور اگر کوئی کہے کہ حضورؐ خود بھی غریب تھے (خدا کی پناہ)
تو سمجھ لو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی خوشی سے غریب رہنا اختیار کیا تھا آپ مجبوری
کی وجہ سے غریب نہ تھے اور فقیر وہ ہے جسکی فقیری مجبوری سے ہو۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ
نے بادشاہت چھوڑ دی تھی تو کیا انہیں فقیر کہا جائیگا۔ اسیطرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم
نے فقیری خود پسند کر کے لی تھی حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے فرمایا تھا کہ اگر آپ
پسند فرمائیں تو خدا تعالے آپ کے لئے احد پہاڑ کو سونا کر دیں کہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ
چلا کرے تو آپ نے فرمایا کہ اے جبریل میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں
اور ایک دن بھوکا رہوں اور اگر غور کیجئے گا تو معلوم ہوگا کہ حضورؐ کے غریبی اختیار کرنے
میں بڑی حکمت تھی بات یہ ہے کہ حضور جانتے تھے کہ میری اُمت مجھے محبت کریگی

(باقی آئندہ)

دیکھتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے بلکہ حسب موقع گرم اور سرد
غذائیں بدلتے رہتے ہیں اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے
رہتے ہیں پس اسیطرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے ایک وقت
غصہ دکھلانیکا مقام ہوتا ہے وہاں نرمی اور درگذر سے کام بگڑتا ہے اور دوسرے وقت
نرمی اور تواضع کا موقع ہوتا ہے وہاں رعب دکھلانا سفلہ پن سمجھا جاتا ہے غرض ہر ایک وقت
اور ہر ایک مقام ایک بات کو چاہتا ہے پس جو شخص رعایت مصالح اوقات نہیں کرتا وہ حیوان
ہے نہ انسان اور وہ وحشی ہے نہ مہذب قرآنی تعلیم یہ نہیں کہ کسی جگہ شر کا مقابلہ نہ کیا جائے
اور شریروں اور ظالموں کو سزا نہ دیجائے بلکہ یہ تعلیم ہے کہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ محل اور موقع
گناہ بخشنے کا ہے یا سزا دینے کا پس مجرم کے حق میں اور نیز عامہ خلائق کے حق میں جو کچھ
فی الواقع بہتر ہو وہی صورت اختیار کیجائے بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے اور بھی دلیر ہو جاتا
ہے پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اندہوں کی طرح صرف گناہ بخشنے کی عادت مت ڈالو بلکہ غور
سے دیکھ لیا کرو کہ حقیقی نیکی کس بات میں ہے بخشنے میں یا سزا دینے میں پس جو امر محل اور ۲۵
موقع کے مناسب ہو وہی کرو۔

بوقت ذبح جانور پر تکبیر پڑھنے کا راز

ہر تاثیر کے لئے ایک موثر چاہیئے اور ایک قابل آفتاب کی تاثیر ہے جو آئینہ منور
ہو جاتا ہے اور آتشین شیشہ میں آتشین شعاعیں آجاتی ہیں تو ان دونوں صورتوں میں
آفتاب موثر ہے اور آئینہ اور آتشین شیشہ متاثر اور قابل اگر ادہر آفتاب نہ ہو یہ نور جب
جو آئینہ میں آجاتی ہے اور یہ سوزش جو آتشین شیشہ میں پیدا ہو جاتی ہے ظہور نہ کرے
اور اگر ادہر آئینہ اور آتشین شیشہ نہ ہو تب بھی یہ نورانیت اور یہ سوزش ظاہر نہ ہو۔
اسی طرح تکبیر وغیرہ ذکر اللہ موثر ہیں اور حیوانات معینہ قابل اور متاثر اگر موثر کی جانب بالکل
خالی ہو یا بجائے ذکر اللہ کچھ اور ہو جب بھی حلت متصور نہیں اور اگر قابل کی جانب بالکل خالی
ہو یا سوائے حیوانات معینہ کے اور کوئی حیوان ہو تب بھی حلت متصور نہیں اب تکبیر کے موثر

ہونیکی وجہ سمجھو کہ جب حکمت الٰہی نے انسان کے لئے ان حیوانات کو جو زندگی میں اسی کے
مثل ہیں مباح کر دیا اور ان حیوانات پر اسکو قدرت عطا فرمائی تو واجب ہوا کہ ان حیوانات
کی جان نکالنے کے وقت اس نعمت سے غافل نہ ہو اور غافل نہ ہونیکی یہی صورت ہے کہ
خدا تعالےٰ کا نام انپر ذکر کریں چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لیذکروا اسم اللہ علےٰ
ما رزقهم من بهيمة الانعام ۔ ترجمہ یعنی تا خدا تعالےٰ کا نام لیں اس چیز پر جو خدا تعالےٰ
نے انکو عطا فرمائی چارپایوں میں سے شرح اسکی یہ ہے کہ غلہ پھل وغیرہ نباتات کا بنی آدم
کے لئے ہونا تو ظاہر تھا کون نہیں جانتا کہ یہ چیزیں نہ ہوتیں تو بنی آدم کو زندگی محال تھی
البتہ حیوانات کا بنی آدم کے لئے ہونا اس وجہ سے مخفی تھا کہ مثل بنی آدم کے دست و پا
و چشم و گوش وغیرہ اعضاء و قویٰ انکے حق میں بھی آلات انتفاع ہیں پھر جیسے غلہ پھل وغیرہ
نباتات بنی آدم کے کام آتے ہیں ایسے ہی حیوانات ہم سنگ بنی آدم نظر آتے ہیں البتہ
نباتات میں یہ بات نہ تھی اسلئے انکا تو پیدا کر دینا ہی کم از اجازت نہیں اور حیوانات میں
۲۶ پیدا کرنے کے سوا اور اجازت کی ضرورت ہے ورنہ ایذاء ذبح جو اعلےٰ درجہ کی ایذا ہے
کیونکہ قتل ہے لاریب اعلےٰ درجہ کا ظلم ہوگا اور کیوں نہ ہو ہماری تمہاری ملک برائے نام
ملک ہے جب ہماری مملوکات میں تصرف بے اجازت ظلم سمجھا جاوے تو خدا تعالےٰ کی
مملوکات و مخلوقات میں تصرف بے اجازت ظلم کیوں نہ ہوگا اسلئے اسکی اجازت کی ضرورت پڑی
مگر ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ مالک اجازت اسوقت متصور ہے جب تصرف کرنے والا مالک
کو مالک سمجھتا ہو اور اگر کسی اور کو سوائے مالک کے مالک سمجھ بیٹھے تو بجائے اجازت بحکم
غیرت مالک ممانعت ضرور ہے علےٰ ہذا القیاس انعام کی توقع اسیوقت ہو سکتی ہے جبکہ
حقوق مالکیت اسی کو ادا کئے جائیں اور اگر بالفرض مالک کے حقوق کسی اور کو ادا کئے جائیں
تو اسوقت انعام کی جگہ الٹا مستحق سزا ہوگا اسلئے بغرض رفع اشتباہ ذبح کے وقت مالکیت
اور اجازت کا اعلان ضرور ہوگا یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل اسلام اور اہل کتاب کے
مذہب میں وقت ذبح بسم اللہ کا کہنا ضروری سمجھتے ہیں بالجملہ وقت ذبح خدا کا نام لینا
موافق عقل ضروری ہے۔

غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کی حرمت کی وجہ

اوپر کی تقریر سے ثابت ہے کہ ذبیحہ کا کھانا خدا کی اجازت پر مبنی ہوگا مگر یہ ٹھیرے تو پھر اعلان اجازت خداوندی ضروری ہے تاکہ یہ وہم صورت حال ذبح سے پیدا ہو کہ وہ خدا کی ذات کا محتاج نہیں یا بدون اجازت خدا کے عمدہ عمدہ مملوکات میں خاطر خواہ تصرف کرسکتا ہے جس سے اسکا ظالم ہونا اور خدا کی تحقیر نکلتی ہے پھر اسپر اس اعلان میں یہ بھی فائدہ ہوگا کہ خدا کا نام سنکر حیوانات کو بوجہ اعتقاد خدا کی مالکیت اور اپنی مملوکیت کی جان دینی سہل ہوجائے۔

القصہ خداوند عالم مالک الملک ہے اور حیوانات اسکی متاع اسلئے انکا حلال ہونا اگر وقت ذبح خدا کا نام لینے پر موقوف رکھا جائے اور غیر خدا کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کو اگر حرام کہا جائے تو بجا ہے کیونکہ مالک کو یہ گراں نہیں ہوتا کہ اسکی اجازت سے اسکی مملوکات میں تصرف کیا جائے پھر بے اجازت تصرف کبھی گوارا نہیں ہوتا اور اگر اجازت کے سوائے یہ بھی پیش آجائے کہ تصرف کرنے والا اس شئے کو کسی اور کے نام کہتا پھرے اور اسی کے نام سے اس میں تصرف کرے تو گوارا ہونا کجا انی سزائے بغاوت اسکے لئے تجویز کیجائے گی اور وہ چیز اس سے چھین لیجائے گی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل اسلام ایسے ذبیحہ کو جسپر غیر خدا کا نام بوقت ذبح لیا جائے یا غیر خدا کا سمجھکر برائے نام خدا کے نام پر ذبح کیا جائے حرام کہتے ہیں اس تقریر سے تو وقت ذبح خدا کے نام لینے کی ضرورت اور غیر خدا کے نام لینے کی خرابی سوجھ ہوگئی۔

حرمت شراب و قمار بازی کی وجہ

چونکہ لوگوں کی معاش اور خانگی تدابیر اور سیاست مدن بغیر عقل و تمیز کے کمل نہیں ہوسکتی اور شراب خوری کی عادت سے تمام انسانی انتظامات میں خلل پڑجاتی ہے اس سے جنگ و جدال اور ذاتی رنجشیں پیدا ہوتی ہیں اور طبائع انسان میں جو بیہودہ

خواہشیں ہیں وہ بھی عقلوں کو مغلوب کر لیتی ہیں پھر ان میں ایسے ایسے رذائل کا میلان ہوجاتا ہے اور تمام تدابیر کو وہ تلف کر دیتے ہیں اگر ایسی ایسی حرکات کی روک ٹوک نہ کیجاتے تو لوگ ہلاک ہوجائیں اسی روک ٹوک کے لئے شراب کو حرام کیا گیا۔

شراب میں بہت سی خرابیوں کا اندیشہ ہے جنسے خدا تعالے کی ناخوشی ہوتی ہے شراب ہی کی وجہ سے خدا کی جانب خالص توجہ نہیں ہوسکتی تمدن اور خانہ داری کے انتظامات سب درہم برہم ہوجاتے ہیں اسلئے شارع نے شراب کو نجاسات میں داخل کیا ہے چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے شراب ناپاک اور شیطان کا فعل ہے رجس من عمل الشیطان اسلئے خدا نے اسکو بہت تاکید کے ساتھ حرام کیا ہے حکمت الہیہ کا یہی اقتضا ہوا کہ اسکو پیشاب اور پاخانہ کی برابر کردیا جائے تاکہ لوگوں کے سامنے اسکی برائی متمثل ہوجائے اور اس سے خود بخود انکے دلوں کو اسکی طرف سے کشیدگی ہوجائے اور اسکی حرمت کے اور بھی وجوہ ہیں جو سب فسادوں کے جامع ہیں چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے انما یرید الشیطان
۲۸ ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ
فہل انتم منتہون۔ ترجمہ شیطان چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بغض شراب اور جوئے سے اور روکے تم کو خدا کی یاد سے اور نماز سے پھر اب تم باز بھی آؤ گے نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ یعنی جو چیز بہت سی نشہ آور ہو وہ تھوڑی بھی حرام ہے

قمار بازی یعنی جوا اسلئے حرام ہے کہ اس سے مال ناحق ضائع ہوتا ہے اور جھگڑے پیدا ہوتے اور تدابیر مطلوبہ متروک ہوجاتے ہیں اور معاونت جسپر کہ تمدنی زندگی کا دارومدار ہے اس سے انسان اعراض کرتا ہے اگر ہمارے اس بیان کی تصدیق نہ ہو تو پھر غور کرو کہ کہیں تم نے جواریوں کو ان باتوں سے خالی اور آسودہ حال نہ دیکھا ہوگا۔ ایسا ہی شراب پینے والے کا حال ہے انکے مضار و فساد بیشمار ہیں۔

اور جس گھر یا قوم وملک میں شراب کی کثرت ہوگی وہاں مصائب کی کثرت ہوگی یہی وجہ ہے کہ ممالک یورپ میں کثرت شراب نوشی کے باعث مصائب جرم کی بھی یوما فیوما ترقی ہورہی ہے دور نہ جاؤ یورپ میں بلجیم ایک چھوٹا سا ملک ہے جسکی آبادی ۲ ملین سے

زائد نہیں ہے لیکن ایک لاکھ نو ہزار (۱۰۹۰۰۰) شراب خانہ ملک میں موجود ہیں یعنی ہر پینتیس (۳۵) شخصوں کیلئے جنمیں عورتیں اور لڑکے بھی شامل ہیں ایک شراب خانہ بھی ہے گزشتہ نصف صدی میں بلجیم کی آبادی میں فی صدی پچاس کی ترقی ہوئی لیکن شراب خانہ فی صد دوسو اٹھاون (۲۵۸) زیادہ ہوگئے۔

اہل بلجیم ایک سال میں ۵۵ گیلن شراب پیتے ہیں اور مجموعی مقدار دو کروڑ ۱۰ لاکھ ۴۰ ہزار پونڈ شراب میں صرف کرتے ہیں یعنی روزانہ ۷۵ ہزار ۲ سو پونڈ کی شراب خرچ ہوتی ہے فی کس ۳ ۱/۴ پونڈ اور فی خاندان ۱۵ پونڈ سالانہ کا حساب بالاوسط ہے اس شراب خوری اسراف کا نتیجہ یہ ہے کہ تعداد جرائم بہت بڑھی ہوئی ہے مجرموں میں فی صدی ۸۰ خودکشی کرتے ہیں ۴۳ قید خانہ میں رہتے ہیں ۹۷ فقر و فاقہ میں بسر کرتے ہیں اور ۷۵ فیصدی مجنون اور پاگل ہیں حقیقت میں اسلام نے شراب کو حرام کر کے نوع انسانی پر غیر معمولی احسان کیا ہے۔

۲۹ اسلام میں مسکرات کی ممانعت صاف طور پر بتاتی ہے کہ اس پاک مذہب کو شہوات نفسانیہ سے کسقدر تنفر ہے ہم اس جگہ یہ سوال نہیں کرتے کہ اگر خلاف اسلام کوئی مذہب نفسانیت کی راہ نہیں بتاتا تو کیوں اسمیں شراب جیسی بری چیز کی کوئی ممانعت نہیں کیونکہ یہ مضمون اس وقت زیر بحث نہیں مگر ہم پوچھتے ہیں کہ اگر شراب شہوانی خیالات کو ابھارنے والی ہے جیسا کہ کل دنیا تسلیم کر رہی ہے تو کیا کسی مذہب کا شراب سے منع کرنا اور شراب خوری کو قطعاً روک دینا اس امر کی یقینی اور قطعی شہادت نہیں ہے کہ وہ شہوانی خیالات سے چھڑانیوالا اور راستبازی اور روح و دل کی پاکیزگی کی طرف بلانیوالا ہے اگر اسلام ایک نفسانی مذہب تھا اور اسکی غرض بھی تھی کہ شہوانی خواہشات کو پورا کرنے کے ذریعے بتادے اور انکی راہ کھول دیوے تو پھر اس نے شراب کو کیوں منع کیا اور شراب خوری کو کیوں جڑ سے کاٹا۔ ہمیں اور بھی تعجب ہوتا ہے جب ہم بعض نام کے مسلمانوں کو یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ اسلام کے اصول ایک ابتدائی سوسائٹی کے لئے تجویز کئے گئے تھے جسکا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ گویا یہ اصول ایک وحشی قوم کے لئے تجویز کئے گئے تھے اور آجکل

مہذب اقوام کے لئے وہ موزوں نہیں بہرحال ان مہذبوں سے جو آجکل شراب خوری سے تباہ ہو رہے ہیں یہ وحشی قوم ہی اچھی رہی افسوس ہے کہ لوگ واقعات کی بنا پر نتائج پیدا نہیں کرتے بلکہ جو ایک خیال دلمیں بیٹھ گیا ہے اسکی پیروی کرتے ہیں کوئی پاکیزگی اس پاکیزگی کے برابر نہیں جسکی اسلام نے تعلیم دی ہے مگر اس حقیقی پاکیزگی کو نفسانیت کہا جاتا ہے حالانکہ اس شہوانیت کو جسکی طرف شراب خوری انسانوں کو لے جا رہی ہے پاکیزگی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے شراب ہی وہ چیز ہے جو انسان کے نفسانی جذبات کو جوش میں لاتی ہے اسی شراب خوری کی علت کو اسلام نے جڑ سے کاٹ کر انسانوں کو حیوانی جذبات سے آزاد کر دیا ہے ابھی تک دُنیا اس حقیقی نور سے بیخبر ہے مگر وہ زمانہ بہت قریب آیا جاتا ہے کہ جب دُنیا کی آنکھیں اس نور کے دیکھنے کیلئے کھولی جائینگی اور جب اسلام کے اصول دُنیا کو معلوم ہونگے تب سمجھ میں آئیگا کہ وہ پاکیزگی ان لوگوں کے وہم و گمان سے بھی برتر ہے جو اسلام سکہاتا ہے۔

حرمت سُود کی وجہ ۳۰

سُود کی ایک کثیرالوقوع صورت یہ ہے کہ مقروض نے جتنا قرض لیا ہے اس سے زیادہ یا بہتر کو ادا کرے یہ حرام اور باطل ہے کیونکہ تمام مقروضوں کا یہ قاعدہ ہے کہ اس قسم کا قرض اپنی حاجت اور پریشانی کی وجہ سے لے تو لیتے ہیں لیکن حسب وعدہ اسکا ایفاء نہ کرنیسے دو چند سہ چند ہوتا چلا جاتا ہے کہ اس سے خلاصی کبھی ممکن ہی نہیں اور اس میں جھگڑوں اور عام خصومتوں کا گمان غالب ہے اور جبکہ مال کے بڑھانے کا اسطرح طریقہ ہو جائیگا تو اسکی وجہ سے کھیتیاں اور تمام صنعتیں متروک ہو جائیں گی اس لئے اس پیشہ کو حرام ٹھیرایا گیا۔ عن ابن مسعودؓ قال لعن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکل الربوا و موکلہ و شاھدیہ وکاتبہ (مسلم و ترمذی شریف) ترجمہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاج لینے والے اور دینے والے اور سود کا معاہدہ لکھنے والے اور سود کے گواہوں سب پر لعنت فرمائی ہے اور خدا تعالے قرآن کریم میں فرماتا ہے یا ایھا الذین

امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ۔ ترجمہ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو سود رہ گیا ہے اگر تم مومن ہو پھر اگر تم ایسا نہیں کرتے اور سود لینے اور دینے سے باز نہیں آتے ہو تو تم کو خدا اور اسکے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ ہے اور دینے کی ممانعت اسلئے ہے کہ اگر سود دینے والے ہی نہ ہوں یعنی سود پر قرض کوئی نہ لے تو پھر سود خوار بھی کوئی نہ رہے بلکہ اس قبیح رسم کی ہی بیخ کنی ہو جاوے پس اس اعتبار خاص سے یہ زیادہ تر گناہ ان لوگوں کا ہے جو سود کے دینے کے معاہدہ پر قرض لیتے اور پھر سود کھانے والے لوگوں سے قرض لیتے ہیں جن قوموں کا پیشہ سود خواری کا تھا وہ بالآخر ذلیل و مطرود ہوگئیں منجملہ انکے قوم یہود ہی کہ جیبھر انکی کہیں سلطنت نہیں ہے جس ملک میں جاتے ہیں ایسے اسباب مہیا ہو جاتے ہیں کہ ذلیل ہو کر انکو نکلنا پڑتا ہے اسکی جڑ یہی ہے کہ یہ سود خوار قوم ہے جب لوگ سمجھتے ہیں کہ انکے پنجے سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا تو اپنے بادشاہوں کے پاس چغلیاں کھاتے
۳۱ ہیں اور پھر انہیں حکم ہوتا ہے کہ اس ملک سے نکل جاؤ نیز سود خواروں کے اخلاق بہت برے ہوتے ہیں ایک شخص حکایت کرتے تھے کہ میں نے ایک فقیر کے لئے ایک سود خوار سے سفارش کی تو وہ کہنے لگا کہ پانچ روپے میں دیدونگا مگر میرے پاس رہتے تو سو برس میں سود در سود پر لاکھ ہو جاتا لکھنؤ میں ایک سلطنت تھی وہ بھی محض سود سے تباہ ہوئی پہلے انکے بلغات پر امیسری نوٹوں کے بدلے میں گئے پھر وہ جنگ کرنے کے قابل نہ رہے اور آخر وہ وقت آیا کہ یہ سلطنت برباد ہوگئی بعض ناکارہ لوگ کہتے ہیں کہ سود کے بغیر کام نہیں چل سکتا حالانکہ بارہ سو برس کا (بارہ سو برس میں نے اسلئے کہا کہ تیرہویں صدی میں مسلمانوں نے سود لینا دینا شروع کر دیا) تجربہ بتاتا ہے کہ بغیر سود کے سب کام چل سکتے ہیں اور بعض صورتیں سود کی اور بھی ہیں جو فقہ میں مذکور ہیں انکی تحریم کی علت ذرا غامض ہے جو فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

حرمت سود پر دلائل قویہ قرآن شریف کی وہ آیات جنمیں سود کی ممانعت کا ذکر ہے

دوسری آیۃ جسمیں سود خواری کی حرمت اس سے بھی زیادہ پر زور الفاظ میں بیان

کی گئی ہے یہ ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون

ولا تظلمون وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم

تعلمون (بقرہ) یعنی اے مسلمانو اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ تعالے سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی ہے اسکو چھوڑ دو اور اگر ایسا نہیں کروگے تو اللہ اور اسکے رسول سے لڑنے کیلئے ہوشیار ہو اور اگر توبہ کرتے ہو تو اپنی اصل رقم تم کو پہونچتی ہے نہ تم کسیکا نقصان کرو اور نہ کوئی تمہارا نقصان کرے اور اگر کوئی تنگدست تمہارا مقروض ہو تو فراخی تک کی مہلت دو اگر سمجھو تو تمہارے حق میں یہ اور زیادہ بہتر ہے کہ اسکو خود ہی معاف کردو۔

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دہونے کی وجہ

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دہونا اسلئے مشروع ہے کہ اس فعل سے انسان جملہ امراض متعدیہ سے محفوظ و مصئون رہتا ہے کیونکہ اجرام موذیہ جو کہ مورث امراض متعدیہ ہوتے ہیں وہ ہاتھ دہونے سے اترجاتے ہیں اور انسان کے اندر نہیں داخل ہونے ۴۲

کتاب الجنایات والحدود

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

اما بعد واضح ہو کہ خدا تعالے نے محسن بنی آدم کی خاطر باآرام وامن زندگی بسر کرنے کیلئے کچھ ایسے قوانین اور احکام مقرر فرمائے جو بنی آدم کے پیش نظر رہنے سے وہ ایک دوسرے پر ظلم و تعدی نہ کرسکیں اور جو کوئی ان قوانین کا نقض کرے اسکی سزا دہی کے مشاہدہ سے باقیوں کے لئے عبرت ہو۔

(باقی آئندہ)

اور ہر تکلیف موجب راحت ہے اور ہر راحت موجب شکر اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ برائیاں
بھلائیوں کے لئے ہوتی ہیں اور یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ بھلائیاں حق سبحانہ کی طرف رہنمائی
کرتی ہیں اس مقدمہ کو اسکے ساتھ ملانے سے نتیجہ نکلا کہ برائیاں بھی موصل الی الحق ہیں
پس تم کو فرع سے اصل کا اور ایک ضد سے دوسری ضد کا پتہ لگانا چاہیئے کیونکہ ہم بتلا چکے
ہیں کہ برائیوں کا انجام بھلائی ہے اگر اب بھی اسمیں کچھ شبہ باقی ہو کہ برائی کا انجام
بھلائی کیونکر ہو سکتا ہے اور ایک ضد منقلب الی الضد الآخر کیونکر ہو سکتی ہے تو سمجھو کہ موسیٰ
علیہ السّلام کی لاٹھی جماد تھی یا نہیں اور اژدہا حیوان ہوتا ہے یا نہیں اور جمادیت و حیوانیت
میں تضاد ہے یا نہیں اور موسے علیہ السّلام کی لاٹھی اژدہا بنگئی تھی یا نہیں ان تمام سوالات
کا جواب یہی ہے کہ بیشک پھر جبکہ موسٰے علیہ السلام کی لاٹھی اژدہا بنگئی تھی تو اور تمام کو بھی اسی پر
قیاس کر لو اور سمجھ لو کہ اور اشیاء بھی اپنی ضد کی طرف منقلب ہو سکتی ہیں اور جگنوؤں سے مصلحین
پیدا ہو سکتی ہیں وغیرہ وغیرہ اسی اُصول پر سپیرے نے تماشہ کے لئے سانپ پکڑا تھا اور خوشی
کے لئے اپنے کو خطرہ میں ڈالا تھا اور کچھ اسی سپیرے کی تخصیص نہیں بلکہ ہر آدمی تماشہ کیلئے ۱۲۱
سانپ پکڑتا ہے اور بیغمی کی اُمید پر غم کھاتا ہے خیر یہ تو ضمنی مضمون تھا اب اصل حکایت سنو
وہ سپیرا برفباری کے زمانہ میں پہاڑوں کے اندر ایک عجیب سانپ تلاش کر رہا تھا یکایک
اس نے دیکھا کہ ایک بڑا اژدہا جسکی صورت کے دیکھنے سے اسکو سخت دہشت معلوم ہوئی مردہ
پڑا ہوا ہے وہ تو اس سخت جاڑے میں سانپ ہی تلاش کر رہا تھا لیکن اسکو اسکی خواہش سے
بڑھکر اوسکے زعم میں مردہ اژدہا ملگیا جس سے اسکو بیحد خوشی ہوئی اب تم غور کرو کہ مخلوق بھی
کسقدر نادان ہے کہ سپیرا آدمی ہو کر مخلوق کو متعجب کرنے کے لئے سانپ پکڑتا ہے اور
مخلوق باوجود آدمی ہونے کے اُس سے حیران اور متعجب ہوتی ہے غضب کی بات ہے کہ جو
پہاڑ کی مثل اپنے اندر ہزاروں سانپ و دیگر عجائبات رکھتا ہے پھر وہ کیسے ان معمولی چیزوں پر
فریفتہ ہو جاتا ہے اور پہاڑ جو سانپوں کا معدن ہے وہ ایک سانپ سے کیسے دنگ ہو جاتا
ہے افسوس کہ آدمی نے اپنی حقیقت کو نہیں پہچانا اور اوج ترقی سے حضیض تنزل میں گر گیا
اُس نے اپنے کو ان خرافات میں پھنسا کر خراب کر لیا اور اپنے کو بہت تھوڑی قیمت میں بیچ ڈالا۔

اور اطلس ہو کر گدڑی کا پیوند بنگیا پہاڑ کے لاکھوں سانپ تو خود اس کی جامعیت
اور اسکی عجائب وغرائب سے حیران ہیں پھر وہ سانپ سے کیوں متعجب ہوتا ہے اور کیوں انکو
دوست رکھتا ہے خیر اس نے اژدہے کو لے لیا اور لوگونکو متعجب کرنے کے لئے بغداد کیطرف
چلدیا اژدہا جو کہ مکان کے ستون کی طرح موٹا تازہ تہا وہ اسکو کچھ داموں کے خاطر کہینچے لئے جاتا
تھا وہ خیال کرتا تھا کہ میں اسے لوگونکو دکہاونگا اور کہونگا کہ میں ایک مردہ اژدہا لایا ہوں اور
میں نے اسکے شکار کرنے میں بہت خون جگر کہایا ہے وہ اسکو مردہ سمجہتا تھا لیکن واقع میں وہ
زندہ تھا اور اسنے غور سے اُسے نہ دیکہا تہا سردی اور برف میں ٹھٹھرا ہوا اور زندہ تہا مگر صورۃً
مُردہ تہا یوں ہی تم کو سمجہنا چاہیئے کہ عالم بھی ٹھٹھرا ہوا ہے اور اسیواسطے اوسکا نام جماد ہے کیونکہ
جامد ٹھٹھرے ہوئے ہی کو کہتے ہیں تم اسکو مردہ سمجہتے ہو مگر ذرا دم لو اور خورشید محشر کو طلوع ہونے
دو پھر جسم عالم کی حس وحرکت دیکہنا اسوقت تم کو یقین ہوگا کہ فی الحقیقت یہ مردہ نہ تہا بلکہ
ٹھٹھرا ہوا تہا اگر کچھ بھی عقل ہو تو اجسام ساکنہ کی حیات اب بھی معلوم ہوسکتی ہے موسیٰ علیہ السلام
۱۲۲ کی لاٹھی جامد تھی مگر وہ سانپ اور حس وحرکت کرنے والی بنگئی اس واقعہ نے دیگر اجسام ساکنہ کی
حالت بھی بتلادی کہ وہ فی الحقیقت مردہ نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنی حس وحرکت ظاہر
کرنے کے لئے امر خداوندی کے منتظر ہیں جسوقت انکو حکم ہوجاتا ہے وہ اپنی حس وحرکت مخفیہ
کو ظاہر کردیتے ہیں دور کیوں جاؤ خود اپنی ہی حالت کو نہ دیکہ لو کہ تم ایک مُشت خاک تھے
اور اب زندہ ہوگئے اس سے معلوم ہوا کہ خاک میں صلاحیت حس وحرکت وحیات ہے
جب اوسمیں صلاحیت ہے اور یہ مشاہد ہے تو پھر اسکے حیات میں استبعاد کیوں جب
حیات ارض مستبعد نہیں تو بقیہ اجزاء عالم کو بھی اسی پر قیاس کرلو اور سمجہ لو کہ انکی حیات بھی
مستبعد نہیں اور جبکہ انکی حیات مستبعد نہیں اور نصوص ومکاشفات اہل اللہ اسکو ثابت کرتے
ہیں تو انکار کی کون وجہ ہے پس ثابت ہوا کہ وہ تمہاری طرف سے مردہ ہیں اور حق سبحانہ
کی طرف سے زندہ اور تمہاری طرف سے خاموش ہیں اور حق سبحانہ کی طرف سے گویا ہیں
اور جبکہ وہ انکو ہماری طرف بہیجتا ہے یعنی انکو اظہار حس وحرکت کا حکم دیتا ہے تو انکی حرکت
وحس ظاہر ہوجاتی ہے اور لاٹھی اژدہا بنجاتی ہے پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح

خوش آواز بجاتے ہیں لوہا اپنے اندر معرفت رکھتا ہے کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ
کو پہچانتا ہے کہ اسکے اندر موم بنجاتا ہے اور دوسرے ہاتھوں میں اپنی حالت پر رہتا ہے
ہوا امر سلیمانی کو پہچانتی ہے کہ انکو باربرداری کا کام دیتی ہے اور دوسروں کو نہیں دیتی
پتھر موسےٰ علیہ السلام کی بات کو پہچانتا ہے کہ انکے لئے دو ٹکڑے ہوجاتا ہے اور دوسروں
کے لئے نہیں ہوتا چاند جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ کو سمجھتا ہے کہ دو
ٹکڑے ہوجاتا ہے اور دوسروں کے لئے نہیں ہوتا آگ ابراہیم علیہ السلام کو پہچانتی ہے
کہ گلزار ہوجاتی ہے اور دوسروں کے لئے نہیں ہوتی زمین موسےٰ اور قارون کو پہچانتی ہے
کہ انکے حکم سے انکو سانپ کی طرح نگلجاتی ہے استن حنانہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو پہچانتا ہے کہ وہ ایک مناسب کام کرتا ہے کہ آپکے فراق میں روتا اور آپکی تسکین سے
خاموش ہوجاتا ہے پتھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا ہے کہ انکو سلام کرتا
ہے پہاڑ یحیی علیہ السلام کو پہچانتا ہے کہ انکو پیام پہنچاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ میرے اوپر
۱۲۳ تشریف لائیے یہاں کفار آپ کو تکلیف نہ پہنچا سکینگے غرض تمام اجزاء عالم حس و حرکت
رکھتے ہیں اور رات دن تم سے کہتے ہیں کہ ہم سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں اور ہم بہت خوش
ہیں لیکن تم نامحرم ہو اسلئے تمہارے سامنے خاموش ہیں واقعی بات بھی ہے کہ جب تم اپنی
حرکات ناشایستہ سے جماد بنے جارہے ہو اور اپنی قوی مدرکہ کو معاصی سے روز بروز خراب
کررہے ہو تو تم ارواح جمادات کے محرم راز کیونکر ہوسکتے ہو اگر تم کو انکی حیات پر مطلع ہونیکی
ضرورت ہے تو عالم جان کی طرف چلو اور اپنے قوی مدرکہ باطنہ کو امراض سے پاک کرو پھر
اجزاے عالم کا شور سنو اسوقت تم کو جمادات کی تسبیح صاف طور پر معلوم ہوگی اور انکی تسبیح
کے بارہ میں جو تم تاویلیں کرتے ہو انکا وسوسہ بھی تم کو نہ ہوگا چونکہ تم اپنی جان کے اندر نور حق
سبحانہ نہیں رکھتے اسلئے معرفت جمادات کے لئے تم تاویلیں کرتے ہو اور کہتے ہو کہ معرفت
جمادات کا دعوی ایک شرمناک خیال ہے بلکہ وہ آلہ معرفت حق سبحانہ ہیں اسلئے معرفت عارف
کو انکی طرف مجازاً منسوب کردیا گیا ہے کیونکہ انکی تسبیح سے تسبیح ظاہری مقصود نہیں انکی معرفت
کا دعوی تو خیال باطل اور کھلی گمراہی ہے بلکہ بات یہ ہے کہ دیکھنے والوں کا دیکھنا

عبرت کے وقت تسبیح خواں بناتا ہے پس چونکہ وہ تم کو تسبیح یاد دلاتے ہیں اسلئے انکی دلالت
مثل گویائی کے سمجھی جاتی ہے اسلئے تسبیح کو انکی تسبیح کہا جاتا ہے یہ تاویل ہے معتزلہ کی
جو مبنی ہے اسپر کہ وہ صرف قال رکھتے ہیں اور نور حال نہیں رکھتے اور جو شخص اپنے اندر
نور حال نہیں رکھتا اسکی حالت نہایت قابل افسوس ہے کہ وہ جہل مرکب میں گرفتار رہتا
ہے اور اسکا منشا حواس جسمانیہ میں مشغول رہتا ہے جبتک آدمی حواس جسمانیہ کی مشغولی
کو چھوڑ کر حواس باطنیہ کی اصلاح نہیں کرتا اسوقت تک صوت غیبیہ سے ناواقف رہتا ہے
یہ گفتگو تو ختم بھی نہ ہوگی اسکو چھوڑو اور قصہ سُنو وہ سپیرا اوس ستون کے ستون اژدہے
کو بڑی مصیبت سے کھینچتا ہوا بغداد تک لایا اور چاہا کہ کسی چوراہے میں تماشہ کرے
بالآخر لب دریا اُس نے تماشہ کیا اور سارے شہر میں شور مچ گیا کہ ایک سپیرا اژدہا
لایا ہے اور نہایت حیرت انگیز اور عجیب شکار کیا ہے یہ سُنکر سیکڑوں احمق جمع ہوگئے اور
اپنی حماقت سے ہر ایک اسکا شکار ہوگیا ادہر وہ لوگ منتظر تھے کہ جلدی تماشا دکھلائے
ادہر وہ منتظر تھا کہ لوگ خوب اچھی طرح جمع ہوجائیں اور تماشائی لوگ اور زیادہ ہوجائیں کہ ۱۲۴
بھیک اور چندہ زیادہ ہو غرض کہ لاکھوں بیہودہ لوگ جمع ہوگئے اور سب اسکے گرد حلقہ
کیے ہوئے تھے لوگوں کی کثرت سے یہ حالت ہوگئی تھی کہ پاؤں پر پاؤں رکھا ہوا تھا
سب کے سب اُسکو یوں گھیرے ہوئے تھے جیسے انگور کی بیلیں انگور کی ٹٹی کو یا جسطرح بت پرست
بتخانہ کو کثرت کے سبب مرد و عورت میں تمیز نہ تھی اور خاص و عام یوں ملے چلے جارہے
تھے جیسے قیامت میں جب وہ ڈگڈگی بجاتا تھا تو لوگ ہاؤ ہو سے اپنے گلے پھاڑ رہے تھے
اور اژدہا جو کہ کڑاکے کے جاڑے سے ٹھٹھرا ہوا تھا وہ سیکڑوں ٹاٹ اور پردوں میں دبا ہوا
تھا اوسنے مزید احتیاط یہ کی تھی کہ اسکو بڑے موٹے رسوں میں جکڑ رکھا تھا لوگوں کے
توقف اور اسکے اتفاق وانتظار اور ہائے ہو اور ہیجان چیخ پکار اور مخلوق کے غلو اور توقف اور
مجمع کے شان و شوکت میں آفتاب خوب گرم ہوگیا اور آفتاب گرم رفتار نے اژدہے کو خوب
گرم کردیا اور اسکے اعضا سے سرد خلطیں پگھل گئیں تعجب کی بات ہے کہ وہ مردہ اژدہا اب
زندہ ہوگیا اور اسنے حرکت شروع کی لوگ اس مرے ہوئے اژدہے کی حرکت سے نہایت

متحیر ہوئے اور حیرت سے چلانا شروع کیا کہ ارے یہ تو زندہ ہو گیا ارے یہ تو زندہ ہو گیا اور
اسکی حرکت کو دیکھ کر سب بھاگ گئے وہ اژدہا اس شور سے گھبرا کر رسوں کو یوں توڑتا تھا وہ
تڑاق تڑاق ٹوٹ کر ہر طرف جا رہے تھے غرض کہ سب رسے ٹوٹ گئے اور اسکے نیچے سے وہ خبیث
اژدہا شیر کی طرح غراتا ہوا نکلا بہاگنے میں بہت سے لوگ مر گئے اور گرنے اور مرنے والوں کے
تودے لگ گئے مارے خوف کے سپیرا بھی وہیں سوکھ کر رہ گیا اور خیال کیا کہ میں پہاڑوں
اور جنگلوں سے کیا بلا اٹھا لایا دیکھو اس اندھی بہیڑ (سپیرے) نے بڑے (اژدہے) کو جگایا
اور خود اپنی حماقت سے ملک الموت کے پنجے میں پہنچے کیونکہ اسنے اس سپیرے کو نگل لیا اور
یہ کچھ بعید نہیں کیونکہ وہ تو حجاج بن یوسف کیطرح خونخوار تہا اور حجاج کے لئے خونخواری کونسا
مشکل کام ہے جب وہ اسکو نگل چکا تو ایک ستون سے لپٹا اور زور کیا حتی کہ اسکے پیٹ کے
اندر اس سپیرے کی ہڈیاں پسلیاں سب چورچور ہو گئیں اور اسکے خوف سے شہر خالی ہو گیا اور
وہ جنگل کی گرد اور اڑاتا ہوا پہاڑوں کی طرف چلدیا اب تم اس قصہ سے عبرت پکڑو اور سمجھو کہ نفس ایک
اژدہا ہے جو ہنوز مرا نہیں بلکہ اپنی خواہشات کے پورا کرنے کا سامان نہ ہونے کے غم میں ٹھٹھرا ۱۲۵
ہوا ہے اگر اسکو بھی فرعون کا سامان مل جاوے جسکے حکم سے رود نیل چلتا تہا تب وہ بھی فرعونیت
کی عمارت قائم کرے اور سیکڑوں موسیٰ و ہارون جیسے اہل اللہ کی رہزنی پر مستعد ہو جاوے
اب جو وہ ایک معمولی کیڑا ہے اسکی وجہ اوسکی محتاجی ہے اگر اسکو جاہ و مال مہیا دے تو وہ ہی
فرعون بنجاوے اسلئے کہ جاہ و مال کے بدولت ایک مچہر سا کمزور شخص چرغ کی طرح قوی ہو سکتا
ہے لہذا تم کو چاہیئے کہ تم اس اژدہائے نفس کو مفارقت خواہشات کی برف میں رکھو اور ہرگز اسکو
اُسکی خواہشات پورا کرکے گرمی نہ پہنچاؤ تاکہ وہ اژدہا ٹھٹھرا ہی رہے کیونکہ اگر وہ بچ گیا تو تمہیں
کھا ہی جاویگا پس اسے شکست دیکر اپنی شکست سے بیخوف ہو جاؤ اور اسپر رحم نہ کرو اسلئے کہ
وہ کسی ہمدردی کا مستحق نہیں کیونکہ جب تم اسکی ہمدردی کروگے تو خواہشات نفسانی کی آفتاب کی
گرمی ظاہر ہوگی اور اسکے سبب ذلیل نفس جو نور حق سبحانہ کی تاب نہ لانے کے سبب مثل
خفاش ہے پر پرزے جھاڑ کر تیار ہوگا تم کو چاہیئے کہ مردوں کی طرح کہ اوسکو مجاہدہ اور جنگ
کے میدان میں کھینچ لاؤ اللہ جل شانہ ان مشقتوں کے عوض تم کو دولت وصل سے کامیاب

کر سکیگے دیکھو جب وہ اژدھا کو کھینچ لایا تھا تو گرم ہوا میں وہ چاق چوبند ہو گیا تھا اور اسنے چاق چوبند ہو کر وہ فتنے برپا کیے جو تم سن چکے ہو بلکہ جسقدر ہم نے بیان کیا ہے اُس سے سو گونہ زائد یوں ہی اگر تمہارا نفس چاق و چوبند ہو گیا تو وہ فتنے برپا کریگا لہذا تم کو ضرور مجاہدات اور اسکے ساتھ جنگ کرنی چاہیے اور تکالیف سے نہ ڈرنا چاہیے۔ تم یہ جانتے ہو کہ بلا مشقت و محنت اوسکو پابند و قار و وقاد دیکھو لیکن ہر شخص کی یہ تمنا پوری نہیں ہوتی اژدہے کو کھینچنے اور اوسکو بلا مشقت منقاد کرنے کے لئے موسے جیسے لوگوں کی ضرورت ہے اونھوں نے اژدہے کو یوں مسخر کیا تھا کہ خود اسکے ضرر سے محفوظ رہے اور اسکو دشمنوں کی ہلاکی کا ذریعہ بنایا سو ہر شخص ایسا کہاں ہو سکتا ہے تم اس سپیرے سے عبرت پکڑو کہ اس کمبخت کے اژدہے نے کتنے لوگوں کو بہاگتے میں مار ڈالا اور طمع سے اپنے کو بھی برباد کیا بس نفس بھی زندہ ہو کر یہی حالت کریگا ختم شد واللہ اعلم بصحۃ القصۃ والاستنباطات ۔

شرح شبیری ۱۲۶

ایک سپیرے کی حکایت کہ اُس نے ایک ٹھٹھرے ہوئے اژدہا کو مرا ہوا خیال کیا اور اسکو رسیوں میں لپیٹ کر اور باندھکر بغداد میں لایا ۔

مارگیرے رفت سوئے کہسار تا بگیرد او بافسونہاش مار

یعنی ایک سپیرا کوہسار میں گیا تاکہ اپنے افسونوں سے سانپ پکڑے آگے مولانا فرماتے ہیں کہ

گر گران و گر شتابندہ بود آنکہ جوئندست یابندہ بود

یعنی خواہ کسلمند خواہ چست و چالاک (کوئی) ہو جو طالب ہے وہ یابندہ ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص جس کا طالب ہو اسکو وہ شئے مل ہی جاتی ہے طلب اور لو کی ضرورت ہے طلب لگی رہے کبھی نہ کبھی مل ہی رہے گی ۔

در طلب زن دائما تو ہر دو دست — کہ طلب در راہ نیکو رہبر ست

یعنی تم طلب میں دونوں ہاتھ لگاؤ اسلئے کہ طلب راہ میں اچھا رہبر ہے مطلب یہ کہ منجملہ اور شرائط راہ یابی کے ایک طلب بھی ہے اور یہ ایک اچھی شرط ہے کہ بے اسکے اور شرائط کارگر نہیں ہوتے تو چونکہ یہ شرط راہ یابی ہے اسلئے اسکو رہبر سے تعبیر کردیا تو صرف طلب ہی رہبر نہیں ہے اور بغیر اسکے اور چیزیں بھی کارآمد نہیں ہیں۔

لنگ و لوک و خفتہ شکل و بے ادب — سوئے او مے غیژ و او را مے طلب

یعنی لنگڑا لولا اور خفتہ شکل بے ادب جیسا بھی ہو اسکی طرف گھٹنیوں سے چلتا رہ اور اسکو طلب کر مطلب یہ کہ تو کتنا ہی نکما کیوں نہ ہو اور طلب کتنی ہی کم کیوں نہ ہو مگر ہونی چاہئیے بس جب طلب ہو اور اسکی تلاش میں لگے رہو گے تو ایک دن پہونچ ہی جاؤ گے اگرچہ زیادہ دن میں ہی اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے دو شخص کنواں کھود رہے ہیں تو ایک تو ایک دن میں ایک ہاتھ ۱۲۷
کھودتا ہے اور دوسرا ایک بالشت کھودتا ہے تو جو ایک ہاتھ کھودتا ہے ظاہر ہے کہ جلدی کھودیگا اور جو ایک بالشت روزانہ کھودتا ہے وہ زیادہ دن میں کھودیگا مگر کھود وہ بھی لیگا اسیطرح جسکو طلب زیادہ ہے واصل الی الحق جلدی ہوگا اور جسکو کم ہے وہ ذرا دیر میں ہوگا مگر انشاء اللہ محروم وہ بھی نہ رہیگا بس طلب کرتے رہنا شرط ہے اے اللہ ہمیں استقامت و استدامت علی الطاعات نصیب فرما۔

گہ بگفت و گہ بخاموشی و گہ — بوئے کردن گیر ہر سو بوئے شہ

یعنی کبھی گفتگو سے اور کبھی خاموشی سے اور کبھی سونگھنے سے بوئے شہ کو حاصل کر مطلب یہ کہ جس طرح اور جس حالت میں بھی ہو اسکی طلب میں لگے رہو آگے طلب کی ایک مثال فرماتے ہیں

گفت آن یعقوب با اولاد خویش — جستن یوسف کنید از حد بیش

یعنی اون یعقوب علیہ السلام نے دیکھو اپنی اولاد سے کہا تھا کہ یوسف کی حد سے زیادہ تلاش کرو اسطرح کہ۔

ہر حسے خود را درین جستن بجد ہر طرف رانید شکل مستعد

یعنی اپنی ہر حس کو اس تلاش کرنے میں کوشش کے ساتھ ہر طرف مستعد کی طرح چلاؤ۔

گفت از روح خدا لا تیأسو ہمچو گم کردہ پسر را سو بسو

یعنی انھوں نے فرمایا کہ رحمت حق سے نا اُمید مت ہو اور گم کردہ پسر کی طرح ادھر اُدھر چلو جاؤ مطلب یہ کہ اونھوں نے فرمایا کہ جسطرح کہ وہ شخص کہ جسکا لڑکا کھو جاوے اپنے بیٹے کو تلاش کیا کرتا ہے اسیطرح تم اپنے بھائی کو تلاش کرو اور رحمت حق سے ناامید مت ہو اوپر کہا تھا کہ ہر حس سے اوسکو تلاش کرو آگے اسکی تفصیل فرماتے ہیں کہ۔

۱۲۸ از رہ حس دہاں پرسان شوید روئے جاناں راجان جویاں شوید

یعنی منہ کے راستہ سے تو پوچھو اور روئے جاناں کو جان (و دل) سے تلاش کرو مطلب یہ کہ منہ سے پوچھو اور دل سے تلاش کرو اسیطرح سالک کو چاہیئے کہ منہ سے تو راستہ شیخ سے پوچھے اور دل سے طلب میں لگا رہے اور اپنی یہ حالت کرے کہ۔

پرس پرسان مژدگانے جان دہید گوش را بر چار راہ آن نہید

یعنی پوچھتے پوچھتے جان دے دو اس حال میں کہ تم مژدہ دینے گئے ہو اور کان کو اوس کی چار راہ پر رکھدو مطلب اس طرح سمجھو کہ قرآن مجید میں ہے کہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون

یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اسپر مستقیم ہو گئے تو ان پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں کہ تم نہ خوف کرو اور نہ غمگین ہو اور بشارت حاصل کرو اس جنت کی کہ جسکا تم وعدہ کئے جاتے تھے

(باقی آئندہ)

الحدیث انی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شرا وقال علی رسلکما انما صفیۃ متفق علیہ من حدیث صفیۃ

ف فیہ الاتقاء عن مواضع التہم وھی الامور التی تکون صورتہا صورۃ بعض المنکرات اما ما لم یکن کذلک فالتصدی لہ ھو الخوف عن الملامۃ الذی مدح علی ترکہ

حدیث مجکو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ (یعنی شیطان) تمہارے قلب میں کوئی بری بات ڈالدے اور (اسلیئے) آپنے (اون دونوں صحابی سے) فرمایا تھا کہ ذرا تھم جاؤ (پھر یہ فرمایا کہ) یہ بی بی (جو میرے پاس بیٹھی تہیں) صفیہ تہیں (کوئی اجنبیہ تہیں) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے صفیہ کی حدیث سے (خلاصہ واقعہ کا یہ ہے کہ آپ مسجد میں معتکف تھے حضرت صفیہ آپکی بی بی آپکی زیارت کو حاضر ہوئیں جب لوٹنے لگیں تو سامنے سے دو شخص آتے ہوئے نظر پڑے آپنے پردہ کی وجہ سے اون دونوں سے فرمایا تھم جاؤ یعنی یہاں پردہ ہے کبھی سامنا نہ ہوجاوے جب حضرت صفیہ چلی گئیں اون دونوں کو آنے کی اجازت ہوگئی اوسوقت آپنے فرمایا کہ یہ صفیہ تہیں اونہوں نے عرض کیا توبہ توبہ یا رسول اللہ کیا آپ پر کوئی شبہ ہوسکتا ہے آپنے فرمایا انی خشیت الخ جس کا حاصل یہ ہے کہ شیطان کا وسوسہ ڈالدینا بعید نہیں خواہ اوس وسوسہ پر تم کاربند ہوتے اس لیئے میں نے اوس کا انسداد کردیا) **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ ایسے شبہات کے مواقع سے بچنا چاہیئے اور یہ مواقع وہ امور ہیں جنکی ظاہری صورت بعض منکرات کی سی صورت ہو جیسے منکوحہ کے پاس بیٹھنا اور اجنبیہ کے پاس بیٹھنا دونوں صورت میں مشابہ ہیں ایسے مواقع پر احتیاط یا مدافعت ضروری ہے) باقی جو امور ایسے نہوں (گو عوام اونمیں بدنام کرتے ہوں جیسے اظہار حق میں بدنام کرنا) اون کی فکر میں پڑنا (اور عوام کے شبہات کے دور کرنے کے اہتمام میں لگنا) یہ خوف ہے ملامت سے جس کے ترک پر مدح کیگئی ہے وقال تعالیٰ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم ایسا خوف محمود نہیں)

۶۱

الحدیث ان من احب الاعمال الی اللہ ادخال السرور علی المومن

حدیث اللہ تعالیٰ کے نزدیک (من وجہ) سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل مسرور کا داخل کرنا ہے

الحديث الطبراني في الصغير والاوسط من حديث ابن عمر بسند ضعيف **ف** هو كالطبع للقوم وله شرط ان لا يدخل في الشرور بادخال السرور كدين الذين سموا مشربهم بصلح الكل

۶۲ **الحديث** ان فلانة تصوم النهار وتقوم الليل وتؤذي جيرانها فقال هي في النار احمد والحاكم من حديث ابي هريرة وقال صحيح الاسناد **ف** فيه شناعة لايذاء الناس بلا حق وتقدم المعاملات على العبادات۔

تقدیم المعاملات علی العبادات

تقدم بودن معاملات بر عبادات

مومن پر اسکو طبرانی نے صغیر اور اوسط میں ابن عمر کی حدیث سے بسند ضعیف روایت کیا ہے

ف یہ معمول صوفیہ کا مثل طبعی کے ہو اور (قواعد شرعیہ سے) اسکی ایک شرط ہو وہ یہ کہ اس سرور کے داخل کرنے سے خود شرور (و معاصی) میں داخل نہو جاوے جیسا اُن لوگوں کا طریقہ ہے جنہوں نے اپنے مشرب کا لقب صلح کل رکھا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر تک نہیں کرتے کہ کسیکا جی برا نہ ہو کیا انکو قرآن پاک میں یہ حکم نظر نہیں آیا کہ لا تاخذکم بہما رأفۃ فی دین اللہ)

حدیث (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ) فلانی عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو بیدار رہتی ہے اور اپنے ہمسایوں کو تکلیف بھی دیتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جاویگی روایت کیا اسکو احمد اور حاکم نے ابوہریرہ کی حدیث سے اور حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے **ف** اس میں اسکی شناعت ہے کہ لوگوں کو ناحق ایذا دی جاوے اور اسمیں معاملات کا عبادات پر مقدم ہونا بھی مذکور ہے (یہ باب کس درجہ متروک ہو گیا ہے عملاً بھی تعلیماً بھی) *

کتاب آداب العزلۃ

الحدیث عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ لیس لہ اصل فی الحدیث المرفوع وانما ھو قول سفیان بن عیینۃ کذا رواہ ابن الجوزی فی مقدمۃ صفوۃ الصفوۃ **ف** ھو اصل لتدوین احوال الصلحاء وقول تبع التابعی حجۃ فی مثلہ

الحدیث ان اللہ لایمل حتی تملوا تقدم قلت لم اطلب موضعہ رویت عن المشکوۃ روایۃ الشیخین عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خذوا من الاعمال ما تطیقون فان اللہ لایمل حتی تملوا **ف** فیہ الحث علی الاقتصاد فی العمل لیمکن المداومۃ

الحدیث حدیث کعب ابن مالک فقلما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الی سفر

کتاب آداب العزلۃ

حدیث۔ بزرگوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے حدیث مرفوع میں اسکی کچھ اصل نہیں صرف سفیان بن عیینہ کا قول ہے اسی طرح ابن الجوزی نے صفوۃ الصفوۃ کے مقدمہ میں روایت کیا ہے **ف** یہ اصل ہے بزرگوں کے حکایات جمع کرنے کی اور تبع تابعی کا قول ایسے امر میں حجت ہے

حدیث۔ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتے تم ہی اکتا جاؤگے یہ حدیث پہلے آچکی ہے۔ میں کہتا ہوں
۹۳ میں نے وہ موقع تلاش نہیں کیا بلکہ مشکوۃ سے شیخین کی روایت حضرت عائشہ سے نقل کردی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال میں سے اتنا ہی اختیار کرو جس کا تحمل کرسکو کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتے تم ہی اکتا جاؤگے **ف** اسمیں ترغیب ہے عمل میں توسط اختیار کرنے پر تاکہ مداومت ممکن ہو کہ مداومت زیادہ مطلوب ہے بہ نسبت کثرت کے

حدیث کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجز جمعرات و شنبہ کے اور دنوں میں بہت کم سفر میں تشریف لیجاتے تھے بزار نے صرف یوم الخمیس پر اکتفا کرکے اور خرج نوکی

الا یوم الخمیس والسبت البزار مقتصرا علی یوم خمیسہا والخرائطی مقتصرا علی یوم السبت وکلاھما ضعیف الحدیث **ف** اصل لعادة اکثر الصلحاء من السفر فی ھذین الیومین والخمیس اثبت لورودہ فی الصحاح	صرف یوم سبت پر اکتفا کرکے اسکو روایت کیا ہے اور دونوں ضعیف الحدیث ہیں **ف** یہ اصل ہے اوسکی جو اکثر بزرگوں کا معمول ہے کہ ان دونوں دن میں سفر شروع کرتے ہیں۔ مگر خمیس زیادہ ثابت ہے چونکہ صحاح میں آیا ہے (بخاری میں اس حدیث کعب میں خمیس آیا ہے)

# کتاب السماع	# کتاب السمٰاع

الحدیث عن ابی ہریرة ان غلاما کان فی بنی اسرائیل علی جبل فقال لامہ من خلق السماء فقالت اللہ الحدیث وفیہ ثم رمی نفسہ من الجبل فتقطع رواہ ابن حبان **ف** فیہ ان الواجد معذور ولو اھلک نفسہ فی غلبة الوجد فلا ینکر علیہ۔	**حدیث**۔ ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ ایک نوجوان بنی اسرائیل میں ایک پہاڑ پر تہا اسنے اپنی ماں سے (کہ وہ بھی وہاں ہی تھی) پوچھا کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا (یہ نہیں کہ وہ جانتا نہ تہا بلکہ اپنے محبوب کا نام سننے کیلئے پوچھا کہ سننے میں اور ہی لطف ہے) اوس نے کہا کہ اللہ نے (پیدا کیا) اُس حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر اوس نے اپنے کو پہاڑ سے گرا دیا اور پاش پاش ہوگیا روایت کیا اسکو ابن حبان نے **ف** اِس سے معلوم ہوا کہ صاحب وجد معذور ہوتا ہے اگرچہ غلبہ میں اپنے کو ہلاک ہی کر ڈالے اُسپر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔

۶۴

(باقی آیندہ)

(۴۱) خانصاحب نے فرمایا کہ میں نے اس قصہ کو بہت لوگوں سے سنا ہے لیکن کسی نے خواب دیکھنے والے کا نام نہیں لیا مگر جب میں نے مولوی ماجد علیصاحب اور مولوی احمد علی خیرآبادی سے اسکو بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ یہ خواب مولوی فضل امام صاحب کا تھا۔ مولوی فضل امام صاحب نے خواب دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے مکان میں تشریف لائے ہیں اور مکان کے فلاں کمرے میں بیٹھے ہیں۔ اسکی تعبیر میں شاہ عبدالعزیز صاحب نے فرمایا کہ تم فوراً جاکر اپنا تمام سامان اوس کمرہ سے نکال لو اور اسکو بالکل خالی کر دو۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اسکے بعد وہ کمرہ فوراً گر گیا (جس سے تعبیر کا صحیح ہونا معلوم ہوگیا) مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس خواب کی یہ تعبیر کیونکر ہوئی کیونکہ ہزاروں لوگ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری خواب میں دیکھتے ہیں اور کچھ بھی ضرر نہیں ہوتا آپ نے فرمایا کہ اسوقت بے اختیار یہ آیت ذہن میں آگئی تھی ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا۔

۴۹ **حاشیہ حکایت (۴۱) قولہ** تو انھوں نے کہا **اقول** میں نے کسی ثقہ سے یہی نام سنا ہے مگر راوی یاد نہیں رہے **قولہ** اسکی تعبیر میں **اقول** میں نے ان راوی سے یہ بھی سُنا ہے کہ انھوں نے مولوی فضل حق صاحب کو حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں تعبیر پوچھنے بھیجا تھا **قولہ** یہ آیت ذہن میں آئی **اقول** عجب نہیں کہ شاہانہ لباس میں زیارت ہونا بیان کیا ہو اسپر یہ آیت ذہن میں آئی اور عام طور سے جو زیارت ہوتی ہے تو لباس انبیاء میں اور ہر تعبیر کا اطراد ضروری نہیں اس میں خصوصیات مقام کو دخل ہوتا ہے (**ش ت**)

(۴۲) خانصاحب نے فرمایا کہ میرے پھوپھا کا انتقال ایک سو پانچ برس کی عمر میں ہوا ہے اور ۲۲ برس کی عمر میں انھوں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک کشتی بالکل پاخانہ سے بھری ہے اور اس کشتی کے کنارہ پر میں کھڑا ہوں اور اپنے پاؤں کی حرکت سے اس کشتی کو کنارہ کی طرف لیجا رہا ہوں مگر اپنے جسم اور کپڑوں کو نہایت احتیاط کیساتھ اس پاخانہ سے بچاتا ہوں اور بہت کچھ بچ گیا ہوں مگر کسیقدر پاخانہ پاؤں میں لگ گیا ہے

اور شامیانہ تانا جا رہا تھا اس مقام پر ایک نیم تھا جس کی وجہ سے شامیانہ اچھی طرح نہ تنتا تھا بلکہ اسمیں جھول رہتا تھا۔ اتنے میں سید صاحب بھی مسجد میں سے تشریف لے آئے جب آپ نے یہ رنگ دیکھا تو کرتہ کو کمر سے باندھکر نیم پر چڑھ گئے اور نیم پر چڑھکر جو شامیانہ کو کھینچا تو شامیانہ بالکل ٹھیک تن گیا اور جھول بالکل نکل گیا سید صاحب کی یہ ورزش شاہ عبد القادر صاحب کو پسند آگئی اور انھوں نے شاہ عبد العزیز صاحب سے عرض کیا کہ سید احمد کو مجھے دیدیجئے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ لیجاؤ اور سید صاحب سے کہدیا کہ میاں عبد القادر کے ساتھ جاؤ شاہ عبد القادر صاحب انکو اپنے پاس اکبری مسجد میں لے آئے اور ایک حجرہ میں رکھدیا اور اشغال کیلئے فرمایا کہ میری سہ دری کے پاس بیٹھ کر کیا کرو۔ سید صاحب نے اس حکم کی تعمیل کی اور شاہ عبد القادر کے حکم کے مطابق ذکر و شغل کرتے رہے اور جو جگہ شاہ صاحب نے انکو بتادی تھی سید صاحب خواہ مینہ ہو یا آندھی یا دھوپ برابر اپنی جگہ بیٹھے رہتے
۵۰ تھے اور جبتک شاہ صاحب نہ کہتے تھے کہ اب یہاں سے اٹھ جاؤ اسوقت تک نہ اٹھتے تھے شاہ صاحب نے سید صاحب کو ڈہائی برس اپنی خدمت میں رکھا اور ڈہائی برس کے بعد انکو لیکر شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت میں آئے۔ اور شاہ صاحب سے عرض کیا کہ سید احمد حاضر ہیں انکو بیعت لینے پر کہا لیجئے شاہ صاحب نے فرمایا کہ میاں عبد القادر تم جو کچھ کہتے ہو ٹھیک کہتے ہو اب انکو بیعت کی اجازت دیدو۔ شاہ عبد القادر صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اجازت تو آپ ہی دینگے اور ان سے آپ ہی کا سلسلہ چلیگا شاہ صاحب نے انکو بیعت کی اجازت دیدی۔

حاشیہ حکایت (۴۹) قولہ سید صاحب سے کہدیا الخ اقول اگر شیخ مرید کو کسی کے سپرد کردے اوسکے ماننے میں ذرا تردد نہ کرے جیسا خود رایوں کی عادت ہے قولہ جبتک شاہ صاحب الخ اقول یہ ہی انقیاد شیخ کہاں ہیں وہ حضرات جو ان حضرات کو درویشی کا منکر اور بزرگوں کی شان میں بے ادب کہتے ہیں آئیں اور آنکھیں کھولکر دیکھیں (شت)

جب شاہ صاحب نے ان کا سلام سنا تو بہت خوش ہوئے اور آپ نے حکم دیدیا کہ آئندہ سلام بطریق مسنون کیا جاوے اسی دفعہ میں سید صاحب شاہ صاحب سے بیعت ہوئے اور چھ روز قیام فرما کر تشریف لے گئے چھ مہینے کے بعد پھر آئے اور چھ مہینے شاہ عبدالعزیز صاحب کی تربیت میں رہے اسکے بعد شاہ عبدالقادر صاحب نے ان کو شاہ صاحب سے مانگ لیا اور پورے ڈھائی برس اکبری مسجد میں اپنی خدمت میں رکھا جسکی تفصیل نمبر آئندہ میں آتی ہے۔

حاشیہ حکایت (۴۴) قولہ اسکا رواج نہ تھا **اقول** غالباً مخالفت عامہ میں فتنہ کا خوف ہوگا بعد میں اسکو گوارا کر لیا ہوگا یا خوف کم ہوگیا ہوگا (اشرف)

(۴۵) خانصاحب نے فرمایا کہ جب سید صاحب بیعت ہونے کے بعد دوسری مرتبہ بغرض تعلیم حاضر ہوئے ہیں تو شاہ صاحب نے انکو اس مسجد میں ٹھہرا دیا جو انکے مدرسہ سے تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر واقع تھی جس میں شاہ صاحب اور طلبہ نماز پڑھا کرتے تھے اور تعلیم اشغال فرما کر حکم دیا کہ آٹھویں روز ہم سے ملا کرو اور تین شخصوں کو ان کی ۵۱
خدمت کے لئے مقرر کر دیا اور کہہ دیا کہ جس چیز کی سید صاحب کو ضرورت ہو تم لوگ اسکا انتظام کر دیا کرو اور ایک ٹھلیا اپنے پاس سے دی اور فرمایا کہ روزانہ اس ٹھلیا میں سید صاحب کے لئے جمنا سے پانی لایا کرو یہ تین شخص جن کو شاہ صاحب نے مامور فرمایا تھا ایک سید حسن علی خانپوری تھے اور دوسرے قاری نسیم رامپوری اور تیسرے انکے چھوٹے بھائی جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا ان میں سے تیسرے صاحب کو میں نے بھی دیکھا ہے قاری نسیم مذکور اور انکے چھوٹے بھائی دونوں اتنے بزرگ تھے کہ لوگ مولوی مظفر حسین صاحب کے تقوی کو انکے تقوی سے تشبیہ دیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ مولوی مظفر حسین صاحب قاری نسیم اور انکے چھوٹے بھائی کا نمونہ ہیں) سید صاحب نے چھ مہینے تک تعلیم حاصل کی۔ چھ مہینے کے بعد شاہ صاحب کے خاندان میں کسی کے یہاں شادی کی تقریب ہوئی اس تقریب میں شاہ عبدالعزیز صاحب شاہ عبدالقادر صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب تینوں بھائی موجود تھے

جب کشتی کنارہ پر آگئی تو میں اس میں سے کود گیا۔ اس خواب کو انھوں نے شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں بیان کیا شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم بہت جلد کسی اچھی ریاست میں نوکر ہو جاؤ گے اور اسکا پورا انتظام تمہارے متعلق ہوگا چنانچہ اسی سال پھوپھا صاحب نالاگڑھ کی ریاست میں نواب ولی داد خاں کے یہاں ملازم ہوگئے اور تابعد ملازم رہے اور نہایت دیانت کے ساتھ کام کیا یہ واقعہ خود میرے پھوپھا نے مجھ سے بیان کیا ہے۔

حاشیہ حکایت (۴۲) غالباً یہ تعبیر اس پر مبنی ہے کہ دنیا کی صورت مثالیہ یہ ہے اور اس سے دنیائے مباحہ کا حرام ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ پاخانہ سے ہر قسم کا انتفاع تو حرام نہیں ہے مثلاً کھیت ہی میں ڈالنا اوسکا جائز ہے اسیطرح دنیائے مباحہ سے انتفاع کے بھی قیود ہیں اور اصل اور مثال میں اتنا تناسب کافی ہے جو کہ بنا ہوتی ہے تعبیر کی (**اشت**)

۵۲ (۴۳) خانصاحب نے فرمایا کہ پھوپھا صاحب نے مذکورہ بالا اپنا خواب بیان کرکے فرمایا کہ ایک شخص اکثر یہ خواب دیکھتا تھا کہ میرے گھر میں چھپکلیاں اڑتی ہیں۔ اس خواب کو اس نے شاہ صاحب سے بیان کیا شاہ صاحب نے اس خواب کو سنکر فرمایا کہ تیری بیوی سوتے زہار قینچی سے کترتی ہے اوس نے آکر اپنی بیوی سے دریافت کیا بیوی نے تصدیق کی۔

حاشیہ حکایت (۴۳) قولہ قینچی سے **اقول** مناسبت ظاہر ہے اور اس میں اس فعل کے ناجائز ہونے کی کوئی دلیل نہیں (**اشت**)

(۴۴) خانصاحب نے فرمایا کہ ہندوستان میں السلام علیکم کا رواج بالکل متروک ہوگیا تھا حتی کہ شاہ صاحب کے خاندان میں بھی اسکا رواج نہ تھا اور جب وہ سلام کرتے تھے تو کہتے تھے عبدالقادر تسلیمات عرض کرتا ہے رفیع الدین تسلیمات عرض کرتا ہے سید صاحب پہلے پہل ولی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تو سب سے پہلے انھوں نے شاہ صاحب کو سلام کرتے ہوئے السلام علیکم کہا

(باقی آئندہ)

اکسیر حیات

سرتاج مقویات

معدہ کی حالت قابل رشک بنا دینے کے لئے اگر کوئی شے ہو سکتی ہے تو وہ یہی اکسیر حیات ہے اسکے ذریعہ سیروں دودھ اور گھی چھٹانک گھی مکھن روزانہ آسانی سے ہضم ہو کر خون صالح پیدا کرتا ہے اور بھوک ناقابل برداشت لگتی ہے تمام اعضاء رئیسہ قوی ہو کر چہرہ اور بدن پر سرخی اور فربہی آجاتی ہے خوراک ایک رتی فی ڈبیہ دو تولہ قیمت ایک روپیہ (عہ) محصولڈاک خرچہ پیکنگ ذمہ خریدار

ملنے کا پتہ:۔ حکیم سید [illegible] الدین نصرتی چرتھاول ضلع مظفرنگر

تاج خط کا نمونہ چھپائی میں نکل آیا ہے

جدید الطبع وعظ مسمی بہ

الباطن

قیمت چار آنے (۴)

یہ وہی وعظ چھپکر تیار ہوا ہے جسکی تلاش وتمنا اکثر حضرات کو تھی جسکا کیفیت کا نقشہ درج ذیل ہے

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		

بیان الامرا ترجمہ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

اسکے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہو جاتا ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ خلافت کس طرح اور کہاں کہاں منتقل ہوتی رہی اس میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ سے لیکر ۹۰۲ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کردئے ہیں۔ قیمت دو روپیہ۔ (عہ) خریداران الہادی کے واسطے ایک روپیہ آٹھ آنے۔ (عہ/)

المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

۷۸۶

ایک قرآن شریف مُفت

بطور انعام

ان صاحب کی خدمت میں بلا تامل پیش کیا جائے گا جو ہمارے دستخطی مصدقہ قرآن شریف میں کوئی غلطی نکالدینگے۔

مسلمانوں کے سامنے یہ کہنا کہ قرآن شریف اللہ تعالی کا کلام۔ اسلام کی جڑ۔ ایمان کی اصل ہے غیر ضروری ہے۔ البتہ غیر مسلم اقوام نے قرآن شریف دُنیاوی منفعت کے لئے غلط سلط چھاپ چھاپ کر اسقدر عرض کرنے پر ضرور مجبور کر دیا ہے کہ ہمارا چھپوایا ہوا قرآن شریف معریٰ جو نو خوبیوں والے قرآن شریف کے نام سے موسوم ہے ہر حیثیت سے عمدہ اور خوب ہے۔ تقطیع موزوں۔ لکھائی دلفریب چھپائی دیدہ زیب۔ بچوں۔ بوڑھوں کے واسطے یکساں کارآمد۔ ان سب اُمور کے باوجود ہمارے دستخطی مصدقہ قرآن شریف کا ہدیہ نہایت مناسب ہے۔ مجلد چرم دو روپے چار آنے۔ مجلد پارچہ ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

نوٹ ضروری

ہمارے یہاں ہر قسم کے قرآن شریف۔ پارے۔ قاعدے نورانی بغدادی وغیرہ ونیز ہر قسم کی مذہبی دینی کتب خصوصاً کتب درسیات کا کافی ذخیرہ موجود رہتا ہے۔ جس چیز کی ضرورت ہو طلب فرماویں ؎

المشتهر

نصیر الدین ناظم کتب خانہ اختری خانی باغ سہارنپور

خریداران الہادی کیواسطے رعایت

بعض دوستوں کے مشورہ سے یہ بات طے پائی ہے کہ الہادی کے خریداروں کو کتب رعایت سے دینی چاہئیں لہذا اب ایک فہرست کتب شائع کیا کرونگا جسمیں حتی الوسع انتہائی رعایت ہوا کریگی مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جو حضرات کتب طلب فرماویں وہ اپنا نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں کیونکہ احقر کو اسقدر فرصت نہیں کہ ہر فرمائش پر رجسٹر الہادی میں تلاش کرے یا کم از کم یہ تحریر فرمایا کریں کہ ہم الہادی کے خریدار ہیں۔ فقط

تصنیفات حضرت سیدی و مرشدی حکیم الامۃ مجدد الملۃ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	قیمت	[illegible]
اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ	۶ر	۴ر
الاستبصار فی فضل الاستغفار	۱ر	۰ر
	عہ ر	۱۲ر
اخبار الزلزلۃ	۱ر	شر
اخبار بنی	۱ر	شر
اصلاح الخیال۔ غلبہ سے جن لوگوں کو اتباع شریعت میں شبہات وشکوک اور اوہام پیدا ہوئے ہیں ان تمام شبہات اور انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے	۳ر	۰۳ر
اصلاح ترجمہ حیرت۔ مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیوں کی اصلاح	عہ ر	شر
اوراد رحمانی و اذکار سبحانی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کے تعداد بلی و عجیب نکتے	۳ر	۰۲ر

نام کتاب	قیمت	[illegible]
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان بیان مختلف فیہ مین بالجہر وغیرہ کا مفصل مدلل بیان	۴ر	۰۲ر
اغلاط العوام فی باب الاحکام۔ عوام مین جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کیگئی ہے معہ دو ضمیمہ	۱ر	شر
اعمال قرآنی آیات قرآنیہ کے خواص عملیات کا بیان ہے اسکے تین حصے ہیں۔ قیمت ہر حصہ	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت۔ باہمی گذران و برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپسمیں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے۔	۰۲ر	۲ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم	۱ر	شر
بہشتی زیور۔ اس مفید و مقبول عام		

نام کتاب		
کتاب کی تعریف و توصیف محتاج از بیان ہی ہر شخص پر آفتاب نصف النہار کیطرح یہ بات روشن ہے۔ کہ یہ اصلاح عادات آداب معاشرت و مسائل فقہیہ میں کسقدر مفید ثابت ہوئی ہے۔ خاصکر عورتوں کے حق میں تو اکسیر کا کام دیتی ہو اسکے گیارہ حصے ہیں اول کے دس حصے تو خاص عورتونکی تعلیم و تربیت و درستی حالات میں بےنظیر ہیں گیارہواں حصہ خاص مردونکے مسائل میں بے بدل ہے دس حصے	عہ/	عہ/
بہشتی گوہر۔ گیارہواں حصہ	۱۰/	۱/
تعلیم الدین۔ دین کے چاروں جزو اعتقاد عبادات اخلاق و معاملات و سلوک و مقامات واذکار و اشغال کا قرآن و حدیث سے بیان۔	۸/	۱/
الترتیب اللطیف فی قصة الکلیم والحنیف حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو جابجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں انکو ایک جا مرتب فرمایا ہے۔	۵/	۳/
تجوید القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد اور اسکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یادگار حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد لکھدیئے گئے ہیں۔	۸/	۱/
التکشف عن مہمات التصوف۔	للعہ/	سے/
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے کے متعلق حصے	۸/	۸/
جزاء الاعمال۔	۲/	۲/

نام کتاب		
جمال القرآن۔ یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکھا گیا ہے۔	۲/	۱/
حفظ الایمان مع بسط البنان و تغیر العنوان	۱/	۱/
حقوق الاسلام اسمیں استاد و پیر، ماں باپ۔ میاں بیوی۔ حاکم محکوم۔ ہمسایہ۔ جہان حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	۱/	۱/
حق السماع۔ سماع کے متعلق فقہی کامل تحقیق	۲/	۱/
حقوق العلم۔ علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انمیں جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں انکی اصلاح ہے۔	۵/	سعہ/
الخطب الماثورہ۔ اسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالے عنہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرما کر درج فرمائے ہیں۔	۱/	للعہ/
الخطاب الملیح۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس رسالہ میں ہیں۔ عیسے علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق	۲/	للعہ/
رونمائے مثنوی دیباچہ کلید مثنوی۔	۱/	للعہ/
زاد السعید۔ اسمیں درود شریف کے فضائل و عجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں اور آخر میں ایک رسالہ نیل الشفاء ہے جسمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب و غریب خواص و فوائد ہیں	۲/	۱/

نام کتاب		
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک کے ربط بیان کیا ہے	۹ر	۱ر
شوق وطن من اہلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین	۲ر	۳ر
شجرہ طیبہ	۱ر	شر
صفائی معاملات خرید فروخت وغیرہ کے مسائل مدلل مع اصول قواعد عام فہم	۲ر	لہر
طریقہ مولد شریف مولود شریف کے اہلی اور صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان	۱ر	شر
فتاوی اشرفیہ اسکے دو حصے ہیں ہر حصہ میں متفرق مسائل مع دلائل وتحقیقات عجیب وغریب درج ہیں حصہ اول	۳ر	۴ر
ایضاً حصہ دوم	۶ر	۴ر
قصد السبیل۔ اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے۔ اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرمائے ہیں کہ ہر شخص جس پر عمل کرکے کامیاب ہوسکتا ہے۔	۲ر	۱ر
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کے پردہ پر شبہات کرتے تھے کہ ایسا پردہ قرآن حدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن حدیث ہی سے اسکو ثابت کیا ہے	۲ر	۱ر
کمالات امدادیہ۔ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۶ر	۵ر
انتباہات المفیدہ۔ علم کلام جدیدہ کا ایک نہایت مفید رسالہ جسمیں شبہات جدیدہ کے جوابات اہل شبہات یعنی انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے مذاق پر نہایت وضاحت ومتانت سے دیئے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے پاس رہے۔ تاکہ جو وقت کوئی شبہ پیش آوے۔ فوراً اس کتاب سے حل کر لیا جاوے۔ انشاء اللہ تعالے جواب حاصل ہوجائیگا خواہ کلیۃً یا جزءاً۔ اسکی پوری تعریف احقر کا قلم نہیں کرسکتا۔ لہذا یہ رسالہ ملاحظہ کا محتاج ہے	عہ ر	۱۲ر
لب مثنوی۔ دفتر ششم کے ابتدائی حصہ کی شرح	۵ر	۴ر
المصالح العقلیہ حصہ اول	۹ر	۶ر
مجموعہ رسائل مفیدہ۔ اسمیں تین رسالے شامل ہیں۔ حفظ الایمان۔ خاتمہ بالخیر۔ سوال وجواب متعلق جسم مثالی وروح اعظم تجلی	۲ر	لہر
ملفوظات خبرت	۹ر	۸ر

سرورِ کائنات مفخرِ موجودات سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی معراج شریف کے متعلق ایک نہایت جامع رسالہ مسمّٰی بہ

تنویر السراج فی لیلۃ المعراج

از عمدۃ المحققین زبدۃ المفسرین حکیم الامۃ سراج الملۃ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی فیضہم

یہ رسالہ حضرت مولانا صاحب مدظلہم کی تازہ ترین تالیفات سے ہے۔ اور مولانا مدظلہم کی تصنیف کے متعلق کچھ تعریف لکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ایسی کتاب کی تعریف مختصر اشتہار میں ہو سکتی ہے اسلئے ناظرین کی اطلاع کیواسطے فقط مضامین رسالہ تحریر کئے جاتے ہیں۔ اور باقی خوبیوں کا اندازہ اولاً تو مؤلف مد ظلہم کا نام نامی معلوم ہونیسے ہو گیا ہوگا اور ثانیاً مطالعہ سے معلوم ہوگی۔ رسالہ ہذا میں معراج نبوی کے مفصل واقعات حدیثیہ کے ساتھ ہی اس واقعہ معراج کے فوائد حکمیہ و حکمیہ بھی بیان فرماتے ہیں اور آیت معراج کی تفسیر کرتے ہوئے چند عجیب و غریب تحقیقات اور چند مسائل ضروریہ اور چند اشکالات کے ایسے جواب تحریر فرمائے ہیں کہ انکو دیکھنے کے بعد معراج نبوی کے متعلق جملہ عقلی و نقلی شبہات کافور ہو جاتے ہیں اور سورۂ والنجم کی آیات متعلقہ معراج کی مفصل تفسیر درج ہے و نیز مثنوی مولانا روم کے اشعار متعلقہ معراج مع شرح موجود ہیں۔ اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ معراج نبوی سے ہم مسلمانوں کو کیا سبق لینا چاہیئے۔ اور اخیر میں ایک قصیدہ مدحیہ بزبان عربی مع ترجمہ ملحق ہے یہ رسالہ مسلمانوں کے ہر طبقہ کیلئے نہایت مفید ہے اور لکھائی چھپائی نہایت نفیس کاغذ عمدہ تقطیع بہت موزون۔
قیمت صرف دس آنے (۱۰/) اور خریداران الہادی کے واسطے آٹھ آنے۔ (۸/)

المشتہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی
مختصر پتہ
پوسٹ بکس نمبر ۱۲ دہلی

رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵

قال الله تعالى وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشند یا بادی * و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ[1] کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی * پس اتباعاً للنص المزبور * صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّی بہ

الہادی

نمبر ۵	بابت ماہ رمضان المبارک ١٣٤٣ھ	جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مکمن ست برائے ہر جائع و صادی * بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی * بادارۂ محمد عثمان عامی * در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ بمحلہ کلاں دہلی زینت ترتیب میگردد

[1] ہذا تفسیر العام ماخوذ من الحدیث اقض بیننا بکتاب الله یعنی بالرجم ١٢

ضروری اطلاع :- چونکہ شعبان المعظم کے پرچہ میں امیر الروایات کی ترتیب غلط ہو گئی تھی لہٰذا وہ فاضل سے خارج کر دیں اور رسالہ ہذا میں شعبان کا مضمون مکرر ارسال ہے اسے لگا لیں فقط۔ (مدیر)

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ

بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب مسلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	... ... ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	... ... ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	... ... ایضاً	۳۳
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷
۷	خریداران الہادی کیواسطے رعایتی فہرست	x	... ... x	x

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد، اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ معین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈھائی جزء سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ ؏ ہے۔

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں تمام حضرات خریداران کی خدمت میں سالانہ وی۔ پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے ؏ کا وی۔ پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور ؏ کا وی۔ پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائے گا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۴ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائیں گے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرما دیں۔ مگر اسکی قیمت تین روپیہ ہے علاوہ محصولڈاک ۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

ایک آدمی کو گم شدہ شے کو مسجد میں تلاش کرتے سُنا اسکو خاموش کیا اور جھڑک دیا اور فرمایا کہ ہم اس سے منع کیے گئے ہیں اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور ابن سیرین نے حضرت ابن مسعود سے نہیں سُنا اور پہلے اس بارہ میں حدیث واثلہ کی گذر چکی ہے کہ اپنی مسجدوں کو اپنے بچوں اور دیوانوں اور خرید فروخت سے بچاؤ ۔

اور حضرت ابو سعید خدری کے ایک آزاد کردہ غلام سے مروی ہے کہ میں ابو سعید کے ساتھ تہا اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے میں مسجد میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی مسجد کے بیچ میں گوٹ مارے ہوئے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں پنجہ دئے ہوئے بیٹھا ہوا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ فرمایا وہ شخص جناب کے اشارہ کو نہ سمجھا تب حضرت نے ابو سعید کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں ہو تو دونوں ہاتھوں کا پنجہ نہ گانٹھے اس وجہ سے کہ یہ پنجہ گانٹھنا شیطان سے ہے اور جبتک کہ تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں رہتا ہے برابر نماز میں (شمار) ہوتا ہے جبتک کہ باہر نہ جائے
اسکو امام احمد نے باسناد حسن بیان کیا ہے ۔ ۱۲۹

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے جبکہ گھر سے وضو کرکے مسجد میں آتا ہے برابر نماز میں رہتا ہے جبتک نہ واپس جائے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں پنجہ گانٹھ کر فرمایا کہ ایسا نہ کرے اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ شرط شیخین پر صحیح ہے اس میں کلام ہے۔

اور حضرت کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرکے نماز کا قصد کرکے نکلے تو وہ دونوں ہاتھوں میں پنجہ نہ گانٹھے اسکو امام احمد اور ابوداود نے جید سند سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے بواسطہ سعید مقبری کے ایک شخص سے اور اس نے کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے اور یہ لفظ ترمذی ہی کے ہیں اور ابن ماجہ نے اسی سند میں سے شخص نامعلوم کو نکالکر روایت کیا ہے اور امام احمد کی ایک روایت میں کعب بن عجرہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں میرے پاس تشریف لائے میں پنجہ گانٹھے ہوئے تھا فرمایا اے کعب

جب تم مسجد میں ہو تو انگلیوں میں قینچہ نہ گانٹھا کرو اسواسطے کہ جبتک تم مسجد میں رہتے ہو نماز
ہی میں ہو اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسکے مثل روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے ابو بدر راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں حضرت
ابوہریرہ نے اس حدیث کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے فرماتے ہیں کہ کنکری
مطالبہ کریگی اس شخص سے کہ جو اسکو مسجد سے نکالیگا (ف اللہ اعلم بظاہر اس حدیث کا مطلب
یہ ہے کہ ادنیٰ سی شے بھی مسجد کی باہر مسجد سے استعمال نہ کی جائے ورنہ بروز محشر وہی شے
اس پر مطالبہ کریگی کہ تو نے مجھکو مسجد سے کیوں نکالا اسکو) ابوداؤد نے بسند جید روایت کیا ہے
اور اس حدیث کی نسبت دارقطنی سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے ذکر کیا کہ یہ حضرت ابوہریرہؓ
سے موقوفاً روایت کی گئی ہے اور اسکا حضرت تک پہونچانا ابو بدر کا وہم ہے اللہ اعلم۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی کہ انکی باتیں انکی مساجد میں ہوا کرینگی اللہ کو انکی کچھ پروا نہیں
(اپنے مسجد میں بیٹھنے سے ایسے لوگونکو کوئی اجر یا ثواب خداوند تعالےٰ کی طرف سے نہیں ملیگا) ۱۲۰
اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

مساجد میں خاصکر اندھیری رات میں جانیکے فضائل

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی جماعت
کی نماز اسکے گھر اور بازار کی نماز سے ۲۵ گونا اجر زائد رکھتی ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جب
وہ عمدگی کے ساتھ وضو کرتا ہے اور صرف نماز ہی کے واسطے مسجد کو جاتا ہے تو اسوقت کوئی
ایسا قدم نہ رکھے گا کہ اسکی وجہ سے اسکا ایک درجہ (ثواب) نہ بڑھے اور ایک گناہ نہ معاف
ہو اور جب نماز پڑھ چکتا ہے تو جبتک اپنی نماز کی جگہ (بیٹھا) رہتا ہے برابر فرشتے اسپر درود
پڑھتے ہیں کہ اے اللہ اسپر رحمت نازل فرما اے اللہ اسپر رحم فرما اور جبتک وہ نماز
کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے برابر (عند اللہ) نماز میں رہتا ہے اور ایک روایت میں (فرشتوں
کی دعامیں) یہ الفاظ بھی ہیں کہ اے اللہ اسکی مغفرت فرما اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما

(یہ سلسلہ) اسوقت تک جاری رہتا ہے جبتک کہ اس مسجد میں کوئی تکلیف نہ پہنچائے یعنے وضو نہ توڑے اسکو بخاری مسلم ابوداؤد و ترمذی نے اور ابن ماجہ نے اختصار کے ساتھ اور امام مالک نے موطا میں ان لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جس شخص نے عمدہ وضو کیا پھر قصداً نماز کو نکلا وہ نماز ہی میں ہے جبتک کہ نماز کا قصدر کہتا ہے اور اسکے واسطے اسکے ہر ایک قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی رہیگی اور دوسرے قدم پر گناہ منتا رہے گا پس جب تم میں کوئی شخص اقامت سنے تو دوڑنا نہ چاہیئے اسواسطے کہ تم میں سے بڑے اجر والا زیادہ اور گھر والا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اے ابوہریرہ یہ کیوں فرمایا بباعث زیادتی قدموں کے اور اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ان لفظوں سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے کہ تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر سے میری مسجد کی طرف نکلتا ہے تو ایک قدم رکھنے سے اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم کے رکھنے سے ایک گناہ معاف ہوتا ہے جبتک واپس آوے (یہی سلسلہ جاری رہتا ہے) اور اسکو نسائی و حاکم نے مثل ابن
۱۳۱ حبان کے بھی روایت کیا ہے مگر انہوں نے واپس ہونے تک کو نہیں روایت کیا اور حاکم نے اپنی صحیح میں مسلم کی شرط پر روایت کیا اور اس سے پہلے باب میں حضرت ابوہریرہ کی حدیث گذری ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آدمی گھر میں وضو کرکے مسجد کو جاتا ہے جبتک واپس ہو نماز ہی میں رہتا ہے الحدیث۔

اور حضرت عقبہ بن عامرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا جب آدمی پاک ہوکر نماز کے ارادہ سے مسجد میں آتا ہے اسکے دونوں لکھنے والے (فرشتے) یا فرمایا کہ اسکا لکھنے والا (فرشتہ) ہر قدم کے بدلے میں کہ جو مسجد کی طرف رکھتا ہو دس نیکیاں لکھتا رہتا ہے اور نماز کے انتظار میں بیٹھنے والا مثل نماز پڑھنے والے کے ہو اور جب سے گھر سے نکلتا ہے گھر واپس ہونے تک نمازیوں میں لکھا جاتا ہے اسکو امام احمد اور ابویعلی اور طبرانی کبیر اور اوسط میں بعض طرق صحیحہ سے اور ابن خزیمہ اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں اور ابن حبان نے دو جگہ متفرق طور پر روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ جو شخص جماعت والی مسجد کو چلتا ہے پس اسکا ایک قدم کو رکھنا ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور
ایک قدم کا رکھنا اسکے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے آتے بھی اور جاتے بھی اسکو امام احمد نے
اسناد حسن کے ساتھ اور طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
انسان کے ہر جوڑ کے اوپر ہر روز ایک نماز ہے حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا
کہ جتنے احکام کہ ہم کو دیئے گئے ہیں یہ (حکم) ان سب سے سخت ہے فرمایا کہ تمہارا نیک
کام کو حکم کرنا اور بُرے کام سے روکنا نماز ہے اور کمزور آدمی کا بوجھ اٹھوا دینا نماز ہے اور
راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا نماز ہے اور ہر قدم کہ تو نماز کے واسطے رکھتا ہے نماز ہے
اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

فائدہ یہ جملہ اعضا کے فرائض ہیں جو بطور شکر یہ انسان پر واجب ہوتے ہیں
انکو نماز سے تعبیر کیا ہے۔

اور حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے ۱۴۲
کہ جس شخص نے وضو کامل کیا پھر فرض نماز کے واسطے چلا اور اسکو امام کے ساتھ ادا کیا
اسکے گناہ بخش دیئے جائینگے اسکو ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت سعید بن مسیبؓ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی کو موت پیش آئی
اسنے کہا کہ میں تم سے ایک حدیث بیان کرنے والا ہوں صرف اجر و ثواب کی غرض سے۔
میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ تم میں سے جو کوئی عمدہ (کامل) وضو کرکے
نماز کے واسطے نکلا تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنا داہنا قدم اُٹھائے تو اللہ تعالے اس کے
واسطے ایک نیکی نہ لکھے اور جب بایاں قدم اُٹھائے تو اللہ تعالے ایک گناہ نہ معاف کرے اب
چاہو قریب رہو یا دور رہو پھر اگر مسجد میں آکر جماعت سے نماز پڑھ لی تو اسکے گناہ معاف
کر دیئے گئے اور اگر مسجد میں آیا اور کچھ لوگ پڑھ چکے اور کچھ (نماز) باقی رہی اس باقی میں
شریک ہو گیا اور پھر اپنی (نماز) پوری کی تو بھی ایسا ہی ہوگا اور اگر بعد میں ایسے وقت پہونچا کہ
لوگ نماز پڑھ چکے اور اپنی نماز (تنہا) پڑھی تب بھی ایسا ہی ہوگا اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس رات میں میرے پاس میرے رب کی جانب سے ایک آنے والا (فرشتہ) اترا پس آپ نے تمام حدیث کا ذکر کیا حتیٰ کہ یہ بھی فرمایا کہ اس فرشتہ نے کہا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کیا آپ جانتے ہیں کہ فرشتہائے مقربین کس بات میں گفتگو کر رہے ہیں میں نے کہا کہ ہاں درجات اور کفارات میں (یعنے کن اعمال سے ترقی درجات ہوتی ہے اور کن سے گناہ معاف ہوتے ہیں) اور مسجد میں جماعت کیطرف چلنا اور آزمائش کے موقعوں پر (یعنے سردی وغیرہ کے وقت) کامل وضو کرنا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا (اسی قبیل سے ہے) اور جس شخص نے ان نمازوں کی محافظت کی وہ خیر کے ساتھ زندہ رہا اور خیر کے ساتھ مریگا اور اپنے گناہوں سے ایسا ہو جائیگا کہ جیسا کہ اپنی ماں سے پیدا ہونے کے دن تھا اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن غریب کہا ہے اور انشاء اللہ یہ آئندہ پوری بھی آئے گی۔

۱۳۲ اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لامحالہ جو شخص تم میں سے وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر مسجد میں نماز ہی کے ارادہ سے آوے تو اللہ تعالےٰ اسکے لئے اظہار مسرت فرماتے ہیں جیسا کہ مسافر کے اہل خانہ اسکے آنے پر اظہار مسرت کرتے ہیں اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ کچھ قطعات زمین مسجد کے گرد خالی ہوئے تھے قبیلہ بنی سلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد شریف کے اطراف میں منتقل ہو جائیں یہ (خبر) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی ان لوگوں سے فرمایا کہ مجھکو خبر پہونچی ہے کہ تم مسجد کے قرب میں منتقل ہونے کا ارادہ کرتے ہو انھوں نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ ہم نے یہ ارادہ تو کیا ہے فرمایا اے بنی سلمہ اپنے گھروں میں ہی رہتے رہو تمہارے آثار (قدم) لکھے جاتے ہیں پھر دوبارہ فرمایا کہ اپنے گھروں میں رہتے رہو تمہارے آثار قدم لکھے جاتے ہیں تب ان لوگوں نے کہا کہ پھر ہم کو اپنا منتقل ہونا کیا خوش کرسکتا ہے اسکو مسلم وغیرہ

نے روایت کیا ہے اور مسلم کی اسی معنے میں ایک دوسری روایت ہے جسکے اخیر میں فرمایا ہے کہ تم کو ہر قدم کے بدلہ میں ایک درجہ ملتا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انصار کے مکانات مسجد شریف سے بعید تھے انھوں نے (مسجد کے قریب) منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو یہ آیت شریف نازل ہوئی ونکتب ما قدموا واثارھم۔ پس وہ رک گئے معنے آیۃ شریف کے یہ ہیں کہ لکھتے ہیں ہم ان اعمال کو جو انھوں نے آخرت کے لئے کئے ہیں اور ان کے آثار (قدم) کو اسکو ابن ماجہ نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ مسجد سے دور سے دور (رہنے والا) اجر میں زیادہ بڑا ہے اسکو امام احمد ابو داؤد ابن ماجہ حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح مدنی الاسناد ہے۔

اور حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلتا تھا اور ہم نماز کا ارادہ کرتے تھے تو آپ پاس پاس قدم رکھتے تھے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو میں کیوں پاس پاس قدم رکھتا ہوں میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول زیادہ جانتا ہے فرمایا جبتک بندہ نماز کی طلب میں رہتا ہے برابر نماز میں رہتا ہے اور ایک روایۃ میں فرمایا کہ میں نے صرف اس وجہ سے (ایسا) کیا ہے کہ تاکہ نماز کی طلب میں قدم زیادہ ہوجائیں اسکو طبرانی نے مرفوع اور موقوف حضرت زید پر روایۃ کیا ہے اور موقوف صحیح ہے۔ ۱۳۴

اور حضرت ابو موسےؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تمام لوگوں سے زیادہ اجر پانے والا نماز کے بارے میں زاید سے زاید دور سے چلکر آنے والا ہے اور جو شخص نماز کی انتظار کرتا ہے تاکہ امام کے ساتھ ادا کرے وہ اس شخص سے زیادہ اجر والا ہے جو (تنہا) نماز پڑھے اور سوجائے اسکو بخاری مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا کہ میں اس سے زاید دور رہنے والا مسجد سے کسی کو نہیں جانتا ہوں کوئی نماز اس سے نہیں رہتی تھی اس سے

کہا گیا کہ کیا اچھا ہو اگر تم ایک گدھا خرید لو کہ تم اندھیری راتوں میں اور دھوپ سے جلتی ہوئی زمین میں اسپر سوار ہوجایا کرو تو انھوں نے کہا کہ مجھکو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میرا مکان مسجد کے پہلو میں ہو میری یہ نیت ہے کہ میرے واسطے مسجد میں آنا اور وہاں سے گھر کو جانا جب بھی میں جاؤں لکھا جائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے واسطے یہ سب جمع کر دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس شخص کے سامنے دردمندی ظاہر کی اور میں نے کہا کہ اے فلانے کیا اچھا ہو اگر تو ایک گدھا خرید لے کہ تجھ کو جلتی ہوئی زمین سے اور اسکے موذی جانوروں سے بچالے اس شخص نے کہا کہ خبردار رہ خدا کی قسم میں نہیں اچھا سمجھتا کہ میرا گھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کے پاس قائم کیا جائے۔ راوی نے کہا کہ میں اسکو آمادہ کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپکو (اس واقعہ کی) خبر دی آپ نے اسکو بلایا اور اس نے آپ سے ایسے ہی عرض کیا اور ذکر کیا کہ میں اپنے آثار قدم (کے ثواب) کی امید کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ تیرے واسطے وہی ہے جسکی تو امید کرتا ہے اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے دوسری روایت کے قریب قریب روایت کیا ہے۔ ۱۳۵

اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو آدمیوں کے ہر ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرے یہ بھی صدقہ ہے کسی آدمی کو اسکی سواری کے بارے میں امداد کرے اسکے اسباب کو رکھا دے یا اسکو سواری پر اسکا اسباب دیدے یہ بھی صدقہ ہے اور کلمہ طیبہ بھی صدقہ ہے اور ہر قدم میں کہ مسجد کی طرف چلتا ہے صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف رساں چیز کو دور کرے (یہ بھی) صدقہ ہے اور اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں کہ اللہ تعالےٰ اسکے ساتھ میں خطاؤں کو معاف کرے اور درجات کی ترقی کرے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ فرمایا کہ وضو کا کامل کرنا باوجود ناگواریوں کے اور مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم رکھنا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا

پس یہ تمہاری سرحدی محافظت ہے پس یہ تمہاری سرحدی محافظت ہے۔ پس یہ تمہاری سرحدی محافظت ہے اسکو امام مالک اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ جناب نے فرمایا کہ گناہوں کا کفارہ بحالت ناگواری کامل وضو کرنا اور قدموں سے مسجدوں کے جانے میں کام لینا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا اور اس حدیث کو ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے بھی روایۃ کیا ہے مگر انھوں نے کہا ہے کہ میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں کہ اسکی وجہ سے خداوند تعالے گناہوں کا کفارہ کردے اور درجات بلند فرمائے لوگوں نے عرض کیا کہ ضرور یارسول اللہ اسکے بعد مضمون سابق ذکر کیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں جابر سے روایۃ کیا ہے اور انکے نزدیک عبارت اسطرح ہے کہ کیا میں تم کو وہ بات نہ بتلاؤں کہ اسکی وجہ سے اللہ تعالے تمہاری خطاؤں کو مٹاتے اور تمہارے گناہوں کا کفارہ کرے۔

اور حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ناگواریوں کے وقت وضو کامل کرنا اور مسجدوں کے جانے میں قدموں سے کام لینا ۱۳۴
اور نماز کے بعد نماز کی انتظار کرنا خطاؤں کو بالکل دھودیتا ہے اسکو ابو یعلے اور بزار نے بسند صحیح روایۃ کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو یا شام کو مسجد کی جانب گیا اللہ تعالے اسکے واسطے جنت میں (سامان) مہمانی تیار کرتا ہے جب کبھی بھی صبح یا شام کو جائے اسکو بخاری مسلم وغیرہ نے روایۃ کیا ہے۔

اور حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح شام مسجدوں کو جانا جہاد فی سبیل اللہ میں سے ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں قاسم عن ابی امامہ کے طریق سے روایۃ کیا ہے۔

اور حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چلنے والوں کو دن قیامت کے نور تام کی بشارت دو اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے غریب کہا ہے مصنف فرماتے ہیں کہ اسکی اسناد کے آدمی

(باقی آیندہ)

اگر میں دُنیا لونگا تو تمام اُمت دُنیا حاصل کرنیکو سنت سمجھے گی اور سنت سمجھنے کی وجہ سے اسکو
حاصل کریگی اور دُنیا کے فتنے اور فسادوں سے بچنے کی اُن میں قوت ہوگی نہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ
اُمت ہلاک ہوجاوے گی اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک کامل آدمی جو سانپ پکڑنے کا منتر
جانتا ہو اُسے اطمینان ہوتا ہے کہ اگر میں سانپ پکڑونگا تو مجھے کچھ تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔
لیکن اس خیال سے کہ مجھے پکڑتے ہوئے دیکھکر بچہ بھی سانپ کے منہ میں انگلی نہ دیدے
خود بھی سانپ نہیں پکڑتا پس حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے تکلیف برداشت
کی کہ امت دُنیا کے فتنوں میں نہ پڑے تو حضور کی غربی بد تو اختیاری تھی اسپر مجھے حضرت
شاہ ابوالمعالی کی حکایت یاد آئی۔ آپ کے ہاں اکثر فاقہ ہوا کرتا تھا ایک مرتبہ اُنکے پیر اُنکے
گھر آکر مہمان ہوئے اس روز بھی اتفاق سے فاقہ تہا اور حضرت شاہ ابوالمعالی مکان پر نہ تھے
گھر کے لوگوں نے پڑوس سے قرض منگانا چاہا لیکن وہاں سے قرض نہ ملا کئی جگہ آدمی کو
بھیجا لیکن سب جگہ سے انکار رہا۔ جب اُن کے پیر نے کئی بار آدمی کو آتے جاتے دیکھا تو
دریافت فرمایا معلوم ہوا کہ آج فاقہ ہے آپ نے کچھ دام اپنے پاس سے دیئے اور فرمایا ۱۷
کہ جاکر بازار سے اناج لے آؤ اور جب لاؤ تو مجھے دکھلانا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ نے ایک
تعویذ لکھکر اس اناج میں رکھدیا اور فرمایا کہ اس میں سے لیکر پکایا کرو چنانچہ مدت تک پکتا رہا
اور ختم نہ ہوا حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب سفر سے لوٹ کر آئے اور یہ حالت دیکھی تو ایک روز
فرمایا کہ مدت سے فاقہ نہیں ہوا اسکی کیا وجہ ہے صاحبزادی نے یہ سارا قصہ بیان کیا اب
اسوقت حضرت پر سخت تنگی کا غلبہ تہا کہ اگر تعویذ سے کام لیں تو طبیعت کے خلاف اور نہ کام
لیں بلکہ اناج سے نکالکر علیحدہ کریں تو پیر کے تعویذ کی بے ادبی ہوتی ہے مگر حضرت شاہ
ابوالمعالی تو کامل تھے ایسی بات سوچی کہ بے ادبی بھی نہ ہوئی اور طبیعت کے خلاف بھی نہ کرنا
پڑا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تعویذ میرے پیر کا تبرک ہے اسکو تو میں اپنے سر پر باندہونگا
یہ کہکر اسکو تو اپنے سر پر باندہ لیا اور اناج کے لئے حکم دیا کہ اسکو صدقہ کردیا جاوے یہ آپکے
کامل ہونے کی وجہ تھی کہ دونوں باتیں جمع کریں تعظیم کی تعظیم رہی اور کام بھی ہوگیا اور کامل
کی یہی شان ہوتی ہے ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی حکایت ہے کہ آپ

بیٹھے ہوئے تھے اور یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ جس طرح راحت و آرام نعمت ہے
اسی طرح بلا بھی نعمت ہے اسیوقت ایک شخص آیا اس کا ہاتھ زخم کی وجہ سے خراب ہو رہا
تہا اور سخت تکلیف میں تہا اور کہا میرے لئے دعا فرمائیے اُسوقت میرے دل میں یہ خیال
آیا کہ حضرت اسکے لئے کیا دعا کرینگے اگر صحت کی دعا کریں تب تو اپنی بات سے پھرنا
پڑتا ہے کیونکہ ابھی فرما چکے ہیں کہ بلا بھی نعمت ہے اور نعمت کے جاتے رہنے کی دعا
کیسے کر سکتے ہیں اور اگر اس شخص کے لئے کچھ دعا نہ کریں گے تو اس کو رنج ہوگا اور اسکی
کچھ رعایت نہ ہوگی اور کامل پیر کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر ایک کی رعایت کرے تو حضرت
حاجی صاحب نے فرمایا کہ اس کے لئے سب لوگ دعا کریں کہ اے اللہ اگرچہ ہم کو معلوم
ہے کہ یہ تکلیف بھی نعمت ہے لیکن ہم لوگ اپنے ضعف کی وجہ سے اس نعمت کے برداشت
کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس نعمت کے بدلے صحت کی نعمت بخشدیجئے۔ پس حضرت
نے دونوں باتوں کو جمع کردیا مصیبت کو نعمت بھی کہا اور اسکے جاتے رہنے کی دعا بھی
کردی جیسے شاہ ابوالمعانی صاحب نے دونوں باتوں کو جمع کردیا تھا کہ تعویذ بھی نکال لیا ۱۸
اور بے ادبی بھی نہ ہونے دی تو جب حضور کے ادنیٰ خادموں کی یہ حالت تھی کہ خود فاقہ
کرنے کی کوشش کرتے تھے تو حضور کو کون فقیر کہہ سکتا ہے۔ اور جہاں حضور کی یہ حالت تھی
کہ کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اسکے ساتھ یہ بھی تہا کہ ایک مرتبہ حضرت نے سو اونٹ بھی
اپنی طرف سے ذبح فرمائے تھے۔ اور ایک مرتبہ مسجد میں سونے چاندی کا ڈھیر لگ گیا
حضور نے سب تقسیم فرمادیا اور خود کچھ نہ لیا تو اب یہ شبہ نہ رہا کہ حضور غریب تھے اور
غریب ہونے کی وجہ سے غریبوں کے یہاں تشریف لیجاتے تھے بلکہ آپ بادشاہ تھے
کیونکہ لڑائی اور صلح سب کچھ آپ ہی کے حکم سے ہوتی تھی اور بادشاہ ہونے پر بھی حضور
درزی کے گھر تشریف لے گئے اب ہم کو غریبوں کے گھر جاتے ہوئے بلکہ اُن کے
سلام کا جواب دینے سے بھی ننگ آتا ہے۔ کسی قصبہ میں ایک حجام نے ایک رئیس صاحب
کو السلام علیکم کہدیا تھا تو رئیس صاحب نے اٹھکر ایک چپت رسید کیا اور کہا تو بھی اس
قابل ہوگیا ہے کہ ہم کو السلام علیکم کہے۔ حضرت سلامت کہا کر جب نماز کا وقت ہوا

حضور کے یہاں فقیری کے ساتھ سلطنت بھی تھی

رئیس حجام اور رئیس کی حکایت

تو اُس نے نماز پڑھی اور ختم نماز پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کی بجائے یوں پکار کر کہا حضرت سلامت ورحمۃ اللہ لوگوں نے پوچھا یہ کیا حرکت ہے کہنے لگا کہ آج میں نے فلاں صاحب کو السلام علیکم کہا تھا تو ایک چیت لگا مجھے ڈر ہوا کہ نماز میں فرشتوں کو بھی سلام کیا جاتا ہے اور اُن میں حضرت عزرائیل بھی ہیں اگر کبھی وہ خفا ہو گئے تو میرا دم ہی نکال دینگے۔ تو جب ہمارے رئیسوں کو غریبوں کا سلام لینے سے بھی عار آتی ہے تو کھانا پینا تو بڑی بات ہے۔ لکھنؤ کا قصہ ہے کہ وہاں کے ایک عالم ایک سقہ کے گھر تشریف لئے جاتے تھے کہ راستہ میں ایک رئیس ملے پوچھا مولانا کہاں جا رہے ہو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس سقہ نے دعوت کی ہے۔ رئیس نے کہا لاحول ولاقوۃ آپ نے تو لٹیا ہی ڈبودی سقہ کے گھر دعوت کھانے جاتے ہو مولوی صاحب نے کہا ہاں صاحب ٹھیک ہے اور سقہ سے کہا کہ اگر تو ان کو لیچلے تو میں بھی چلتا ہوں ورنہ میں بھی نہیں جاتا وہ ان رئیس کے سر ہوا اور ہاتھ پاؤں جوڑ کر انہیں بھی لیچلا مولوی صاحب نے اس تدبیر سے یہ بات دکھلا دی کہ غریب کتنی خوشامد کر کے دعوت کرتے ہیں اور ان کو کسقدر محبت ہوتی ہے امیروں کو اسکی خبر نہیں ورنہ اگر اُن کو بھی معلوم ہو جائے کہ غریبوں کو اللہ والوں سے اور عالموں سے کتنی محبت ہوتی ہے تو انکو دعوت قبول کر نیمیں مجبور و معذور سمجھیں جیسے وہ رئیس یا تو اعتراض کر رہے تھے لیکن تھوڑی سی خوشامد کرنے سے دعوت قبول کرنے پر مجبور ہو گئے۔ محبت وہ چیز ہے کہ کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہے تو اگر کسی بڑے شخص کو غریب کے گھر پہنچا دے تو کیا تعجب ہے اسکے عجیب غریب اثر ہیں مگر افسوس ہے کہ امیروں کو انکی خبر نہیں کیونکہ لوگوں کو اُن سے محبت ہی نہیں ہے اُن کی اگر تعظیم بھی کرتے ہیں تو ایسی جیسے بھیڑئے کی تعظیم کیا کرتے ہیں یا اگر کھڑے ہوتے ہیں تو ایسے جیسے سانپ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں مگر یہ اپنے غرور کے نشہ میں یوں سمجھتے ہیں کہ ہماری تعظیم کی گئی ہے حالانکہ یہ تعظیم نہیں ہے بلکہ نرا خوف ہے تو چونکہ ان سے کسیکو محبت نہیں ہوتی اس واسطے ان کو محبت کا اندازہ نہیں ہوتا اور اگر کسیکو اُن کے ساتھ بھی محبت ہو تو یہ بھی اُسکے ساتھ وہی برتاؤ کریں جو برتاؤ عالم عوام سے کرتے ہیں غرض وہ عالم اور رئیس جب سقہ کے گھر پہونچے تو دیکھا 19

جزو ۲ حصہ ۲ مسئلہ محبت و تعظیم

دونوں تین سوستے کھڑے ہیں اور انکو دیکھتے ہی سب کے سب تعظیم کے لئے بڑھے رئیس صاحب
نے یہ عظمت اور محبت کبھی عمر بھر بھی نہ دیکھی تھی آخر کھانا آیا تو مولوی صاحب نے سقوں کو
اشارہ کیا انھوں نے نہایت خوشامد سے کھلانا شروع کیا آخر اس رئیس نے یہ حالت دیکھکر کہا
کہ مولانا واقعی میں نے آج دیکھا اور آج مجھکو معلوم ہوا کہ عزت رئیسوں میں جانے سے
نہیں ہے بلکہ غریبوں کے گھر جانے میں ہے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غریبوں
کی دعوت قبول کر لیتے تھے اور حضور نمونہ ہیں ہم سب کو اس کے موافق ہونا چاہیئے اور یہ
وہی حکمت تھی ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا میں کہ انھوں نے اپنی اولاد میں رسول بھیجنے
کے لئے دعا کی کہ رسول ایک نمونہ ہونگے اور نمونہ کو دیکھکر اپنی اصلاح کرنا آسان ہوتی ہے۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی ضرورت کو دیکھکر یہ دعا کی کہ اے رب ہمارے
ان میں رسول بھیجئے۔ بس رسول بھیجنے کی حکمت تو بیان ہوگئی اب صرف یہ مضمون رہگیا
کہ حضورؐ کی کیا حالت تھی اور وہ بہت اہتمام سے بیان کرنے کے لائق ہے اسلئے اسکو
۲۰ کسی دوسرے وقت بیان کر دیا جاوے گا اور اس میں یہ بھی بتلا دیا جاوے گا کہ آجکل
ہم میں دین کا اہتمام نہیں رہا۔ اب خدا تعالے سے دعا کیجئے کہ وہ ہماری اصلاح فرمائیں
اور ہمیں عمل کرنے کی توفیق بخشیں آمین ؁

تمت

سلسلہ تسہیل المواعظ کا تیرہواں وعظ مسمٰے بہ اہتمام دین کی ضرورت ختم ہوا۔ اور
صفحہ ۱۳ سے سلسلہ مذکور کا چودہواں وعظ مسمٰی بہ علم دین کی ضرورت شروع ہے۔

سلسلہ تسہیل المواعظ کا چودہواں وعظ

مسمّیٰ بہ

عِلم دین کی ضرورت

منتخب از (ضرورۃ العلم بالدین) وعظ دوم دعوات عبدیت

حصہ سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ ماثورہ۔ اما بعد ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (ترجمہ) اے رب ہمارے اور بھیجئے اُنمیں ایک رسول جو انہیں میں سے ہو پڑھے ان پر آیتیں آپ کی اور سکھادے اُن کو کتاب و حکمت اور پاک کرے اُن کو آپ قدرت والے ہیں اور حکمت والے ہیں۔

اس آیت کے متعلق یہ مضامین ہیں۔

(۱) یہ وہی آیت ہے جسکی تلاوت جمعہ کے روز کیگئی تھی اور اسکے متعلق کچھ بیان بھی کیا گیا تہا اور اسکا خلاصہ یہ عرض کیا گیا تھا کہ حضرت ابراہیم کے اس دُعا مانگنے کی حکایت سے ہم کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ تمہارے اندر جو یہ عادت ہے کہ دین کی زیادہ فکر نہیں رکھتے اسکی اصلاح کی ضرورت ہے صرف قصہ کے طور پر یہ حکایت بیان نہیں کی گئی بلکہ تم کو اس حکایت سے نصیحت کرنا منظور ہے کیونکہ قرآن شریف میں جتنی بھی حکایتیں ہیں وہ نصیحت

ہی کے لئے بیان کیگئی ہیں اسلئے کہ قرآن شریف کوئی تاریخ کی کتاب نہیں ہے جو اسمیں قصہ کے طور پر حکایتیں بیان کیجائیں بلکہ وہ ایک روحانی طب کی کتاب ہے جسمیں باطنی بیماریوں کا علاج بتایا گیا ہے جب یہ سمجھ میں آگیا تو سمجھو کہ قرآن شریف تاریخ کی کتاب نہیں بلکہ ھدی للناس ہے یعنی آدمیوں کو ہدایت کرنیوالا ہے اور قرآن ھدی للمتقین ہے یعنی پرہیزگاروں کو ہدایت کرنے والا ہے لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ قرآن صرف پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے اور جو پرہیزگار نہیں ہیں اُن کے لئے ہدایت نہیں اس آیت سے اکثر لوگوں کو یہ دھوکا ہوجاتا ہے چنانچہ اسی سفر میں مجھ سے ایک صاحب نے اس شبہ کو دریافت کیا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن صرف پرہیزگاروں کیلئے ہدایت ہے میں نے کہا کہ یہ تو کوئی شبہ کی بات نہیں بلکہ یہ ایک محاورہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ اب جو لوگ متقی پرہیزگار نظر آتے ہیں یہ اسیکی بدولت متقی پرہیزگار بنے ہیں اس جواب سے وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اب مطلب بالکل صاف ہوگیا

[illegible]

۲ تو اس میں کوئی ہیر پھیر کرنے کی ضرورت نہیں صرف یہ دیکھ لینا چاہیے کہ محاورہ میں یہ لفظ کس مطلب کے لئے بولا جاتا ہے اب لوگ محاورہ پر نظر کرتے نہیں اسوجہ سے معنی سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں اسی واسطے ضروری ہے کہ منطق اور فلسفہ کی کتابیں پڑھنے سے پہلے قرآن شریف کو کسی پورے مولوی سے سمجھکر پڑھ لے باقی خود نرا ترجمہ دیکھنے سے قرآن سمجھ میں نہیں آتا مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک وکیل میرے ہاں مہمان ہوئے اُن کے پاس قانون کی کتاب تھی میں نے اُسکو دیکھا اور جو مطلب سمجھ میں آیا اُن کے سامنے بیان کیا وہ کہنے لگے کہ اسکا یہ مطلب نہیں بلکہ اسکا مطلب یوں ہے۔ اب اس سے اندازہ کر لیجئے کہ قانون آدمیوں ہی کی بنائی ہوئی کتاب ہے مگر اسکی اردو عبارت کو بھی ہم خود دیکھکر ٹھیک نہیں سمجھ سکتے بلکہ اس میں بھی اس کی حاجت پڑتی ہے کہ کسی جاننے والے سے سمجھیں تو قرآن شریف تو خدا کا کلام ہے اُسکو نرا اردو ترجمہ دیکھکر کیسے سمجھ سکتے ہیں پس وہ لوگ جو نرے ترجمہ کو دیکھکر قرآن کا مطلب سمجھنا چاہتے ہیں کیسی بڑی غلطی میں ہیں اور پھر غضب یہ ہے کہ ترجمہ بھی وہ دیکھا جاتا ہے جو

[illegible]

ترجمہ کے اعتبار سے صحیح بھی نہیں ہوتا۔ ترجمہ میں یہ ضروری بات ہے کہ قرآن کا مطلب باقی رہے اور آجکل کے ترجموں میں اسکی تو کوشش کرتے ہیں کہ محاورہ کے موافق ہو جائے اسکا بالکل خیال نہیں کیا جاتا کہ قرآن کا مطلب نہ کہیں بدلجائے حالانکہ قرآن کا ترجمہ محاورہ کے موافق ہونا ضروری نہیں لیکن قرآن کے مطلب کا باقی رہنا ضروری ہے پس آپ لوگوں کو اتنا ضرور کرنا چاہیئے کہ جب تک عالموں سے دریافت نہ کرلیں اُسوقت تک کسی ترجمہ کو بھی نہ دیکھیں اور دریافت کرنے کے بعد بھی اپنے دیکھنے پر بس نہ کرو بلکہ کسی سے پڑھ لو یہ صورت ہے قرآن کے صحیح سمجھنے کی غرض یہ ہے کہ اسوقت یہ غلطی عام ہو رہی ہے کہ قرآن کو پڑھتے ہیں لیکن سمجھکر نہیں پڑھتے اسیواسطے شبہے ہوتے ہیں ورنہ کوئی بھی شبہ نہ ہو جیسے کہ آیت ھدی للمتقین (ترجمہ ہدایت ہے واسطے پرہیزگاروں کے) ہی میں یہ سمجھ لیا کہ قرآن صرف پرہیزگاروں کی ہدایت کے لئے ہے اور کسی کیلئے نہیں حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ یہ سب لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے۔

۳ (۲) قرآن نے دو باتوں کا لحاظ رکھا ہے ایک یہ کہ عام طور پر امن وامان رہے کوئی جھگڑا فساد نہ ہو یعنی اس دنیا میں اس طریقہ پر گذر کریں کہ کسی کو دوسرے سے ایذا اور تکلیف نہ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ جو امن قرآن نے سکھلایا ہے کسی قانون نے نہیں سکھلایا لیکن افسوس ہے کہ اسوقت لوگ مسلمانوں کی نسبت لڑائی جھگڑے پسند کرنے کا عیب لگاتے ہیں حالانکہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو مسلمانوں سے زیادہ کوئی قوم صلح پسند کرنے والی نہیں مثال کے طور پر شرع کا ایک حکم بیان کرتا ہوں جمعہ کے متعلق فرماتے ہیں فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض (ترجمہ) جب نماز ہو چکے تو پھیل جاؤ زمین میں یعنی ایک جگہ جمع نہ رہو دیکھئے جو لوگ صرف خدا تعالےٰ کی عبادت کے لئے اور اُنکے سامنے سر جھکانے کے لئے جمع ہوتے تھے ان کو بھی یہ حکم ہو رہا ہے کہ جب اپنا کام کر چکو تو اب ایک جگہ جمع رہنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ فضول جمع رہنے سے اندیشہ ہے کہ کوئی خرابی پیدا ہو جاوے آگے فرماتے ہیں وابتغوا من فضل اللہ (ترجمہ) تلاش کرو فضل خدا کا (یعنی رزق) اس سے مقصود یہ ہے کہ جُدا جدا ہو کر بھی اِدھر اُدھر مارے

مارے نہ پھرو کیونکہ اس میں پھر فتنہ فساد کا ڈر ہے بلکہ حلال رزق کی تلاش میں گھو پھر فرماتے ہیں واذکروا اللہ کثیرا یعنی خدا تعالےٰ کو بہت یاد کرو کیونکہ اصل مقصود یہی ہے کہ خدا تعالےٰ سے نزدیکی حاصل ہو۔ تو حق تعالےٰ کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ مجمع بلا ضرورت نہ ہونا چاہیئے اور اگر کسی ضرورت سے ہو تو ضرورت کے ختم ہو جانے پر سبکو جدا جدا ہو جانا چاہیئے غور کیجئے کہ نمازیوں کا مجمع جسمیں لڑائی جھگڑے کا کچھ اندیشہ نہیں اسکو بھی حکم فرمادیا کہ کام ختم کرکے جدا جدا ہو جاؤ کیونکہ خدا تعالےٰ جانتے ہیں کہ انسان ضعیف ہے عجب نہیں کہ فضول بیٹھے رہتے میں تُوتُو مَیں مَیں ہو جائے اگرچہ جُوتی پیزار نہ ہو۔ غرض ایک تو قرآن میں امن وامان کی رعایت ہے دوسرے خدا تعالےٰ کی رضامندی پر چلنے کی۔ ان دو باتوں کے سوا اگر کوئی تیسرا مسئلہ آگیا ہے وہ اسکے تابع ہو کر آیا ہے تو معلوم ہوا کہ قرآن میں ان دونوں کے سوا اور کوئی مسئلہ نہ ڈھونڈھنا چاہیئے۔ اسی طور پر اگر حکاتیں قرآن میں ہیں تو وہ بھی ان ہی کی خادم بنا کر ذکر کیگئی ہیں کہ فلاں قوم نے یہ بُرا کام کیا تھا تو ان کو یہ سزا ملی اور فلاں قوم نے یہ اچھا کام کیا تھا ان کو یہ انعام ملا ہم اگر ایسا کریں گے تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا اگر بُرا کام کرینگے سزا ملیگی اچھا کام کرینگے انعام ملے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکایتوں سے نصیحت مقصود ہے چنانچہ اس مقام پر بھی یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا نقل فرمائی ہے جس سے یہ معلوم ہوا کہ دین کی فکر رکھنا نہایت ضروری ہے جسکا اس آیت میں پوری طرح بیان کیا گیا ہے ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ اے ہمارے رب ہماری اولاد میں سے ایک رسول پیدا کر کہ وہ انکو تیری آیتیں سُنا وے اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھا وے اور ان کو پاک کرے اس حکایت کے نقل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اے سننے والو سمجھ جاؤ کہ ضروری چیزیں یہ ہیں جنکا خیال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا اور ان کو ضروری سمجھکر ہم سے دعا کی اب سمجھنا چاہیئے کہ وہ ضروری چیزیں کیا ہیں سو وہ تین چیزیں ہیں ایک تو تلاوت یعنی خدا تعالےٰ کی آیتیں پڑھکر سُنانا دوسرے تعلیم یعنی خدا کی کتاب سکھانا تیسرے تزکیہ یعنی بُری باتوں سے پاک کرنا۔ اور حقیقت میں یہ تینوں لفظ ایک ہی چیز کا بیان کر رہے ہیں جسکو دین کہتے ہیں

(باقی آئندہ)

زانی محصن و غیر محصن کی سزا میں فرق کی وجہ

محصن کی حد سنگساری اور غیر محصن کی حد درّے لگانا ہے اور محصن وہ ہے جس میں یہ صفات ہوں۔ آزاد، مسلمان، عاقل، بالغ اُسنے کسی عورت سے صحیح نکاح کیا ہو اس سے ہمبستر بھی ہوا ہو اور وہ عورت بھی انہیں صفات سے موصوف ہو اور رجم میں ان شرائط کا ہونا اسلئے مقرر ہوا کہ رجم سزا نے شدید ہے اور ان صفات میں نعمت مزید ہے چنانچہ ظاہر ہے تو بلا ئل نعم کے ساتھ جرم کا ارتکاب عقوبت شدید کا موجب ہونا چاہیے۔

دوسرے یہ کہ یہ اُمور خاص طور پر زنا سے مانع ہیں چنانچہ عقل کا مانع ہونا کون نہیں جانتا اسیطرح بلوغ سے عقل کا کمال ہوتا ہے اسلام خود فواحش سے زاجر ہے آزاد آدمی نکاح صحیح پر اپنے اختیار سے قادر ہے اور نکاح صحیح کے بعد وطی پر قادر ہے اور وطی سے سیری ہوجاتی ہے اور حلال سے سیر ہوجانا حرام سے خود مانع ہے اور عورت میں ان صفات کا ہونا اسلئے شرط ہے کہ سیری اس وطی سے ہوتی ہے جو مرغوب ہو اور یہ صفات رغبت کی تکمیل ہیں کیونکہ مجنونہ کی صحبت سے نفرت ظاہر ہے اور نابالغہ کو چونکہ خود رغبت کم ہوتی ہے اسلئے اسکی طرف مرد کو بھی کم رغبت ہوتی ہے اور مملوکہ کی صحبت میں اسلئے بے رغبتی ہوتی ہے کہ اندیشہ اولاد کے غلام ہونے کا ہوتا ہے اور کافر عورت سے بھی بوجہ اختلاف دین کے رغبت کم ہوتی ہے اور جانبین میں ان صفات کے ہونے سے نعمت اور رغبت منکوحہ کامل ہے اور دونوں بالغ قوی ہیں ارتکاب جرم سے پھر بھی ارتکاب کرنا موجب ہوگا عقوبت شدیدہ کا اور وہ رجم ہے اور ان صفات کے نہ ہونے سے موانع اتنے قوی نہیں گو موانع اسوقت میں کیا اسلام اور عقل و بلوغ مانع نہیں ہے موانع کے ہونے کے سبب تو عقوبت مشروع ہوتی اور انکے اس درجہ قوی نہ ہونے سے وہ عقوبت خفیف ہوتی اور وہ درے لگنا ہے

(من الہدایہ ملخصا)

چوری کی سزا میں چور کے ہاتھ کاٹنے اور زنا کی سزا میں شرمگاہ نہ کاٹنے کی وجہ

چور کی سزا میں چور کا ہاتھ کاٹنا اور زنا کی سزا میں زانی کی شرمگاہ نہ کاٹنا خدا تعالےٰ کی

نہایت حکمت و مصلحت پر مبنی ہے کیونکہ خدا تعالےٰ کی حکمت اور اسکی رحمت اور اسکی مخلوق کی مصلحت میں جائز نہیں ہے کہ ہر مجرم کا وہی عضو کاٹا جاوے جس سے اس نے گناہ کیا ہو کیونکہ اسطرح ہر ایک بدنظری کی آنکھ نکالی جاتی اور بُری بات کے سننے والے کے کان کاٹے جاتے اور ہر بدزبانی کرنے والے کی زبان کاٹنی پڑتی اور ہر ایک ظلم سے طمانچہ مارنے والے کے ہاتھ کاٹے جاتے اور اس طرح کی سزا میں جو زیادتی و تجاوز کرنا پڑتا وہ پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ اس میں عدم لحاظ مراتب ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ کے اسمائے حسنیٰ اور اسکی صفات عالیہ اور اسکے افعال حمیدہ اس امر کو نہیں چاہتے کیونکہ حد مقرر کرنا محض امن ہی کے لئے نہیں ہے ورنہ اگر اس امر کا ارادہ ہوتا تو مجرم کو قتل کرنا ہی لازم ہوتا حد مقرر کرنے سے مقصود خود مرتکب کو گناہ پر توبیخ وزجر کرنا اور سزا دینا اور آئندہ کے لئے عبرت دلانا منظور ہے اور دوسروں کے لئے یہ بھی کہ حدود سے لوگ ظلم و زیادتی کرنے سے رُک جائیں اور دوسرے آدمی ایک کی سزا سے عبرت پکڑیں اور نیز یہ بھی کہ مجرم عذاب دنیا سے خالص توبہ کی طرف رجوع کرے اور یہ بھی کہ حد کی سزا سے
انسان کو عذاب آخرت یاد آجاوے اور مصالح بنی آدم کو سمجھکر بھی آئندہ بدیوں سے باز آجاوے ۳۴
اور یہ مصالح قطع اعضاء کو مقتضی نہیں مطلق سزا کو مقتضی ہیں۔ پھر یہ بات کہ چور کے لئے قطع ید کیوں تجویز کیا سو اس میں ایک اور بات ہے وہ یہ کہ چور چوری پوشیدہ طور پر کرتا ہے۔ جیسا کہ سرقہ کا لفظ خود اس پر دلالت کرتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں شخص کی طرف چوری سے دیکھتا ہے جبکہ وہ اسکو خفیہ نظر سے دیکھتا ہو اور نہ چاہتا ہو کہ اسکو کوئی معلوم کرے سو چوری کا کرنے والا پوشیدہ اور خائف رہتا ہے کہ مبادا اس سے کوئی واقف ہو تو ماخوذ ہو جاوے اور جب وہ کوئی چیز اٹھاتا ہے تو اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے بھاگنا اختیار کرتا ہے اور اس بھاگنے میں قوت ہاتھوں اور پاؤں سے ہوتی ہے کیونکہ دونوں ہاتھ انسان کے لئے ایسے ہیں کہ جیسا پرندہ کے لئے اڑنے کے دو بازو ہوتے ہیں اور پاؤں کا دخل بھاگنے میں ظاہر ہے پس چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا اسکی بازو کی قوت کو کوتاہ کرنے اور دوبارہ چوری کرے تو اسکو بآسانی پکڑنے کے لئے ہے جب پہلی دفعہ چوری کرے تو اسکا ایک بازو کاٹا جاوے تاکہ اسکی دوڑ دھوپ میں کمزوری واقع ہو جاوے پھر دوسری دفعہ

چوری کرے تو اس کا ایک پاؤں قطع کیا جاوے تاکہ اس کے بھاگنے میں زیادہ کمزوری ہوجاوے اور کوئی بھی اس کو بھاگنے نہ دے اور اس کے بعد تیسری اور چوتھی بار میں چوری کرنا اس کا نادر ہے اسیطرح پھر قطع سزا میں تجویز نہیں کیا گیا۔ اگر نادر ًا ایسا کرے محبوس کیا جاوے تاکہ لوگ اس کے دُکھ سے آرام پائیں اور زانی کی شرمگاہ سزا میں اس لئے نہیں قطع کی جاتی کہ زانی تو سارے بدن کے ساتھ زنا کرتا اور تمام بدن سے لذت لیتا اور قضائے شہوت کرتا ہے اور زنا کا فعل اکثر زانیہ کی مرضی ورضا پر بھی ہوتا ہے وہ اس امر سے نہیں ڈرتا جس سے چور ڈرتا ہے یعنی طلب کرنے اور ڈہونڈنے سے اسلئے زنا میں غیر محصن کے سارے بدن کو درے لگانے اور محصن کو تمام بدن کو سنگسار کرنے کی سزا دیجاتی ہے باقی یہ کہ اس میں سنگساری تجویز ہی نہ ہوتی صرف دُرّوں پر کفایت کیجاتی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ چونکہ زنا سے نسب ملجاتے ہیں اور نسب ملجانے سے تعارف وشناخت اور دین کے زندہ کرنے کی امداد باطل ہوجاتی ہے اور اس میں ہلاکت کشت وتباہی نسل انسانی لازم آتی ہے پس زنا اکثر امور میں قتل سے ۳۵
مشابہت رکہتا ہے لہذا اسکی بعض صورتوں میں قصاص سے توبیخ وتنبیہ کی گئی تاکہ ایسا فعل کرنے سے اور لوگ رُک جاویں اور دُنیا میں امن واصلاح ہو کیونکہ اصلاح سے انسان عبادات الٰہی کی طرف رغبت کرتے ہیں اور عبادات الٰہی نعمائے اخروی حاصل کرنیکا ذریعہ ہیں۔
نیز زانی کی شرمگاہ کو قطع کرنے میں اسکو آئندہ نسل سے محروم ٹھیرانا لازم آتا ہے اور یہ امر خدا تعالےٰ کی حکمت ومصلحت کے برخلاف ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے چاہتا ہے کہ لوگوں کی اولاد وذریت انکی عورات سے بکثرت پیدا ہو اور قطع شرمگاہ سے قطع نسل لازم آتا تھا لہذا یہ امر مشروع نہ ہوا نیز زانی کی شرمگاہ قطع کرنے میں بے ستری بھی ہے اور یہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ سارے بدن سے جرم زنا کا مرتکب ہوتا ہے تو پھر سارے جسم کو چھوڑ کر ایک عضو کو سزا دینا خلاف عدل تہا لہذا عدل اس امر کا مقتضی ہوا کہ زانی کے سارے جسم کو سزا دیجائے۔

شراب خواری زنا لواطت سرقہ میں کفارہ مقرر نہونے کی وجہ

حضرت ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ما کان من المعاصی محرم الجنس کالظلم والفواحش

فان الشارع لم يشرع له كفارة لعل لا كفارة في الزنا وشرب الخمر وقذف المحصنات
والسرقة وليس ذلك تخفيفا من مرتكبها بل لان الكفارة لا تعمل في هذا الجنس من المعاصي
وانما عملها فيما كان مباحا في الاصل وحرم لعارض كالوطي في الصيام والاحرام۔ ترجمہ جو گناہ حرام کی جنس سے ہوں مثلاً ظلم اور امور فاحشہ انکے لئے شارع نے کوئی کفارہ مقرر و مشروع نہیں فرمایا اسلئے زنا شراب خوری محصنہ عورتوں کو تہمت لگانے اور چوری کرنے میں کوئی کفارہ مشروع نہیں ہوا اور ان گناہوں کا کفارہ مشروع نہ ہونا انکے ارتکاب کرنیوالوں سے تخفیف نہیں ہے بلکہ نہیں کفارہ اسلئے مشروع نہیں ہوا کہ اس جنس کے گناہوں میں کفارہ اثر نہیں کرتا کفارہ کا اثر وہاں ہے کہ جو امور در اصل مباح ہو اور کسی عارضی سببسے حرام ہو جاوے مثلاً ماہ رمضان و حالت احرام میں جماع کرنے سے کفارہ لازم آتا ہے مگر اور عنوان صدر کے گناہ فی نفسہ کبائر اور بڑے سخت گناہ ہیں اسلئے ان میں سزا ہی ہے کفارہ نہیں۔

۴۶ حالت حیض میں عورت سے جماع کرنے میں کفارہ اور عورت کی دبر میں جماع کرنے سے عدم کفارہ کا راز

عن ابن مسعودؓ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی الذی یاتی امراتہ وھی حائض قال یتصدق بدینار او بنصف دینار۔ ترجمہ۔ اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت سے حالت حیض میں جماع کرے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دینار یا آدھا دینار بطور کفارہ صدقہ دیدے (ابن ماجہ) ہم قبل ازیں اوپر لکھ چکے ہیں کہ وہ امور جو در اصل مباح ہیں مگر کسی عارضی امر سے حرام ہو جاویں انکا ارتکاب ایسی عارضی حالت میں موجب کفارہ ہے سو حالت حیض میں جماع کا حرام ہونا عارض حیض سے ہے لہذا اس میں کفارہ مقرر ہوا اور یہ امر موافق قیاس ہے اور دبر میں عورت سے جماع کرنے میں کفارہ اسلئے مقرر نہیں ہوا کہ یہ امر کبھی مباح نہیں ہوا پس کفارات میں شارع کا یہی طریق ہے کہ جو امور مباح ہیں اور کسی عارضی امر سے حرام ہو جائیں ان میں کفارات نہیں اور جو امر مدام حرام ہیں ان میں حدود و تعزیرات ہیں اور یہ امر نہایت

مطابق حکمت و مصلحت کے ہے۔

قتل میں دو گواہ اور زنا میں چار گواہ مطلوب ہونیکی وجہ

قتل میں دو گواہ پر اکتفا کرنا اور زنا میں چار گواہ مانگنا نہایت حکمت و مصلحت الٰہی پر مبنی ہے کیونکہ شارع کا مقصود قصاص و حد زنا میں احتیاط کرنا ہے سو قتل میں تو وہ احتیاط یہ ہوئی کہ اگر قتل میں چار گواہ مطلوب ہوتے تو خونریزیاں بکثرت ہوتیں اور لوگ قتل میں زیادہ دلیر ہوتے۔ اور اکثر مقتولوں کے قاتل قصاص سے بچکر زیادہ خونریزی کا باعث ہوتے اور زنا میں وہ احتیاط یہ ہوئی کہ زنا میں چار گواہ مطلوب ہونے میں اس امر کی زیادہ پردہ پوشی ہے پس زنا کے متعلق ایسے چار گواہ مطلوب ہوئے جو فعل زنا و چشم دید واقعہ زنا ایسے طور سے بیان کریں جس میں احتمال و گمان کا شائبہ نہ ہو ایسا ہی اقرار زنا میں چار بار سے کم اقرار پر اکتفا نہیں کیا گیا کیونکہ اس میں بھی اس امر کی پردہ پوشی میں مبالغہ ہے جسکا اظہار کرنا خدا تعالےٰ کو سخت ناپسند ہے چنانچہ اس امر شنیع و قبیح کی مومنوں میں اشاعت کرنے والے کے لئے خدا تعالیٰ دنیا و آخرت میں عذاب الیم ۳۷
کا ہونا قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے۔

شراب کا ایک قطرہ پینے سے وجوب حد اور کئی سیر بول پینے و گندگی کھانے سے عدم وجوب حد کیوجہ

(۱) یہ امر شریعت اسلامیہ کی خوبیوں سے اور مطابق عقول سلیمہ اور موافق مصالح عامہ کے ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے انسان کی طبیعت میں بول پینے و گندگی کھانے سے جبلی و طبعی نفرت و کراہت رکھی ہے اور یہ طبعی نفرت ہی انسان کو ایسے امور پر اقدام کرنے سے روکنے میں کافی و وافی ہے لہذا اس میں حد کی ضرورت نہ ہوئی اور شراب پینے کے لئے طبیعتوں کے زیادہ تر خواہشمند ہونے سے ان کے لئے سخت سزا کا مقرر کرنا مناسب ہوا تاکہ کم اور بیش ہر مقدار کے شراب پینے سے لوگ رک جائیں یہی وجہ ہے کہ تھوڑی سی شراب پینے سے بھی

اگرچہ وہ نشہ آور نہ ہو حد مقرر ہوئی کیونکہ تھوڑا سا شراب پینا بہت کیطرف داعی ہے۔

(۲) شراب پینے سے جو فساد و ضرر لازم و متعدی ہوتے ہیں وہ بول پینے و گندگی کھانے کی بہ نسبت کئی چند زیادہ ہے لیکن بول پینے یا گندگی کھانے کی مضرت اسی شخص تک محدود رہتی ہے جو پیتا یا کھاتا ہے اور وہ بھی اتنی شدید نہیں جسقدر شراب میں بوجہ زوال عقل شدید ہے۔

حکمت حدود و کفارات

حدود و کفارے اسلئے بھی مقرر ہوئے کہ گناہوں پر زجر و توبیخ لوگوں کو ہوتی رہے جیسا کہ حق تعالٰے فرماتا ہے لیذوق وبال امرہ ترجمہ یعنی تاکہ اپنے کیے کا مزہ چکھے اگر حدود مقرر نہ ہوتے تو سرکش لوگ شرارتوں سے باز نہ آتے اور سرکشی میں بڑھتے کفارا بھی اسی امر کے لیے ٹھیرائے گئے ہیں اور کچھ مصالح حدود کے اوپر بیان ہو چکے ہیں۔

وجہ قصاص ۳۸

قصاص قتل و جنگ و فساد کو باز رکھنے کے لیے قرار دیا گیا ہے خدا تعالٰے فرماتا ہے ولکم فی القصاص حیٰوۃ یا اولی الالباب ترجمہ یعنے اے عقلمند و قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے۔

حرمت قتل کی وجہ

اگر باہمی لڑائیاں لوگوں میں رہیں تو آبادیاں اور شہر خراب اور ویران ہو جائیں اور تمام امور معاش میں خلل پڑجائے اور تمدنی زندگی میں خطرناک تباہیاں و بربادیاں ظاہر ہوں اسواسطے قتل حرام ہوا پس قتل اگر تجویز ہو گا تو کسی بڑے قصاص وغیرہ کی مصلحت کی وجہ سے تجویز ہو گا اور قتل کے علاوہ کبھی دوسرے اسباب بھی ہلاک کے لئے اختیار کیے جاتے ہیں وہ بھی مثل قتل ہی کے حرام ہیں مثلاً کبھی لوگوں میں کینہ کا جوش پیدا ہوتا ہے اور قصاص کا انکو

اندیشہ و فکر ہوتا ہے اسلئے کہانے میں زہر ملا دیتے ہیں یا جادو سے قتل کروا دیتے ہیں یہ بھی قتل کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے قتل تو برملا ہوتا ہے اس سے نجات بھی ممکن ہے لیکن اس سے تو بچنا مشکل ہے سو ایسے امور بھی خرابی تمدن کے سبب اور پبلک میں خلل انداز ہونے کی وجہ سے حرام ٹھیرائے گئے ہیں۔

حرمت سرقہ کی وجہ

معاش کے طریقے خدا تعالے نے اپنے بندوں کے لئے یہ قرار دیئے ہیں کہ مباح زمین سے کوئی چیز حاصل کریں اس میں مویشی چرائیں کہیتی باڑی زراعت تجارت سے معاش پیدا کریں اور اطمینان معاش کے امانت سے شہروں و دیہات میں مذہب کا انتظام کریں اسوجہ سے لازم ہوگا کہ چوری اور غصب سے پرہیز کریں کیونکہ یہ ایسے امور ہیں کہ ان سے تمدن میں خلل آتا ہے اور یہ امن عام میں اختلال کی صورت ہے اسلئے یہ امور خدا تعالی کو پسند نہیں ہیں۔

۳۹

حرمت زنا کی وجہ

اء فاسق و فاجر کا دل ٹٹولا جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ وہ تدابیر نافعہ کے تو معتقد ہیں لیکن انپر نفسانی خواہشیں غالب ہو جاتی ہیں جو ان سے نافرمانیاں کراتی ہیں وہ خوب خوب جانتے ہیں کہ ہم گناہ گار ہیں اور لوگوں کی بہو بیٹیوں سے زنا کرتے ہیں اور اگر کوئی انکی بیوی یا بہن سے ایسی حرکت کرے تو غصہ سے کانپنے لگیں وہ خوب جانتے ہیں کہ لوگوں پر ان برائیوں کا وہی اثر ہوتا ہے اور ایسے اثروں کا ہونا انتظام تمدن کے لئے سخت مضر ہے لیکن باوجود اس جاننے کے خواہشات نفسانیہ انکو اندھا کر دیتی ہیں اور راز اس وجدانی اثر کا یہ ہے کہ تمدن میں بہ نسبت عورتوں کے زیادہ دخل مردوں کو ہوتا ہے اسواسطے بالہام الہی ان میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ ہر شخص کی بیوی دوسرے سے علیحدہ ہو اس میں دوسرا شخص کسی قسم کی مزاحمت نہ کرے اور زنا کی اصل یہی مزاحمت ہے اسلئے یہ خیال اور یہ اثر ہر شخص کا فطری اور وجدانی ہو گیا ہے پس ایک سبب تو حرمت زنا کا یہ امر فطری ہے

اور دوسرا سبب ایک مصلحت عقلی ہے وہ یہ کہ زنا سے خلط نسب ہو جاتا ہے اور نیز وہ قتل اور فساد کا منبع ہے اسلئے بھی یہ طریق نہایت قبیح اور بُرا ہے اسی لئے خدا تعالےٰ اس کے منع کرنے میں فرماتا ہے لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا ۵ ترجمہ یعنی ان اسباب کے نزدیک بھی نہ جاؤ جن سے زنا تک نوبت پہونچے کیونکہ زنا بے حیائی کا کام اور برا طریق ہے کیونکہ اگر یہ راہ نکلے تو مفاسد مذکورہ جو کہ عظیم ہیں لازم آئیں اور اسباب کے نزدیک نہ جانے کا یہ مطلب ہے کہ بیگانہ عورت کو نہ دیکھو اور نہ اسکے حسن و محاسن کی باتیں سُنو جنکو دیکھکر یا سُنکر تمہارے خیالات زنا کی طرف برانگیختہ ہوں اور جن سے زنا تک نوبت پہنچے

حرمت لواطت کی وجہ

ایسی عادت سے نسل انسانی کی بیخکنی ہوتی ہے اس طریق سے گویا انسان نظام الٰہی کو بگاڑ کر اسکے مخالف طریقہ سے قضائے حاجت کرتا ہے اس وجہ سے ان افعال کا بُرا اور مذموم ہونا لوگوں کی طبیعتوں میں جم گیا ہے فاسق فاجر ایسے افعال کرتے ہیں لیکن اسکے جواز کا اقرار نہیں کرتے اگر انکی طرف ایسے افعال کی نسبت کیجائے تو شرم و حیا سے مرجانا گوارا کرتے ہیں ہاں جو منبع فطرت سے ہی جُدا ہوگئے ہوں تو انکو پھر کسی قسم کی حیا باقی نہیں رہتی اور برملا وہ ایسے افعال عمل میں لاتے ہیں۔ ۴۰

حد۔ تعزیر۔ کفارہ میں کیا فرق ہے

حد عربی لفظ ہے اسکے معنے باز رکھنے اور اندازہ کرنے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں کسی گناہ کی سزا دینے کا جو اندازہ خدا نے اسطرح مقرر و معین کر دیا کہ اس میں کسی کی رائے سے کمی و بیشی نہیں ہو سکتی اسکو حد کہتے ہیں مثلاً محصن زانی کو سنگسار کرنا و غیر محصن کو درے لگانا اور چور کے ہاتھ کاٹنا وغیرہ۔

اور تعزیر وہ ہے کہ جس گناہ کی سزا میں خدا تعالےٰ نے کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ اسکی سزا حسب حال زمان و مکان حکام کی رائے پر چھوڑی گئی ہے البتہ اسکے لئے کچھ کلیات

(باقی آئندہ)

دیکھو جو لوگ کہ ایمان پر مستقیم ہوں اُنکے لئے حق تعالےٰ جنت دیتے ہیں تو پس اب سمجھو
مولانا فرماتے ہیں کہ جب طلب کروگے اور طلب ہی میں جان دیدوگے تو یہ استقامت
فی الطلب ہے اور جب استقامت ہوگی تو بشارت جنت ظاہر ہے بس معلوم ہوگیا کہ طلب
کرتے کرتے جان دیدو اور پھر بشارت حاصل کرو اور اسکے پورا ہے پر کان رکھو کہ کس طرف سے
ارشاد اور رہنمائی آواز آتی ہے جدہر سے آواز معلوم ہو اُسی طرف کو روانہ ہوجاؤ انشاء اللہ اگر
دل گواہی دے کہ یہ سچ کہہ رہا ہے تو وہی راہ ہدی ہوگی اور اپنی یہ حالت کرو کہ۔

ہر کجا بوئے خوش آید بو برید — سوئے آن سر کاشنا آں سر ید

یعنی جہاں سے کہ بوئے خوش آوے اُدہر ہی بو لیجاؤ طرف اُسی بہید کے جسکے تم پہلے سے
آشنا ہو مطلب یہ کہ جدہر تمہارا قلب گواہی دے کہ اُدہر راہ ہدایت ہے اسی طرف کو روانہ
ہو جاؤ اور فرماتے ہیں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جسکی کہ اب شناخت کرنا پڑے بلکہ یہ وہ آواز
ہے کہ جسکے تم فطرت سے آشنا ہو اس لئے کہ کل مولود یولد علی الفطرۃ تو حدیث میں موجود ۱۲۹
ہے تو اُس آواز کے آشنا تم جب فطرت سے ہوئے تو وہ کوئی نئی بات نہ رہی لہذا انشاء اللہ
اگر اسی طلب ہوگی تو وہ تم کو ملجاویگی۔

ہر کجا لطفے بہ بینی از کسے — سوئے اصل لطف رہ یابی بسے

یعنی جہاں کہیں کسی میں کوئی خوبی دیکھو تو (اس سے) اصلی خوبی کی طرف بہت راہ یابی ہوسکتی
ہے مطلب یہ کہ جہاں کہیں کوئی خوبی دیکھو تو اس سے اسکے صانع پر استدلال کرو کہ ع
چہ باشد آن نگار خود کہ بندد ایں نگار ہا۔ تو پس جب تم ہر خوبی اور ہر کمال اور ہر صنعت سے
استدلال حق تعالےٰ کی خوبی اور کمال اور صنعت پر کروگے تو یہ خوبی اور یہ کمال غیر اللہ
کا بھی راہبر ہوجاویگا اس لئے کہ۔

این ہمہ جوہا ز دریائیست ژرف — جزو را بگذار و بر کل دار طرف

یعنی یہ تمام ندیاں ایک عمیق دریا سے ہی ہیں تو جزو کو ترک کرو اور کل پر نظر کرو مطلب یہ کہ
چونکہ یہ سب عالم اُسکے ظل ہیں تو اُس اصل کو حاصل کرو اور ان توابع کو ترک کرو جزو سے
مراد تابع ہے ورنہ حق تعالےٰ کے اجزا کب ہیں تو دیکھو ان غیر اللہ کے یہ کمالات بھی
موصل ہو گئے ہیں آگے فرماتے ہیں ۔

زشتہائے خلق بہر خوبیست برگ بے برگی نشان طوبی است

یعنی مخلوق کی برائیاں خوبی کے واسطے ہیں اور بے سامانی کا سامان نشانی بشارت کی ہے
مطلب یہ کہ مخلوق کی جب کوئی بُرائی دیکھو تو اُس سے بھی حق تعالےٰ کے کمال پر نظر کرو
مثلاً مخلوق کے جہل کو دیکھکر علم حق پر نظر کرو اور عجز کو دیکھکر قدرت پر علیٰ ہذا۔ تو پہلے تو خو
خلق سے خوبی خالق پر نظر ہوتی ہے اور اب زشتی خلق سے بھی خوبی خالق پر نظر ہو
گئی ہے بلکہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے اچھے معنی یہی ہیں کہ من عرف نفسہ با
۱۳۷ فقد عرف ربہ بالکمال۔ یعنی جس نے اپنے نقص پر نظر کی اس نے حق تعالےٰ کے کمالا
پر نظر کی تو بس معلوم ہو گیا کہ مخلوق کے حالات اور افعال کو دیکھ کر خالق پر استدلا
کرو تو یہ سارا عالم جو آج حاجب ہے رہنما بنجاوے آگے مولانا فرماتے ہیں۔

خشمہائے خلق بہر مہر حاست از جفائے خلق امید و فاست

یعنی مخلوق کے خشم محبت کے لئے ہیں اور مخلوق کی جفا سے امید وفا کی ہے اسکا مطلب
سے قبل ایک بزرگ کا قول سن لو ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ انسان تارک الد
کبھی نہیں ہوتا بلکہ اول متروک الدنیا ہو جاتا ہے اور یہ اس طرح کہ جس کو حق تعالےٰ بچ
ہیں اُسپر مخلوق کو مسلط فرما دیتے ہیں تو لوگ اُسکو تنگ کرتے ہیں اور یہ پریشان ہوتا
ساری دنیا اس سے بے وفائی کرتی ہے اَب اسکا دل سب کی طرف سے بجھ جاتا ہے
اور کھٹا ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہاں ساری دنیا جب بے وفا ہے تو اُس طرف
ہو جاو تا ہے بس وہ اس دنیا کو ترک کرکے حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے ہے

ترک دنیا ہوتا ہے اسی کو مولانا فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ مخلوق جو خشم کرتی ہے اور جفا کرتی ہے یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے نظر حق تعالٰے کے رحم اور محبت اور وفا پر ہوتی ہے اور انسان طالب حق ہو جاتا ہے تو دیکھو یہاں بھی صفات مخلوق سے صفات حق پر استدلال ہوا آگے بھی یہی مضمون فرماتے ہیں کہ۔

جنگہاے خلق بہر آشتی است ۔۔۔ دام راحت دائما بے راحتی است

یعنی مخلوق کی جنگ صلح (حق) کے لئے ہیں اور راحت کا دام ہمیشہ بے راحتی ہے مطلب یہ کہ مخلوق کی جنگوں سے حق تعالےٰ کی آشتی اور مہربانی پر نظر ہوتی ہے اور ہمیشہ بے آرامی اور تکلیف جالب ہوا کرتی ہے راحت اور آرام کو یہ سب عنوانات مختلف ہیں ورنہ اصل مطلب یہی ہے کہ صفات مخلوق سے استدلال صفات حق پر ہوتا ہے اور دوسرے عنوان سے اسی کو فرماتے ہیں کہ۔

۱۳۱ ## ضرب زدن بہر نوازش را بود ۔۔۔ ہر گلہ از شکر آگہ میکند

یعنی مارنا نوازش کے لئے ہوتا ہے اور ہر گلہ شکر سے آگاہ کرتا ہے مطلب یہ کہ دیکھو یہاں بھی ایک شئے سے دوسری پر استدلال ہوتا ہے اور جب انسان کو کوئی کلفت ہوتی ہے اسکے بعد وہ شکر حق کرتا ہے تو یہ شکر اس کلفت ہی کی وجہ سے کیا تو دیکھو اس نے اسطرف رہبری کردی آگے بطور حاصل کے فرماتے ہیں کہ۔

بوے بر از جزو تا کل اے کریم ۔۔۔ بوے بر از ضد تا ضد اے حکیم

یعنی اے کریم جزو سے کل تک بو لیجاؤ اور ایک ضد سے دوسری ضد تک اے حکیم مطلب یہ کہ ایک ضد سے دوسری ضد پر استدلال کرو اور تابع سے متبوع پر استدلال کرو تو پھر یہ سارا عالم جو کہ اب حاجب ہے رہنمائے راہ حق ہو جاوے گا آگے اسکی ایک نظیر لاتے ہیں کہ۔

چون عصا در دست موسیٰ گشت مار جملہ عالم را بدین سان مے شمار

یعنی جیسے کہ عصا دست موسے میں سانپ بنگیا تم سارے عالم کو اسیطرح گنو مطلب یہ کہ دیکھو
جماد میں اور زندہ شے میں تو تضاد ہے مگر وہ عصا موسے جو کہ جماد محض تھا زندہ ہو گیا اور سانپ
بنگیا اور ہادی بنگیا تو اسیطرح تم تمام عالم کو سمجھو کہ اگرچہ بظاہر جماد معلوم ہوتا ہے مگر اس اعتبار
سے کہ وہ موصل الی الحق ہو سکتا ہے وہ حی ہے تو جب ایک ضد سے دوسری ضد بن سکتی
ہے تو اور جگہ کیوں بعید سمجھتے ہو آگے دوسری نظیر اسکی فرماتے ہیں کہ۔

جنگہا مے آشتی آرد درست مارگیر از بہر بازی مار جُست

یعنی لڑائیاں صلح کو لاتی ہیں درست سپیرے نے کھیل کے لئے سانپ کو تلاش کیا مطلب
یہ کہ دیکھو جنگ و صلح دو ضد ہیں مگر ایک سے دوسری پیدا ہوتی ہے کہ ایک سے لڑائی ہوتی او
۱۳۲ دوسری سے صلح ہوتی ہے اور دیکھو کہ تفریح اور ہلاکت دونوں ضد ہیں مگر سپیرا اپنے کو
ہلاکت میں ڈالتا ہے تاکہ اوروں کو تفریح حاصل ہو یہ سب بھی آپس میں اضداد ہیں۔

بہر بازی مار جوید آدمی غم خورد بہر امید بے غم

یعنی آدمی کھیل کے لئے سانپ کو تلاش کرتا ہے اور بے فکری کے واسطے فکر میں پڑتا۔
اسلئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ پیسے ملیں گے اُس سے بے فکر ہو کر کھاؤنگا تو دیکھو غم اور بے غمی
اضداد ہیں مگر ایک سے دوسری حاصل ہوتی ہے تو اسیطرح صفات مخلوق سے صفات ح
پر استدلال کرو آگے پھر قصہ میں جوڑ لگاتے ہیں کہ۔

او ہمے جستے یکے مار شگرف گرد کوہستان در ایام برف

یعنی وہ سپیرا ایک بہت بڑا سانپ اُس کوہستان کے گرد ایام برف میں تلاش
کررہا تھا۔

اژدہائے مُردہ دید آنجا عظیم کہ دلش از شکل او شد پُر زبیم

یعنی اُس جگہ ایک بڑا اژدہا مردہ دیکھا کہ اس کا دل اسکی شکل سے خائف ہوا مطلب یہ کہ اسقدر بڑا اژدہا تھا کہ یہ سپیرا اسکی صورت دیکھ کر ڈر گیا۔

مارگیر اندر زمستان شدید مار مے جُبست اژدہائے مردہ دید

یعنی سپیرا اُس شدید جاڑے میں سانپ کو تلاش کر رہا تھا تو ایک مردہ اژدہا اُس نے دیکھا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

مارگیر از بہر حیرانی خلق مارگیر وانیست نادانی خلق

یعنی سپیرا لوگوں کی حیرت کے لئے سانپ پکڑتا ہے یہ مخلوق کی عجیب نادانی ہے مطلب یہ کہ مارگیر جو سانپ پکڑتا ہے تو اس لئے تاکہ لوگوں کو حیرت میں ڈالے تو تعجب کی بات ہے کہ لوگ حیرت میں پڑتے ہیں اس لئے کہ۔ ۳۳

آدمی کوہ است چون مفتون شود کوہ اندر مار حیران چون شود

یعنی آدمی تو ایک پہاڑ ہے وہ کیونکر مفتون ہوتا ہے اور پہاڑ سانپ میں کسطرح حیران ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کی مثال ایک پہاڑ کی سی ہے کہ اُسکے اندر سانپ بھی لاکھوں ہوتے ہیں اور سبزے بھی ہوتے ہیں اشجار بھی ہوتے ہیں اسیطرح انسان میں بھی خصائل حمیدہ و رذیلہ سب طرح کے ہوتے ہیں پھر اگر پہاڑ کسی سانپ کو دیکھکر حیرت کرے تو تعجب کی بات ہے اسلئے کہ اسکے اندر تو ایسے بہت سے ہیں تو اسیطرح انسان اگر ان ظاہری سانپوں کو دیکھکر حیرت کرے تو تعجب ہے اسلئے کہ اسکے اندر تو خود لاکھوں سانپ بھرے پڑے ہیں وہ ان کو دیکھے وہ اسکو کیا دیکھ رہا ہے۔

خویشتن نشناخت مسکین آدمی از فزونی آمد و شد در کمی

یعنی مسکین آدمی نے اپنے کو پہچانا نہیں یہ فرونی سے آیا اور کمی میں ہوگیا مطلب یہ کہ پیدا تو ہوا فطرت پر اور یہاں آکر دنیا میں پھنس گیا۔

خویشتن را آدمی ارزان فروخت بود اطلس خویش بر دلق دوخت

یعنی آدمی نے اپنے کو بہت ارزاں فروخت کر دیا یہ تو اطلس تھا مگر اسنے اپنے کو گدڑی پر سی دیا اسلئے کہ کمینے دنیا کے بدلے میں اپنے تمام ملکات حسنہ کو کھو دیتا ہے اس کی تو یہ حالت ہے کہ۔

صد ہزاران مار کہ حیران اوست او چرا حیران شدست و مار دوست

یعنی لاکھوں پہاڑ اور سانپ تو اُس میں حیران ہیں تو وہ کیوں حیران اور سانپ کا دوست بنا ہے مطلب یہ کہ چونکہ قرآن شریف میں ہے ولقد کرمنا بنی آدم تو تمام عالم اس انسان کو دیکھکر حیران ہے کہ اللہ اکبر یہ کیا چیز ہے مگر افسوس اور حیرت اسلئے ہے کہ یہ اوروں کو دیکھکر کیوں ۱۳۴
حیران ہوتا ہے اسکو تو چاہیئے تہا کہ خود اپنے اندر نظر کرتا آگے پھر اس مارگیر کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

مارگیر آن اژدہا را بر گرفت سوئے بغداد آمد از بہر شگفت

یعنی سپیرے نے اُس اژدہا کو پکڑ لیا اور تعجب کے واسطے بغداد کی طرف لایا یعنی بغداد میں لایا تا کہ لوگ اسکو دیکھکر تعجب کریں۔

اژدہائے چون ستون خانہ مے کشیدش از پئے دانگانہ

یعنی ایک اژدہا شل گھر کے ستون کے اور وہ اسکو چند پیسوں کے لئے کھینچ رہا تہا اور اسکا قصہ یہ تہا کہ لوگوں سے کہے گا۔

کاژدہائے مُردہ آوردہ ام در شکارش من جگر ہا خوردہ ام

یعنی ایک اژدہا مردہ لایا ہوں اور اسکے شکار میں میں نے جگر کھائے ہیں یعنی بڑی محنت کی ہے۔

او ہمے مُردہ گمان بُردش ولیک زندہ بود و او ندیدش نیک نیک

یعنی وہ اسکو مردہ گمان کرتا تہا لیکن وہ زندہ تہا اور اس نے اُسے اچھی طرح نہ دیکہا تہا۔

او ز سرما ہا و برف افسردہ بود زندہ بود و شکل مُردہ مینمود

یعنی وہ سردی کی اور برف کی وجہ سے ٹہٹہرا ہوا تھا زندہ تھا اور مُردہ کی شکل دکہائی دیتا تھا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

عالم افسردہ است نام او جماد جامد افسردہ بود اے اوستاد

یعنی عالم افسردہ ہی ہے اور نام اسکا جماد ہے تو جامد (لغت میں) افسردہ ہی ہوتا ہے ۱۳۵
اجی اوستاد جی مطلب یہ کہ دیکھو عالم بھی تمام زندہ ہے اور اسکو جماد کہتے ہیں اور اس کو مردہ خیال کرتے ہیں مولانا لطیفہ فرماتے ہیں کہ عالم کو جو جماد کہتے ہیں تو جامد کے معنی بھی افسردہ ہی کے ہیں۔ تو مانتے تو سب ہیں کہ افسردہ ہے مردہ نہیں مگر سب غافل ہیں اہل کشف نے صراحۃً لکہا ہے کہ تمام عالم میں جسقدر اشیاء ہیں سب میں حیات ہے کیا درخت اور کیا دیوار اور زمین اور کیا آسمان اور اسی لئے یہ حضرات نصوص و احادیث میں تاویل نہیں کرتے اہل ظاہر تو تاویل کرتے ہیں اور معتزلہ انکار کرتے ہیں مگر یہ حضرات تمام نصوص کو اُنکے اصلی معنی پر رکہکر تسلیم کرتے ہیں اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ان لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا ہے پھر انکی کسطرح تکذیب کر دیں اور یہ آنکھوں کا دیکھنا ایسا متواتر ہے کہ اسکا بھی انکار نہیں ہو سکتا سیکڑوں قصے ہیں کہ بزرگوں سے گھر نے باتیں کیں درخت بولا بلکہ خود احادیث میں جو قصے ہیں اور قرآن میں جو آتیں ہیں ان میں بھی تاویل کی ضرورت نہیں ہے اسلئے کہ یہ تو معلوم ہو ہی گیا کہ یہ چیزیں بول سکتی ہیں بات کر سکتی ہیں تو پھر اگر یہ موافق

آیت قرآن کی تسبیح لسانی کرتی ہوں تو کیا حرج ہے اور موافق احادیث کے اگر جمادات بولے ہوں یا موافق حدیث ہذا جبل یحبنا ونحبہ کے اسکو محبت ہو تو کیا حرج ہے مگر ہم کو نہ معلوم ہو تو اس سے اُنکا عدم تو لازم نہیں آتا اسلئے کہ قاعدہ ہے کہ عدم علم مستلزم علم عدم کو نہیں ہے تو یہ ساری چیزیں مُردہ معلوم ہوتی ہیں مگر ایک دن وہ آویگا کہ یہ سب زندہ ہونگی آگے اس وقت کو بتاتے ہیں۔

باش تا خورشید حشر آید عیان تا ببینی جنبش جسم جہان

یعنی ذرا ٹھیرے رہو تاکہ خورشید حشر ظاہر ہو جاوے اور تم جسم جہاں کی جنبش کو دیکھو مطلب یہ کہ جسطرح یہ اژدہا گرمی آفتاب سے زندہ ہوگیا اور اس نے جنبش شروع کردی تو اسیطرح جب آفتاب حشر ظاہر ہوگا اس روز یہ جسم عالم بھی سارا جنبش کریگا اور سب زندہ ہو جاوےگا جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پیر بولیں گے بلکہ قرب قیامت میں تمام اشیاء
بولنے لگیں گی تو پھر قیامت میں تو سب زندوں کی طرح بولیں گی اور صاحب سچ یہ ہے کہ ۱۳۶
ان کے شعور کا انکار ہی ذرا مشکل ہے یہ تو یقیناً ثابت ہے کہ ان کو شعور ہے آگے شعور ہونیکے نظائر فرماتے ہیں کہ۔

چون عصائے موسیٰ اینجا مار شد عقل را از ساکنان اخبار شد

یعنی جیسے کہ عصا موسےٰ اس جگہ سانپ بنگیا اور ساکنین عالم کی عقل کے لئے اخبار ہوگیا تو دیکھو اس میں شعور تھا جب تو دست موسےٰ علیہ السلام کو پہچانتا تھا اور صرف اُن کے ہاتھ سے تو سانپ بنتا تھا دوسروں کے ہاتھ سے نہ بنتا تھا اور پھر سانپ بنکر لوگوں کو ہدایت کا سبب بنتا تھا گویا کہ خود ہی ہدایت کرتا تھا اور ہدایت کا کام زندہ کا ہے تو دیکھو اسکے اندر خواص زندوں کے موجود تھے آگے اور فرماتے ہیں کہ۔

پارۂ خاکے ترا چون زندہ ساخت خاکہا را جملگی باید شناخت

(باقی آئندہ)

الحديث حديث شغل رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد انفراغ عن الصلوة ثوب ابي جهم اذ كان عليه اعلام شغلت قلبه تقدم في الصلوة قلت والحديث اخرجه الستة الا الترمذي كما في التيسير ولما لم استقر على موضع تقدمه في الصلوة وفي رواية مالك وابي داؤد كنت انظر اليها وانا في الصلوة فاخاف ان تفتنني۔ **ف** فيه صون القلب عن المشوشات۔

الحديث اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله تعالى الترمذي من حديث ابي سعيد وقال غريب **ف** فيه اصل للفراسة وهي نوع من الكشف وقد

حدیث جس میں وہ قصہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوکر ابوجہم کا کپڑا اس لئے اتار دیا کہ اوس میں پھول بوٹے تھے جس نے آپ کے قلب کو مشغول کر دیا (یعنی مشغولی کے قریب کر دیا جیسا آگے آتا ہے) یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں گذر چکی ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو اصحاب ستہ نے (جنہیں بجائے ابن ماجہ کے امام مالک آئے ہیں) بجز ترمذی کے روایت کیا ہے جیسا کہ تیسیر میں ہے اور اسی لئے کتاب الصلوۃ میں اوس کا موقع میں نے تلاش نہیں کیا اور مالک اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ میری نظر نماز میں اوسکی طرف جاتی تھی مجکو اندیشہ ہوا کہ مجکو مشغول نہ کر دے (گو اسکی نوبت نہیں آئی) **ف** اسمیں قلب کو اسباب تشویش سے محفوظ رکھنے کا مضمون ہے۔

۶۵

حدیث مومن کی فراست سے ڈرو (ڈرنا یہ کہ

پیش اہل دل نگہدارید دل
تا نباشید از گمان بد خجل۔

کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے ابوسعید کی حدیث سے اور اسکو غریب کہا ہے **ف** اس حدیث میں اصل ہے فراست کی اور وہ ایک قسم کا کشف ہے اور عبارت

من القوم ۱
من لم يؤت
حظا منه
وحكمه
حكم الكشف
الحديث اختصم علي وجعفر
وزيد بن حارثة في ابنة
حمزة فقال لعلي انت مني
وانا منك فحجل وقال لجعفر
اشبهت خلقي وخلقي فحجل
وقال لزيد انت اخونا ۴۶
ومولانا فحجل ابو داؤد من
حديث علي باسناد حسن
وهو عند البخاري دون حجل
في الاحياء والحجل هو الرقص
وذلك يكون لفرح اوشوق
قلت لم اجد هذا اللفظ
في سنن ابي داؤد ولا مراسيله
نعم اورده الحافظ في الفتح
باب عمرة القضاء مانصه
وفي حديث علي عند احمد

صوفیہ میں کوئی شاذ و نادر ہوگا جسکو اس میں سے کچھ نہ کچھ حصہ نہ دیا گیا ہو اور وہ بھی مثل کشف کے حجت شرعیہ نہیں (گو غلط کم ہوتا ہے جیسے ایک شخص کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو مگر شہادت تنہا اسکی حجت نہیں)

حدیث حضرت علی اور حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ نے حضرت حمزہ کی لڑکی میں (کہ کون پرورش کرے) باہم اختلاف کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (سب کی اس طرح تسلی فرمائی کہ) حضرت علی سے (تو یہ) فرمایا کہ تم میرے اور میں تمہارا وہ (ایک خاص کیفیت پر) رقص کرنے لگے اور حضرت جعفر سے فرمایا تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو وہ بھی رقص کرنے لگے اور حضرت زید سے فرمایا تم ہمارے بھائی اور دوست ہو وہ بھی رقص کرنے لگے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے حضرت علی کی حدیث سے اسناد حسن کے ساتھ اور یہ حدیث بخاری کے پاس بھی ہے اوسمیں حجل نہیں ہے اور احیاء میں ہے کہ حجل رقص کو کہتے ہیں اور فرح یا شوق سے ہوتا ہے میں کہتا ہوں مجکو یہ حدیث اس لفظ سے سنن ابو داؤد میں ملی

وکذا مرسل الباقر فقام جعفر فحجل
حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
دار علیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ما ھذا قال ھذا شئ
رایت الحبشۃ یصنعونہ بملوکھم
وفی حدیث ابن عباس
ان النجاشی کان اذا رضی
احدا من اصحابہ قام
فحجل حولہ وحجل بفتح
المھملۃ وکسر الجیم وقف
علی رجل واحدۃ وھو الرقص
بھیئۃ مخصوصۃ وفی
حدیث علی المذکور
ان الثلاثۃ فعلوا ذلک اھ
وفی القاموس حجل رفع
رجلا وتربث فی مشیتہ
وفیہ ف نزا فیہ
اصل رقص اھل الوجد
لفرح او شوق ولو
من غلبۃ اضطرارا اذا لم یکن من غرض
فاسد من الریاء ونحوہ

اور راویوں کی مراسیل میں البتہ حافظ ابن حجر نے
فتح الباری کے باب عمرۃ القضا میں اس طرح ذکر
کیا ہے کہ حضرت علی کی حدیث میں امام احمد کے نزدیک اور
اسی طرح مرسل امام باقر میں ہے کہ حضرت جعفر کہڑے ہوئے
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد رقص کیا اور
اونکے گرد پہرے جیسے کوئی قربان ہوتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یہ کیا بات ہے اونھوں نے عرض کیا کہ یہ ایک شئ ہے جو میں نے
حبشیوں کو اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے دیکھا ہے اور
ابن عباس رض کی حدیث میں ہے کہ نجاشی (شاہ
حبشہ) جب اپنے تابعین میں کسی سے خوش
ہوتا تو وہ شخص اوٹھکر نجاشی کے گرد گھومتا ہوا
رقص کرتا اور حجل بفتح حاء وکسر جیم کے معنے ہیں
ایک پانو پر کہڑا ہوا اور وہ ایک خاص ہیئت
پر رقص ہے اور حضرت علی کی حدیث مذکور میں
یہی ہے کہ تینوں نے ایسا ہی کیا اھ اور قاموس
میں حجل کے معنے ہیں کہ ایک پانوں اوٹھالیا اور
رفتار میں آہستگی کی اور اوسمیں یہ بھی ہے کہ اوچھلا
(تو حاصل اوس رقص کی ہیئت مخصوصہ کا یہ ہوا
کہ ایک پانوں اوٹھالے اور ایک پانوں سے آہستہ
آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے اوچھلتے ہوئے چکر کاٹتے
ہوئے چلے) ف اس حدیث میں اصل ہے

اہل وجد کے رقص کی جو فرح یا شوق (کے غلبہ) سے ہوتا ہے اگرچہ (وہ غلبہ) بے اختیاری سے نہ ہو (اسکو تواجد کہتے ہیں کیونکہ ہیئت مذکورہ حدیث اختیار سے تھی) بشرطیکہ کسی غرض فاسد ریا وغیرہ سے نہ ہو +

الحديث الحاكم من حديث ابي ذر خالقوا الناس باخلاقهم الحديث قال صحيح على شرط الشيخين **ف** فيه رعاية مذاق الرفقة في المباح من المعاشرات حذرا عن الوحشة ۶۸

موافقۃ الناس فی العادات

تم ربع العادات

حدیث حاکم نے ابوذر رض کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان ہی کے اخلاق (وعادات) کے موافق برتاؤ کرو حاکم نے اس حدیث کو شرط شیخین پر صحیح کہا ہے **ف** اسمیں اسکی تعلیم ہے کہ معاشرت مباحہ میں اپنے رفیقوں کے مذاق کی رعایت رکھنا چاہیئے تاکہ ایک کو دوسرے سے وحشت نہ ہو

ربع عادات تمام ہوا قواعد سے حدیث کا محمل اور اسکی حکمت بھی متعین ہے اس میں موافقت صاحب وجد فی القیام بھی داخل ہوگئی لیکن قیام مولد کو اس میں داخل کیا جاوے وہاں غلبہ حال ہی نہیں اس لیئے وجد نہیں اور التزام اعتقادی وعملی سے مباح کی قید بھی نہیں نیز اعتقاد قربت کے سبب معاشرت کی بھی قید نہیں جب قیود منتفی ہیں مقید بھی منتفی ہے اور حکم مخصوص تھا مقید کے ساتھ پس حکم بھی منتفی ہوا واللہ یہدی الی الحق

(باقی آئندہ)

(۴۵) خانصاحب نے فرمایا کہ جس زمانہ میں سید صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب سے تعلیم سلوک حاصل کر رہے تھے اس زمانہ میں شاہ صاحب نے ان کو تصور شیخ کی تعلیم کی سید صاحب نے فرمایا کہ حضرت اگر تصور شیخ طریقت کا موقوف علیہ ہے تو میں اس طریقت ہی کو چھوڑتا ہوں اور اگر یہ اسکا موقوف علیہ نہیں ہے تو (اختیار طریق میں) کچھ مضائقہ نہیں (مگر اس تصور کو حذف فرما دیجئے) شاہ صاحب نے فرمایا کہ طریقت اس پر موقوف نہیں ہے تم تصور شیخ نہ کرو۔

حاشیہ حکایت (۴۵) قولہ سید صاحب نے فرمایا وقولہ شاہ صاحب نے فرمایا **اقول** یہ ہے اظہار حق اور یہ ہے اقرار حق۔ مرید ایسا ہو اور پیر ایسا ہو اور بنی اس عذر کا یہ ہے کہ اس عمل کو غیر مشروع سمجھا مرید کو یہی چاہیئے کہ ایسے موقع پر عذر کردے مگر دو امر کا لحاظ لازم ہے ایک یہ کہ ادب سے عذر کرے رد وکد و اعتراض و اعراض و مقابلہ و مجادلہ کی صورت نہ ہو دوسرے یہ کہ شیخ کو چھوڑ نہ دے بلکہ اُسکے ساتھ حسن ظن رکھے اور اُسکے فعل کی کچھ تاویل مناسب کرے اگر تاویل سمجھ میں نہ آوے تو یہی سمجھے ۵۲
کہ کچھ تاویل ہوگی جو میرے ذہن میں نہیں آئی اسکے بعد یہ دیکھے کہ شیخ نے اسکے عذر کو قبول کیا یا نہیں اگر کر لیا جیسے حضرت شاہ صاحب نے کر لیا فبہا اور اگر نہیں کیا بلکہ اپنے تجویز پر اصرار کیا یا مرید سے مکدر ہو گیا تو اُس شیخ کو چھوڑ دے اور دوسرے کامل سے رجوع کرے مگر اُسکی شان میں بھی گستاخی نہ کرے کیونکہ ابتداء راہ پر لگا دینے میں وہ اس کا محسن ہے (**شت**)

(۴۷) خانصاحب نے فرمایا کہ میرے استاد میانجی محمدی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے مولانا اسحٰق صاحب سے کافیہ شروع کیا تھا اور سید صاحب جب تشریف لائے تو انھوں نے شاہ اسحٰق صاحب سے میزان شروع کی تھی اور اتنی جلدی ترقی کی کہ نصف سے آگے مجھے کافیہ میں پکڑ لیا اور کافیہ ہی پڑھتے ہوئے انھوں نے مشکوٰۃ بھی شاہ صاحب سے شروع کر دی اور کوئی کتاب مولوی اسمٰعیل صاحب سے بھی پڑھتے تھے یہ قصہ تو میں نے اپنے استاد سے سُنا ہے اور مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے تھے کہ جب سید صاحب تعلیم علوم

حاصل کر رہے تھے اثنائے تحصیل میں انکی یہ کیفیت ہوئی کہ جب وہ کتاب میں نظر کرتے تو انکی نظر سے حروف غائب ہو جاتے تھے اسکے لئے طبیبوں کی طرف بھی رجوع کی گئی مگر کچھ نہ ہوا یہ قصہ جب شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم جالی وغیرہ باریک چیزوں پر نظر جماؤ اور دیکھو کہ وہ بھی تمہاری نظر کے سامنے سے اڑتی ہیں یا نہیں سیّد صاحب نے اسکا تجربہ کیا تو کوئی باریک سے باریک چیز بھی نہ اڑی۔ اسکی اطلاع شاہ صاحب سے کی تو آپ نے فرمایا کہ پڑھنا چھوڑ دو اسپر کسی خادم نے (جسکا نام مجھے یاد تھا مگر اب بھول گیا) عرض کیا کہ حضرت یہ بات کیا ہے اور آپ نے پڑھنا چھوڑنے کا حکم کیوں دیا آپ نے فرمایا کہ میں نے امتحان کا اسلئے حکم دیا تھا کہ اگر اور باریک چیزیں بھی اڑتی ہوں تو جانا جاوے کہ مرض ہے اور اسکا علاج کیا جاوے جب معلوم ہوا کہ دوسری چیزیں نہیں اڑتیں تو ثابت ہوا کہ مرض نہیں ہے بلکہ اسکا سبب یہ ہے کہ علم ظاہری انکی قسمت میں نہیں ہے لہذا میں نے کہدیا کہ پڑھنا چھوڑ دو اور فرمایا ان کو تعلم سے پڑھنا نہ آئیگا بلکہ علم لدنی حاصل ہوگا۔ ۵۴

حاشیہ حکایت (۴۷) قولہ تعلم سے پڑھنا نہ آئے گا اقول ہو کما

قال الرومی رحمہ ؎ بینی اندر خود علوم انبیا ٭ بے کتاب و بے معید و اوستا۔ مگر اس سے علوم احکام مستثنے ہیں ان میں بجز نقل کے کوئی سبیل حجت نہیں خواہ وہ نقل کتاب سے ہو یا اہل علم سے (تشت)

(۴۸) خانصاحب نے فرمایا یہ قصہ جو میں بیان کرونگا میں نے اپنے استاد میانجی محمدی صاحب سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ سید صاحب جب سہارنپور تشریف لے گئے تو پونبی کی مسجد میں منبر کے اوپر کی سیڑھی پر بیٹھکر وعظ فرمایا انکے دونوں پاؤں کے بیچ میں مولوی عبد القیوم ابن جناب مولوی عبد الحی صاحب بیٹھے ہوئے تھے جو کہ اسوقت بچے تھے اور مسجد میں ایک طرف مولوی عبد الحی صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب پاس پاس بیٹھے ہوئے تھے وعظ جب نصف سے زیادہ ہوگیا تو مولوی عبد الحیّ صاحب نے مولوی اسمٰعیل صاحب کو اشارہ سے اٹھایا اور اٹھا کر اس طرف لے گئے جس طرف قبریں ہیں میں بھی

پیچھے پیچھے گیا اور وہاں جا کر فرمایا کہ سید صاحب نے یہ مضمون پہلے بھی بیان فرمایا ہے اور میں نے اور تم نے اس کو لکھ بھی لیا ہے لیکن اسوقت جو کچھ فرما رہے ہیں یہ تمہاری سمجھ میں آتا ہے یا نہیں مولوی اسمٰعیل صاحب نے کہا کہ کچھ کچھ آتا ہے اسپر مولوی عبدالحی صاحب نے فرمایا کہ سچی بات یہ ہے کہ میں نے تو بہت زور لگایا مگر میری سمجھ میں تو نہیں آیا اب اس سمندر کو ہم اپنی کلھیا میں کیونکر بند کریں سید صاحب سے عرض کرنا چاہیئے کہ حضرت مضمون کو ذرا آسان کر کے بیان فرمایا کریں تاکہ ہم لوگ سمجھ سکیں یہ کہکر دونوں صاحبان پھر اپنی اپنی جگہ آ بیٹھے قصہ ختم ہوا۔ خانصاحب نے فرمایا اس قصہ کو میں نے مولوی عبدالقیوم صاحب کے سامنے بیان کیا انھوں نے اسکی تصدیق کی اور فرمایا کہ جب اس وعظ میں میں سید صاحب کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا تھا تو چونکہ میں چھوٹا بچہ تھا اسلئے سید صاحب کے پاؤں کو چھیڑ رہا تھا کبھی اس پاؤں کو چھیڑتا تھا کبھی دوسرے پاؤں کو۔ اور چھیڑتا اس طرح تھا کہ قدم پر ہاتھ کو رکھکر گدگداتا ہوا اوپر کو لیجاتا تھا لیکن جب میرا ہاتھ نصف ساق سے اوپر جاتا فوراً سید صاحب اسے نیچے اتار دیتے تھے بہت سی دفعہ میں نے ایسا ہی کیا اور سید صاحب نے ہمیشہ میرے ہاتھ کو نیچے اتار دیا۔ ۵۵ اس قصہ کو بیان فرما کر خانصاحب نے فرمایا کہ جب میں اول مرتبہ حضرت گنگوہی کی زیارت کے لئے گنگوہ جا رہا تھا تو سہارنپور پہونچکر مغرب کی نماز میں نے پونبی کی مسجد میں پڑھی گو مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ پونبی کی مسجد ہے مگر میں نے اسے پہچان لیا اور جب لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہو کہ واقعی پونبی ہی کی مسجد ہے اور میں نے صحیح سمجھا تھا۔

حاشیہ حکایت (۴۸) قولہ گدگداتا ہوں الخ **اقول** اس سے دو کمال ثابت ہوتے ہیں ایک مخدومیت سے بعد کہ یہ امر ناگوار نہیں ہوا دوسرا تقوی کہ زانو سے آگے ہاتھ نہیں جانے دیا (**شت**)

(۴۹) خانصاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ میں نے ابوبکر خاں مورچہ والے سے سنا ہے جو کہ شاہ عبدالقادر صاحب کے دیکھنے والوں میں تھے یہ صاحب فرماتے تھے کہ بعد مغرب سید صاحب نے اکبرآباد کی جامع مسجد کے بیچ کے در میں بیٹھکر وعظ

فرمایا اور اس وعظ میں آپ نے شیخین کے بھی کچھ فضائل بیان فرمائے چار رافضی حوض پر کھڑے تھے اسوقت روافض کا فتنہ گو سابق کی نسبت بہت کم ہو گیا تھا مگر تاہم موجود تھا ان رافضیوں نے تالی بجائی اور قہقہہ لگا کر بھاگنا چاہا سید صاحب نے انکی آواز سنکر زور سے الا اللہ کہا اس آواز سے ایک رافضی تو حوض کے قریب ہی گر پڑا اور ایک حوض سے کچھ آگے گرا ایک دروازہ کے پاس گرا ایک مسجد سے نکل گیا اور سید صاحب ضرب الا اللہ کے بعد خاموش بیٹھ گئے اسوقت مسجد کی یہ حالت ہو گئی کہ وہ تنور کی طرح گرم ہو گئی اور لوگ چلے جانے لگے میں چونکہ کسیقدر بے تکلف تھا اسلئے میں نے سید صاحب کے گھٹنہ پر ہاتھ رکھکر عرض کیا کہ حضور بس اب لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے فرمایا کہ بہت اچھا اسکے بعد آپ نے عشاء کی اذان کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان تینوں رافضیوں سے کہدو کہ عشاء کی نماز پڑھکر جاویں اسکے بعد عشاء کی نماز ہوئی اور اس میں تینوں رافضی شریک ہوئے اور سُنی ہو کر سید صاحب سے بیعت ہو گئے خانصاحب نے فرمایا کہ میں نے اپنے بچپن میں سُنا تھا کہ سید صاحب نے ہزاروں امام باڑے تڑوا دیے ہیں مگر حکیم جمیل الدین ۵۶
صاحب جو کہ پورب میں بہت رہے ہیں وہ فرماتے تھے کہ سید صاحب نے پچاس ہزار امام باڑے تڑوائے ہیں۔

حاشیہ حکایت (۴۹) قولہ اس آواز سے ایک رافضی **اقول** تصرفات کے کمال مقصود ہونے کا اس سے شبہ نہ کیا جاوے اور اسیطرح اہل کمال کے نزدیک پسندیدہ نہ ہونا اور باوجود اسکے سید صاحب کا اس سے کام لینا بھی محل اشکال ہو نا چاہیے کیونکہ یہ بضرورت و باذن تھا پس جیسے قوی جسمانیہ سے اہل باطل کو مغلوب کرنے کا حکم ہے ویسے ہی قوی نفسانیہ سے (**اشرف**)

(۵۰) خانصاحب نے فرمایا کہ اُلدبن سیر جٹھ بایوڑ گلاوٹی بلند شہر کا حال تو مجھے معلوم ہے کہ یہاں کے لوگ سب تفضیلی بلکہ بعض بعض تو رافضی تھے اور سُنا ہے کہ دیوبند میں بھی سب تفضیلی تھے۔ یہ بات کہ مقامات بدعت تفضیل سے پاک ہیں یہ سب سید صاحب ہی کا صدقہ ہے اور سنیوں اور شیعوں میں جو شادی بیاہ ہوتے تھے

(باقی آئندہ)

خریداران الہادی کیواسطے رعایتی فہرست

تصنیفات حضرت سیدی و مرشدی حکیم الامۃ مجدد الملۃ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	قیمت مقرر	قیمت رعایتی
اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	۶ر	۴ر
الاستبصار فی فضل الاستغفار	ار	۰ر
اخبار الزلزلۃ	ار	ـر
اخبار بنی	ار	ـر
اصلاح الخیال۔ غلبہ سے جن لوگوں کو اتباع شریعت میں شبہات و شکوک و اوہام پیدا ہوتے ہیں وہ تمام شبہات اور انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے۔	۰۳ر	۰۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیوں کی اصلاح	ار	ـر
اوراد رحمانی و اذکار سبحانی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کے فضائل و عجیب و غریب نکتے	۳ر	۰۲ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد تقلید شخصی تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل و مدلل بیان	۴ر	۰۲ر
اغلاط العوام فی ابواب الاحکام۔ عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کی گئی ہے مع دو ضمیمہ۔	۰۱ر	شر
اعمال قرآنی۔ جسمیں آیات قرآنیہ کے خواص و عملیات کا بیان ہے اس کے تین حصے ہیں۔ قیمت ہر سہ حصہ	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت باہمی گذران برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپس میں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے۔	۰۴ر	۲ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم۔	۰۱ر	شر
تحذیر الاخوان۔ مع اضافہ جدیدہ۔ اسوقت اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے کیونکہ بعض روشن خیال حضرات نے جنکو سود جائز کر دیا ہے جس وجہ کہ میں آجانیکا اندیشہ ہے۔	۴ر	۴ر
تنویر السراج فی لیلۃ المعراج حضرت کی تازہ تصنیف جسمیں روایات نقلیہ کے علاوہ دلائل عقلیہ سے واقعہ معراج کو ثابت فرمایا ہے۔	۱۰ر	۸ر
الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم و الخلیل حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو جابجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں ان کو ایک جا مرتب فرما دیا ہے۔	۵ر	۳ر
تجوید القرآن۔ سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد اور اسکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ وجوہ حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد بیان کئے گئے ہیں۔	۱ر	ار

نام کتاب	قیمت	رعایتی
الکشف عن مہمات التصوف	للعہ	سے
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث	۰ر	۰ر
جزاء الاعمال	۰۲ر	۲ر
جمال القرآن یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکھا گیا ہے	۰۲ر	۱ر
حفظ الایمان بسط البنان تغیر العنوان	۰۱ر	۱ر
حقوق الاسلام اسمیں استاد۔ پیر۔ ماں باپ۔ میاں۔ بیوی۔ حاکم۔ محکوم۔ ہمسایہ ومہمان حیوانات سبکے حقوق درج ہیں۔	۱ر	سر
حق السماع۔ سماع کیمتعلق فقہی کامل تحقیق	۲ر	۰۱ر
حقوق العلم علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انمیں جو کوتاہیاں ہوتی ہیں اونکی اصلاح ہے۔	۵ر	سیہ
الخطب الماثورہ۔ اسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالےٰ عنہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرماکر درج فرمائے ہیں۔	۲ر	لہ
الخطاب الملیح۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس رسالہ میں ہیں عیسےٰ علیہ السلام کی وفات وحیات کی تحقیق	۲ر	لہر
روح مثنوی دیباچہ کلید مثنوی	۱ر	لہ
زاد السعید۔ اسمیں درود شریف کے فضائل وعجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیح میں وارد ہیں اور آخر میں ایک رسالہ نیل الشفاء ہے جسمیں		

نام کتاب	قیمت	رعایتی
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب وغریب خواص اور برکات درج ہیں	۲ر	۱۰ر
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان فرمایا ہے	۹ر	۸ر
شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین۔	۳ر	۰۲ر
شجرہ طیبہ	۰۱ر	۱ر
صفائی معاملات خرید فروخت وغیرہ کے مسائل مدلل مع اصول قواعد عام فہم	۰۲ر	لہر
طریقہ مولد شریف مولود شریف کے اصلی اور صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان	۰۱ر	سر
قصد السبیل اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا ومافیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ جاہے اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرماتے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کرکے کامیاب ہوسکتا ہے۔	۰۲ر	۰۱ر
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کے پردہ پر شبہات کرتے تھے کہ ایسا پردہ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن وحدیث ہی سے اسکو ثابت کیا ہے۔	۰۲ر	۰۱ر
کمالات امدادیہ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۶ر	۵ر
لب مثنوی دفتر ششم کو ابتدائی حصہ کی شرح	۵ر	۳ر
المصالح العقلیہ حصہ اول	۹ر	۶ر

مختصر پتہ:۔ پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

اکسیرِ حیات

سرتاج مقویات

معدہ کی حالت قابلِ رشک بنانیکے لئے اگر کوئی شے ہوسکتی ہے تو وہی اکسیرِ حیات ہے اسکے ذریعہ سیروں دودھ اور گھی چھٹانک گھی مکھن روزانہ آسانی سے ہضم ہوکر خون صالح پیدا کرتا ہے اور بھوک ناقابلِ برداشت لگتی ہے تمام اعضاءِ رئیسہ قوی ہوکر چہرہ اور بدن پر سُرخی اور فربہی آجاتی ہے۔

خوراک ایک رتی۔ فی ڈبیہ دو تولہ قیمت ایک روپیہ (عہ) محصول ڈاک خرچہ پیکنگ ذمہ خریدار +

ملنے کا پتہ:۔ حکیم سید عزیز الدین نصرتی جھنجھاول ضلع مظفرنگر

جدید الطبع وعظ مسمّٰی بہ

الباطن

تصنیف حکیم الامت رحمۃ

تقطیع. خط. کاغذ چھپائی لکھائی ... ۔ ضخامت ۲ جلد

یہ وہی وعظ چھپکر تیار ہوا ہے جسکی تلاش وتمنا اکثر حضرات کو تھی جسکا کیفیت کا نقشہ درج ذیل ہے قیمت ۴

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		

بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

اسکے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہوجاتا ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ خلافت کس طرح اور کہاں کہاں منتقل ہوتی رہی اس میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ... تک کے خلفاء کے حالات درج کردیے

قیمت دو روپیہ (عہ) خریداران الہادی کے واسطے ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دھلی

نوٹ: بیان القرآن کی جو جلدیں ختم ہوگئی تھیں وہ بحمد اللہ تیار ہوگئی ہیں قیمت فی جلد عہ کامل غنعہ

التکشف عن مہمات التصوف

تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری کتاب جسکی مختصر فہرست مضامین یہ ہے مسائل متعلقہ نوافل تحقیق حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ میں داخل ہوکر جو جو کام کرنے ہونگے تحقیق کرامت تحقیق مسمریزم طلسم کشائی، فریمسن یعنی فریمسن کی تحقیق علاج وساوس جلد دوم ملخص الانوار والتجلی ہیں تصوف کے ایک اہم مسئلہ تنزلات ستہ اور جامعیت انسان کی تحقیق نہایت عجیب و سہل اور مطابق شریعت غرا کے فرمائی ہے۔

الفتوح فیما یتعلق بالروح۔ روح کے متعلق حکماء متقدمین متاخرین وصوفیہ کے مذاہب بیان فرماتے ہیں اور ان میں جو مذاہب باطل ہیں انکی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ عذاب ثواب کس طرح کو ہوتا ہے اور یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل ومفصل بیان فرمایا ہے۔ **جلد سوم** اسکے دو جزو ہیں اول رسالہ مسائل المثنوی ہے اس میں کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم دفتر اول سے مسائل سلوک مثل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود و معنی ابن الوقت وابو الوقت و مسئلہ عینیت و غیریت و طرق وصول وغیرہ کو منتخب فرما کر جمع فرمایا ہے۔ **جلد چہارم** لسان الغیب حضرت حافظ شیرازیؒ کے دیوان (حافظ) کی ردیف خا تک کی شرح ہے جس میں سلوک وتصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اسکی خوبی سے بیان قاصر ہے اور شرح اس دیوان کی دیکھنے کے بعد اسکو دیکھا جاوے تب معلوم ہوگا کہ یہ کیا شے ہے **جلد پنجم** اسکے تین جزو ہیں۔ اول جزو حقیقۃ الطریقہ ہے اسمیں تیرہ باب ہیں جنکے مضامین مختلف طور سے لکھے ہیں اور ہر مضمون پر اس باب کا بھی نام لکھدیا ہے۔

جس باب کا وہ مسئلہ ہے اور وہ تیرہ باب یہ ہیں۔

اخلاق، احوال، اشغال، تعلیمات، علامات، فضائل، عادات، رسوم، مسائل، اقوال، توجیہات، اصلاح، متفرقات، ان ابواب کے مضامین کو تین سو میں احادیث سے ثابت فرمایا ہے جسکے دیکھنے سے صوفی غالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کافور ہو جاتا ہے یہ کتاب بالکل ایک نئی شان سے لکھی گئی ہے حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال و رسوم وغیرہ کو حدیث شریف سے ثابت فرمایا ہے، دوسرا جزو اس جلد کا رسالہ التکشف الدقیقہ ہے اس میں بعض وہ مضامین ہیں جنکو بعض اہل ظاہر بدعت بتاتے تھے ان کو احادیث شریف سے ثابت فرمایا ہے۔

تیسرا جزو اس جلد کا تائید الحقیقۃ ہے اسمیں آیات سے مقاصد سلوک کو ثابت فرمایا ہے اس کتاب کی حقیقت بلا مطالعہ نہیں معلوم ہوسکتی۔ ضخامت ۵۲۰ صفحات تقطیع ۲۲/۱۸ کاغذ سفید قیمت چار روپے (للعہ) خریداران ابادی کے واسطے تین روپے۔ (سے)

المشتہر:- محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلان دھلی

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چہ آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی بر آنانکہ

حاضر باشند یا بادی ✤ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ✤ پس باتباع النص المزبور ✤ صحیفہ شہریہ کہ متدرج ست بتدرج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۶	بابت ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۴۴ھ	جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب ہادی و مذکرست در ہر مجلس و نادی

ومکمل ست برائے ہر جائع و صادی ✤ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

ومصالح عقلیہ و کلید مثنوی و التشرف کہ اکثر آن مستفادست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفیہ امدادی ✤ باِدارۂ محمد عثمان عامی ✤ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الیکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی [illegible]

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت شوال المکرم ۱۳۴۸ھ

جو برکت توجہ حکیم الامت محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	الترغیب والتہذیب ترجمہ الترغیب والترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحق صاحب مسلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامت حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	.... ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	.... ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	.... ایضاً	۳۴
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ	۴۷
۷	خریداران الہادی کے واسطے رعایتی فہرست	×	....	×

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائٹل کے ... صفحہ سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی غرض سے اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے قیمت سالانہ دو روپیہ آٹھ آنہ ہے۔

(۴) ... جن صاحبوں نے ... قیمت ادا کی ہے ... جملہ جدید خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی بھیجا جائیگا اور وی پی خرچ کا اضافہ کرکے دو روپیہ دس آنہ کا وی پی روانہ ہوگا جسے ... منی آرڈر ... وصول کرینگا اور دو روپیہ آٹھ آنہ کا وی پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائے گا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۸ھ سے بھیجے جاینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرماویں مگر اسکی قیمت تین روپیہ ہے علاوہ محصول ڈاک کے۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

سب ثقہ ہیں اور ابن ماجہ نے اپنے الفاظ کے ساتھ حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم قیامت کے دن خداوند تعالے ضرور روشن کردیگا ان لوگوں کیلئے جو اندھیریوں میں مسجدوں کی طرف آمد و رفت کرتے ہیں جگمگاتے ہوئے نور کے ساتھ اسکو طبرانی نے بسند حسن اوسط میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو الدردا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص مسجد کی طرف رات کی اندھیری میں چلیگا اللہ تعالے سے نور کے ساتھ قیامت کے روز ملاقات کریگا اسکو طبرانی نے بسند حسن کبیر میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ان لفظوں سے بیان کیا ہے کہ جو شخص رات کی اندھیریوں میں مسجد کی طرف چلا خداوند تعالے اسکو قیامت کے روز نور دیگا۔

اور حضرت ابو امامہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا پچھلی رات میں اندھیرے سے مساجد کی طرف جانے والوںکو بروز قیامت نور کے ممبرونکی بشارت ۱۳۷ دیدو تمام لوگ گھبرائینگے اور یہ نہ گھبرائینگے اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسکی اسناد میں نظر ہے۔

اور حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مساجد کی جانب اندھیروں میں جانے والوں کو بروز قیامت نور تام کے ساتھ بشارت دینی چاہیئے اسکو ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے علی شرط شیخین تصحیح کی ہے اور مصنفؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور ابو سعید خدری اور زید بن حارثہ اور حضرت عائشہؓ وغیرہ سے مروی ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اندھیرے میں مساجد کی طرف جانے والے ہی اللہ تعالے کی رحمت میں غوطہ مارنے والے ہیں اسکو ابن ماجہ نے اسمٰعیل بن رافع کی سند سے روایت کیا ہے اس شخص کی ثقاہت میں محدثین نے کلام کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ بعض اہل علم نے اس کو

ضعیف کہا ہے اور میں نے امام بخاری سے سُنا ہے کہ یہ شخص ثقہ مقارب الحدیث ہے۔

اور حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرکے اپنے گھر سے فرض نماز کے لئے نکلا اسکا اجر مثل محرم حج کرنے والے کے ہے اور جو شخص چاشت کی نفلوں کے لئے صرف انہی کے پڑھنے کے واسطے نکلا اسکا اجر مثل عمرہ کرنے والے کے اجر کے ہے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنا کہ ان دونوں کے درمیان میں کوئی لغو بیہودہ بات نہ ہو علیّین میں لکھا جاتا ہے اسکو ابو داؤد نے قاسم بن عبدالرحمٰن کے طریق سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں کا اللہ ضامن ہے اگر زندہ رہینگے تو روزی دئے جائینگے اور حاجات پوری کئے جائینگے اور اگر مر گئے تو اللہ تعالےٰ ان کو جنت میں داخل کریگے جو شخص گھر میں داخل ہو کر سلام کرے وہ اللہ کے ضمان میں ہے اور جو شخص مسجد کو چلا وہ اللہ کے ضمان میں ہے اور جو شخص (جہاد) فی سبیل اللہ میں نکلا وہ بھی اللہ کے ضمان میں ہے اسکو ۱۳۸
ابو داؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور اس قسم کی احادیث انشاء اللہ کتاب الجہاد وغیرہ میں آئیں گی

اور حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے گھر پر اچھی طرح وضو کیا اور پھر مسجد میں آیا پس وہ اللہ سے ملنے کو آنے والا ہے اور جسکے پاس کوئی ملنے کو آتا ہے اسپر حق ہے کہ آنے والے کا اعزاز کرے اسکو طبرانی نے کبیر میں دو سندوں سے روایت کیا ہے انہیں سے ایک جید ہے اور بیہقی نے اسی کے قریب اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف کرکے بسند صحیح روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تمام شہروں میں خدا کے نزدیک مساجد ان شہروں کی زیادہ پیاری ہیں اور شہروں میں زیادہ ناگوار انکے بازار ہیں اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شہروں کے مقامات میں کونسا مقام خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور کونسا ناگوار فرمایا کہ میں نہیں جانتا جبتک کہ حضرت جبرئیل سے نہ دریافت کرلوں آپ کے پاس حضرت جبرئیل آئے اور انھوں نے خبر دی کہ قطعات زمین میں سے اللہ کے نزدیک محبوب تر مساجد ہیں اور ناپسندترین بازار ہیں اسکو امام احمد اور بزار اور ابویعلی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے الفاظ بزار کے ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قطعات زمین میں سے کون اچھا ہے اور کون بُرا فرمایا کہ میں نہیں جانتا حتےٰ کہ جبریل علیہ السلام سے دریافت کرلوں پس جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا فرمایا میں بھی نہیں جانتا حتےٰ کہ میکائیل علیہ السلام سے دریافت کرلوں پھر آئے اور فرمایا کہ بہترین قطعات مساجد ہیں اور بدترین قطعات بازار ہیں اسکو طبرانی نے کبیر میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایۃ کیا ہے۔ ۱۳۹

مساجد میں زیادہ موجود رہنے اور بیٹھے رہنے کی ترغیب

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ سات آدمی ہیں کہ ان کو خداوند تعالےٰ اپنے سایہ میں اس دن رکھے گا کہ جسدن انکے سایہ کے سوا اور سایہ نہ ہوگا۔ امام عادل۔ اور وہ جوان جو عبادت الٰہی ہی میں جوان ہوا اور وہ آدمی کہ اسکا دل مساجد سے لگا ہوا ہے اور وہ دو آدمی کہ جو اللہ کیواسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں کہ جمع بھی ہوتے ہیں اسی (خیال) پر اور جُدا بھی ہوتے ہیں اسی (خیال) پر اور وہ آدمی کہ اس کو کوئی باعزت حسین عورت بلائے (بُری نیت سے) اور وہ کہدے کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی کہ جو کچھ صدقہ کرے اور اسکو اتنا مخفی رکھے کہ اسکا الٹا ہاتھ نہ جانے کہ سیدھے ہاتھ سے کیا خرچ کیا اور وہ آدمی کہ جو تنہائی میں خدا کو یاد کرے اور (اسکے خوف سے) اسکی آنکھیں بہ پڑیں اسکو بخاری

مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو سعید خدریؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا کہ جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ بار بار مسجد میں آتا ہے پس تم اسکے ایمان کی شہادت دیدو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر۔ ترجمہ اللہ کی مسجد دنکو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لایا ہو اسکے الفاظ ترمذی کے ہیں اور انھوں نے اسکو حسن غریب فرمایا ہے اور ابن ماجہ اور ابن حبان وابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے بطریق دراج ابی السماح عن ابی الہیثم عن ابی سعید روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی آدمی مساجد کو نماز اور ذکر کے واسطے نشستگاہ بناتا ہے ضرور اللہ تعالےٰ اسکے پہنچنے پر مسرت ظاہر فرماتے ہیں جیسے کہ مسافر کے اہل خانہ اسکے
۱۴۰ آنے پر اظہار مسرت کرتے ہیں اسکو ابن ابی شیبہ ابن ماجہ ابن خزیمہ ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے علی شرط الشیخین تصحیح کی ہے۔ اور ابن خزیمہ کی ایک روایت میں اس طرح فرمایا ہے کہ جو کوئی آدمی مساجد کو اپنی نشستگاہ بنالیتا ہے پھر اسکو کوئی کام یا مرض مشغول کر دے پھر اپنی حالت پر آجائے تو اللہ تعالیٰ اسپر اظہار مسرت فرماتے ہیں جیسا کہ مسافر کے اہل وعیال اسکے سفر سے آنے پر خوش ہوتے ہیں

اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی چھ مجلسیں اللہ تعالےٰ کے ضمان میں ہیں جبتک کہ وہ ان چھ میں سے کسی میں رہے جماعت والی مسجد میں اور مریض کے پاس یا جنازہ میں یا اپنے گھر میں یا حاکم عادل کے پاس کہ اسکی عزت وتوقیر ملحوظ رکھے یا جہاد کے مواقع میں اسکو طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے روایت کیا ہے اسکی سند تو کچھ ایسی نہیں ہے لیکن بروایت حضرت معاذ باسناد صحیح مروی ہے کتاب الجہاد وغیرہ میں انشاء اللہ آئے گا۔

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مسجد سے اُلفت رکھی اللہ اس سے اُلفت رکھے گا اسکو طبرانی نے اوسط میں بسند ابن لہیعہ روایت کیا ہے۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے مثل بکریوں کے بھیڑیے کے دور ہوجانے والی یا ایک طرف ہوجانے والی کو پکڑتا ہے لہٰذا (تنہائی کی) گھاٹیوں سے بچتے رہو اور جماعت اور عام مسلمانوں اور مسجد کو لازم پکڑو اسکو امام احمد نے بواسطہ علاء بن زیاد حضرت معاذ سے روایت کیا ہے اور علاء بن کا معاذ سے سماع ثابت نہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بیٹھنے آدمی مسجدوں کی میخ ہوتے ہیں فرشتے انکے ہمنشین ہیں اگر وہ بیٹھ جاتے ہیں تو انکو تلاش کرتے ہیں اور اگر مریض ہو جاتے ہیں تو انکی عیادت کرتے ہیں اور اگر کسی کام میں ہوتے ہیں تو انکی مدد کرتے ہیں پھر فرمایا کہ مسجد کا بیٹھنے والا تین خصلتیں رکھتا ہے یا (نفع رسانی) مثل بھائی مسلمان کے) یا کلمہ حکمت (بیان کرنا) یا رحمت آئندہ (کا انتظار کرنا) اسکو امام احمد نے بواسطہ ابن لہیعہ اور حاکم نے حصہ اول کو عبداللہ ابن سلام کے واسطہ سے روایت کیا ہے نہ دوسرے حصہ کو اسواسطے کہ وہ میری بیاض میں نہیں ہے اور حاکم نے بھی شرط شیخین صحیح کہا ہے۔ ١۴١

اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ مسجد ہر متقی شخص کا گھر ہے اور جن لوگوں کا مسجد گھر ہے اللہ تعالےٰ انکے لئے آسایش و رحمت اور پلصراط پر سے رضوان اللہ یعنے جنت میں پہنچانے کا ذمہ دار ہے اسکو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور بزار نے روایت کیا ہے اور بزار نے کہا ہے کہ اسکی سند حسن ہے اور یہ ہے بھی ایسا ہی جیسا کہ انھوں نے فرمایا اور اس باب میں اور بھی احادیث ہیں کہ انشاء اللہ وہ باب انتظار الصلوٰۃ میں آئینگی۔

لہسن پیاز وغیرہ بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنیسے ترہیب

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص لہسن کھائے وہ ہماری مسجد کے ہرگز قریب نہ آئے بخاری و مسلم نے اسکو روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایۃ میں ہماری مساجد کے قریب نہ آئے فرمایا ہے اور صحیحین کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ہماری مساجد میں نہ آوے اور ابو داؤد کی ایک روایت میں اسطرح ہے کہ جو کوئی اس درخت یعنے لہسن پیاز سے کچھ کھائے ہرگز مساجد کے قریب نہ آئے۔

اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اس درخت یعنے لہسن سے کچھ کھاوے وہ ہمارے قریب نہ آئے اور نہ ہمارے ساتھ نماز پڑھے اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے اور طبرانی میں اسطرح روایۃ ہے کہ تم بچو ان دو بدبودار ترکاریوں کو کھاکر ہماری مساجد میں داخل ہونیسے ۱۴۴
اور اگر ان کو کھائے بغیر علاج نہیں۔ تو ان کو آگ میں پکا لو۔

اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی پیاز لہسن کھائے اسکو ہم سے بچا رہنا چاہیئے یا فرمایا کہ ہماری مساجد سے بچا رہنا چاہیئے اور اپنے گھر میں بیٹھ رہنا چاہیئے اسکو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے لہسن پیاز اور گندنا کھایا وہ ہرگز ہماری مساجد کے قریب نہ آئے اسواسطے کہ جس شے سے بنی آدم تکلیف پاتے ہیں اس سے ملائکہ بھی تکلیف پاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیاز اور گندنا کے کھانے سے منع فرمایا تھا ہم پر خواہش ان کے کھانے کی غالب آئی تو ہم نے کچھ کھا لیا تب فرمایا کہ جو شخص اس بُرے درخت سے کچھ کھائے ہرگز ہماری مساجد کے قریب نہ آئے اسواسطے کہ جن چیزوں سے انسانوں کو تکلیف پہنچتی ہے ان سے ملائکہ کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اور اسکو طبرانی نے اوسط اور صغیر میں ان

لفظوں سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ان سبزیوں یعنے لہسن پیاز گندنا مولی میں سے کچھ کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اسواسطے کہ جس چیز سے بنی آدم تکلیف پاتے ہیں اس سے ملائکہ بھی تکلیف پاتے ہیں اس میں یحیی ابن راشد بصری کے علاوہ تمام راوی ثقہ ہیں۔

اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لہسن پیاز گندنے کا ذکر آیا اور بعض لوگوں نے کہا کہ ان سب میں زاید بُرا لہسن ہے کیا آپ اسکو حرام فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اسے کھاؤ اور جو تم میں سے اسے کھائے وہ اس مسجد کے قریب نہ آئے جبتک اسکی بو جاتی رہے اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے جمعہ کے روز خطبہ پڑھا اثنائے خطبہ میں فرمایا کہ پھر تم اے لوگو ان دونوں درختوں کو کھاتے ہو میں ان دونوں کو بجز بُرا ہونے کے اور کچھ نہیں سمجھتا لہسن اور پیاز میں نے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ۱۴۳
دیکھا ہے کہ جب آپ کسی شخص سے ان دونوں کی بو پاتے تھے تو اسکو حکم فرماتے تھے پس وہ بقیع کی طرف نکالا جاتا تھا پس جو ان کو کھائے بھی تو انکی بُو پکاکر ماردینی چاہئے اسکو مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اس لہسن کے درخت کو کھائے وہ اس سے ہم کو ہماری اس مسجد میں تکلیف نہ پہونچائے اسکو مسلم نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔

اور حضرت ابو ثعلبہ سے مروی ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ خیبر میں جہاد کیا تھا تو انکے خیموں میں انھوں نے لہسن اور پیاز کو پایا پس بھوک کی شدت کی وجہ سے اسکو کھالیا جب شام کو لوگ مسجد کی طرف آئے تو مسجد میں لہسن اور پیاز کی بو آنے لگی تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اس خبیث درخت سے کچھ کھائے وہ ہمارے پاس نہ آوے بعد ازاں مفصل قصہ بیان

کیا اسکو طبرانی نے باسناد حسن بیان کیا ہے اور یہی روایت مسلم میں ابو سعید خدری کے طریق سے اسکے قریب روایت کی گئی ہے اسمیں پیاز کا ذکر نہیں۔

اور حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قبلہ کی طرف تھوکے گا وہ بروز قیامت ایسی حالت میں آئے گا کہ اسکا تھوک اسکی دونوں آنکھوں کے سامنے آئیگا اور جس شخص نے اس بری ترکاری کو کھایا ہو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آوے یہ تین مرتبہ فرمایا اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

عورتونکو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب اور مکانسے نکلنے کی ترہیب

ام حمید زوجہ ابی حمید ساعدیؓ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھکو آپ کے ساتھ نماز پڑھنا بہت اچھا معلوم ہوتا ہے فرمایا میں بھی جانتا ہوں کہ تم میرے ہمراہ نماز پڑھنا اچھا سمجھتی ہو حالانکہ
تمہاری نماز تمہاری کوٹھری میں بہتر ہے تمہارے چھوٹے مکان سے اور تمہارے مکان کی ۱۴۴
نماز بہتر ہے تمہاری بڑی حویلی کی نماز سے اور بڑی حویلی کی نماز بہتر ہے اپنے محلہ کی مسجد کی نماز سے اور محلہ کی مسجد کی نماز بہتر ہے میری مسجد کی نماز سے۔ راوی کہتے ہیں کہ ان بی بی نے اپنی سب سے چھوٹی اندھیری کوٹھری میں ایک نماز کی جگہ بنوائی اور اس ہی میں نماز پڑھا کرتی تھیں حتی کہ خدا سے جا ملیں اسکو امام احمد اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی صحیحوں میں روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اس حدیث کے مضمون پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ اگرچہ مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز دوسری مساجد کی ہزار نماز کے برابر ہوتی ہے تاہم عورت کے واسطے یہی بہتر ہے اور یہی حدیث اس امر کی بھی دلیل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میری مسجد کی ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے یہ مردونکے واسطے ہے نہ کہ عورتونکے۔

اور حضرت ام سلمہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ عورتونکی نماز پڑھنے کے مقامات میں سے بہتر مقام کوٹھری کا اندر ہے اسکو امام احمد و طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے

(باقی آئندہ)

کیونکہ یہ سب دین ہی کی شاخیں ہیں کیونکہ دین کے دو حصے ہیں ایک علم دوسرے عمل اور دونوں کی ضرورت ہے جیسے طب کا فن ایک ہے کہ طبیب بننے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اول علم کی ضرورت ہوتی ہے پھر عمل کی یعنی مطب کرنیکی۔ اور قرآن بھی حقیقت میں طب روحانی ہے کہ اسمیں روحانی مرضوں کے علاج بتلائے گئے ہیں اور روحانی مرض خدا تعالےٰ کی نافرمانی کرنا ہے اسلئے قرآن میں بھی صرف یہی دو چیزیں ہیں ایک علم اور دوسرا عمل۔ پس یعلمہم میں اشارہ ہے علم کی طرف اور یزکیہم میں عمل کیطرف اشارہ ہے حاصل یہ ہوا کہ اسے سننے والو دو چیزیں ایسی ہیں کہ انکو کوشش کرکے حاصل کرنا چاہیئے ایک علم اور دوسرے عمل انہیں کا خیال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کرکے یہ دعا کی۔ پھر علم میں دو مرتبے ہیں ایک تو لفظ دوسرے معنی پس اس آیۃ میں تین چیزوں کا بیان ہوا لفظ اور معنی اور عمل اور ہم کو ان تینوں کا حاصل کرنا ضروری ہوا۔ اب دیکھیئے کہ ہم نے ان تینوں چیزوں کے ساتھ کیا معاملہ کر رکھا ہے سو عمل تو
۵ قریب قریب بالکل ہی نہیں اور علم بھی جیسا ہونا چاہیئے ویسا تو نہیں ہے لیکن خیر تھوڑا بہت مشغلہ ہے گو دنیا ہی کے لئے ہو اور جن لوگوں کو سچی طلب ہے وہ کچھ تھوڑا بہت عمل بھی کرتے ہیں مگر ایک چیز ایسی ہے کہ اسکو سب نے چھوڑ رکھا ہے اور وہ قرآن کے لفظوں کی خدمت ہے چنانچہ آجکل جو لوگ اپنے کو عقلمند سمجھتے ہیں وہ سب اس بات پر متفق ہوگئے۔ کہ قرآن کے بے سمجھے پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ اسکو فضول کہتے ہیں چنانچہ اسی لئے اپنے بچوں کو قرآن نہیں پڑھاتے اور کہتے ہیں کہ بچہ کے اتنے دن کیوں خراب کئے جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن شریف کا پڑھنا بیکار ہوتا تو اللہ تعالےٰ قرآن میں اسکا حکم نہ کرتے اور تلاوت کرنے والوں کی تعریف نہ فرماتے کیا یہ سب حکم اور ترغیب بیکار چیز کے لئے ہے ہرگز نہیں۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ تلاوت کیجئے اس وحی کی جو آپ کے پاس بھیجی گئی ہے یعنی کتاب کی دوسری جگہ تلاوت کرنیوالوں کی تعریف فرماتے ہیں یتلون ایت اللہ اناء اللیل یعنی پڑھتے ہیں آیتیں اللہ کی رات کی گھڑیوں میں کیا قرآن کی یہ آیتیں عمل کرنے کے لئے نہیں صرف دیکھنے کے لئے ہیں

اور کیا یہ حالت پیدا کر کے ہم لوگ صاحب قرآن کہلا سکتے ہیں. صاحبو اگر کسی شخص کے پاس بہت سا مال ہو اور وہ اسکو کسی ایسی جگہ رکھدے کہ اُس سے نفع نہ اٹھا سکے تو کیا اُس شخص کو مالدار کہیں گے ہرگز نہیں ایسے ہی قرآن کے ساتھ آپکا معاملہ ہے پس ایسی حالت میں جیسا وہ شخص صاحب مال ہے ایسے ہی آپ صاحب قرآن ہیں افسوس آپ نے ایک بڑی بھاری دولت کو چھوڑ دیا ہے اور پھر آپ کو ذرا غم نہیں ہے حالانکہ اگر دینی اعتبار سے دیکھا جائے تب تو قرآن ہی میں تلاوت کرنیکا حکم موجود ہے اور اگر کسیکو قرآن کافی نہ ہو تو عقل بھی تو یہی کہتی ہے میں پوچھتا ہوں کہ علم دین کا باقی رکھنا ضروری ہے یا نہیں یقیناً اسکا جواب یہی دیا جائے گا کہ ضروری ہے اور جب ضروری ہے تو قرآن کو حفاظت سے رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ دین کا علم قرآن ہی سے نکلا ہے اور بغیر قرآن کے لفظوں کے علم دین کیسے باقی رہ سکتا ہے اور قرآن کے ترجمہ سے پورا کام نہیں چل سکتا اسلئے اصل لفظوں کا باقی رکھنا نہایت ضروری ہے اور اگر کہو پڑھنے کی کیا ضرورت ہے صرف قرآن شریف حفاظت سے رکھ لیا جائے تو سمجھ لو کہ اگر پڑھنا چھوٹ جائے تو قرآن کا لکھنا اور چھپنا اور بکنا سب چھوٹ جائیگا اور قرآن کہیں بھی نہ مل سکے گا یہ بات اسوقت آپ کو ہلکی معلوم ہوتی ہے اور اسکی سچائی کا یقین نہیں آتا لیکن اگر اب پڑھنا چھوٹ جائے تو سو برس کے بعد آپ خود دیکھ لینگے کہ قرآن کہیں مل بھی نہ سکے گا اور اگر کہیں مل بھی گیا تو صحیح کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ صحیح لکھا جانا سب اسی تلاوت اور حفاظت کی بدولت ہے اسوقت علم دین کی جو گت ہو رہی ہے ظاہر ہے تو اگر تلاوت بھی بالکل ترک کر دیجائے اور لوگوں کے ذہن سے قرآن اُتر جائے اور پھر کسی لفظ یا آیت میں غلطی کا شبہ ہو تو بتلایئے کس طرح مٹایا جائے اور کس طریقہ سے اطمینان ہو سکے گا بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر علم دین باقی بھی رہے تب بھی پڑھنا چھوڑ دینے کی صورت میں قرآن مجید کی صحت نہیں ہو سکتی مجھے اپنے بچپن کا قصہ یاد ہے کہ ایکمرتبہ میں نماز میں قرآن سُنا رہا تھا اور والد ماجد صاحب مرحوم سُن رہے تھے میں اُس زمانہ میں عربی کی چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھا کرتا تھا میں نے یہ آیت پڑھی فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ

قرآن پڑھنے کی ضرورت اور الفاظ قرآن کی حفاظت کی ضرورت

تلاوت ترک کرنے سے قرآن کی صحت باقی نہیں رہ سکتی

عَلٰی اَبَہٗ اَحَدٌ تو یُعَذَّبُ کی ذال کو زبر پڑھا اور یہ خیال ہوا کہ زیر پڑھنے سے معنی درست نہیں ہوتے والد صاحب مرحوم نے ٹوکا میں نے پھر وہی پڑھا انھوں نے دوبارہ ٹوکا میں نے پھر وہی پڑھا انھوں نے تیسری بار پھر ٹوکا تو میں نے انکے ٹوکنے سے ذال کا زیر پڑھا لیکن دل میں یہ خیال رہا کہ والد صاحب نے صحیح نہیں تبلایا جب سلام پھیرا تو انھوں نے پوچھا کہ تم اتنا اصرار کیوں کرتے تھے میں نے کہا زیر پڑھنے سے معنی نہیں بنتے اسلئے غلط ہے قرآن دیکھا گیا تو زیر نکلا میں نے وہم کی وجہ سے اور قرآن دیکھا سب میں وہی زیر نکلا آخر اپنی غلطی ظاہر ہوئی یہ مثال کے طور پر اپنا ایک واقعہ بیان کردیا ہے اسیطرح اور بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں لیکن حفظ کی بدولت وہ سب صحیح ہوجاتی ہیں پس اگر حافظ باقی نہ رہیں تو عالموں کے موجود ہونے پر بھی غلطی میں پڑجانے کا اندیشہ ہے یہ سب حافظوں ہی کی بدولت ہے کہ قرآن صحیح موجود ہیں اب فرمائیے کہ حفظ کی کتنی ضرورت ثابت ہوئی۔ بلکہ میں ترقی کرکے کہتا ہوں کہ اگر حفظ کرنے کا سلسلہ بند ہوجائے اور پڑھنا پڑھانا چھوٹ جائے اور صحیح قرآن موجود ہوں تب بھی صحیح نہیں پڑھا جاسکتا۔ چنانچہ ایک واقعہ اسکی تائید میں بیان کرتا ہوں میرے بھائی ریل میں سوار تھے اور ایک تفسیر کی کتاب انکے ہاتھ میں تھی ایک صاحب بہادر بھی اسی درجہ میں سوار تھے بھائی سے کہنے لگے کہ میں اس کتاب کو دیکھ سکتا ہوں انھوں نے کہا دیکھئے آپ نے رومال سے تفسیر کو اٹھا کر دیکھا تو اول ہی الٓر نکلا صاحب بہادر نے بہت دیر تک اسکو سوچا جب سمجھ میں نہ آیا تو بھائی سے پوچھتے ہیں یہ کیا ہے آلو بھائی نے تفسیر ہاتھ سے لے لی اور کہا کہ یہ آپ کے دیکھنے کی نہیں ہے اب میں کہتا ہوں کہ آپ کی اس رائے کے قبول کرنے سے کہ قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں یہی روز بد دیکھنا پڑیگا کہ آپ بھی اس انگریز کی طرح الٓر کو آلو پڑھنے لگیں گے میں قسمیہ کہتا ہوں کہ جبتک کسی پڑھے ہوئے سے قرآن نہ پڑھا جاوے اسوقت تک ممکن ہی نہیں کہ الٓمٓ، الٓرٰ، اور اسکے مثل دوسرے الفاظ کو صحیح پڑھ دیا جاوے آخر یہ کسطرح معلوم ہوگا کہ پڑھنے میں الف لام را علیحدہ پڑھے جاویں گے اور اگر کوئی کہے کہ اسکے

ضرورت حفظ قرآن اور اس کی دلیل

صحیح پڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے جو اس حد تک پہنچ چکے ہوں اسوقت ہماری گفتگو نہیں ہے۔ ایک اور دلیل حفظ قرآن کے ضروری ہونے کی بیان کرتا ہوں اور یہ دلیل اسوقت کے مذاق کے اعتبار سے بہت عجیب دلیل ہے اُسکے لئے اول دو باتیں سُن لیجئے پہلی بات یہ ہے کہ جتنی کتابیں دنیا میں ہیں جو آسمان سے اُتری ہیں یا زمین ہی پر بنائی گئی ہیں اُن سب میں کوئی کتاب بھی ایسی نہیں ہے کہ وہ یاد ہو کر یاد رہ بھی سکے اور اگر کسی نے یاد بھی کر لیا تو بہت بڑی حافظہ کی ضرورت ہے اور قرآن شریف بہت جلد یاد ہو جاتا ہے اور بہت تھوڑی عمر میں لڑکے اسکو حفظ کر لیتے ہیں چنانچہ قصبہ پانی پت میں تو اگر دس برس کا بچہ حفظ نہ کرے تو کہتے ہیں کہ کیا بوڑھا ہو کر حفظ کریگا۔ اور اکثر لڑکیاں بھی وہاں کی حافظ ہوتی ہیں اور قرأت جاننے والی لڑکیاں بھی بہتیری ہیں اور قرآن شریف کے حفظ کے ایسے عجیب وغریب قصے ہیں کہ لوگ سُنکر تعجب کرتے ہیں چنانچہ میرے ایک دوست بردوان کے رہنے والے ہیں اُنھوں نے تین مہینے سے بھی کم میں قرآن شریف حفظ کر لیا تھا ایک

۸ حفظ قرآن کے متعلق عجیب حکایت

اور میرے دوست نے اپنے پیر یعنی میرے استاد کو خواب میں دیکھا کہ اُنھوں نے انکو اپنے سینہ سے لگایا اس سے انکے سینہ میں ایک نور داخل ہوا اُنھوں نے ایک صاحب سے یہ خواب بیان کیا اُنھوں نے تعبیر یہ دی کہ تم کو قرآن شریف حفظ ہو جائیگا چنانچہ اُنھوں نے یاد کرنا شروع کیا سو چھ مہینے میں اچھا خاصا حفظ ہو گیا ایک اور قصہ یاد آیا ایک واعظ مظفر نگر میں وعظ کہہ رہے تھے ایک آیت میں قصداً ارکے اور جو لوگ اس مجلس میں موجود تھے اُن سے کہا کہ جتنے حافظ یہاں موجود ہیں کھڑے ہو جائیں تا کہ میں اُن سے یہ آیت پوچھ سکوں اسکو سنکر ایک بڑی جماعت کھڑی ہو گئی اُنھوں نے کہا کہ صاحبو مجھکو یہ آیت یاد ہے میں نے صرف یہ دکھلانا چاہا تھا کہ مسلمانوں کے اس چھوٹے سے مجمع میں اتنے حافظ موجود ہیں حالانکہ اسوقت حافظوں کو قصداً جمع نہیں کیا گیا بلکہ اتفاقیہ جمع ہو گئے ہیں۔ کیا دوسری کوئی قوم قصداً جمع کر کے بھی اتنے حافظ اپنی مذہبی کتاب کے دکھلا سکتی ہے غرض قرآن مجید بہت سہولت سے

یاد ہوتا ہے ایک بات تو یہ ہوئی دوسری بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں سب عقلمند اس بات
کو مانے ہوئے ہیں کہ نیچر ہر زمانہ میں اُس چیز کو پیدا کرتا ہے جسکی ضرورت ہوتی ہے اسکو
شرع کے موافق عبارت میں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ ہر زمانہ میں اُس چیز کو پیدا کرتے ہیں
جسکی ضرورت ہوتی ہے اِن دونوں باتوں کے بیان ہو جانے کے بعد میں کہتا ہوں کہ
اسکی کیا وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے یہ مادہ طبیعت میں رکھدیا ہے کہ قرآن شریف بہت جلد
یاد ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ واقع میں اسکے حفظ کی ضرورت ہے تو صاحبو اپنے نیچر کی تو
مخالفت نہ کرو اگر تم شرعی ضرورت کو نہیں مانتے تو اس ضرورت کو تو مانوگے کیونکہ یہ تو
تمہارے مذاق کے موافق ہے جیسے میں نے سُنا ہے کہ نول کشور کے ہاں ایک پتھر پر
قرآن لکھا ہوا تھا اور وہ نالی پر رکھا ہوا تھا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب سہارنپوری نے
اُسے دیکھا تو اُس سے کہا منشی صاحب یہ تو ہمارے اور آپ کے دونوں کے نزدیک تعظیم
کے لائق ہے ہمارے نزدیک تو قرآن ہونے کی وجہ سے اور آپکے نزدیک پتھر ہونیکی
9 وجہ سے کہ بُت اسی سے بنائے جاتے ہیں اسیطرح میں کہتا ہوں کہ جو لوگ رسُول کی
پیروی کرنے والے ہیں انپر تو رسول کے حکم سے قرآن کی حفاظت ضروری ہے اور
جو لوگ نیچر کی تابعداری کرنے والے ہیں اُن پر نیچر کے کہنے سے اسکی حفاظت ضروری
ہے پس ثابت ہوا کہ حافظ بننا ضروری ہے۔ ہاں آپ ڈرئیے نہیں میں یہ نہ کہونگا کہ
ہر شخص حافظ ہو البتہ ہر شخص پر حفظ کو ضروری سمجھنا ضروری ہے مگر ضروری سمجھنے کی یہ
علامت نہیں کہ صرف منہ سے کہنے لگو کہ ہم ضروری سمجھتے ہیں بلکہ اسکا ضروری ہونا دلمیں
رچ جانا چاہئیے اور اسکا پتہ ظاہری حالت سے خود بخود چل جاتا ہے دیکھئے اگر کسی نے
شراب نہ پی ہو تو اسپر کبھی بیہوشی ظاہر نہ ہوگی اگرچہ زبان سے کتنا ہی کہے کہ میں نے
شراب پی ہے اور جب پی جائیگی تو فوراً ہی اُسکا اثر بھی ظاہر ہوگا اگرچہ اسکو کتنا ہی
روکا جائے تو صرف یہ کہدینا کہ ہم ضروری سمجھتے ہیں کافی نہیں ہے بلکہ دل سے
ضروری سمجھنا چاہئیے جسکا تمیز اثر بھی ظاہر ہو اور عمل بھی ہو اور اگر کہئیے کہ یہ کیا ضروری
ہے کہ سارے کام ہم ہی کریں ضروری بھی ہم ہی سمجھیں اور اسپر عمل بھی ہم ہی کریں

دُنیا میں اور لوگ بھی تو ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ضروری سمجھنے کے لئے عمل کرنا لازم ہے جب ضروری سمجھوگے تو عمل بھی اُسکے ساتھ ضرور ہوگا اس اعتراض پر مجھے ایک حکایت یاد آئی حضرت مولانا محمود حسنؒ کے ہاں ایک طالب علم تھے نہایت ہی کم سمجھ ایک مرتبہ سبق میں انھوں نے مولانا سے سوال کیا جسکے اندر کسی بات کا دعوی بھی تھا مولانا نے فرمایا کہ اسکی دلیل بیان کرو تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ کیا ضرور ہے۔ کہ سارے کام ہم ہی کریں دعویٰ بھی ہم ہی کریں دلیل بھی ہم ہی بیان کریں دعوی ہم نے کر دیا ہے دلیل آپ بیان کر دیں اب غور کیجئے کہ اس حکایت پر تو سب کو ہنسی آتی ہے لیکن اپنے اس خیال پر کہ ہم حفظ قرآن کو ضروری سمجھتے ہیں تو ہم کو عمل کی کیا ضرورت ہے ہنسی نہیں آتی حالانکہ دونوں واقعے ایک ہی مرتبہ میں ہیں صاحبو غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر سب کے سب یہی خیال کریں کہ ہم کو صرف ضروری سمجھنا کافی ہے اور اسپر عمل ایک بھی نہ کرے تو آخر قرآن شریف کو حفظ کون کریگا کیا یہود اور نصاریٰ حفظ کرینگے۔ ہاں اسوقت جو رنگ پلٹ رہا ہے اور جیسی زمانہ کی حالت بدلتی جاری ہے اسپر نظر کر کے یہ بھی کچھ تعجب نہیں کہ ایسا ہو جائے کیونکہ اسوقت مسلمانوں نے اکثر قرآن شریف کو پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور دوسری قوموں نے اعتراض کرنے کی غرض سے پڑھنا شروع کیا ہے اگرچہ ابھی تک اس انقلاب کی ابتدائی حالت ہے کہ سنبھالنے سے سنبھل سکتی ہے لیکن اگر اسپر توجہ نہ کی گئی تو پچاس برس کے بعد یہ حالت ہوگی کہ مسلمان تو اسلام سے دُور ہو جائینگے اور کافر اسلام سے قریب ہو جائینگے اور اسلام سے دُور ہونے کا پہلا زینہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کو چھوڑ کر اور دین کو چھوڑ کر صرف دُنیا کمانے پر ڈھل گئے اور دین کے حاصل کرنے کو مضر سمجھنے لگے کہ اس سے دُنیا میں خلل پڑیگا حالانکہ اصل میں بات یہ ہے کہ حلال دنیا یعنی حلال مال سایہ کی طرح دین کے ساتھ ساتھ ہے اگر کوئی سایہ کو پکڑنا چاہے تو اُسکی صورت یہی ہے کہ اصل چیز کو حاصل کرنے تو دنیا بھی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ دین کو مضبوطی کے ساتھ

اسلام سے دور ہونے کا پہلا زینہ

اختیار کیا ہو۔ افسوس ہے کہ آجکل لوگ صرف مال اور عزت و مرتبہ کی طلب کو مقصود سمجھتے ہیں دین کو کچھ بھی نہیں سمجھتے حالانکہ جو چیز جس وجہ سے مال اور عزت سے مقصود ہوتی ہے وہ دین ہی کے حاصل کرنے سے پوری طرح نصیب ہوتی ہے کیونکہ مال سے راحت و آرام مقصود ہوتا ہے اور عزت سے مقصود تکلیفوں سے بچا رہنا ہے یعنی ہم کو بڑائی کی اتنی ضرورت ہے کہ ظالموں کے ظلم سے بچے رہیں دیکھئے ستے چار بیگار میں پکڑے جاتے ہیں لیکن جو عزت والے ہیں وہ نہیں پکڑے جاتے تو یہ دونوں چیزیں آرام حاصل کرنے اور تکلیف سے بچے رہنے کیلئے ہیں اب دیکھ لیجئے کہ جو لوگ خدا کے کام میں لگے ہیں انہیں کوئی بھی پریشانی میں مبتلا نہیں بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اللہ والے اسقدر آرام میں ہیں کہ دنیا والوں کو ہرگز اُتنا آرام نصیب نہیں اور امتحان اسکا یہ ہے کہ اول ایک بڑے سے بڑے دنیا دار کے پاس ایک مہینہ رہیئے اسکے بعد اللہ والوں میں سے کسی کے پاس ایک مہینہ بھر
رہکر دیکھئے پھر دونوں کی حالت ملا کر اندازہ کیجئے آپ کو صاف معلوم ہوگا کہ وہ دنیادار 11
طرح طرح کی فکروں میں گھرا ہوا ہے اور یہ دیندار پریشانی سے بچا ہوا ہے ہر طرح سے امن چین میں ہے پس مال سے جو چیز مقصود ہے وہ پوری طرح ان کو ہی نصیب ہے نہ کہ دنیا داروں کو رہی عزت سو اس میں بھی اللہ والے دنیا داروں سے زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ عزت جس چیز کا نام ہے وہ انہیں حضرات کو نصیب ہے کیونکہ عزت دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو زبان سے اور ایک دل سے دنیا والوں کی جو کچھ عزت ہوتی ہے وہ صرف زبان سے اور ہاتھ پیر سے ہوتی ہے یعنی لوگ ظاہر میں انکی عزت کرتے ہیں دل میں کسی قسم کی وقعت انکی نہیں ہوتی اور اللہ والوں کی عزت دل سے ہوتی ہے پس ثابت ہوگیا کہ مال اور عزت سے جو چیز مقصود ہے وہ اللہ والوں ہی کو حاصل ہے۔

(۳) بعض لوگ ایسے ہیں کہ پورا مقصود تو انکا دنیا نہیں ہے اور دین اور دنیا دونوں کو جمع کرنا چاہتے ہیں اور اسکو بہت بڑی خوبی اور کمال سمجھتے ہیں مگر یہ جمع

ہونا ایسا ہے جیسے ایک شخص سارے زنانے کپڑے پہنکر اُن کے ساتھ ایک ٹوپی بھی
پہن لے ظاہر ہے کہ جو شخص اسکو دیکھیگا ایک مسخری عورت کہے گا اسی طرح جو لوگ
دین و دنیا دونوں کو جمع کئے ہوئے ہیں انکو دیکھ لیجئے کہ غالب انکے اوپر دنیا ہی
ہے۔ مسلمان کے دین و دُنیا کے جمع کرنے کے تو یہ معنی ہونے چاہئیں کہ اسپر دین
غالب ہو اور ضرورت کے لائق دنیا بھی لیتا ہو غرض مسلمانوں کے لئے یہ ضروری
(مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہئیں جو خالص دین ہی کے خادم ہوں۔)
ہے کہ اُن میں سب کے سب دیندار ہوں اور چونکہ معاش کی بھی ضرورت ہے اسلئے
کچھ لوگ اس میں بھی لگیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہئیں کہ وہ صرف دین کی
خدمت کریں اور تمام قوم کی دینی باتوں میں کام آئیں کیونکہ اگر سب کے سب معاش
ہی کے حاصل کرنے میں لگ جائیں تو دین کا سلسلہ آگے کو نہیں چل سکتا مثلاً
سررشتہ تعلیم ہی کو لیا جاوے کہ اگر اسمیں کوئی نہ جائے تو ساری نوکریاں بند ہو جاوینگی
اسی طرح دین کے کام میں بھی اگر کوئی نہ لگے تو یہ کام بند ہو جائیگا اسلئے ضروری ہے
کہ ایک جماعت صرف دین کی خدمت کرنیوالی ہو کہ یہ لوگ اسکے سوا اور کوئی کام نہ ۱۲
کریں دنیا میں اسکی مثال دیکھ لو کہ قانون کا حکم ہے کہ جو شخص سرکار کا ملازم ہو وہ
دوسرا کام نہیں کرسکتا چنانچہ اگر کسی نے کیا تو اسکو یا تو ملازمت چھوڑنے پر مجبور کیا
گیا یا دوسرا کام اس سے چھوڑوا دیا گیا اسیطرح سید صاحب کو دیکھئے کہ انکو دنیا کی
دھن تھی تو اُنہیں کیا حالت تھی کہ اپنی زندگی اور آسایش سب اسمیں صرف کردی میں
کوئی چیز نہیں ہوں لیکن یہ حالت ہے کہ جب کبھی کوئی کتاب لکھتا ہوں تو راتوں
کو نیند نہیں آتی پنسل کاغذ پاس لیکر سوتا ہوں اور راتوں کو اٹھ کر جو کچھ یاد آتا ہے
اُسکو لکھتا ہوں تو اگر ایسے شخص کو کوئی دوسرا کام دیدیا جاوے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ
بھی خراب ہوگا اور وہ بھی۔ ایک شاعر کی حکایت مشہور ہے کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ
(عالم اپنی حاجتوں میں قوم کے محتاج نہیں۔)
ایک مصرع سوجھا فوراً نماز توڑ دی اور اس مصرعہ کو لکھا اگرچہ یہ اسکی حرکت اچھی نہ
تھی لیکن اس سے یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ ایک جماعت کا ایسا ہونا ضروری ہے کہ وہ
دین کے کام کے سوا اور کوئی کام نہ کرے اور اُس جماعت پر یہ الزام بھی بالکل انصاف کے

(باقی آئندہ)

بتلا دیتے ہیں کہ انکی مخالفت جائز نہیں لغت میں تعزیر کے معنے ادب دینا تعظیم کرنا آتے ہیں سو یہ امر بھی خدا تعالے کے احکام کی عزت و تعظیم کیلئے قائم کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں احکام الہی کی عزت و شوکت قائم رہے اور ان کی ہتک عزت نہ ہو اور یہ دونوں افعال غیر مباحہ کی سزا میں مقرر ہوئے ہیں۔

اور کفارہ وہ ہے جو ایسے امور میں بطور بدلہ و تاوان کے مقرر ہو جو اصل میں مباح ہوں مگر کسی عارضی سبب سے حرام ہو جائیں مثلاً ماہ رمضان اور حالت احرام میں جماع کرنا کہ اول کا کفارہ یہ ہے کہ ایک روزے کے بدلہ پے درپے دو ماہ روزے رکھے یا ساٹھ مساکین کو دو وقت کہانا کہلا دے اور ثانی کا کفارہ قربانی دینا ہے اعلام الموقعین میں لکھا ہے

واما التعزیر ففی کل معصیۃ لا حد فیہا ولا کفارۃ فان المعاصی ثلثۃ انواع نوع فیہ الحد ولا کفارۃ فیہ ونوع فیہ الکفارۃ ولا حد فیہ ونوع لا حد فیہ ولا کفارۃ فالاول کالسرقۃ والزنا والقذف والثانی کالوطی فی نہار رمضان والوطی فی الاحرام والثالث کقبلۃ

۴۱ الاجنبیۃ والخلوۃ بہا ودخول الحمام بغیر میزر واکل المیتۃ والدم ولحم الخنزیر ونحو ذلک فاما النوع الاول فالحد فیہ مغن عن التعزیر واما الثانی فہل یجب مع الکفارۃ فیہ تعزیر ام لا علے قولین واما الثالث ففیہ التعزیر قولا واحداً۔

ترجمہ۔ تعزیر ان گناہوں میں مشروع ہے جنمیں کوئی حد اور کفارہ نہیں ہے کیونکہ گناہ کے تین اقسام ہیں ایک وہ قسم ہے جنمیں حد مقرر ہے اور کفارہ ان میں مقرر نہیں ہے اور ایک وہ قسم ہے جنمیں کفارہ ہے اور حد مقرر نہیں ہے اور ایک وہ قسم ہے جنمیں نہ کوئی حد مقرر ہے اور نہ کفارہ ہے پہلی قسم جیسے چوری زنا۔ تہمت لگانا ان میں حد مقرر ہے اور دوسری قسم یعنی وہ جنمیں صرف کفارہ مقرر ہے حد نہیں جیسے ماہ رمضان کے دن میں یا حالت احرام میں جماع کرنا اور تیسری قسم یعنی وہ جنمیں نہ کوئی حد ہے اور نہ کفارہ ہے صرف تعزیر ہے جیسے اجنبی عورت کا بوسہ لینا اور اسکے ساتھ علیحدہ مکان میں بیٹھنا اور حمام میں بغیر ازار کے داخل ہونا اور مردار و گوشت خوک کھانا وغیرہ سو پہلی نوع میں حد ہی تعزیر کی جگہ کافی ہے اور دوسری میں آیا کفارہ کے ساتھ تعزیر بھی واجب ہے

یا نہیں اسمیں دو قول ہیں۔ اور تیسری میں محض تعزیر ہے بلا اختلاف۔

وجہ حرمت وعدہ شکنی

عہد شکنی اسلئے حرام ہے کہ جس انسان کے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے وعدہ شکنی سے اسکو ضرور تکلیف پہونچتی ہے اسکو وعدہ کنندہ پر اعتبار و انتظار سا رہتا ہے جب وعدہ کنندہ وعدہ دانستہ کسی کو ضرر و تکلیف پہنچانے کی غرض سے ناحق وعدہ توڑتا ہے تو حظیرۃ القدس سے اسپر لعنت الہی برستی اور ملائکہ رحمت کی توجہ اس سے برگشتہ ہوجاتی ہے اور ملال و حزن کی صورتیں اسکے دامنگیر ہوجاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اوفوا بالعقود کا امر فرمایا ہے تاکہ انسان نقض عہد کی وجہ سے مستحق لعنت نہ بنیں۔

داڑھی رکھنے اور مونچھوں کے کتروانے کی وجہ

۴۲ داڑھی ایسی چیز ہے کہ اس سے چھوٹے بڑے کی تمیز ہوسکتی ہے اور مردوں کیلئے ایک قسم کا جمال اور انکی شکل کو پورا کرنے والی ہے اسواسطے اسکا بڑھانا ضروری ہوا اور اسکا ترشوانا مجوس کا طریقہ ہے اور اسمیں خلق الہی کی تغییر بھی پائی جاتی ہے داڑھی ترشوانے کی وجہ سے بڑے بڑے سردار اور خاندانی لوگ رذیلوں میں شمار ہوجاتے ہیں تمام انبیاء صلحا داڑھی رکھتے آئے ہیں اگر داڑھی منڈوانے میں کوئی مصلحت اور فائدہ ہوتا تو وہ سب سے پہلے منڈواتے کیونکہ ایسے لوگ تمام دنیا کے لئے بہتری و بھلائی کا نمونہ بنکر آیا کرتے ہیں اور مونچھیں کتروانے کی وجہ یہ ہے کہ جنکی مونچھیں بڑی بڑی ہوتی ہیں جب وہ کچھ کھاتا پیتا ہے اسمیں بھر جاتی ہیں اور میل کچیل میں آلودہ رہتی ہیں اور یہ بھی مجوس کا طریقہ ہے جسکی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خالفوا المشرکین قصوا الشوارب واعفوا اللحی یعنی مشرکوں کی مخالفت کرو مونچھیں ترشواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

عقوق والدین کی حرام ہونیکی وجہ

والدین اولاد کی تربیت میں ایسے ایسے شدائد جھیلتے اور انکی پرورش میں محنتیں

اور مشقتیں اپنی جانوں پر برداشت کرتے ہیں جو محتاج بیان نہیں ہیں اسلئے والدین کی خدمت گذاری کرنا لازمی طریقہ قرار دیا گیا۔

شطرنج بازی۔ کبوتر بازی۔ بٹیر بازی۔ پتنگ بازی تاش بازی وغیرہ کی حرمت کی وجہ

بعض لوگ غم غلط کرنیوالی چیزوں میں مشغول ہوجاتے ہیں یہ ایسی چیزیں ہیں جسکی وجہ سے دنیا و آخرت کی ضروریات سے بیفکری ہوجاتی ہے اور اوقات ضائع ہوجاتے ہیں جیسے شطرنج اور کبوتر بازی اور بٹیر بازی اور دیگر جانوروں کا لڑانا وغیرہ انسان جب ان چیزوں میں مشغول ہوجاتا ہے تو پھر اسکو کھانے اور پینے اور ضروریات کی خبر نہیں رہتی بلکہ بسا اوقات پیشاب پاخانہ روکے بیٹھا رہتا ہے اور وہاں سے نہیں اٹھتا پھر اگر ایسی چیزوں میں مشغول رہنے کا دستور عام ہوجاوے تو یہ لوگ تمام شہر پر بوجھ پڑجاتے ہیں ۴۲
اور اپنی جان کی ان کو خبر نہ رہے اسلئے ان مشاغل سے منع کردیا گیا چنانچہ ایک بار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو ایک کبوتر کے پیچھے جاتے دیکھا تو فرمایا کہ ایک شیطان ہے جو کہ ایک شیطان کے پیچھے جاتا ہے اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا ہے شطرنج کے بارہ میں بھی روایات موجود ہیں اور ایسے ہی مفاسد جن جن امور میں ہوں وہ سب بھی اس حکم میں شریک ہونگے

مردوں کو سونا اور ریشم پہننے کے ممنوع ہونے کی وجہ

(۱) سونا ایک ایسی چیز ہے جسپر عجمی لوگ فخر کرتے ہیں اگر ایسے ہی اغراض سے سونیکے زیور پہننے کا عام دستور جاری ہوجاوے کہ مرد اور عورت سب کو عام ہوجاوے تو کثرت سے طلب دنیا کی ضرورت پڑے بخلاف چاندی کے کہ اس میں مردوں کو صرف انگشتری کی اجازت دینے سے یہ مفسدہ لازم نہیں آتا رہی یہ بات کہ عورتوں کو کیوں

اجازت ہوئی سو اصل یہ ہے کہ عورتوں کو آراستگی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تاکہ انکے خاوندوں کو رغبت ہو یہی سبب ہے کہ تمام عرب وعجم میں بہ نسبت مردوں کے عورتوں کی آراستگی کا زیادہ تر دستور ہے اسلئے ضروری ہوا کہ عورتوں کو بہ نسبت مردوں کے زیادہ زینت کی اجازت دیجائے لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مع اظہار اس فرق کے فرمایا ہے احل الذهب والحریر لاناث امتی وحرم علی ذکورها یعنی سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لئے حلال کیا گیا ہے اور مردوں پر حرام کیا گیا ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی دیکھکر فرمایا تم میں سے جو شخص آگ کا انگارا چاہے وہ اسکو اپنے ہاتھ میں لے اور حریر کے متعلق فرمایا من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسه یوم القیمة یعنی جس نے دنیا میں حریر پہنا تو وہ قیامت کے دن اسکو نہ پہنے گا یہ تو پہننے کے متعلق تھا باقی اور طرق استعمال میں مرد اور عورت اور چاندی اور سونا سب برابر ہیں چنانچہ سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پینا آپ نے فرمایا لا تشربوا فی انیة الذهب والفضة ۴۴
ولا تاکلوا فی صحافها فانها لهم فی الدنیا ولکم فی الاخرة۔ ترجمہ سونے اور چاندی کے برتن میں مت پیو اور نہ انکی رکابی میں کھاؤ کیونکہ انکے لئے تو دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

(۲) عورتوں کے لباس وتشبہ سے مردوں کو متمیز کرنا ضروری تھا لہذا سونا وچاندی وریشم پہننا بالعموم عورتوں کے لئے مخصوص ہوا اور باستثناء انگشتری سیم مردوں کے لئے حرام ہوا اسی امر کی طرف حضرت ابن قیم اشارہ فرماتے ہیں تحریم الذهب والحریر علی الرجال حرم الله ذریعة التشبه بالنساء الملعون فاعله یعنی سونا اور ریشم کو مردوں پر حرام کرنے سے معلوم ہوا مشابہت کرنے کے ذریعہ کو حرام فرمادیا ہے جسکے فاعل پر لعنت وارد ہوئی ہے۔

(۳) خدا کو نہایت عیش پسندی ناپسند ہے حریر کا لباس پہننا اور سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا یہ ایسے امور ہیں کہ انسان کو اسفل السافلین میں گرادیتے ہیں

اور فکروں کو تاریک خیالات کی طرف پھیر دیتے ہیں غرض یہ تو معلوم ہوا کہ نہایت درجہ کی عیش پسندی خراب امر ہے لیکن وہ کوئی باقاعدہ منضبط امر نہیں جسکے مواقع ظاہری نشانوں سے ایسے متمیز ہوں جنکی وجہ سے ہر ایک ادنیٰ اور اعلےٰ سے باز پرس کر سکیں چنانچہ لوگوں کی حالت مختلف ہونے سے عیش پسندی کی بھی حالت یکساں نہیں ہوا کرتی بعض لوگوں کے سامان عیش اوروں کی نظر میں تنگی عیش ہوتی ہے اور بعض لوگوں کی نظر میں جو شئے جید ہوتی ہے اوروں کی نظر میں وہی جید ناقص ہوا کرتی ہے اسوجہ سے شرع نے جب عیش پسندی کی خرابیاں بیان کیں تو ان اشیاء کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کر دیا کہ جن سے لوگ صرف عیش و آرام ہی کے لئے منتفع ہوا کرتے ہیں اور ان سے لوگوں میں عیش حاصل کرنے کی عادت شائع ہو گئی ہے اور شرع نے عجمی اور رومی لوگوں کو ان اشیاء پر متفق پایا تھا اسواسطے شرع نے کمال عیش و آرام کے مواقع ان خاص امور کو قرار دیکر انکو حرام کر دیا اور بطریق قدرت جن اشیاء سے نفع اٹھایا جاتا ہے یا اطراف ممالک میں انکی عادت ہے انپر شارع نے کچھ التفات نہیں کیا اسلئے حریر اور سونے چاندی کے برتن محرم ابواب سے شمار کئے گئے اور ان پر وعید بھی ارشاد فرمائی گئی چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تاکلوا فی انیۃ الذھب والفضۃ ولا تشربوا فی صحافھا فانھا لھم فی الدنیا ولکم فی الاٰخرۃ اور فرمایا الذی یشرب فی انیۃ الذھب والفضۃ انما یجرجر فی بطنہ نار جھنم۔ ترجمہ نہ کھاؤ سونے اور چاندی کے برتنوں میں اور نہ پیو چاندی سونے کے پیالوں میں کیونکہ یہ برتن مخالفین اسلام کے لئے دنیا میں ہیں اور تم کو آخرت میں ملینگے جو شخص سونے چاندی کے برتن میں پیتا ہے اسکے پیٹ میں دوزخ کی آگ جنبش کریگی۔

اور یہ حرکت کھانے اور پینے ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ساری وجوہ نفع کو شامل ہے لہٰذا حلال نہیں ہے کہ چاندی اور سونے کے برتن کے ساتھ غسل یا وضو کرے یا ان سے تیل ملے یا سرمہ دانی بنائے اور اسی تقریر سے غیر اہل اسلام کے ساتھ لباس وغیرہ تشبہ کرنے کی ممانعت معلوم ہو گئی ہو گی کہ مقصود تبعید ہے

اسکے اوضاع واطوار سے اسکی بہت صاف نظیر مردوں کا زنانہ لباس پہننے سے طبعاً منقبض ہوتا ہے۔

تصویر رکھنے کی ممانعت کی وجہ

اسمیں بُت پرستی کا دروازہ مفتوح ہوتا ہے (حجۃ اللہ) یعنی جب اسکی عام عادت ہوجاویگی اور عام میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں اور ہر دیکھنے والے مختلف فہم کے ہوتے ہیں تو ضرور کسی نہ کسی وقت اس میں یہ مفسدہ پیدا ہوگا جیسا پہلے ہو چکا کہ خاص بنانے والوں نے پرستش نہیں کی محض بزرگون کی یادگار بنائی تھی پھر آخر اسکی نوبت پہنچی اسیوقت دیکھ لیجئے کہ باوجود علوم قدیمہ وعلوم جدیدہ کی روشنی پھیلنے کے ایک بڑے معزز بیرسٹر صاحب کی حکایت سنی ہے کہ وہ صبح اٹھکر اپنے پیر کی تصویر کو نہایت ادب و تعظیم سے تسلیم بجا لاکر پھر کوئی اور کام کرتے ہیں جب انگریزی خوانوں کے ایک اعلےٰ طبقہ میں ایسے افراد اب موجود ہیں تو بالکل عامی آدمی پر کیا اعتماد رہا اسلئے تصویر ۴۶
رکھنے کو عقلاً بھی ضرور حرام کہنا چاہیئے۔

کتاب الفرائض

جائداد میں حقداروں کے حصے مقرر ہونے کی وجہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی فرض نصیباً من المیراث لکل احد من الرجال والنساء لیصون الناس من الاعتداء علی حقوق الاقرباء والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم الانبیاء وعلی الذین اتبعوا الھدی وطریق الاستواء۔

اما بعد واضح ہو (۱) اسلام نے میت کی جائداد میں حقداروں کے حصے اسلئے معین و مقرر کئے ہیں کہ حقداروں کے حقوق محفوظ رہیں اگر میت کے اقرباء اور دوالیوں میں سے کل جائداد کا ایک ہی شخص کو اختیار کلی دیا جائے اور دوسرے اقرباء کے حصے ہمیں مقرر نہ ہوں تو اکثر ایسے افراد ہوتے ہیں کہ جائداد کو اپنی ذاتی اغراض میں اڑا دیتے ہیں اور اپنے فوائد و اغراض و عیش کے سوائے دوسرے حقداروں کی غور و پرداخت اور انکے حقوق کی پروا نہیں کرتے اور جائداد میں ظالمانہ تصرف شروع کر دیتے ہیں حتے کہ سارے ترکہ کو اپنے عیش و عشرت میں خورد برد کر دیتے ہیں لہذا خدا تعالے نے ان ظالمانہ کارروائیوں کو روکنے اور انکے انسداد کے لئے جائداد میں ہر ایک حقدار کے حصے معین فرمادئے تاکہ ایک ہی شخص دوسرے حقداروں کے حصوں کو اپنی اغراض میں خورد برد نہ کرسکے بلکہ حصوں کے مطابق جائداد سب اہل حقوق لیکر اپنے اپنے حصہ سے آزادی کے ساتھ منتفع ہوں اور اسی کے قریب قریب اس رسم میں
خرابی ہے جو بعض جگہ جاری ہے کہ ولد اکبر مالک باقی دوسرے اہل حق گذارہ خوار ۴۷
چنانچہ ان لوگوں کے ظالمانہ تصرفات کا رات دن مشاہدہ ہو رہا ہے جسکا کچھ علاج ایسا نہیں جو سہولت سے ہر گذارہ خوار اسکا استعمال کرسکے چنانچہ میراث کے حصے مقرر ہونے کی فلاسفی خدا تعالے نے قرآن کریم میں یہ بیان فرمائی ہے کہ اقربائے میت کے حقوق ضائع ہو کر خورد برد نہ ہو جائیں للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر نصیبا مفروضا الیٰ قولہ تعالیٰ الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الآیۃ (پ ۴ سورۂ نساء)
اس جگہ یتیمی کا ذکر خصوصیت سے اسلئے فرمایا کہ بسا اوقات میت کے چھوٹے چھوٹے بچے پیچھے رہجاتے ہیں اور بڑے بیٹے یا میت کے دوسرے اقرباء سارے مال کو خورد برد کر دیتے ہیں لہذا ایسا کرنے میں سخت وعید وارد ہوئی پھر حصص کی تفصیل کیلئے مذکورہ بالا آیات کے آگے یوصیکم اللہ کی عبارت شروع ہوتی ہے جسکا مفصل ذکر

آگے آویگا یہ تو مصلحت اہل جائداد کی تھی باقی خود جائداد کی بھی اسمیں مصلحت ہے وہ یہ کہ کسی بڑی سے بڑی جائداد میں بھی متعدد حصہ داروں کے حقوق اور حصّے معین ومشخص ہونا اسکے لئے حفاظت واستحکام کا موجب ہے کیونکہ ہر ایک حصہ دار اپنے معین حقوق کی وجہ سے اس مشترکہ جائداد کی بہتری وبہبودی کے لئے سعی کریگا پس جس جائداد کے حقدار زیادہ ہونگے اسی قدر اسکے لئے استحکام کا سبب ہے یہ تو مشترک رہنے کی صورت میں ہے اور اگر تقسیم کریں تو ہر شخص اپنے نفع کے لئے اسکی ترقی کیلئے ایسا خاص اہتمام کریگا کہ درصورت ایک شخص کے اصل مالک اور دوسروں کے گذارہ خوار ہونے کے ایسا اہتمام ممکن نہ تھا کیونکہ ایسے امر میں کون سعی کرتا ہے جس سے زیادہ منتفع دوسرے لوگ ہوں یہ تو فی نفسہ خواص ہیں ہر شخص کے مالک مستقل ہونے کے باقی اگر کوئی اپنا حصہ بالکل اڑانے لگے اور اس مصلحت سے کوئی شخص قانون میراث کو خلاف حکمت سمجھے اس اڑانے کا ذمہ دار اس شخص کی بدتدبیری وقلت تدبر ہے اسکا اگر اعتبار
۴۸ کیا جائے تو میراث ہی کی کیا تخصیص ہے جس شخص کو اپنے مکسوبہ اموال میں بھی ایسا کرتے دیکھو بس اس سے چھینکر اس سے بڑے بھائی کو حوالہ کردو پھر یہ فطری امر ہے کہ اپنی چیز اپنے ہاتھ سے اڑانا اسقدر زیادہ نہیں جتنا اپنی چیز دوسرے کے ہاتھ میں ہونے کے وقت اُن دوسروں کا دست نگر ہونا اور باقی اگر کسی کا ذوق ہی باطل ہوگیا ہو تو اس سے خطاب ہی نہیں۔

حقیقت تقسیم میراث

منجملہ اصول میراث یہ ہے کہ اسکا مدار تین امور پر ہے ایک تو میت کے بعد اسکی جگہ اسکی عزت اور مرتبہ میں اور جو باتیں اس قسم کی ہیں ان میں اسکا قائم مقام ہوتا کیونکہ انسان کی اس بات میں بڑی کوشش ہوتی ہے کہ اسکے بعد اسکا کوئی قائم مقام رہے۔

دوسرا خدمت اور غمخواری اور محبت اور شفقت اور جو باتیں اس قسم کی ہیں تیسرے قرابت جو ان دونوں باتوں پر بھی مشتمل ہے اور تینوں میں زیادہ تر اس تیسری بات کا اعتبار مقدم

(باقی آئندہ)

یعنی تم ایک پارہ خاک ہو تو جس طرح کہ تم کو زندہ کر دیا اسیطرح ساری خاکوں کو پہچاننا چاہیئے مطلب یہ ہے کہ دیکھو آخر تم بھی تو خاک ہی سے بنے ہو اور زندہ ہو تو جسطرح کہ اُس خاک میں جسمیں سے کہ تم بنے ہو قابلیت حیٰ ہونے کی تھی اسیطرح اوروں میں بھی موجود ہے ورنہ ترجیح کی کیا وجہ ہے تو بس جسطرح کہ تم زندہ ہوئے اسیطرح اور جمادات بھی زندہ ہو سکتے ہیں اور انکے اندر بھی حیات ہو سکتی ہے اس میں اشکال ہی کیا ہے مگر ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ۔

مُردہ زینسو بند و زان سو زندہ اند خامش اینجا و انطرف گویندہ اند

یعنی اس طرف سے تو مُردہ ہیں اور اس طرف زندہ ہیں اور اس جگہ تو خاموش ہیں اور اس طرف بولنے والے ہیں اسی مضمون کو مولانا نے ایک اور جگہ بہت صاف فرمایا ہے ؎ خاک و باد و آب و آتش بندہ اند ٭ با من و تو مردہ باحق زندہ اند ٭ تو انکی حیات اگر ہم کو نہ معلوم ہو تو اس سے انکی حیات کی نفی تو نہیں ہو سکتی آگے فرماتے ہیں کہ ۱۳۷

چون ازان سو شان فرستد سوئے ما آن عصا گردد سوئے ما اژدہا

یعنی جب اُسطرف سے اُن کو ہماری طرف بھیج دیتے ہیں تو وہی عصا ہماری طرف اژدہا بنجاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اس طرح تو یہ سب مُردہ ہیں مگر جب اُدھر سے حکم ہو جاتا ہے تو وہی اشیا کبھی ادھر بھی بشکل حی نظر آتی ہیں جیسے کہ عصا جماد ہے مگر جب اُسکو حکم ہوا کہ اپنی اُس حیات مستور کو دُنیا والوں پر بھی ظاہر کر دو تو وہ ادھر بھی زندہ ہو کر ظاہر ہو گیا اسکی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے کہ ایک شخص شاہی دربار کا رعیت کے سامنے آکر چپ بیٹھ جاتا ہے تو رعیت کے لوگ اسکو گونگا خیال کرتے ہیں ایک روز بادشاہ بولے کہ آج جا کر رعایا میں لکچر دو اس نے آکر بولنا شروع کیا تو سب کی آنکھیں کھل گئیں کہ اللہ اکبر یہ تو بڑا مقرر ہے اسیطرح جب ان اشیا کو حکم ہوتا ہے تو یہ بھی اپنی حیات کو اس عالم میں ظاہر کر دیتی ہیں اور دیکھو ان کا شعور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے

کہ قرآن شریف میں ہے۔ قال لہا وللارض ائتیا طوعا او کرہا قالتا اتینا طائعین۔ یعنی آسمان اور زمین سے کہا کہ تم یا تو طوعاً آؤ یا کرہاً تو انھوں نے عرض کیا کہ ہم طوعاً حاضر ہوتے ہیں تو دیکھو ایک تو انکا حاضر ہونا بطور حکم تکوینی کے تھا اسمیں تو انکے شعور کی ضرورت نہ تھی اور یہ کرہاً میں داخل ہے مگر جب انھوں نے عرض کیا کہ ہم طوعاً حاضر ہوتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ سمجھ بوجھ کر خود حاضر ہوئے تھے تو دیکھو اُنکے اندر شعور تہا جب تو انھوں نے ایسا کیا اور پھر اہل کشف نے تو عجیب عجیب حیرت انگیز امور ظاہر کئے ہیں جنکا انکار بہت مشکل ہے پس معلوم ہوا کہ انکے اندر بھی شعور موجود ہے کہ یہ حکم خداوندی کو مانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ حکم خداوندی ہے اسکی آگے نظیر بیان فرماتے ہیں کہ۔

کوہہا ہم لحن داؤدی کند جوہر آہن بکف موے شود

یعنی پہاڑ بھی لحن داؤدی کرتے ہیں اور جوہر آہن دست داؤد علیہ السلام میں مومی کرتا ہے تو اگر اُسکے اندر شعور نہیں ہے تو ہر ایک ہاتھ میں موم کیوں نہیں ہو جاتا معلوم ہوتا ہے ۱۳۸ کہ وہ داؤد علیہ السلام کے ہاتھ کو شناخت کرتا تھا جب تو صرف اُنکے ہاتھ میں موم ہو جاتا تھا۔

باد حمّال سلیمانی شود بحر با موسے سخندانی شود

یعنی ہوا سلیمان علیہ السلام کی حمال ہو جاتی ہے اور دریا موسے علیہ السلام کے ساتھ ایک سخندان بنجاتا ہے تو دیکھو اگر وہ سلیمان علیہ السلام کو اور موسے علیہ السلام کو نہ پہچانتے تھے اور انکے اندر شعور نہ تہا تو اُن کا کہنا کسطرح مانتے تھے ہمارا کہا نہ مان لیں معلوم ہوا کہ شعور ہے۔

ماہ با احمدؐ اشارت بین شود نار ابراہیم را نسرین شود

یعنی احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چاند اشارت بین ہوتا ہے اور نار ابراہیم علیہ السلام

سکے لئے تسخیر ہو جاتی ہے یہ ساری علامتیں شعور کی ہیں۔

خاک قارون راچو ماری درکشد اُستن حنانہ آید در رشد

یعنی قارون کو خاک سانپ کی طرح کھینچتی ہے اور استن حنانہ ہدایت میں آتا ہے یہ ساری علامات اُنکے اندر شعور ہونے کی ہیں آگے اور لو۔

سنگ بر احمد سلامے میکند کوہ یحیٰے را پیامے میکند

یعنی پتھر احمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام کرتا ہے اور یحیٰے علیہ السلام سے پہاڑ پیام کہتا ہے یہ تو قصے خاص تھے آگے عام طور پر فرماتے ہیں کہ۔

جملہ ذرات عالم در نہان با تو مے گویند روزان و شبان

۱۲۹ یعنی عالم کے تمام ذرے چپکے چپکے تم سے رات دن یہ کہہ رہے ہیں کہ۔

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم با شما نا محرمان ما خامشیم

یعنی ہم سمیع ہیں اور بصیر ہیں اور خوش ہیں (مگر) تم نا محرموں کے ساتھ ہم خاموش ہیں یعنی وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے اندر حیات بھی ہے نطق بھی ہے سب کچھ ہے مگر چونکہ تم لوگ نامحرم ہو اسلئے تمہارے آگے خاموش ہیں اور نہیں بولتے مولانا فرماتے ہیں کہ

چون شما سوئے جمادے مے روید محرم جان جمادان کے شوید

یعنی چونکہ تم (بحالت) جمادی کیطرف جاتے ہو تو جان جمادان کے محرم کسطرح ہو سکتے ہو مطلب یہ کہ جب تم عالم اسفل کی طرف متوجہ ہو تو تم کو انکی حیات کی کیا خبر خبر تو جب ہو جبکہ تم قلب میں نور پیدا کرو آگے اسیکو فرماتے ہیں کہ۔

از جمادے عالم جانہا روید غلغل اجزائے عالم بشنوید

یعنی جمادی سے عالم ارواح میں جاؤ تو اجزائے عالم کا غلغلہ سنو اُسوقت تو یہ حالت ہو کہ

فاش تسبیح جمادات آیدت وسوسۂ تاویلہا بر بایدت

یعنی تسبیح جمادات تمہارے پاس ظاہر طور پر آویں اور وساوس اور تاویلوں کو برباد کردیں مطلب یہ کہ جبکہ اس عالم سے توجہ الگ کر کے اُس عالم کی طرف متوجہ ہوگے تو پھر ان جمادات کی تسبیح تم کو صاف طور پر سنائی دیگی اور جسقدر وساوس اور تاویلیں اب تمہارے ذہن میں اسکے متعلق ہیں سب زائل ہو جاوینگی۔

چون ندارد جان تو قندیلہا بہر بینش کردہ تاویلہا

یعنی جبکہ تمہاری جان انوار نہیں رکھتی تو اُس نے سمجھنے کے لئے تاویلیں کی ہیں (اور کہتے ہو کہ)

دعوی دیدن خیال عار بود بلکہ مر بینندہ را دیدار بود ۱۴۰

یعنی دیکھنے کا دعوی کرنا خیال عار کا تھا بلکہ خود دیکھنے والے کو دیدار تھا مطلب یہ ہے کہ مولانا فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر انوار باطن تو تھے نہیں کہ جس سے تم ان جمادات کے نطق کا ادراک کرتے لہذا اُس میں تاویلیں کرنے لگے اور انکے شعور اور انکے نطق کے معنی گھڑنے لگے اور کہنے لگے کہ ان اشیاء کے دیکھنے کا قائل ہونا کہ یہ دیکھتی ہیں اور انکے اندر شعور ہے یہ ایک ایسا خیال ہے کہ جو قابل عار ہے اور بالکل غلط ہے بلکہ انکے نطق اور انکے دیدار کے یہ معنی ہیں کہ انکو دیکھکر اُس بینندہ کو عبرت ہوتی ہے اور یہ سبب نطق اور ذکر اور تسبیح کا ہو جاتی ہیں تو سبب کی طرف نسبت کردیا گیا ورنہ یہ فعل ہے مسبب کا تو اس قسم کے معنی گھڑنا یہ سب اسیوجہ سے ہے کہ تم کو نور باطن حاصل نہیں ہے آگے خود اس کی توضیح فرماتے ہیں۔

کہ غرض تسبیح کے ظاہر بود دعوی دیدن خیال وغے بود

یعنی کہ تسبیح سے مقصود ظاہری تسبیح) کب ہے اور دیکھنے کا دعوی خیال اور گمراہی ہی۔

بلکہ ہر بینندہ را دیدار آن وقت عبرت میکند تسبیح خوان

یعنی بلکہ ہر دیکھنے والے کے لئے انکا دیدار عبرت کے وقت تسبیح خواں کر دیتا ہے۔

پس چو از تسبیح یادت میدہد این دلالت ہمچو گفتن مے بود

یعنی بس جبکہ تم کو تسبیح سے یاد دلاتی ہے تو یہ دلالت مثل کہنے کے ہو جاتی ہے مطلب یہ کہ تم یہ تاویل کرتے ہو کہ اس سے جو عبرت ہوتی ہے تو اسیکو اُن کے ناطق ہونے سے تعبیر کر دیا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

این بود تاویل اہل اعتزال وائے آنکس کو ندارد نور حال

۱۴۱ یعنی یہ اہل اعتزال کی تاویل ہوا کرتی ہے تو اُس شخص پر افسوس ہی جو کہ نور حال نہ رکھے۔

چون ز حس بیرون نیاید آدمی باشد از تصویر غیبی اعجمی

یعنی جبکہ آدمی حس سے باہر نہ ہو (اور اسی میں مقید رہے) تو وہ تصویر غیبی سے نادان ہوا کرتا ہے مطلب یہ کہ جو شخص کہ اس دنیاوی دہندوں میں لگا ہوا ہے اور ان سے ابھی باہر نہیں ہوا وہ اس عالم غیب کے حالات سے بالکل ناواقف رہتا ہے ہاں جو کہ ان سے نکل گیا اسکو سب کچھ حاصل ہو گا آگے فرماتے ہیں کہ۔

این سخن پایان ندارد مارگیر مے کشید آں مار را با صد زحیر

یعنی یہ باتیں تو کہیں انتہا ہی نہیں رکھتیں مارگیر اس سانپ کو سیکڑوں مصیبتوں سے کھینچ رہا ہے مطلب یہ کہ اجزائے عالم کی حیات اور قدرت حق کے بیان کی تو کہیں انتہا ہی نہیں ہے تو اب اسکو یہیں ترک کر کے قصہ مارگیر بیان کرو کہ وہ اسکو کسطرح کھینچ رہا ہی

تا بہ بغداد آمد آن ہنگامہ خواہ تا نہد ہنگامہ بر چار راہ

یعنی وہ ہنگامہ کا طالب بغداد میں آیا تا کہ چوراہہ پر ہنگامہ کو رکھے یعنی اس نے چاہا کہ کسی چوراہے پر مجمع کرے۔

بر لب شط مرد ہنگامہ نہاد غلغلہ در شہر بغداد او فتاد

یعنی (دجلہ کی) پٹری کے کنارے اُس آدمی نے مجمع رکھا تو تمام شہر بغداد میں شور مچ گیا کہ

مار گیرے اژدہا آوردہ است بوالعجب نادر شکاری کردہ است

یعنی ایک سپیرا ایک اژدہا لایا ہے اور اس بوالعجب نے ایک عجیب شکار کیا ہے۔

۱۴۲ جمع آمد صد ہزاران خام ریش صید او شد ہر یکے ز آنجا از خریش

یعنی لاکھوں احمق وہاں جمع ہو گئے اور اپنے گدھے پن سے اس سپیرے کا شکار بن رہے تھے یعنی اسے پیسے دے دیکر پھنس رہے تھے۔

منتظر ایشان و او ہم منتظر تا کہ جمع آیند خلق منتشر

یعنی وہ لوگ بھی منتظر تھے اور یہ شخص بھی منتظر تھا تا کہ لوگ جو کہ ابھی منتشر ہیں جمع ہو جاویں یعنی وہ اسکا منتظر تھا کہ مجمع خوب زیادہ ہو جاوے اور یہ جانتا تھا کہ

مردم ہنگامہ افزوں تر شود کدیہ و توزیع نیکو تر شود

کہ لوگوں کا مجمع خوب زیادہ ہو جاوے اور بھیک اور بخشش خوب ہو جاوے۔

جمع آمد صد ہزاران ژاژ خا حلقہ کردہ پشت پا بر پشت پا

یعنی لاکھوں بیہودہ حلقہ کرکے ایک پر ایک جمع ہو گئے۔

حلقہ گرد او چو رزگر دعریش ہمچنان کہ بت پرستان بر گنیش

یعنی اُس سپیرے کے گرد حلقہ کئے ہوئے جیسے کہ انگور گردٹی کے اور جیسے کہ بت پرست (حلقہ کئے ہوئے) گنیش پر ہوں غرضکہ لوگ ٹوٹے پڑتے تھے۔

مرد را از زن خبر نے ز ازدحام رفتہ درہم چون قیامت خاص و عام

یعنی ازدحام کی وجہ سے مرد کو عورت کی خبر نہ تھی اور قیامت کی طرح خاص و عام ایک دوسرے میں گھسے ہوتے تھے

چون ہمی خراقہ جنبانید او مے کشیدند اہل ہنگامہ گلو

یعنی جب وہ ڈگڈگی ہلاتا تھا تو ہنگامے والے غل مچاتے تھے لوگوں کی تو یہ حالت اور ۱۴۳
اُن اژدہا صاحب کی کیفیت ملاحظہ ہو۔

اژدہا کز زمہریر افسردہ بود زیر صد گونہ پلاس و پردہ بود

یعنی اژدہا چونکہ جاڑے کی وجہ سے ٹھٹڑا ہوا تھا وہ سیکڑوں قسم کے ٹاٹوں اور پردہ کے نیچے تھا یعنی اس سپیرے نے اسکو خوب دبا رکھا تھا تاکہ کوئی دیکھ نہ سکے اور جب لوگ خوب جمع ہو جاویں اُسوقت اسکو کھولے۔

بستہ بودش بارسنہائے غلیظ احتیاطے کردہ بودش آن حفیظ

یعنی اسکو سپیرے نے موٹی رسیوں میں باندھ رکھا تھا اور اس حفیظ نے خوب احتیاط کر رکھی تھی

در درنگ و اتفاق و انتظار وز ہیاہوئی و فغان بے شمار

یعنی دیر اور جمع ہونے اور انتظار کی وجہ سے اور بے انتہا ہائے ہوئے اور فغاں کی وجہ سے۔

وز غلو خلق و مکث و طمطراق　　تافت بر آن مار خورشید عراق

یعنی لوگوں کے غلو سے اور ٹھیرنے سے اور دہوم دہام کی وجہ سے اس سانپ پر عراق کا خورشید چمک آیا (چونکہ عراق میں گرمی زیادہ ہوتی ہے اسلئے خورشید عراق کہدیا) مطلب یہ کہ ان چیزوں کے انتظار میں گرمی خوب ہوگئی۔

آفتاب گرم سیرش گرم کرد　　رفت از اعضائی او اخلاط سرد

یعنی آفتاب تیز روشن نے اسکو گرم کردیا اور اسکے اعضا میں سے سردی کے اخلاط جاتے رہے یعنی وہ جو ٹھٹھر رہا تھا وہ افسردگی گرمی پہنچنے سے اس میں سے زائل ہوگئی۔

۱۴۴　**مُردہ بود و زندہ گشت او از شگفت　　اژدہا بر خویش جنبیدن گرفت**

یعنی وہ مردہ تھا اور وہ تعجب سے زندہ ہوگیا اور اژدہا اپنے خود ہلنا شروع کیا مطلب یہ کہ اسکو جو گرمی پہنچی تو وہ ہلنے لگا تب لوگوں کو سخت تعجب ہوا کہ ارے مردہ زندہ ہوگیا یا یوں تعجب ہوا کہ ارے یہ تو مردہ نہ تہا بلکہ زندہ ہی تہا۔

خلق را از جنبش آن مُردہ مار　　گشت شان آں یک تحیر صد ہزار

یعنی لوگوں کو اس مُردہ سانپ کی جنبش سے انکا وہ ایک تحیر لاکھ حصہ ہوگیا یعنی اول تو صرف اسکے عظم جسم ہی کی حیرت تھی اب وہ حیرت اور بھی بڑہ گئی۔

با تحیر نعرہ ہا انگیختند　　جملگان از جنبشش بگریختند

یعنی حیرت کے ساتھ نعرے مار رہے تھے اور سارے کے سارے اُس کی جنبش کی وجہ سے بھاگ گئے۔

(باقی آئندہ)

كتاب عجائب القلب من ربع المهلكات

الحديث اعدى عدوك نفسك التى بين جنبيك البيهقى فى كتاب الزهد من حديث ابن عباس وفيه محمد بن عبد الرحمن بن غزوان احد الوضاعين قلت لكن معناه فى القران قوله تعالى ان النفس لامارة بالسوء لان الامر بالسوء لا يكون الا من اعدى العدو وكذا فى الحديث وهو المجاهد من جاهد نفسه و سياتى فى كتاب رياضة النفس فان الجهاد لا يكون الا مع العدو و

الحديث رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر البيهقى فى الزهد من حديث جابر وقال هذا اسناد فيه ضعف وتمامه فى كتاب رياضة النفس قيل يا رسول الله وما الجهاد الاكبر قال جهاد النفس قلت فى روح المعانى فى تفسير اية وجاهدوا

کتاب عجائب القلب از ربع مہلکات

حدیث تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہی ہے جو تیری بغل میں موجود ہے روایت کیا اسکو بیہقی نے کتاب الزہد میں ابن عباس کی حدیث سے اور اسکی سند میں محمد بن عبد الرحمن بن غزوان ہے جو منجملہ وضاعین حدیث کے ہے میں کہتا ہوں لیکن اسکا مضمون قرآن میں ہے کہ نفس بری باتوں کی بہت فرمایش کرنے والا ہے کیونکہ بری بات کی فرمایش کرنا بڑے دشمن ہی کا کام ہے اور اسی طرح حدیث میں بھی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ بڑا مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اور یہ حدیث کتاب ریاضۃ النفس میں آوے گی کیونکہ جہاد بھی دشمن ہی کے ساتھ ہوتا ہے

حدیث ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف واپس آئے روایت کیا اسکو بیہقی نے کتاب الزہد میں جابر کی حدیث سے اور کہا کہ اس اسناد میں ضعف ہے اور پوری حدیث کتاب ریاضۃ النفس میں ہے وہ یہ کہ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا نفس کیساتھ جہاد کرنا میں کہتا ہوں کہ روح المعانی میں

عداوة النفس

دشمنی نفس

۶۹

فی اللہ حق جہادہ اخرج البیہقی
عن جابر قال قدم علے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قوم
غزاۃ فقال قدمتم خیر
مقدم من الجہاد الاصغر الی
الجہاد الاکبر قیل وما الجہاد الاکبر قال
مجاھدۃ العبد ھواہ وفی اسنادہ جہاد النفس
ضعف معفو فی مثلہ **ف**
کون من قول الحدیثین
من مقاصد الفن ظاہر۔
۷۰ **الحدیث** ان لربکم فی ایام دھرکم
نفحات الحدیث متفق علیہ من
حدیث ابی ھریرۃ وابی سعید
وقبل تمتد مروتمامہ
الا فتعرضوا لھا قلت اللہ اعلم
کیف نسب ھذا الحدیث
الی الشیخین فقد نسبہ العزیزی
الی الطبرانی عن محمد بن
مسلمۃ بھذا اللفظ وفیہ
فتعرضوا لہ وفی نسخۃ
لھا ان یصیبکم نفحۃ منہا

وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ کے تحت میں ہے کہ
بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جماعت غازیوں کی
آئی آپ نے فرمایا تم بہت اچھا آنا آئے جہاد اصغر سے
جہاد اکبر کیطرف آئے عرض کیا گیا کہ جہاد اکبر کیا
چیز ہے۔ آپ نے فرمایا بندہ کا مجاہدہ کرنا اپنی ہوائے
نفسانی کے ساتھ اور اسکی اسناد میں ایسا ضعف ہے جو ایسے
مضمون میں معاف ہے **ف** ان دونوں حدیثوں
کے مضمون کا کہ مجاہدہ نفس کی ترغیب ہے) مقاصد
فن سے ہونا ظاہر ہے۔
حدیث تمہارے ایام عمر میں تمہارے
پروردگار کے فیوض (وارد ہوتے) ہیں روایت
کیا اسکو شیخین نے ابوہریرہ اور ابوسعید کی حدیث
سے اور وہ پہلے بھی آچکی ہے اور اس کا تتمہ یہ ہے
کہ ہاں سن لو اور اون فیوض کے لیے آمادہ رہو میں
کہتا ہوں کہ خدا جانے عراقی رحمہ نے اس حدیث کو شیخین
کیطرف کیسے منسوب کردیا کیونکہ عزیزی
نے اسکو طبرانی کیطرف منسوب کیا ہے محمد بن مسلمہ
سے اسی لفظ کے ساتھ اور اوسمیں ایک نسخہ میں
(فتعرضوا کے بعد) لہ ہے اور ایک نسخہ میں لھا ہے
(اور اوسمیں یہ بھی ہے) شاید تمکو اون فیوض)

فلا تشقون بعدها ابداً

قال الشيخ حديث حسن

وفيه في معنى نفحات

اى تجليات مقربات

يصيب بها من يشاء من عباده

(ص۱۱۶ ج۲) ف فيه دوام

المراقبة ونعم ما قيل

فيه كانه ترجمة له ؎

یک چشم زدن غافل ازان شاہ نباشی

شاید کہ نگاہی کند آگاہ نباشی

الحديث يقول الله عزوجل

لقد طال شوق الابرار الى

لقائى الحديث لم اجد له

اصلا الا ان صاحب الفردوس

اخرجه من حديث ابى

الدرداء ولم يذكر له ولده

فى مسند الفردوس اسناداً وتمامه

وانا الى لقائهم اشد شوقاً

قلت فهو من تعليقات

صاحب الفردوس ومعناه وارد

فى الحديث الصحيح من احب لقاء الله

میں سے کوئی فیض پہونچ جائے جس کے بعد پھر

کبھی تم شقی نہو شیخ نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے

اور اسمیں نفحات کے معنی میں یہ کہا ہے یعنی ایسی

تجلیات جو (خدا تعالیٰ کا) مقرب بنادیں اپنے

بندوں میں جسکو چاہیں پہونچادیں **ف**

اس حدیث میں دوام مراقبہ (مذکور) ہے

اور اس مضمون میں کسی نے خوب کہا ہے گویا

اس کا ترجمہ ہی ہے ؎

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی

شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

حدیث اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نیک بندوں کا ١٧

شوق میرے ملنے کا بہت بڑھ گیا الخ میں نے

اس حدیث کی اصل نہیں پائی مگر صاحب فردوس نے

اسکو ابوالدرداء کی حدیث سے روایت کیا ہے

اور اونکے بیٹے نے مسند الفردوس میں اسکی

کوئی سند ذکر نہیں کی اور اس کا تتمہ یہ ہے

کہ میں اون کے ملنے کا اون سے زیادہ شائق

ہوں میں کہتا ہوں پس یہ حدیث منجملہ تعلیقات

صاحب فردوس کے ہے اور اس کا مضمون

صحیح حدیث میں وارد ہے وہ حدیث یہ ہے کہ

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ

(الشوق اثر المحبۃ — شوق اثر محبت ہے)

احب الله لقاءه فان الشوق من
اثار المحبة **ف** فيه
اثبات المحبية والمحبوبية
للعبد

الحديث اذا اراد الله بعبده
خيرا جعل له واعظا من قلبه ابو منصور
الديلمي في مسند الفردوس من حديث
ام سلمة واسناده جيد
ف فيه صحة تنبيهات
القلب السليم

(تنبیہات القلب السلیم حجۃ — تنبیہات قلب سلیم حجت ہے)

۴۲ **الحديث** قال الله تعالى
ما وسعني ارضي ولا سمائي
ووسعني قلب عبدي
المومن اللين الوادع
لم ار له اصلا وفي حديث
ابي عتبة قبله
عند الطبراني بعد
قوله وآنية ربكم
قلوب عباده الصالحين
واحبها اليه الينها
وارقها قلت۔

اوس سے ملنا چاہتا ہے کیونکہ شوق آثار محبت میں سے ایک اثر ہے **ف** اس حدیث میں اثبات ہے بندہ کے محب ہونیکا بھی اور محبوب ہونیکا بھی ۔

حدیث جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کیساتھ بھلائی چاہتے ہیں تو اوس کے لیئے اوس کے قلب میں سے ایک واعظ مقرر کر دیتے ہیں روایت کیا اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ام سلمہ کی روایت سے اور اسکی اسناد جید ہے **ف** اس حدیث سے تنبیہات قلب سلیم کا معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے

حدیث اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجکو نہ میری زمین سما سکتی ہے اور نہ میرا آسمان اور مجکو میرے مومن بندہ کا قلب جسمیں نرمی اور اطمینان (کی صفت) ہے سما لیتا ہے میں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں دیکھی اور اس کے قبل جو ابو عتبہ کی حدیث طبرانی میں ہے اوسمیں اس قول کے بعد (وآنیۃ ربکم قلوب عبادہ الصالحین) یہ ہے (واحبہا الیہ الینہا وارقہا) ان دونوں قول کا ترجمہ یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کے ظروف اوس کے صالح بندوں کے قلوب ہیں اور سب قلوب میں اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ قلوب ہیں جو بہت نرم اور بہت رقیق ہوں

(باقی آیندہ)

یہ بھی سید صاحب ہی نے رکوائے ہیں۔

حاشیہ حکایت (۵۰) یہ ہیں برکات جو کرامات و تصرفات سے بھی اکمل ہیں (شت)

(۵۱) خانصاحب نے فرمایا کہ میرے اُستاد میانجی محمدی صاحب بیان فرماتے تھے کہ جب سید صاحب سیر کو تشریف لیجاتے تھے تو بڑے بڑے لوگ شکار بند پکڑا کرتے تھے ہم بھی چاہتے تھے کہ یہ شرف ہمیں بھی نصیب ہو مگر ہمیں موقع نہ ملتا تھا لیکن ایک روز موقع ملگیا اور میں شکار بند پکڑے ہوئے سید صاحب کے ساتھ چلا۔ خانم کے بازار میں ایک کوچہ تھا اور اس کوچہ کے نکڑ پر ایک رنڈی کا مکان تھا اور اسمیں جو رنڈی رہتی تھی وہ نہایت حسین اور بڑی لکھی تھی اور اسکے یہاں معمولی آدمیوں کا گذر نہ تھا بلکہ بڑے بڑے لوگ بیٹھا کرتے تھے سید صاحب جب اسکے مکان کے پاس کو نکلے تو اتفاق سے وہ اپنے دروازہ پر کھڑی تھی اور تمام لباس سرخ تھا سید صاحب اس جگہ ذرا ٹھٹکے اور ایک نظر اسکی طرف دیکھا اسکے بعد گھوڑا بڑھا کر آگے روانہ ہوگئے۔ ۵۷

آپ بیس پچیس قدم ہی چلے ہونگے کہ اتنے میں وہ رنڈی روتی ہوئی اور یہ آواز دیتی ہوئی آئی کہ اے میاں سوار خدا کے واسطے ذرا گھوڑا روک لے آپ نے گھوڑا روک لیا اور وہ بے تحاشا گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں کو لپٹ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی سید صاحب ہر چند فرماتے ہیں کہ بی بی سُن تو سہی بات تو بتلا تو کون ہے اور کیوں روتی ہے گھوڑے کے پاؤں چھوڑدے اور اپنا مطلب کہہ مگر وہ نہیں مانتی اور برابر گھوڑے کے پاؤں پکڑے ہوئے رورہی ہے تھوڑی دیر میں اسے افاقہ ہوا اور اسنے کہا کہ میاں میں بیوہ ہوں اور توبہ چاہتی ہوں اور کچھ نہیں چاہتی سید صاحب نے فرمایا کہ اسوقت تیرے مکان میں کچھ لوگ ہیں اسنے کہا کہ جی ہاں۔ سید صاحب نے فرمایا کہ توبہ کے بعد نکاح بھی کریگی اسنے کہا کہ جی ہاں نکاح بھی کرونگی اور جو آپ فرمائینگے وہ کرونگی آپ نے فرمایا کہ تیرا دل کسی سے نکاح کو چاہتا ہے تو اسنے کہا کہ جی ہاں فلاں سے آپ نے فرمایا کہ وہ کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ اسوقت میرے مکان میں ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مکان میں کوئی اور بھی ہے اُس نے کہا کہ جی ہاں کئی آدمی ہیں سید صاحب نے اُس طوائف سے اور مجھ سے فرمایا کہ جاؤ سب کو بلا لاؤ۔ ہم گئے تو اُسوقت دس آدمی تھے ان میں سے نو تو آگئے مگر وہ نہیں آیا جس سے وہ نکاح کرنا چاہتی تھی جس شان سے وہ رنڈی آئی تھی اُسی شان سے یہ لوگ بھی آئے اور وہ بھی سب کے سب تائب ہوگئے اب آپ نے رنڈی سمیت سب سے فرمایا کہ تم لوگ اکبری مسجد میں چلو میں بھی آتا ہوں چنانچہ وہ سب اکبری مسجد میں چلے گئے اور آپ آگے بڑھ گئے اُسکے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میاں محمدی تم نے دیکھا کہ یہ ہم نے کیا کیا میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور دیکھ لیا آپ نے فرمایا کہ میاں سُنو اس قسم کی باتیں یہود نصاری مجوس اور جوگی بھی کرتے ہیں بعض میں نظر کی قوت ہوتی ہے بعض میں دماغی بعض میں قلبی بعض میں آواز کی قوت ہوتی ہے مگر وہ قوت کسبی ہوتی ہے اور مجھے جو قوت عطا ہوئی ہے وہ وہبی ہے اگر تم کسی کے اندر ایسی قوت دیکھو تو میں نصیحت
کرتا ہوں کہ فوراً اُسکے معتقد نہ ہوجانا اور اُسکو بزرگ نہ سمجھ لینا بلکہ جسکو متبع سنت ۵۸
دیکھو گو ان قوتوں میں سے کوئی قوت بھی اُسکے اندر نہ دیکھو اُسکے معتقد ہو یہ فرماکر آگے چلے اور جنگل میں پہونچکر فرمایا کہ الحمدللہ میں اللہ کا وہ بندہ ہوں جسکے لئے مچھلیاں پانی میں اور چیونٹیاں سوراخوں میں دعا کرتی ہیں اور جس طرف کو میں نکل جاتا ہوں وہاں کے درخت اور جانور تک مجھے پہچانتے اور سلام کرتے ہیں اس قصہ کو یہاں چھوڑکر میں اسوقت مولانا نانوتوی کا ایک ملفوظ سناتا ہوں جو اس مقام کے مناسب ہے آپ نے فرمایا کہ قبول عام کی دو صورتیں ہیں ایک وہ قبول جو خواص سے شروع ہوکر عوام تک پہونچے اور دوسرا وہ جو عوام سے شروع ہو اور اسکا اثر خواص تک بھی پہونچ جائے پہلا قبول علامت مقبولیت ہے نہ کہ دوسرا کیونکہ حدیث میں جو مضمون علامت مقبولیت آیا ہے وہ یہ ہے کہ اول بندے سے اللہ تعالی محبت کرتے ہیں پھر وہ ملاء اعلےٰ کو محبت کا حکم دیتے ہیں اور ملاء اعلےٰ اپنے سے نیچے والوں کو اور وہ اپنے سے نیچے والوں کو یہانتک کہ وہ حکم اہل دنیا تک آتا ہے اور جو

ترتیب ملاء اعلیٰ میں تھی اسی ترتیب سے اسکی محبت دنیا میں پھیلتی ہے کہ پہلے اس سے
اچھے لوگوں کو محبت ہوتی ہے اسکے بعد دوسروں کو پس جو مقبولیت اسکے برعکس
ہو گی وہ دلیل مقبولیت نہ ہو گی اسکے بعد فرمایا کہ دیکھو جب جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے اپنی رسالت کا اعلان فرمایا ہے تو اوّل وہ لوگ معتقد ہوئے جو اس
زمانہ میں سب سے اچھے تھے اسکے بعد وہ لوگ جو ان سے کم تھے اسکے بعد وہ لوگ
جو ان سے کم تھے اور اخیر میں اچھے اور بُرے سب زیر اثر آگئے حتیٰ کہ کچھ آپکے
ماننے والے منافقین بھی تھے اور اسی بنار پر جو ہجرت سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے
وہ سب سے افضل ہیں اور انکے بعد وہ جو بدر سے پہلے مسلمان ہوئے اور انکے بعد وہ
جو احد سے پہلے مسلمان ہوئے پھر وہ جو خندق سے پہلے مسلمان ہوئے پھر وہ
جو صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوئے پھر وہ جو فتح مکّہ سے پہلے مسلمان ہوئے
اور فتح مکہ کے بعد تو سبھی مطیع ہو گئے اور آپ کی مقبولیت بہت ہی عام ہو گئی۔ یہ
بیان فرماکر فرمایا کہ سید صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب اور انکے خاندان کی مقبولیت ۵۹
بھی اسی ترتیب سے ہوئی ہے کہ اوّل انکے معتقد اہل کمال ہوئے ہیں اور اسکے بعد
انکی مقبولیت عام ہوئی ہے اور اسیطرح ہمارے حضرت حاجی صاحب کی مقبولیت ہوئی ہے کہ اوّل انکے معتقد خواص
ہوئے اسکے بعد انکی مقبولیت عام ہوئی مگر حاجی ..... شاہ کی مقبولیت اوّل کن لوگوں میں ہوئی ویسے ہی بیسوں
میں۔ اور عوام شہرت کے بعد اگر کوئی اللہ کا بندہ پھنس گیا تو وہ قابل اعتبار نہیں۔ اسی
سلسلہ میں مجھے ایک اور قصہ یاد آگیا وہ یہ کہ ایک مرتبہ حاجی ..... شاہ علی گڈھ آئے
چونکہ مشہور آدمی تھے اسلئے نواب لطف علی خان صاحب کو بھی ان سے ملنے کا شوق
ہوا اور انھوں نے گاڑی منگائی جب انھوں نے پائدان پر پاؤں رکھا تو اتفاق
سے ایک خادم نے کہا کہ میاں آج حاجی صاحب کے پاس تمام شہر کی رنڈیاں اکٹھی ہو کر
آئی تھیں مگر نواب صاحب نے اسکو غلط سمجھا اور بہت ناخوش ہوئے جب دوسرے
خادم نے دیکھا کہ نواب صاحب کو یقین نہیں آیا تو اس نے کہا کہ میاں واقعی ایسا ہوا
ہے جب انھوں نے سمجھ لیا کہ واقعہ ٹھیک ہے تو نواب یوسف علی خان سے فرمایا

کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ شخص ملنے کے قابل ہے ہم تو اسواسطے جاتے تھے کہ انکی صحبت سے خدا کی محبت نیکیوں کی طرف رغبت گزشتہ گناہوں پر ندامت اور آیندہ گناہوں سے نفرت پیدا ہوگی۔ مگر معلوم ہوا کہ وہ بڑا شہدہ ہے ہم چھوٹے شہدے۔ پھر کیوں جائیں یہ کہکر جانا موقوف کردیا اور گاڑی بان کو حکم دیا کہ گاڑی لیجاؤ ہم نہ جاینگے۔ اسکے بعد ایک قصہ اور یاد آگیا۔ نواب لطف علی خاں کوئی مقدس لوگوں میں نہ تھے مگر بزرگوں سے تعلق تھا لیکن اس تعلق کا یہ اثر تھا کہ باوجودیکہ سرسید سے انکی بہت دوستی تھی مگر جب انکے پیچھے سے چنے پڑ رہے گئے ہیں اور مولوی…… انصاری اس میں شریک ہوئے تو اس روز سے نواب صاحب نے مولوی…… سے سلام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ یہ شاہ صاحب کے خاندان کے ان متوسلین کی حالت تھی جو دنیادار تھے ان ضمنی مضامین کے بعد میں اصل قصہ کی طرف لوٹتا ہوں میانجی صاحب نے فرمایا کہ سید صاحب سیر سے لوٹ کر اکبری مسجد میں آئے تو وہ رنڈی اور وہ نو آدمی سب کے سب اکبری مسجد
۶۰ میں موجود تھے آپ نے سب کو بیعت کیا اور ان میں سے ایک شخص کے ساتھ جس سے وہ رنڈی رضامند ہوگئی تھی اُسکا نکاح کردیا اور وہ رنڈی باوجودیکہ بہت دولتمند تھی مگر اس نے اپنی تمام دولت اور گھربار کو چھوڑ دیا اور پھر اپنے گھر نہیں گئی۔ جب سید صاحب نے سکھوں پر جہاد کیا ہے تو یہ سب لوگ جہاد میں شریک ہوئے اور وہ نو آدمی تو شہید ہوگئے مگر اس رنڈی کا حال نہیں معلوم ہوا کہ اسکا کیا انجام ہوا یہ رنڈی ایک دوسری رنڈی کے ساتھ (جو مولوی اسمٰعیل صاحب شہید کے ہاتھ پر تائب ہوئی تھی اور اس رنڈی کا نام موتی تھا اور اسکی توبہ کا قصہ حکایت نمبر ۵۵ میں آئے گا) مجاہدین کے گھوڑوں کا دانہ دلا کرتی تھی اور دانہ دلتے دلتے اسکے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے حافظ محمد اکبر صاحب خانپوری بیان فرماتے تھے کہ میں نے ان دونوں رنڈیوں کو دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ میں نے ان سے پوچھا کہ تبلاؤ تو سہی تم اپنی پہلی حالت میں خوش تھیں یا اس حالت میں تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم درحقیقت مصیبت میں تھے اور اب ہمیں جو راحت ہے اسکو ہم بیان نہیں کرسکتے اسوقت ہمارے ایمان کی یہ حالت ہے کہ اگر ہم اپنے ایمان کو پہاڑ پر رکھدیں تو پہاڑ بھی زمین میں دھنس جاوے

(باقی آیندہ)

(نوٹ) بیان القرآن کی جو جلدیں ختم ہوگئی تھیں وہ بحمد للہ تیار ہوگئی ہیں قیمت فی جلد عہ کامل عنہ

التکشف عن مہمات التصوف

تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری کتاب جسکی مختصر فہرست مضامین یہ ہے مسائل متعلقہ نوافل حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ میں داخل ہو کر جو جو کام کرنے ہونگے تحقیق کرامت تحقیق مسمریزم طلسم کشائی، فریمیسن یعنی فریمسن کی تحقیق علاج وسادس جلد دوم ملخص لانوار وانتجلی اسمیں تصوف کے ایک اہم مسئلہ تنزلات ستہ اور جامعیت انسان کی تحقیق نہایت عجیب اور سہل اور مطابق شریعت غرا کے فرمائی ہے۔

الفتوح فیما یتعلق بالروح۔ روح کے متعلق حکمائے متقدمین ومتاخرین وصوفیہ کے مذاہب بیان فرماتے ہیں اور ان میں جو مذاہب باطل ہیں انکی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ عذاب ثواب کس روح کو ہوتا ہے اور یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل ومفصل بیان فرمایا ہے۔ جلد سوم اسکے دو جزو ہیں اول رسالہ مسائل المثنوی ہے اس میں کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم دفتر اول سے مسائل سلوک مثل وحدۃ الوجود ووحدۃ الشہود ومعنی ابن الوقت وابوالوقت ومسئلہ عینیت وغیریت وطرق وصول وغیرہ کو منتقط فرما کر جمع فرمایا ہے۔ جلد چہارم لسان الغیب حضرت حافظ شیرازیؒ کے دیوان (حافظ) کی ردیف خا تک کی شرح ہے جس میں سلوک وتصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اسکی خوبی سے بیان قاصر ہے اور شرح اس دیوان کی دیکھنے کے بعد اسکو دیکھا جاوے تب معلوم ہوگا کہ یہ کیا شے ہے جلد پنجم اسکے تین جزو ہیں۔ اول جزو حقیقۃ الطریقۃ ہے اسمیں تیرہ باب ہیں جنکے مضامین مختلف طور سے لکھے ہیں اور ہر مضمون پر اس باب کا یہی نام لکھدیا ہے۔ جس باب کا وہ مسئلہ ہے اور وہ تیرہ باب یہ ہیں۔

اخلاق[1]، احوال[2]، اشغال[3]، تعلیمات[4]، علامات[5]، فضائل[6]، عادات[7]، رسوم[8]، مسائل[9]، اقوال[10]، توجیہات[11]، اصلاح[12]، متفرقات[13]، ان ابواب کے مضامین کو تین سو میں احادیث سے ثابت فرمایا ہے جسکے دیکھنے سے صوفی غالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کافور ہوجاتا ہے یہ کتاب بالکل ایک نئی شان سے لکھی گئی ہے حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال ورسوم وغیرہ کو حدیث شریف سے ثابت فرمایا ہے۔ دوسرا جزو اس جلد کا رسالہ التکشف الدقیقہ ہے اس میں بعض وہ مضامین ہیں جنکو بعض اہل ظاہر بدعت بتاتے تھے ان کو احادیث شریف سے ثابت فرمایا ہے۔

تیسرا جزو اس جلد کا تائید الحقیقۃ ہے اسمیں آیات سے مقاصد سلوک کو ثابت فرمایا ہے اس کتاب کی حقیقت بلا مطالعہ نہیں معلوم ہوسکتی، ضخامت ۷۵۰ صفحات تقطیع $\frac{۲۰}{۲۶}$ کاغذ سفید قیمت ؎ ۱۰ روپیہ (للعہ) خریداران امدادی کے واسطے تین روپیے۔ (للعہ)

المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

اکسیر حیات

سرتاج مقویات

معدہ کی حالت قابل رشک بنانیکے لئے اگر کوئی شے ہوسکتی ہے تو وہ یہی اکسیر حیات ہے اسکے ذریعہ سیروں دودھ اور کئی چھٹانک گھی کھن روزانہ آسانی سے ہضم ہوکر خون صالح پیدا کرتا ہے اور بھوک ناقابل برداشت لگتی ہے تمام اعضاء رئیسہ قوی ہوکر چہرہ اور بدن پر سُرخی اور فربہی آجاتی ہے۔ خوراک ایک رتی۔ فی ڈبیہ دو تولہ قیمت ایکروپیہ (عہ) محصولڈاک خرچہ پیکنگ ذمہ خریدار +

ملنے کا پتہ:۔ حکیم سید عزیز الدین نصرتی جرتھاولی ضلع مظفرنگر

جدید الطبع وعظ مسمے بہ

البَاطن

[illegible]

تقطیع خط کاغذ چھپائی نہایت اعلیٰ [illegible]

ضخامت [illegible] صفحہ

یہ وہی وعظ چھپکر تیار ہوا ہے جسکی تلاش وتمنا اکثر حضرات کو تھی جسکا کیفیت کا نقشہ درج ذیل ہے قیمت ۴

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		

بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

اسکے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہوجاتا ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی ہے اس میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لیکر [illegible] تک کے خلفاء کے حالات درج کردیے ہیں۔ قیمت دو روپیہ (عـہ) خریداران الہادی کے واسطے ایک روپیہ آٹھ آنے۔ (عـہ)

المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دھلی

خریداران الہادی کیواسطے رعایتی فہرست

تصنیفات حضرت سیدی و مرشدی حکیم الامت مجدد الملت حافظ قاری حاجی مولنا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	قیمت اصل	قیمت رعایتی
اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	۶ر	۰۴ر
الاستبصار فی فضل الاستغفار	ار	۰ر
اخبار الزلزلة	ار	۰ر
اخبار بینی۔	ار	ـر
اصلاح الخیال۔ غلبہ سے جن لوگوں کو اتباع شریعت میں شبہات و شکوک و اوہام پیدا ہوئے ہیں وہ تمام شبہات اور انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے۔	۰۳ر	۰۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت۔ مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیوں کی اصلاح۔	لـر	ـر
اوراد رحمانی و اذکار سبحانی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کے فضائل اور عجیب غریب نکتے	۳ر	۰۲ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان و بیان مختلف فیہ مثل آمین بالجہر وغیرہ کا فیصل مدلل بیان	۴ر	۰۲ر
اغلاط العوام فی باب الاحکام۔ عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کی گئی ہے مع ضمیمہ۔	۰۱ر	ـر
اعمال قرآنی۔ جسمیں آیات قرآنیہ کے خواص و عملیات کا بیان ہے اسکے تین حصے ہیں۔ قیمت ہر حصہ	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت۔ باہمی گذران و برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپس میں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے۔	۰۲ر	۲ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم	۰۱ر	ـر
تحذیر الاخوان مع اضافہ جدیدہ اسوقت اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے کیونکہ بعض روشن خیال حضرات نے جنکو کا سود جائز کردیا ہے جس سے دھوکہ میں آجانے کا اندیشہ ہے۔	۴ر	۳ر
تنویر السراج فی لیلة المعراج حضرت والا کی تازہ تصنیف جسمیں روایات نقلیہ کے علاوہ دلائل عقلیہ سے واقعہ معراج کو ثابت فرمایا ہے۔	۱۰ر	۸ر
الترتیب اللطیف فی قصة الکلیم والخلیف حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو جابجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں ان کو ایک جا مرتب فرمادیا ہے۔	۵ر	۳ر
تجوید القرآن۔ سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد اور اسکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یاد گار حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد لکھدیئے گئے ہیں	۱ر	ار

نام کتاب	قیمت	قیمت
التکشف عن مہمات التصوف	لعہ؍	سے
تحقیق تعلیم انگریزی۔ انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث۔	۱۰؍	۔۰؍
جزاء الاعمال	۲۰؍	۲؍
جمال القرآن۔ یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکھا گیا ہے	۲۰؍	۱۰؍
حفظ الایمان مع بسط البنان و تغیر العنوان	۱۰؍	ا؍
حقوق الاسلام۔ جس میں استاد پیر ماں باپ میاں بیوی۔ حاکم محکوم ہمسایہ و عہد لینے حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	ا؍	؎
حق السماع۔ سماع کے متعلق مفتی کامل تحقیق	۱	۱۰؍
حقوق العلم۔ علماء پر عام مسلمین کے اور عام مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انہیں جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں انکی اصلاح ہے۔	۵؍	[illegible]
الخطب الماثورہ۔ جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرما کر درج فرماتے ہیں۔	۲؍	[illegible]
الخطاب الملیح۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس رسالہ میں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات کی تحقیق۔	۲؍	۱؍
روح مثنوی۔ دیباچہ کلید مثنوی۔	۱۰؍	۱؍
زاد السعید۔ جس میں درود شریف کے فضائل و عجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیح میں وارد ہیں اور کثرت میں ایک رسالہ نیل الشفا ہے جس میں		

نام کتاب	قیمت	قیمت
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب و غریب خواص در یہ کا درج ہیں	۳؍	۱۰؍
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان فرمایا ہے	۹؍	۸؍
شوق وطن۔ وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین۔	۳؍	۲۰؍
شجرہ طیبہ۔	۱۰؍	ا؍
صفائی معاملات۔ خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل مع اصول و قواعد عام فہم	۲۰؍	لعہ؍
طریقہ مولد شریف۔ مولود شریف کے عملی اور صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان	۱۰؍	شہ؍
قصد السبیل۔ جس میں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کر کے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے۔ اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرماتے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کر کے مجاہد ہو سکتا ہے۔	۲۰؍	۱۰؍
القول الصواب۔ نئی روشنی والے مستورات کی بے پردگی پر جو شبہات کرتے تھے کہ ایسا پردہ قرآن حدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن و حدیث سے ہی اسکو ثابت کیا ہے	۲؍	۱۰؍
کمالات امدادیہ۔ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۲؍	۵؍
لب مثنوی۔ دفتر ششم کا ابتدائی حصہ کی شرح	۵؍	۳؍
المصالح العقلیہ حصہ اول	۹؍	۶؍

مختصر پتہ :- پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات وسیر میں نہایت جامع ومستند کتاب اُردو میں اپنی مثال نہیں رکھتی۔ یہ وہی مبارک کتاب ہے جسکی تالیف کے زمانہ میں باوجودیکہ اطراف وجوانب میں وبا پھیلی ہوئی تھی مگر تھانہ بھون اسکی برکت سے بالکل محفوظ رہا چنانچہ وبا کے ایام میں جس مکان میں یہ پڑھی جاتی ہے اسکی برکت سے وہ مکان محفوظ رہتا ہے اور کیوں نہ ہو یہ اس ذات مقدس کے حالات میں ہے جو رحمت ہی رحمت ہیں۔ اب یہ کتاب چوتھی بار زیر طبع ہے اور وسط شوال میں انشاء اللہ تیار ہو جائے گی جن حضرات کو خریدنا ہو وہ نام درج کرا دیں تاکہ تیار ہوتے ہی ارسال کیجائے اسوقت جو حضرات خریدار ہونگے اُن کو پندرہ آنہ میں دیجاتے گی مگر محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا یہ رعایت ۳۰ شوال تک ہے۔ اسکے بعد ڈیڑھ روپیہ (عہ)

المشتہر — ناشر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

حکیم الامۃ مدظلہ العالی کی نایاب کتاب کی طباعت کا انتظام

یعنی

تکمیل الیقین یعنی خلاصہ سائنس اور اسلام

اُردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کیساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوئے بھی۔ یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیمیافتوں کے واسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہو کر شک فی الاسلام ہوجاتے ہیں باعتبار رفتار زمانہ یہ کتاب بیدار مسلمانوں کیلئے ازبس ضروری اور اسکا مطالعہ نہایت نافع ہے۔ مضامین کی فہرست مختصر یہ ہے کہ اول عقائد و اعمال کو لکھکر اسکے ضمن میں ہر قسم کے شرک و رسوم خلاف شرع کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی مضار و منافع حکومت و انتظام ملکی۔ نماز کے لئے طہارت کے مشروط ہونیکی حکمت۔ وضو میں اعضائے وضو کے دھونے اور ترتیب کی حکمت۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کی حکمت اور اسکی فلاسفی۔ بے نمازوں کی واہی تباہی۔ عذروں کے معقول جواب۔ اعمال حج کی فلاسفی۔ کعبہ کو بیت اللہ کہنے کی وجہ۔ پردے کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں۔ انسان کی جملہ حالتوں کے مطابق اسلام میں احکام موجود ہیں۔ تعداد ازدواج کے متعلق نہایت عمدہ مضمون۔ اس شبہ کا جواب کہ شریعت محمدیہ کے قوانین موجودہ حکومت میں بے سود ہیں سچے صوفیوں کے حالات۔ مادے کا قدم اور اسکا ابطال فلاسفہ ہی کے مسلمہ اصول سے انکے مذہب کی تردید ایک دخانی کل کی مثال دیکر ثابت کرنا کہ اہل سائنس کا مذہب تحقیق عالم کے بارے میں بالکل لچر ہے وحدانیت کی فلاسفی اور عقل کی حقیقت معلوم کریں اہل سائنس کے ہوش بھی گم ہیں۔ حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب۔ روح کے ساتھ بدن کو ایسی نسبت ہے جیسی مقناطیس کو لوہے کیساتھ۔ الغرض دنیا بھر کے سلوک اور شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہوسکتے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں۔

اس کتاب کو ختم ہوئے عرصہ ہوگیا تھا۔ بحمد للہ کہ اب اسکی طباعت کا بھی وقت آگیا اور کتابت قریب اختتام پر ہے اب طباعت شروع ہوتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وسط ذیقعدہ کو تیار ہو جائیگی لہذا جن حضرات کو اسکا خریدنا منظور ہو وہ اپنا اسم مبارک درج رجسٹر کرادیں تاکہ تیار ہوتے ہی ارسال خدمت کروں اسوقت نام درج کرانیوالے حضرات کو ایک روپیہ آٹھ آنہ[1] کو دیجاویگی اور بعد کے خریداروں کو دو روپے کو۔ اسکے صفحات چار سو سے زائد ہیں۔ تقطیع ۲۶×۲۰ کاغذ عمدہ۔

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

[1] گروہ حضرات مستثنیٰ ہیں جن حضرات نے الہادی کی اشاعت پر اپنا نام درج کرا دیا تھا انکو اسی شرح بچت سے دیجاویگی۔

رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلاً

چون آیت موصوف دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر راشد یا بادی ✤ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ✤ پس اتباعاً للنص المذبور ✤ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّیٰ بہ

الہادی

نمبر ۷	بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ	جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب جادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ✤ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آن مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✤ بادارۂ محمد عثمان عامی ✤ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانۂ اشرفیہ [illegible]

لہ ہذا التفسیر المراد ماخوذ من الحدیث [illegible] ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ

بہ برکت دُعا حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامتہ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۳
۶	اسیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب ملازم خاص حکیم الامتہ مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷
۷	خریداران الہادی کیواسطے رعایتی فہرست	×		×

اُصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہٰذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقاید و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ۶۴ صفحات سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ دو روپیہ آٹھ آنہ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں۔ چند حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے دو روپے دس آنہ کا وی۔پی روانہ ہوگا جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی۔پی بھیجے گا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی ہادی ماہ اول ۱۳۴۲ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرمادیں مگر اسکی قیمت تین روپے ہے۔ علاوہ محصولڈاک کے۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

اور طبرانی کی سند میں ابن لہیعہ ہیں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بطریق دراج ابی السمح بواسطہ سائب مولی ام سلمہ کے حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ میں سائب کی عدالت اور جرح کو نہیں جانتا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے۔

اور حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ عورت کی نماز اسکی کوٹھری میں اسکے مکان کی نماز سے بہتر ہے اور اسکے مکان کی نماز اسکی بڑی حویلی کی نماز سے اور اسکی بڑی حویلی کی نماز باہر کی نماز سے بہتر ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں بسند جید روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو مساجد سے منع نہ کرو اگرچہ انکے مکانوں کی کوٹھریاں انکے واسطے بہتر ہیں اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ عورت پردہ میں رہنی چاہیئے اور جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسکو تکتا ہے اور وہ عورت سب سے زائد قریب خداوند تعالے سے اپنی اندر کی کوٹھری میں ہوتی ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے صحیح احادیث کے راوی ہیں۔ ۱۴۵

اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی نماز اسکی کوٹھری میں اسکے چھوٹے مکان کی نماز سے افضل ہے اور اسکے اندر کی کوٹھری میں باہر کے کوٹھے سے افضل ہے اسکو ابو داؤد و ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور قتادہ کے مورق سے سننے میں اس حدیث کے تردد کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سراپا چھپانے کے لائق ہے جب نکلتی ہے تو اسکو شیطان تکتا ہے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح غریب کہا ہے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ زائد کیا ہے کہ عورت

اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتی ہے اپنی کوٹھری کے گوشہ میں (در بکر)

اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ عورت کوئی نماز خدا کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں پڑھتی ہے اپنی زیادہ اندھیری کوٹھری کی نماز سے اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بروایت ابراہیم ہجری بواسطہ ابوالاحوص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جناب نے فرمایا کہ زیادہ پسندیدہ عورتؓ کی نماز خدا کے نزدیک اہی زیادہ پسندیدہ اندھیری کوٹھری میں ہے اور طبرانی کی ایک روایت میں اسطرح سے ہے کہ فرمایا عورتیں سراپا چھپانے کے لائق ہیں اور عورت اپنے گھر سے بلا خطرہ کے نکلتی ہے پھر اسکو شیطان تکتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ جس کسی کے سامنے گذرتی ہے اسکو اچھی معلوم ہوتی ہے اور عورت اپنے کپڑے پہنتی ہے (باہر جانے کو) تو اسکو دریافت کرتا ہے کہ تو کہاں کا ارادہ کرتی ہے تو وہ کہتی ہے کہ میں مریض کی عیادت کو جاتی ہوں یا جنازہ میں حاضر ہوتی ہوں یا مسجد میں نماز پڑھنے جاتی ہوں حالانکہ عورت اپنے رب کی عبادت اپنے گھر جیسی نہیں کرسکتی ۱۴۶
اس حدیث کی اسناد حسن ہے۔

اور حضرت ابو عمرو شیبانی سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ کو دیکھا کہ عورتوں کو مسجد سے جمعہ کے روز نکال رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے گھر کو جاؤ رہو، تمہارے واسطے بہتر ہے اسکو طبرانی نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جسمیں کوئی نقص نہیں۔

پانچوں نمازوں کو فرض جاننے اور انپر محافظت کرنیکی ترغیب

اس بارے میں حضرت ابن عمر وغیرہ سے حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کا دارومدار پانچ چیزوں پر ہے شہادت وحدانیہ اور رسالت کی (یعنے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ کہنا) اور نماز پڑھنا اور زکوۃ ادا کرنا رمضان کے روزے رکھنے بیت اللہ کا حج کرنا اسکو بخاری مسلم

وغیرہ نے بہت سے صحابہ سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ اس اثنار میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے یکایک ایک آدمی نہایت سفید کپڑے اور نہایت سیاہ بالوں والا دکھائی دیا اسپر سفر کا اثر بھی نہیں معلوم ہوتا تھا اور ہم میں سے کوئی اسکو پہچانتا بھی نہ تھا یہانتک کہ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آن بیٹھا اور اپنے گھٹنوں کو آپ کے گھٹنوں سے ملا کر دوزانو بیٹھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زانوں پر رکھا اور عرض کیا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ مجھکو اسلام کی خبر دیجئے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ کلمہ شہادت ادا کرے اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے الخ اسکو بخاری اور مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور یہ بھی بہت سے صحابہ سے صحاح وغیرہ میں مروی ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ بتاؤ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازہ پر نہر جاری ہو کہ اسمیں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کیا کرے کیا کچھ اسکے (بدن پر) میل باقی رہ سکتا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ اسپر میل کا کچھ حصہ باقی نہ رہیگا فرمایا کہ بس ایسی ہی کیفیت پانچوں نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اسکو بخاری مسلم ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے حضرت عثمان سے روایت کیا ہے۔

۱۴۷

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک انکے درمیان کے زمانے کے واسطے کفارہ ہیں جبتک کبیرہ گناہوں کو نہ کرے اسکو مسلم ترمذی اور انکے غیر نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ پانچوں نمازیں ان گناہوں کے واسطے کفارہ ہیں جو انکے درمیان میں کئے جائیں پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بتلاؤ کہ اگر کوئی آدمی کام کرتا ہو اور اسکے گھر اور کام کرنے کی جگہ کے درمیان میں

پانچ نہریں ہوں اور جب اپنے کام کی جگہ پر آتا ہو اور جو خدا چاہے اس جگہ کام کرے اور اسکو میل یا پسینا پہونچ جاتا ہو اور جب نہر پر گذرے غسل کرے تو اسکے اوپر میل سے کیا باقی رہ جائے گا اسی طرح ہر نماز ہے جب آدمی کوئی خطا کرتا ہے پھر دعا مانگتا ہے اور مغفرت چاہتا ہے تو سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں اسکو بزار اور طبرانی نے اوسط اور کبیر میں ایسی سند سے بیان کیا ہے کہ جسمیں کوئی نقص نہیں اور اس حدیث کے شواہد بھی بہت سے ہیں۔

اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازوں کی مثال مثل ایک نہر جاری کی ہے کہ کسی کے دروازہ پر بہت بہ رہی ہو اور ہر روز وہ شخص اسمیں پانچ مرتبہ نہاتا ہو اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جلتے ہو جلتے ہو (یعنے ارتکاب معاصی کرکے مستحق نار جہنم کے ہوجاتے ہو) پھر جب صبح کی نماز پڑھتے ہو تو وہ نماز اسکے اثر کو دھو دیتی ہے
۱۴۸ (یعنے ہر نماز اپنے سے پہلے گناہوں کے اثر کو دور کردیتی ہے) پھر جلتے ہو جلتے ہو پھر جب ظہر کی نماز پڑھتے ہو پھر وہ نماز اسکے اثر کو دھو دیتی ہے پھر جلتے ہو جلتے ہو پھر جب نماز عصر کی پڑھتے ہو تو وہ اسکو دھو دیتی ہے پھر جب مغرب کی نماز پڑھتے ہو تو وہ اسکو دھو دیتی ہے پھر جلتے ہو جلتے ہو پھر جب عشا کی نماز پڑھتے ہو تو وہ اسکے اثر کو دھو دیتی ہے پھر سوتے ہو تو تمہارے اوپر کچھ نہیں لکھا جاتا جبتک کہ بیدار ہو اسکو طبرانی نے صغیر اور اوسط میں باسناد حسن اور کبیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود پر موقوف رکھا ہے اور وہ زیادہ مشابہ بالصحیح ہے اور اسکے رواۃ بھی ایسے ہیں کہ احادیث صحیح میں اُنسے احتجاج کیا جاتا ہے۔

اور حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ایک فرشتہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت پکارتا ہے اے اولاد آدم اپنی ان آگوں کی طرف کھڑے ہو کہ جنکو تم نے سلگایا ہے اسکو بجھا دو اسکو طبرانی نے اوسط اور صغیر میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے ساتھ یحیی بن زہیر قرشی منفرد ہوتے ہیں مصنف فرماتے ہیں کہ اس اسناد کے کل راوی علاوہ یحیی کے

روایت صحیح میں معتبر ہیں۔

اور حضرت طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت سلمانؓ کی خدمت میں انکی شبینہ عبادت کے دیکھنے کے لئے انکے پاس رات گذاری کہتے ہیں کہ حضرت سلمان شب کے اخیر حصہ میں نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے یہ عبادت گویا طارق نے اپنے گمان کی نسبت سے بہت کم پائی لہذا اسکا حضرت سلمان سے ذکر کیا حضرت نے فرمایا کہ پانچوں وقت کی نمازوں کی حفاظت کرو اسواسطے کہ یہ نمازیں ان تمام زخموں کا کفارہ ہوجاتی ہیں جبتک کہ تم کسی خون ناحق کے مرتکب نہ ہو اسکو طبرانی نے کبیر میں موقوف اس طریقہ پر روایت کیا ہے اور اسکی سند میں بھی کوئی نقص نہیں اور انشاء اللہ آئندہ یہ حدیث بتمامہ آئے گی۔

اور حضرت عمرو بن مرہ جہنیؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرمایئے کہ اگر میں نے کلمہ شہادت
پڑھا اور پانچوں وقت کی نماز ادا کی اور زکوٰۃ دی اور روزے رمضان کے رکھے اور تراویح ۱۴۹
پڑھیں تو میں کس گروہ میں سے ہونگا فرمایا کہ صدیقین اور شہدا میں سے۔ اسکو بزار اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی صحیحوں میں روایت کیا ہے الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

اور ابو سلم تغلبی سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ ابو امامہ کے پاس گیا وہ مسجد میں تھے میں نے عرض کیا کہ اے ابو امامہ ایک آدمی نے مجھسے تمہاری جانب سے نقل کیا ہے کہ تم نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کہ وضو کرے اور دونوں ہاتھوں اور چہرے کو کامل طور پر دہوئے اور سر اور کانوں کا مسح کرے پھر فرض نماز ادا کرنے کھڑا ہو تو اللہ تعالے اس دن میں اسکے ان تمام گناہوں کو کہ جنکی طرف اسکے پیر چلے ہیں اور جنکو اسکے دونوں ہاتھوں نے کیا ہے اور جنکو اس کے دونوں کانوں نے سنا ہے اور جنکو اسکی دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے اور جنکی بابت اسکے نفس نے برے وسوسے پیدا کئے ہیں معاف فرما دیگا ابو امامہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے یہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے چند مرتبہ سنا ہے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے

اور اسکی سند پر حسن ہونا غالب ہے اور باب الوضو میں اسکے شواہد گذرے ہیں واللہ اعلم۔

اور حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے نماز پڑھتے ہوئے اسکی تمام خطائیں اسکے سر پر بلند ہوتی ہیں جب سجدہ کرتا ہے تو اسکے سر سے گرجاتی ہیں بس وہ نماز سے ایسی حالت میں فارغ ہوتا ہو کہ اسکی تمام خطائیں گرجاتی ہیں اسکو طبرانی نے کبیر اور صغیر میں روایت کیا ہے اسکی سند میں اشعث بن اشعث سدانی ہیں میں انکے حالات سے ناواقف ہوں۔

اور حضرت ابوعثمانؓ سے مروی ہے کہ میں حضرت سلمانؓ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا حضرت سلمان نے اسکی ایک خشک ٹہنی پکڑی اور اسکو ہلایا حتیٰ کہ اسکے پتے جھڑ گئے پھر فرمایا کہ اے ابوعثمان تم دریافت نہیں کرتے کہ یہ میں نے کیوں کیا میں نے عرض کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا فرمایا کہ اس طریقہ پر میرے ساتھ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا میں بھی آپ کے ہمراہ ایک درخت کے نیچے تھا آپ نے
۱۵۰ اسکی ایک خشک ٹہنی پکڑ کے ہلا کر پتے جھاڑ دیئے اور فرمایا کہ اے سلمان تم مجھسے دریافت نہیں کرتے کہ میں نے ایسا کیوں کیا میں نے عرض کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں فرمایا کہ مسلمان جب اچھی طرح سے وضو کرتا ہے پھر پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہے تو اسکے تمام گناہ اسیطرح جھڑ جاتے ہیں جیسے یہ پتے اس ٹہنی سے جھڑ گئے اور پھر اسکی سند میں کلام مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات ذٰلک ذکریٰ للذاکرین۔ ترجمہ دن کی دونوں جانبوں میں یعنے صبح شام میں اور رات کے کچھ حصہ میں نماز قائم کرو (ادا کرو) یقیناً نیکیاں بدیوں کو زائل کردیتی ہیں یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے واسطے نصیحت ہے اسکو احمد اور نسائی اور طبرانی نے روایت کیا ہے اسکے تمام راوی بجز علی بن زید کے حدیث صحیح میں معتبر سمجھے جاتے ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ میری جان اسکے

قبضہ میں ہے تین مرتبہ آپ نے یہی قسم کھائی پھر روتے ہوئے زمین پر گرے اور ہم میں سے بھی تمام آدمی روتے ہوئے گر گئے ہم نہیں جانتے تھے کہ کیا قسم کھائی پھر آپ نے سر اٹھایا اور آپ کے چہرہ پر بشاشت نمودار تھی اور ہم کو یہ خوشی جناب کی سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ پانچوں نمازیں پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور زکوٰۃ نکالے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے احتراز کرے اور پھر اسکے واسطے جنت کے آٹھوں دروازے نہ کھل جائیں حتی کہ دروازے (کھلے ہوئے ہونے کی وجہ سے) ہلنے اور بجنے لگینگے پھر آپ نے اس آیت شریف کی تلاوت فرمائی

ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم وندخلکم مدخلا کریما۔ ترجمہ اگر ممنوعات میں سے کبائر سے بچتے رہوگے تو تمہاری تمام بدیوں کا کفارہ ہم کردینگے اور تم کو ایک محترم مکان یعنے جنت میں داخل کردینگے اس حدیث کو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے۔

۱۵۱ اور حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ ہماری نماز (میں خیال کرتا ہوں کہ فرمایا) عصر سے فارغ ہوتے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ تم سے بیان کروں یا خاموش ہو رہوں حضرت عثمان کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر بہتر ہے تو فرمائیے اور اگر کچھ اور ہے تو اللہ اور اسکے رسول زیادہ جانتے ہیں فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ وہ طہارت حاصل کرے اور خدا نے جو طہارت فرض کی ہے اسکو کامل کرے پھر پانچوں نمازیں ادا کرے تو وہ نمازیں تمام گناہوں کا کفارہ نہ ہوجاتی ہوں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عثمان نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تم سے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں کہ اگر اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی تو تم سے نہ بیان کرتا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ کوئی آدمی وضو کامل کرکے نمازیں نہیں پڑھتا ہے کہ ان نمازوں کے درمیان اور قریب قریب کے تمام گناہ بخشے نہ جاتے ہوں اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص نماز کے واسطے وضو کامل کرے پھر نماز فرض کی طرف چلے اور اسکو لوگوں کے ساتھ جماعت میں یا مسجد میں ادا کرے اسکے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ کوئی مسلمان آدمی ایسا نہیں ہے کہ اسپر فرض نماز کا وقت آوے اور وہ عمدہ طریقہ پر وضو کرے اور خشوع وخضوع کے ساتھ سجدہ اور رکوع کرے تو اسکی وہ نمازیں اسکے تمام پہلے گناہوں کا کفارہ نہ ہو جاتی ہوں جبتک کہ کبائر سے باز رہے اور یہ سلسلہ تمام زمانہ رہتا ہے۔

اور حضرت ابو ایوب انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر نماز تمام پہلی خطاؤں کو ساقط کر دیتی ہے اسکو امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔

۱۵۲ اور حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام حارث نے فرمایا ہے کہ ایک روز حضرت عثمان بیٹھے تھے اور ہم بھی انکے ساتھ بیٹھے تھے مؤذن آیا تو آپ نے پانی برتن میں منگایا کہ اسمیں ایک مدہ پانی آتا ہے اور وضو کیا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ جو اس جیسا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر ظہر کی نماز پڑھے تو اسکے فجر اور ظہر کے درمیان کے جو کچھ گناہ ہیں بخشے جاوینگے پھر عصر کی نماز پڑھے تو عصر ظہر کے درمیان کے پھر مغرب کی نماز پڑھے تو بخشے جاوینگے وہ تمام گناہ جو مغرب اور عشا کے درمیان کئے اور یہ ایسی نیکیاں ہیں جو لیجاتی ہیں بدیوں کو لوگوں نے عرض کیا کہ یہ تو نیکیاں ہوئیں یہ فرمائیے کہ وہ باقیات الصالحات کیا ہیں فرمایا کہ وہ لا الہ الا اللہ وسبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ہیں اسکو امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا ہے اور ابو یعلے اور بزار نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔

اور حضرت جندب بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(باقی آئندہ)

خلاف ہے کہ یہ قوم کے محتاج ہیں البتہ اگر وہ تم سے مانگیں تو انکو جو چاہو سو کہو سو خدا
کا شکر ہے کہ انکو اپنے کھانے پینے کی کچھ بھی فکر نہیں ہوتی انکو خدا پر پورا بھروسہ
ہوتا ہے چنانچہ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ تم کہاں سے کھاتے ہو کہنے لگے
کہ ہم خدا کے مہمان ہیں اور مہمانی تین دن ہوا کرتی ہے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایک
دن ہزار برس کا ہوتا ہے پس تین ہزار برس تک تو اللہ تعالےٰ کے مہمان ہیں بعد
میں آکر دریافت کرنا کہ کہاں سے کھاتے ہو حضرات خدا کی قسم اسوقت بھی ایسے خدا کے
بندے موجود ہیں کہ لوگ ان کو دیتے ہیں اور وہ نظر بھی نہیں کرتے تو انکی یہ حالت ہے
کہ اپنے محبوب میں ایسے مشغول ہیں کہ کسی دوسرے کیطرف دہیان بھی نہیں ہوتا ملک
نیمروز کے بادشاہ نے ایک بزرگ کو لکھا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنا آدھا ملک نیمروز آپکے
حوالہ کردوں آپ نے جواب میں لکھا کہ مجھے ملک نیمروز کی ہوس نہیں ہے اگر اسکی
ہوس ہو تو میرا نصیبہ خدا کرے سیاہ ہوجائے آپ نے جو ملک نیمروز دینے کو لکھا ہے
۱۳ تو مجھے نہیں چاہیئے میرے نزدیک اسکی حقیقت ایک جو کے برابر بھی نہیں۔ غور کیجئے کہ
بادشاہ کی طرف سے اصرار ہے اور انکی طرف سے سوکھا جواب کہ ہم کو کوئی ضرورت
نہیں تو جب وہ آپ سے مانگتے نہیں تو آپ کو کیا فکر ہے اور جب یہ بات ہے تو
آپ کیوں پوچھتے ہیں کہ یہ کہاں سے کھائینگے اور اگر کہئے کہ اس جواب سے تو اطمینان
نہ ہوا کیونکہ اسمیں یہ تو پتہ ہی نہ چلا کہ آخر کہاں سے کھائینگے تو صاحبو یہ جواب تو میں نے
اعتراض کرنے والوں کی رعایت کرکے دیدیا تھا کہ انکی رسوائی نہ ہو لیجئے اب میں اصلی
جواب دیتا ہوں لیکن اسمیں انکی رسوائی ہوگی اس جواب کے لئے اول میں ایک مثال
پیش کرتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے نکاح کیا ہو اور جب بیوی اسکے گھر آئی تو وہ بیوی
سے پوچھنے لگا کہ تم نے نکاح تو کرلیا مگر یہ تو بتلاؤ کہ تم کھاؤ گی کہاں سے تو وہ بیوی
اسکو کیا جواب دیگی ظاہر ہے کہ یہ جواب دیگی کہ میاں تمہاری جیب سے لیکر کھاؤنگی
اور کہیگی کہ تم کو یہ پوچھتے ہوئے شرم نہیں آتی اس سوال سے خود اپنی بے غیرتی ظاہر
کررہے ہو اور یہ جواب نہایت سچا اور حق جواب ہوگا جب یہ مثال سمجھ میں آگئی تو اب

میں اُس سوال کا جواب دیتا ہوں کہ یہ لوگ انہیں اعتراض کرنے والوں کی جیبوں سے وصول کرکے کھائینگے اور اس سوال سے یہ اپنی قلعی کھول رہے ہیں کہ ہم میں غیرت نہیں ہے کہ دین کے خادموں کی خدمت کو ضروری نہیں سمجھا حالانکہ انکی خدمت کرنا انکے ذمہ ہے کیونکہ شرع کا مسئلہ ہے کہ جو شخص کسی کے کام میں گھرا ہوا ہو اسکا سارا خرچ اسکے ذمہ ہوگا جسکے کام میں وہ گھرا ہوا ہے چنانچہ بیوی کا سارا خرچ اسی لئے شوہر پر واجب ہے چنانچہ اگر وہ خود اپنے ماں باپ کے گھر چلی جائے تو شوہر پر اُسکا خرچ نہیں ہوتا حالانکہ بیوی اُسوقت بھی رہتی ہے پس معلوم ہوا کہ شوہر پر نان ونفقہ واجب ہونے کی بھی یہی وجہ ہے کہ بیوی اُسکے کاموں میں گھری رہتی ہے اسیطرح قاضی کا خرچ مسلمانوں کے خزانہ میں سے دیا جاتا ہے کیونکہ وہ لوگوں کی ضرورت میں گھرا ہوا ہے اب دیکھئے کہ مسلمانوں کا خزانہ حقیقت میں ہے کیا چیز وہ وہی روپیہ ہے جو مسلمان بادشاہ کو دیکر خزانہ میں جمع کراتے ہیں سو وہ
۱۴ حقیقت میں مسلمانوں کا چندہ ہوتا ہے مگر چندہ ذلیل لفظ ہے اور خزانہ باعزت لفظ ہے لیکن حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے۔ چنانچہ بادشاہ کو جو بادشاہی خزانہ سے تنخواہ ملتی ہے وہ خزانہ مسلمانوں کا چندہ ہی تو ہوتا ہے جو پیسہ پیسہ دو دو پیسہ جمع ہوکر خزانہ ہوجاتا ہے تو اگر یہ ذلت ہے تو بادشاہ نے یہ کیوں لیا بلکہ جتنے بھی بڑے بڑے سرکاری ملازم ہیں سب کو تنخواہ اسی مد میں سے ملتی ہے کیونکہ وہ بھی رعایا کے کاموں میں ایسے پھنسے ہوتے ہیں کہ اگر دوسرا کام کریں تو مجرم سمجھے جاتے ہیں کیونکہ انکے دوسرے کام میں مشغول ہوجانے سے رعایا کے کاموں میں خلل پڑتا ہے اور لیجئے جب کسیکو گواہی میں طلب کیا جاتا ہے تو اسکی خوراک دیجاتی ہے اور اسکی مقدار سب کے لئے برابر نہیں ہوتی بڑے آدمی کے لئے زیادہ اور ادنے درجہ کے آدمی کی کم ہوتی ہے اسکی بھی یہی وجہ ہے کہ گواہ اتنی دیر کے لئے اسکے کام میں گھر جاتا ہے اسلئے جبتک گواہی میں گھرا رہتا ہے اُسوقت تک کا خرچ اُس شخص کو دینا پڑتا ہے جو گواہی میں طلب کراتا ہے یہ مسئلہ ایسا ظاہر ہے کہ کافر تک اتنے

بھی اسے سمجھا ہے تو جب دین کے خادم قوم کے دینی کاموں میں لگے ہوئے ہیں اور
دین کے کام کے ساتھ وہ دوسرا کام نہیں کرسکتے کیونکہ اسطرح کام ٹھیک نہیں
ہوسکتا تو وہ بھی اپنا خرچ قوم سے لینگے اور اگر یہاں نہ ملے گا تو خدا تعالے کے یہاں
نالش کرکے لیں گے غرضکہ یہ مسئلہ قرآن حدیث سے بھی ثابت ہے اور عقل سے
بھی ثابت ہے مگر چونکہ ہماری قوم کو اُسوقت تک تسلی نہیں ہوتی جبتک کہ وہ دوسری قوموں کو
بھی کوئی کام کرتے نہ دیکھ لیں اسلئے ایک تیسری دلیل بھی بیان کرتا ہوں آپکو معلوم
ہے کہ آریہ اپنے مذہب کے پھیلانے میں بہت کوشش سے کام کررہے ہیں۔
انھوں نے یہ طے کرلیا ہے کہ ایک جماعت اُن میں مذہب ہی کی حمایت کرنیکے لئے ہے
اور تمام قوم اس جماعت کے خرچوں کی ذمہ دار ہو صاحبو افسوس کی بات ہو کہ ایک
ایسی قوم جسکے پاس مذہبی جماعت نہ تھی اس نے تو مذہبی جماعت تیار کرنے کی کوشش
کی اور تمہارے پاس ایک بڑی ساری جماعت موجود ہے اور تم اُسکے توڑنے کی فکر میں 15
ہو لیکن یاد رکھو کہ اگر تم اسکے خرچ کی ذمہ داری نہ بھی کرو بلکہ تمام لوگ اس جماعت کے
مخالف ہوجائیں اور سب اسکو دینا اور مدد کرنا بند کردیں تب بھی یہ جماعت ایسے ہی
باقی رہیگی اور مولوی انشاء اللہ کھاتے ہی رہینگے اگر کہیئے کیونکر کھاتے رہینگے اور
کہاں سے انکو ملے گا تو لیجئے میں بتلاتا ہوں کہ کہاں سے اُنکو ملے گا قرآن شریف
میں ارشاد ہے کہ تم کو خدا تعالے کے راستہ میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے
مگر تم میں سے بعضے بخل کرتے ہیں اور اس بخل سے اپنا ہی نقصان کررہے ہو ورنہ
خدا تعالے کو کچھ حاجت نہیں وہ بے پرواہ ہے اور تم محتاج ہو اگر تم اس سے بے رُخی
کروگے تو خدا تعالے تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کردینگے اور وہ تم جیسے نہ ہونگے
(بلکہ وہ خرچ کرنے والے ہونگے) یعنے وہ تم جیسے کم ہمت بددل نہ ہونگے تو حاصل
جواب کا یہ ہوا کہ اگر تم نہ دوگے تو خدا تعالے دوسری قوم کو پیدا کردینگے جو کہ دین
کی خدمت کریگی اب اگر کسیکو یہ شبہ ہو کہ یہ قوم کہاں سے پیدا ہوگی تو اسکا ایک جواب
تو یہ ہے کہ روزانہ پیدائش کا سلسلہ جاری ہے ہر روز بہت سے بچے دنیا میں

پیدا ہوتے ہیں انہیں میں سے ایسی قوم پیدا ہو جاویگی اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اسوقت
تمام جہان کے انسانوں کی حالت میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مسلمان
ہیں وہ اسلام کی سکھائی ہوئی باتیں چھوڑ چھوڑ کر اس سے دور ہو رہے ہیں اور جو
لوگ مسلمان نہیں وہ اسلام کی خوبیوں کی وجہ سے اسکی طرف متوجہ ہوتے چلے جارہے ہیں
یہاں تک کہ شرع کے حکموں میں مصلحتیں بیان کرتے ہیں چنانچہ ایک ڈاکٹر نے مٹی کے
ڈھیلے سے استنجا کرنے کے متعلق لکھا ہے کہ مٹی بہت سے زخموں کا علاج ہے تو
پیشاب میں جو مادہ تیزاب کا ہے اسکا نقصان روکنے کے لئے مٹی کا استعمال مصلحت
ہے اسیطرح ایک اور ڈاکٹر نے کہا ہے کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ
ارشاد دیکھا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کتا برتن کو چاٹ جاتے تو اسکو سات مرتبہ
دہو ڈالو ان سات دفعہ میں ایک دفعہ مٹی سے بھی دہو ڈالو اس ارشاد میں مجھے یہ خیال
ہوا کہ مٹی سے دہونے کو کیوں فرمایا کیا سات مرتبہ پانی سے دہونا کافی نہیں آخر
بہت دنوں کی چھان بین اور تلاش کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مٹی میں تھوڑا بہت نوشادر
کا بھی میل ہے اور نوشادر سے کتے کے لعاب کا زہر دور ہو جاتا ہے مگر وہ ہر جگہ میسر
نہیں اسلئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز ارشاد فرمائی جو ہر جگہ میسر ہو اور آسانی
سے میسر ہو یعنی مٹی۔ تو غیر مسلموں کی تو یہ حالت ہے اور مسلمانوں کی وہ حالت ہے کہ اسلام
کی سکھائی ہوئی باتوں کو چھوڑتے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سامان
ہے اس دن کا جسمیں عجب نہیں کہ ایسے ناقدرے مسلمان تو اسلام سے باہر ہو جائیں
اور ایسے غیر مسلم مسلمان ہو جائیں اور اگر مسلمانوں کو اس بات کا خیال ہے کہ یہ برا دن
نہ دیکھنا پڑے اور اسلام کی حفاظت کی نیکبختی تمہارے ہی نام رہے تو سنبھلو اور کام
میں مشغول ہو جاؤ ورنہ مسلمانوں کا ہرا بھرا کھیت سوکھا جاتا ہے لیکن اب بھی کچھ
نہیں گیا اگر یہ ذرا سی بھی توجہ کریں تو کافی ہوگا ورنہ مجھے اسوقت کی حالت سے
سخت اندیشہ ہے غرض یہ معلوم ہو گیا کہ دین کے خادموں کی خدمت اور انکی مدد
خود غیب سے ہوگی اب جسکا جی چاہے اپنے نفع کے لئے اس نیکبختی کو حاصل کرے

ورنہ دین کے خادم کسی شخص کے محتاج نہیں اور میں انجمن اور مدرسہ والوں کو بھی یہی
رائے دیتا ہوں کہ وہ مانگنا بالکل چھوڑ دیں خدا تعالےٰ نے چاہا تو جبدن یہ ایسا
کرینگے خدا تعالےٰ ان کو بہت کچھ دینگے انکا ارشاد ہے ویرزقہ من حیث لا یحتسب
یعنی اور اللہ تعالےٰ رزق پہنچا دینگے ایسی جگہ سے کہ (وہاں) اسکو گمان بھی نہ ہوگا۔
پس ایک جماعت تو ایسی ضرور ہونا چاہیئے جو بالکل دین کی خدمت میں لگی رہے مگر
ہر شخص چونکہ دین کا خادم نہیں ہوسکتا اسلئے بعض لوگوں کو یہ چاہیئے کہ کمائیں اور
دوسروں کی مدد کریں اور اس حالت سے کوئی اللہ والوں کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ
ہمارے طفیل میں کھاتے ہیں کیونکہ وہ سرکاری لوگ ہیں دیکھئے گورنر جنرل کو بڑی
بھاری رقم ہر مہینے ملتی ہے (اور وہ بھی اصل میں اسی چندہ سے ہوتی ہے جو رعایا سے
وصول کرکے خزانہ میں جمع کیا جاتا ہے لیکن گورنر جنرل کو کوئی طفیلی نہیں کہتا)
اور اسکو بہت بڑی رقم ملتی ہے حالانکہ ظاہر میں اسکو کوئی ایسا بڑا کام نہیں کرنا پڑتا
لیکن صرف اس وجہ سے ملتی ہے کہ اسکا کام دماغی کام ہے تو اللہ والوں پر جو گذرتی 17
ہے اور جیسا انکو دماغ سے کام لینا پڑتا ہے اگر آپ پر وہ حالت گذرے تو چند روز میں
جنون ہوجائے اور نہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی ہوگی کہ اللہ والوں پر اپاہج ہونیکا
الزام بھی بالکل غلط ہے وہ ہرگز اپاہج نہیں ہوتے ہاں وہ بدن کے اعتبار سے
اپاہج ہیں لیکن انکی روح ایک بہت بڑے کام میں ہے انکی روح نے اس بھاری
بوجھ کو اٹھایا ہے جسکے اٹھانے کی پہاڑ بھی طاقت نہیں رکھتا اور زمین آسمان سے
بھی نہیں اٹھ سکا تو جنکی روح اتنا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہے وہ اپاہج کیسے
کہا جا سکتا ہے آپ کو کیا خبر ہے کہ انپر کیا گذرتی ہے صاحبو وہ اس شفقت میں پا چکا
ایک نمونہ یہ ہے فلعلک باخع نفسک علیٰ اثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا
ترجمہ شاید آپ اُن کے پیچھے اس غم میں اپنی جان کو ہلاک کر ڈالینگے اگر وہ
اس بات پر ایمان نہ لائیں غور کیجئے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا گذرتی ہوگی
جو یہ لفظ فرمایا گیا خلاصہ یہ کہ اکثر لوگ ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ معاش حاصل کرینگی

طرف متوجہ ہوں لیکن دیندار ہونا انکا بھی ضروری ہے اور شریعت کے حکموں پر چلنا
اور دین کی حفاظت کرنا اُنکو بھی لازم ہے صرف ضروری سمجھنے پر بس کرنا کافی نہیں
دیکھیے اگر کوئی جائداد کئی آدمیوں کے ساجھے میں ہو کہ ایک کے اسمیں آٹھ آنے
ہوں دوسرے کے چار آنہ تیسرے کے دو آنہ چوتھے کا ایک آنہ اور کوئی ظالم اس
جائداد پر زبردستی قبضہ کرنے لگے تو کیا ایک آنہ کا شریک خاموش ہو کر بیٹھے گا
ہرگز نہیں اس سے معلوم ہوا کہ شرکت کی چیز کی حفاظت تمام شریکوں کو چاہیے اسیطرح
قرآن شریف مسلمانوں کی شرکت کی جائداد ہے اسلئے اسکی حفاظت بھی سب کو کرنا
چاہیے اور اگر یہ کہیے کہ یہ شرکت کی چیز نہیں تو مہربانی کرکے آپ ہم کو یہ بات لکھکر
دیدیجیے کہ ہماری اسمیں شرکت نہیں ہم اسکو مشتہر کر دینگے پھر ان لوگوں سے ہم ہرگز
اسکی حفاظت کے لیے کلام نہ کرینگے اور خدا نے چاہا تو ایسا کوئی بھی نہ کریگا اور جب
یہ گوارا نہیں تو معلوم ہوا کہ آپ کے ذمہ بھی دین کی اور قرآن کی حفاظت ضروری ہے
اور دوسروں کو بھی اسکا حق ہے کہ وہ آپ سے زبردستی اسکی حفاظت کرائیں خواہ ۱۸
مال لیکر یا کسی دوسرے طریقہ سے۔ اب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ چین و آرام ہر طرح کا
تو ہم کو رہے اور مصیبت و مشقت دوسروں پر رہے ہم جسطرح چلیں مولوی اسمیں
ہمارے تابع ہو جائیں اور ہماری بُری باتوں سے بالکل ہم کو نہ ہٹائیں میں ایسے
لوگوں سے کہا کرتا ہوں کہ پرانے مولوی تو تمہارے قابو سے نکل چکے ہیں وہ تو
تمہارے تابع نہیں ہونگے اُن سے تو یہ امید رکھنا فضول ہے البتہ تم اولاد کو دین
پڑھاؤ وہ تمہارے کہنے میں ہوگی ان سے اپنی مرضی کے موافق کام لے لینا مگر تم نے
آجتک کبھی ہمدرد قوم کو نہ دیکھا کہ اس نے قومی ہمدردی میں اپنی اولاد کو پڑھایا ہو کیونکہ
سمجھتے ہیں کہ علم دین پڑھکر ہماری اولاد کو یہ بڑے بڑے عہدے کہاں سے مل سکیں گے
اور اگر کسی شخص نے اپنی اولاد میں سے کسی بچہ کو علم دین پڑھانے کے لیے چھانٹا
بھی تو ایسے کو جو سب میں احمق اور کودن ہو سبحان اللہ شریعت کے علم کی کیا
قدر کی ہے صاحبو غور کیجیے کہ جب سارے الو ہی پڑھیں گے تو وہ تو الو ہی رہینگے

مولوی منفعت علی صاحب سے ایک شخص نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ پہلے تو بڑے بڑے
عالم ہوتے تھے جیسے امام رازی امام غزالی آب ایسے عالم کیوں نہیں پیدا ہوتے انھوں نے
کہا کہ اسوقت یہ قاعدہ تھا کہ قوم میں جو سب میں زیادہ سمجھدار ہوتا تھا وہ علم دین
کے لئے چھانٹا جاتا تھا اور اب یہ قاعدہ ہے کہ جو سب میں احمق اور کودن ہو وہ علم دین
کے لئے چھانٹا جاتا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اب بھی جو سمجھدار پڑھتے ہیں وہ امام
غزالی اور امام رازی سے کم نہیں ہوتے۔ میرے ساتھ چلو اور عالموں کی حالت دیکھو
تو معلوم ہو جائیگا کہ اسوقت بھی غزالی اور رازی جیسے عالم موجود ہیں اور ہر زمانہ میں پیدا
ہوتے ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ ایسے عالم ہیں بہت کم اور وجہ اسکی یہی ہے کہ جو لوگ
قابل ہیں وہ تو ادہر متوجہ نہیں ہوتے ورنہ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر بیس آدمی ایسے سمجھدار
پڑہیں تو ان میں پندرہ غزالی اور رازی جیسے عالم ہو کر ضرور نکلیں گے اب بیچارے
غریب غربا جولاہے دُہنے پڑھتے ہیں انکی سمجھ جیسی ہوتی ہے ویسے ہی عالم ہوتے
ہیں اور یہ ہو نہیں سکتا کہ غریب غربا کے بچوں کو نہ پڑہایا جائے کیونکہ امیروں نے تو ۱۹
خود پڑہنا چھوڑا اور ان سے ہم چھوڑا دیں تو پھر علم دین کس کو پڑہائیں دوسرے یہ
کہ غریب غربا کیا کریں انگریزی تو پڑھ نہیں سکتے کیونکہ اسکے لئے بہت بڑی رقم چاہیئے
اور عربی ہم نہ پڑہائیں تو یہ بیچارے تو بالکل ہی کورے رہے اور واقعی علم دین ایسی
عجیب چیز ہے کہ اس میں محنت بھی کم اور خرچ بھی کم اور انگریزی میں محنت بھی زیادہ
ہے خرچ بھی زیادہ۔ اور علم دین ایسا سستا ہے کہ اگر کوئی شخص اول سے اخیر
تک ایک کتاب بھی نہ خریدے ہر کتاب اُسکو میسر آسکتی ہے اور ایسے بہت سے لوگ
ہیں جنھوں نے تمام کتابیں مدرسوں ہی سے لیکر پڑہی ہیں اور انگریزی میں آپ
ایک شخص کو بھی نہیں بتلا سکتے جس نے بی اے تک پڑہا ہو اور اسکو قریب کل
کتابیں نہ خریدنی پڑی ہوں اس سے معلوم ہوا کہ دینی تعلیم نہایت سستی ہے اور دنیاوی
تعلیم نہایت ہی مہنگی ہے اسپر مجھے اپنے بھائی کی ایک بات یاد آگئی ایکمرتبہ انھوں نے
والد صاحب سے کہا کہ اسکی کیا وجہ کہ آپ مجھ سے تو خرچ کا حساب لیتے ہیں اور بڑے

بھائی سے کچھ حساب نہیں لیتے حالانکہ میرا خرچ بھائی سے بہت زیادہ ہے مجھکو تو اگر ایک قلم کی بھی ضرورت ہو تو وہ بھی آٹھ آنہ کو آئے گا اور وہ تو چھپر میں سے ایک سینٹا نکالکر قلم بنالیں تو کارروائی ہو سکتی ہے تو دیکھئے علم دین کسقدر سستا ہے اور یہی دلیل ہے اسکے ضروری ہونے کی کیونکہ قاعدہ ہے کہ جتنی کسی چیز کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اسیقدر وہ سستی ہوتی ہے اور ہر جگہ میسر آسکتی ہے اور جسقدر بیکار ہوتی ہے اسی قدر مہنگی ہوتی ہے اور کم ملتی ہے یہ خدا تعالےٰ کی عجیب قدرت ہے اسی پر غور کرکے دیکھئے تو معلوم ہو کہ عربی بہت بڑے مرتبہ کی چیز ہے اور انگریزی اسکے مقابلہ میں بہت کم مرتبہ کی ہے پس عربی کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہیئے کیونکہ وہ زیادہ ضرورت کی چیز ثابت ہوئی اور انگریزی کی طرف کم توجہ ہونی چاہیئے اور کم متوجہ ہونے کی اجازت بھی دینداروں کے لئے ہے ورنہ جنکے دین بگڑجانے کا ڈر ہے انکو تو انگریزی سے بالکل روکا جائیگا وہ انگریزی کو بالکل چھوڑدیں صرف

۲۰ عربی کی طرف متوجہ ہوں یہانتک تو یہ ثابت ہوا کہ دین کی حفاظت کے لئے عربی پڑھنا ضروری ہے۔ اب میں اخیر درجہ کہتا ہوں کہ اگر خدا کے لئے عربی نہ پڑھو تو کم از کم انگریزی ہی کے لئے عربی ضرور پڑھو بیان اسکا یہ ہے کہ عربی پڑھنے سے لیاقت بڑھتی ہے اور اس لیاقت سے انگریزی تعلیم میں بہت مدد ملتی ہے میرے سب سے چھوٹے بھائی مراد آباد کے انگریزی اسکول میں گئے وہاں انکی ذہانت اور سمجھ کی یہ حالت تھی کہ تمام لوگ حیران تھے یہانتک نوبت پہنچ گئی تھی کہ انکے ماسٹر بھی انکی ذہانت سے عاجز ہوگئے تھے ایک دفعہ یہ واقعہ ہوا کہ رمضان المبارک کا زمانہ قریب آگیا اور اسکول کے لڑکوں نے چاہا کہ کسی حافظ کو بلاکر ایک قرآن سنیں پرنسپل سے پوچھا تو جواب ملا کہ یہ نئی بات ہے اسکی اجازت نہیں مل سکتی بھائی نے کہا کہ اگر قدیمی بات ہوتی تو کیا اجازت ملجاتی جواب ملا کہ ہاں ملجاتی۔ بھائی نے کہا کہ اگر نئی بات اجازت کے لائق نہیں ہے تو چاہیئے کہ اسوقت کوئی قدیمی بات نہ پائی جائے کیونکہ جو بات اب پرانی ہے وہ کبھی نہ کبھی وقت تو نئی ہوگی۔

(باقی آئندہ)

ضروری چیز کا ارزاں ہونا [illegible] ضرورت کی دلیل ہے

عربی کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہیئے

انگریزی دانوں کو بھی عربی پڑھنا ضروری ہے اور بیان اسکا [illegible]

اور پورے طور پر ان سب کا محل وہ شخص ہے جو نسب کے عمود میں داخل ہے جیسے
باپ اور دادا اور بیٹا اور پوتا یہ لوگ سب سے زیادہ وراثت کے مستحق ہیں مگر وضع طبعی
کے اعتبار سے کہ جس پر قرناً بعد قرن عالم کی بنا ہے بیٹا باپ کا قائم مقام ہوتا ہے اور
اسکی لوگوں کو تمنا اور امید ہوا کرتی ہے اسی کی خاطر نکاح کرتے ہیں اور اولاد
کے پیدا ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور باپ کا بیٹے کی جگہ قائم ہونا وضع طبعی کا
مقتضی نہیں ہے اور نہ لوگوں کو اسکی آرزو اور امید ہوتی ہے حتی کہ اگر کسی شخص کو
اسکے مال میں اختیار دیدیا جائے تو یقیناً اسکے دل پر اولاد کی غمخواری باپ کی
غمخواری پر غالب ہوگی اسواسطے تمام لوگوں کا دستور ہے کہ اولاد کو باپ پر مقدم
سمجھتے ہیں اور پھر قائم مقام ہونے کا احتمال بھائی میں ہے اور پھر جو اسکے مانند بمنزلہ
قوت بازو کے ہیں اور اسکی قوم اور اسکے نسب کے ہیں باقی رہی خدمت اور
شفقت تو اسکا اول مظنہ قرابت قریبہ والی عورت ہے اور سب سے زیادہ ماں اور
بیٹی اس امر میں اسکی مستحق ہیں اور جو انکے مانند نسب کے عمود میں داخل ہیں اور بیٹی ۴۹
بھی فی الجملہ باپ کے قائم مقام ہوتی ہے اور اسکے بعد ہمشیرہ کہ یہ بھی قائم مقامی سے
خالی نہیں پھر جس عورت سے علاقہ زوجیت کا ہے وہ خادم ہوتی ہے پھر ماں شریک
بھائی بہن ان عورتوں میں بنار میراث صرف خدمت و شفقت یا مع القرابت ہے باقی
عورتوں کے اندر حمایت اور قائم مقامی کے معنی نہیں پائے جاتے کیونکہ عورتیں بسا اوقات
غیر قوم میں نکاح کرلیتی ہیں اور اسی قوم میں داخل ہو جاتی ہیں البتہ بیٹی اور بہن میں
کسیقدر یہ معنی پائے جاتے ہیں لیکن عورتوں کے اندر محبت اور شفقت کے معنی
کامل طور پر پائے جاتے ہیں اور اس امر کا مظنہ اول بہت قریب کی قرابت جیسے
ماں اور بیٹی پھر بہن اور امر اول یعنی میت کی قائم مقامی کامل طور پر تو باپ اور بیٹے
میں پایا جاتا ہے اور اسکے بعد بھائی پھر چچا میں اور امر ثانی یعنی شفقت سب سے
زیادہ باپ میں اور بیٹے میں پایا جاتا ہے پھر عینی اور اضافی بھائی میں پایا جاتا
ہے اور اسکا یہ مظنہ قرابت قریبہ ہے اسوجہ سے جو چچا کے لئے حکم ہے وہ

پھوپھی کے لئے حکم نہیں ہے کیونکہ پھوپھی مصیبت کے وقت کام نہیں آسکتی۔
جس طرح چچا کام آتا ہے اور پھوپھی قرابت میں بھی ہمشیرہ کے برابر نہیں ہے اور منجملہ
اصول میراث یہ ہے کہ جب مرد و عورت ایک ہی درجہ کے ہوں تو مرد کو ترجیح دیجاتی
ہے کیونکہ عزت کی حمایت کے لئے مرد ہی مخصوص ہیں اور اسکی یہ وجہ بھی ہے کہ
مردوں پر نفقے بہت ہوتے ہیں پس زیادہ تر یہی مستحق ہیں کہ ان کو وہ مال یاجاوے
بخلاف عورتوں کے کہ یہ اپنے خاوندوں یا باپوں یا بھائیوں کے ذمہ ہوتی ہیں اور
منجملہ ان اصول کے یہ ہے کہ جب وارثوں کی ایک جماعت پائی جائے تو اگر وہ
سب وارث ایک مرتبہ کے ہیں تب تو اس ترکہ کی تقسیم ان سب پر ضروری ہے کیونکہ
ایک کو دوسرے پر تقدم نہیں ہے اور اگر انکے درجے مختلف ہیں تو اسکی دو
صورتیں ہیں یا تو وہ سب ایک نام اور ایک جہت میں داخل ہیں اور اس میں قاعدہ
یہ ہے کہ قریب بعید کا حاجب ہو کر بعید کو میراث سے محروم کر دیتا ہے دوسری صورت
۵۰ یہ کہ انکے اسماء و جہات مختلف ہوں کہ اقرب حاجب ہوگا ابعد کا حاجب ہو کر ابعد
کو محروم تو نہیں کرتا لیکن حصہ اسکا کم کر دیتا ہے۔ منجملہ ان اصول کے یہ ہے کہ سہام
کہ جنسے حصوں کی تعیین ہوتی ہے انکے اجزاء ایسے ظاہر ہونا چاہئیں کہ محاسب و غیر
محاسب سب اول وہلہ میں انکی تمیز کر سکیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنے اس قول مبارک میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے انا امۃ امیۃ لا نکتب
ولا نحسب یعنی ہم امی لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں کیونکہ جس چیز
سے تمام مکلفین کو خطاب کیا جائے اس میں یہ بات ضروری ہے کہ ایک تو اسکے
حساب کرنے میں تعمق و غور کی حاجت نہ ہو اور دوسرے ظاہر نظر میں کمی و بیشی
کی ترتیب اسمیں معلوم ہو جاوے لہذا شرع نے سہامات میں سے دو قسم کے سہام
اختیار کئے ہیں ایک تو ثلثین اور ثلث اور سدس اور دوسرے نصف ربع ثمن
کیونکہ ان دونوں کا مخرج اصلی دو اول کے عدد یعنی دو اور تین اور ان دونوں میں
تین مرتبہ پائے جاتے ہیں کہ ان تینوں میں اوپر کو جاتے ہوئے تو نسبت ضعف

کی ہے اور نیچے اترتے ہوئے نسبت نصف کی ہے اور اس میں کمی و بیشی کا بالکل ظاہر و محسوس ہونا بالکل اقرب ہے۔

مرد کا حصہ عورت سے دو چند ہونیکی وجہ

خدا تعالےٰ فرماتا ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف ترجمہ یعنی سکھاتا ہے تم کو اللہ تعالےٰ تمہاری اولاد میں (میراث بانٹنا) کہ مرد کے لئے برابر دو عورتوں کے حصہ ہے پھر اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں پس ان کو میت کے ترکہ کا دو ثلث ہے اور اگر ایک ہے تو اسکے لئے نصف ہے مرد کا حصہ عورت سے دو چند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا۔ ترجمہ یعنی مرد حاکم ہیں عورتوں پر اسلئے کہ خدا تعالےٰ نے بعض کو بعض پر بزرگی و فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ انہوں نے ۵۱ مال خرچ کئے ہیں اپنی عورتوں کی حاجتوں میں۔

اکیلی بیٹی کو نصف حصہ میراث ملنے کی وجہ

اکیلی بیٹی کے لئے نصف ترکہ مقرر ہوا کیونکہ جب اکیلا بیٹا ہوتا ہے تو اسکو سارا مال ملتا ہے پس بمقتضائے تنصیف ابن جو کہ للذکر مثل حظ الانثیین سے مفہوم ہے اکیلی بیٹی نصف میراث کی مستحق ہے۔

دو اور دو سے زیادہ بیٹیوں کو دو ثلث ملنے کی وجہ

دو کو دو ثلث اسلئے ملتے ہیں کہ اگر بیٹی کے ساتھ بیٹا ہوتا تو اس بیٹی کو ثلث ملتا اسلئے دوسری لڑکی کے ہونے سے بطریق اولیٰ ثلث سے کم نہ ہونا چاہیئے یہی تقریر دوسری بیٹی کے حق میں جاری ہے اور چونکہ بنات کا ثلثین سے

زیادہ ہے ہی نہیں اسلئے اگر زیادہ بھی ہونگی اسی ثلثین میں سب شریک ہونگی۔

میّت کی اولاد ہو تو اسکے والدین میں سے ہر ایک کیلئے چھٹا حصّہ مقرر ہونے کی وجہ

خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترك ان کان لہ ولد فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس۔ ترجمہ یعنی میت کے والدین میں سے ہر ایک کا حصہ چھٹا ہے اس مال میں سے جو میت چھوڑ کر مرے بشرطیکہ اس میت کے اولاد ہو پس اگر میت کے اولاد نہیں ہے اور والدین وارث ہوں تو میت کی والدہ کا تیسرا حصّہ میراث میں سے ہے اور اگر میت کے بھائی موجود نہیں تو میت کی والدہ کو چھٹا حصہ ملتا ہے۔

یہ بات تم کو واضح ہو چکی ہے کہ بہ نسبت والدین کے اولاد میراث کی زیادہ تر مستحق ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ان کو دو ثلث اور والدین کو ثلث دیا جائے تاکہ زیادت استحقاق ظاہر ہو اور باپ کا حصّہ ماں کے حصہ سے زیادہ اسلئے نہیں مقرر کیا گیا کہ بیٹے کے قائم مقام ہونے اور اسکی معاونت کے اعتبار سے باپ کی فضیلت عصبہ ہونے کی ایک مرتبہ اعتبار کیجا چکی ہے تو اسی فضیلت کا دوبارہ حق تضعیف میں اعتبار نہ ہوگا۔ ۵۲

میّت کے اولاد نہو تو سارا ترکہ والدین کو ملنے کی وجہ

جس صورت میں میت کے اولاد نہو تو والدین سے زیادہ تر کوئی حقدار نہیں ہے لہذا سب ترکہ والدین کو ملیگا اور باپ کو ماں پر فضیلت ہوگی اور اس مسئلہ میں جس فضیلت کا اعتبار کیا گیا ہے وہ فضیلت تضعیف نہیں فضیلت عقوبت ہے۔

میّت کے ماں اور بھائی بہن ہوں تو ماں کو چھٹا حِصّہ ملنے کی وجہ

اگر ماں اور بھائی بہن وارث ہوں اور بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ دیا جائیگا کیونکہ یہ اخوت والے عصبہ نہیں ہیں اور دور جاکر عصبات موجودہ میں تو چونکہ عصبیت اور شفقت و محبت باہم برابر نہیں اسلئے نصف ان کو اور نصف انکو ملیگا اور پھر وہ نصف جو شفقت کا حصہ ہے ان پر اور انکی اولاد پر تقسیم ہوگا اور چونکہ ماں کا چھٹے حصہ سے کبھی کم نہیں ہوتا اسلئے اتنا تو ماں کو دینگے اور باقی ان اولاد کو جو کہ میت کے بھائی ہیں دلایا جائیگا اور اگر یہ اخوت والے عصبات ہیں تو ان میں قرابت قریبہ و حمایت دونوں جمع ہوگئیں اور بسا اوقات انکے ساتھ اور وارث بھی ہوتے ہیں مثلاً بیٹی اور بیٹے 53
اور خاوند پھر اگر ماں کو چھٹے حصے سے زائد دیدیں تو اوروں پر تنگی ہوگی۔

ترکہ زوجہ سے بشرط عدم اولاد خاوند کو نصف اور بشرط اولاد چوتھائی حِصّہ ملنے کی وجہ اور ترکہ خاوند سے زوجہ کو چوتھائی حِصّہ اور بشرط اولاد آٹھواں حِصّہ ملنے کی وجہ

خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولکم نصف ما ترك ازواجکم ان لم یکن لھن ولد فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین۔ ترجمہ یعنی تم کو تمہاری بیویوں کے ترکہ کا نصف حصہ ملیگا بشرطیکہ انکے اولاد نہ ہو پس اگر انکے اولاد ہو تو تم کو تمہاری بیویوں کے ترکہ میں سے چوتھائی حصہ ملیگا ان کی وصیت وادائے قرض کے بعد۔

اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیۃ توصون بھا او دین۔ ترجمہ یعنی تمہاری بیویوں کو تمہارے ترکہ میں سے اگر تمہارے اولاد نہو تو چوتھائی حصہ ہے پھر اگر تمہاری اولاد ہے تو بیویوں کو تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ملیگا بعد اس وصیت کے جو تم نے کی ہے اور بعد ادائے قرض کے خاوند کو ترکہ اسلئے ملتا ہے کہ اسکو بیوی اور اسکے مال پر قبضہ ہوتا ہے پس بالکل مال کو اسکے قبضہ سے نکالنے میں اسکی ضرر رسانی ہے اور بیوی خاوند سے اپنی خدمت اور ہمدردی اور محبت کا صلہ لیتی ہے لہذا خاوند کو بیوی پر فضیلت ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے الرجال قوامون علے النساء۔ یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں پھر اسباب کا بھی اعتبار کیا گیا ہے کہ انکے باہم توارث میں سے اولاد پر بھی تنگی نہ ہو اسلئے یہ حصص مناسب و متفاوت مقرر کئے گئے۔

۵۴ (تنبیہ) ہمیں سخت تعجب آتا ہے اور لوگوں پر کہ جب کوئی بیوہ عورت نکاح کر لیتی ہے تو جس حصہ کی وہ مالک ہوتی ہے ورثہ اس سے لے لیتے ہیں حالانکہ از روئے قانون شرع اسلام وہ اختیار رکھتی ہے کہ نکاح کرنے کے وقت وہ اپنا حصہ بیچ ڈالے یا اپنے پاس رکھے اور قابض رہے ایسے ہی سخت غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں وہ لوگ جو بیوہ اور مطلقہ سے بطور ہلک دیا ہوا زیور واپس لے لیتے ہیں حالانکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموھن ترجمہ یعنے تم کو حلال نہیں ہے کہ مطلقہ و بیوہ عورتوں سے دیا ہوا کچھ مال واپس لو الا بشرط خلع کہ ہمیں عورت مال ہی دیکر تارخلی خاوند سے حاصل کرتی ہے۔

لاولد میّت کے وارثوں کو کم و بیش حصّے ملنے کے وجوہ

اللہ تعالےٰ ایک جگہ فرماتا ہے وان کان رجل یورث کلالۃ او امرأۃ و لہ اخ او اخت فلکل واحد منھما السدس وان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکاء

فی الثلث۔ ترجمہ یعنے اور اگر وہ شخص جسکا ترکہ تقسیم ہوتا ہے کلالہ ہو یعنے اسکے اولاد اور باپ نہ ہو اور اسکے بھائی یا بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر وہ زیادہ ہوں تو سب ثلث میں شریک ہونگے اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ ان امرؤ ھلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا نصف ما ترک وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد فان کانتا اثنتین فلھما الثلثان مما ترک وان کانوا اخوۃ رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین ترجمہ یعنے تجھ سے مسئلہ دریافت کرتے ہیں لاولد میت کے ترکہ کے متعلق تو کہدے کہ خدا تعالےٰ تم کو لاولد میت کے ترکہ کے متعلق یہ فتوی دیتا ہے کہ اگر کوئی مرد مرجائے جسکے اولاد نہ ہو اور اسکی بہن ہو تو اسکی ایک بہن کو اس مرد کے ترکہ کا نصف ملیگا اور وہ مرد اس بہن کا وارث ہوگا اگر اسکے اولاد نہیں ہے پھر اگر دو بہنیں ہوں تو اُن دونوں کو اسکے ترکہ میں سے دو ثلث ملیگا اور اگر میت کے بھائی اور بہن مخلوط ہوں تو مرد کو عورت سے دوچند ملیگا یہ آیت بالاجماع باپ شریک یا ماں باپ شریک کی اولاد 55 میں ہے اور کلالہ کے تقسیم حصص کی حقیقت بھائی اور بہن کے حصوں کی فلاسفی میں ظاہر کی گئی ہے اس سرخی میں میت کے ماں اور بھائی بہن ہونگے۔

میت کے چچا اور اسکی اولاد کے مستحق وراثت ہونے اور اسکی خالہ کے میراث سے محروم ہونیکی وجہ

میت کے چچا کی اولاد کا مستحق وراثت ہونا اور اسکی خالہ جوکہ اسکی ماں کیطرف سے ہوتی ہے اسکے میراث میت سے محروم رہنے کی وجہ یہ ہے کہ چچا کی اولاد میں میت کی پشتی و طرفداری و حمایت و امداد و سوالات زندگی میں زیادہ ہوتی ہے اور والدہ کے رشتہ دار اجنبیوں کی طرح ہیں وہ تو اپنے باپوں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں لہذا وہ بمنزلہ بیٹیوں کے اقربا کے ہوتے ہیں۔

عذاب و ثواب قبر پر اعتراضات اور حضرت ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے ان پر فلسفیانہ جوابات

حضرت ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مندرجہ ذیل اعتراضات عذاب وثواب قبر کے متعلق پیش کئے گئے کہ ملحد و زندیق منکران عذاب وثواب قبر کو ہم کیا جواب دیں جو کہتے ہیں کہ قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا یا بہشت کے باغوں میں سے باغ کیونکر ہوسکتی اور کیونکر کشادہ اور تنگ ہوسکتی ہے جبکہ میت نہ اس میں بیٹھ سکتی ہے اور نہ کھڑی ہوسکتی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم قبر کھودتے ہیں تو اس میں نہ تو اندھے اور گونگے فرشتے دیکھتے ہیں جو مردوں کو لوہے کے گرزوں اور ہتھوڑوں سے مارتے ہوں اور نہ وہاں سانپ اور اژدہے دیکھتے ہیں اور نہ بھڑکتی ہوئی آگ ہم محسوس کرتے ہیں اور اگر میت کے احوال میں سے کوئی حال قبر کھود کر معلوم کریں تو ہم میت کو اسی ایک ہی حالت غیر متغیرہ پر پاتے ہیں اور ہم اگر اسکی آنکھ پر سیماب اور اسکے سینہ پر رائی کا دانا رکھیں تو ہم اسکو اسی ایک ہی حالت غیر متغیرہ پر پاتے ہیں ۵۶ اور مردہ پر تا مد نظر قبر کسطرح فراخ یا تنگ ہوسکتی ہے حالانکہ ہم اسکو اسی ایک حالت پر دیکھتے ہیں اور قبر کی کشادگی کو اسی حد پر پاتے ہیں جس حد پر کہ ہم نے اسکو کھودا تھا نہ زیادہ ہوتی ہے اور نہ تنگ ہوتی ہے اور قبر کی لحد میں تنگی کسطرح ممکن ہوسکتی ہے اور فرشتے اور وہ صورت جو مردہ کے ساتھ انس پکڑیں یا اسکو ڈرادیں قبر میں کسطرح سما سکتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہر ایک بات جو عقل و مشاہدہ کے برخلاف ہو وہ کہنے والے کی قطعی خطا ہے وہ کہتے ہیں مصلوب کو ہم مدت دراز سے لکڑی پر آویزاں دیکھتے ہیں وہاں پر نہ اس سے منکر نکیر کا سوال ہوتا ہے نہ وہ حرکت کرتا ہے اور نہ اسکے جسم پر آگ دہکتی ہوئی دیکھی جاتی ہے اور جسکو درندوں نے پھاڑ کھایا ہو اور پرندوں نے نوچ لیا ہو اور اسکے ٹکڑے درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کے پوٹوں

(باقی آئندہ)

مے شکست آن بند زان بانگ بلند   ہر طرف میرفت چاقا چاق بند

یعنی اس نے اس آواز بلند کی وجہ سے سارے بند توڑ ڈالے اور ہر طرف کو چلتا تھا اس حال میں کہ وہ بند تڑاق پڑاق ہوتے تھے مطلب یہ کہ تمام رسیاں وغیرہ کو توڑ تاڑ اب اس نے ادہر سے ادہر اور ادہر سے ادہر ٹہلنا شروع کیا اسلئے کہ وہ اس غل سے پریشان ہوگیا اس لیے کہ اژدحام بھی تو شاید پانچ چھ لاکھ آدمیوں کا تھا اسلئے کہ آگے معلوم ہوگا کہ جب لوگ بھاگے تو بہت سے آدمی کچلکر مرگئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بے انتہا مجمع ہوگا جب تو یہ نوبت آئی۔

بندہا بشکست بیرون شد ز زیر   اژدہائے زشت غران ہمچو شیر

یعنی اس نے ان بندوں کو توڑ دیا اور ان کے نیچے سے ایک اژدہائے عظیم شیر کیطرح غراتا ہوا باہر نکلا۔

۱۴۵ در ہزیمت بس خلائق کشتہ شد   از فتادہ و کشتگان صد پشتہ شد

یعنی بھاگنے میں بہت سی مخلوق ماری گئی اور مرے ہوئے اور گرے ہوئے لوگوں کے سو پشتے ہوگئے یعنی تمام پشتے لگ گئے اسقدر آدمی بھاگنے میں مرے نعوذ باللہ اللہ ایسی بلا سے بچاوے۔

مارگیر از ترس بر جا خشک گشت   کہ چہ آوردم من از کہسار و دشت

یعنی سپیرا تو ڈر کے مارے وہیں سوکھ گیا کہ میں جنگل اور پہاڑ سے یہ کیا لے آیا یعنی بیچارا بہت ہی پچھتا رہا تھا اور اسکی ایسی مثال ہوئی جیسے۔

گرگ را بیدار کرد آن کور میش   رفت نادان سوئے عزرائیل خویش

یعنی اس اژدہی بھیڑ نے گرگ کو جگا دیا اور نادان اپنی موت کی طرف گیا اسلئے کہ نہ تو اسکو لاتا اور نہ یہ حالت ہوتی تو اور لوگ تو خیر بھاگ بھی گئے مگر یہ تو اس قابل بھی نہ رہا کہ بھاگ سکے بس وہیں بیٹھا کا بیٹھا ہی رہ گیا۔

اژدہا یک لقمہ کرد آن گیج را سہل باشد خون خوری حجاج را

یعنی اژدہا نے اُس احمق کا ایک لقمہ کیا اور حجاج کو تو خون خوری آسان ہوتی ہی ہے حجاج سے مراد وہ اژدہا مطلب یہ کہ جسطرح کہ حجاج کو خون خوری آسان تھی اسیطرح اس اژدہا کو بھی اس شخص کو کھا لینا آسان تھا اب اسکو نگل تو گیا مگر چونکہ سالم نگلا تھا اسلئے سب ہڈیاں وغیرہ ویسی ہی اسکے پیٹ میں تھیں تو اس سپیرے کی ہڈیوں کو توڑنے کے لئے اُس اژدہا نے یہ حرکت کی کہ۔

۱۴۶ خویش را بر استنی پیچید و بست استخوانِ خوردہ را در ہم شکست

یعنی اپنے آپ کو ایک ستون پر لپیٹا اور باندھا اور اُس کھاتے ہوئے کی ہڈیوں کو توڑ دیا (الٰہی توبہ الٰہی توبہ) یعنی کسی ستون سے لپٹ کر اپنے کو زور سے دبایا تو پیٹ میں اوسکی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئیں نعوذ باللہ۔ آگے مولانا فرماتے ہیں۔

نفست اژدرہاست او کے مردہ است از غم بے آلتی افسردہ است

یعنی تیرا نفس ایک اژدہا ہے وہ مردہ کب ہے (بلکہ) بے سامانی کی وجہ سے افسردہ ہو رہا ہے۔

گر بیابد آلت فرعون او کہ بامر او ہمی رفت آب جو

یعنی اگر یہ سامان فرعون پائے کہ اسکے حکم سے ندی کا پانی چلا کرتا تھا۔

آنگہ او بنیاد فرعونے کند راہ صد موسیٰ و صد ہارون زند

یعنی اُس وقت یہ دعوے فرعونی کا کرے اور سیکڑوں موسے اور ہارون جیسوں کی راہ مارے مورخین نے لکہا ہے کہ نیل حکم فرعون سے چلا کرتا تھا اور یہ اسکے لیے استدراج تھا تو فرماتے ہیں کہ اگر اس ہمارے نفس کو کہیں ایسی باتیں حاصل ہو جاویں کہ اسکے حکم سے بھی خدانخواستہ بوجہ استدراج کے (نعوذ باللہ) ایسے کام ہونے لگیں تو یہ حضرت فرعون سے بھی کہیں زیادہ ہو جاویں اور یہ امر بالکل صحیح ہے بس ہمارا تو اسی حالت میں رہنا کہ ہم بالکل عاجز ہوں ٹھیک ہے۔

کرمکست این اژدہا از دست فقر پشہ گردد زمال و جاہ صقر

یعنی یہ اژدہا فقر کے ہاتھوں ایک کیڑا ہے (مگر) مال و جاہ کی وجہ سے ایک مچھر بھی شکرا بنجایا کرتا ہے مطلب یہ کہ مال و جاہ میں پھنس کر خواہ کتنا ہی ضعیف کیوں نہ ہو اسمیں قوت شرارت زیادہ ہو جاتی ہے بس اسکا علاج یہ ہے کہ۔

۱۴۷ اژدہا را دار در برف فراق ہیں مکش او را بخورشید عراق

یعنی اُس اژدہا کو برف فراق (دنیا) ہی میں رکھو اور اسکو خورشید عراق تک مت کھینچو مطلب یہ کہ بس اسکو تو فقر اور ذلت ہی میں رکھو تاکہ ٹھٹرا ٹھٹرا یا پڑا رہے اسکو لذات و تنعمات میں مت لگاؤ کہ پھر یہ حضرت پر پُرزے نکالیں گے آگے خود فرماتے ہیں کہ۔

تا فسردہ مے بود آن اژدہات لقمہ اوئی چو او یابد نجات

یعنی تاکہ وہ تمہارا اژدہا ٹھٹرا ہی رہے اور جب وہ نجات پائیگا تو تم اُسکے لقمہ ہو گے مطلب یہ کہ اسکو مصائب میں مبتلا رکھو یہی ٹھیک ہے ورنہ اگر اس حالت سے یہ نکل گیا تو بس تم ہی کو لقمہ کریگا۔

مات کن او را و ایمن شو زمات رحم کم کن نیست او ز اہل صلات

یعنی اسکو مغلوب کر لو اور پھر مغلوبی سے بے خوف رہو اور اسپر رحم مت کرو اسلئے کہ یہ تمہارے صلہ والوں میں سے نہیں ہے یعنی اس قابل نہیں ہے کہ تم اسکے ساتھ صلہ رحمی کرو بلکہ یہ تو بس اسی قابل ہے کہ اسکو مارا جاوے اور اسکا سر کچلا جاوے اور اگر تم نے اسپر رحم کیا تو یہ ہوگا کہ۔

کان تف خورشید شہوت سر زند — آن خفاش مردہ ریگت پر زند

یعنی کہ وہ گرمی خورشید شہوت ابھرے گی اور وہ تمہارا ذلیل خفاش پر مارے گا مطلب یہ کہ اگر اسپر رحم کروگے تو پھر یہ ہوگا کہ یہ تم پر غالب ہو کر ہلاکت میں ڈالے گا۔

مے کشش او را در جہاد و در قتال — مردوار اللہ یجزیک الوصال

یعنی اسکو جہاد اور قتال میں مرد کی طرح کھینچو کہ اللہ تم کو بدلہ وصال دے مطلب یہ کہ حق تعالے
۱۴۸ تمہیں اپنا وصل نصیب فرماویں تم اسکو خوب مجاہدہ میں رکھو کہ اسی سے اسکی اصلاح
ہوگی آگے فرماتے ہیں کہ

چونکہ آن مرد اژدہا را آورید — در ہوائے گرم خوش شد آن مرید

یعنی جبکہ وہ مرد اس اژدہا کو ہوائے گرم میں لایا تو وہ مردود خوش ہوا۔

لاجرم آن فتنہ ہا کرد اے عزیز — بلکہ صد چندان کہ ما گفتیم نیز

یعنی آخر کار اس نے اے عزیز یہ فتنے کئے بلکہ سو گونہ اس سے بھی زیادہ جتنے کہ ہم نے کہے ہیں مطلب یہ کہ دیکھو وہ اسکو لایا اور اسکو گرمی میں رکھا تو اس نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا تو اگر تم بھی اس نفس کو گرمی مجاہدہ و ریاضت میں نہ رکھوگے تو یہ بھی تمہارے ساتھ سرکشی کریگا لہذا اسکو ہمیشہ مجاہدہ میں رکھو تاکہ یہ درست رہے۔

تو طمع داری کہ او را بے جفا — بستہ داری در وقار و در وفا

یعنی تم یہ چاہتے ہو کہ اسکو بے مشقت کے وقار و وفا میں باندھکر رکھو یعنی تم یہ چاہتے ہو کہ بلا مجاہدہ و ریاضت کے اسکو اخلاق حمیدہ پر مجبور کریں تو یاد رکھو کہ۔

ہر کسے را این تمنا کے رسد　　موسئی باید کہ اژدرہا کشد

یعنی ہر شخص کو یہ تمنا کب حاصل ہوتی ہے کسی موسئے کی ضرورت ہے جو کہ اژدہا کو مارڈالے مطلب یہ کہ ایسا تو بہت کم ہوتا ہے کہ جو بے کسی مشقت کے کامل ہوجاوے یہ شان تو انبیا علیہم السلام ہی کی ہوتی ہے کہ انکی تربیت خود حضرت حق بلا واسطہ فرماتے ہیں اور انکے علاوہ اور کسیکو تو (حلوا خوردن را روئے باید) بے مجاہدہ و مشقت کے اسپر غلبہ حاصل ہوا نہیں ہے۔

صد ہزاران خلق ز اژدرہائے او　　در ہزیمت کشتہ شد از رائے او

یعنی لاکھوں مخلوق اس سپیرے کے اژدہا کی وجہ سے بھاگنے میں مرگئی افسوس ہے اوپر ۱۴۹

وز طمع ہم خویش را بر باد داد　　گفتہ شد واللہ اعلم بالسداد

یعنی طمع کی وجہ سے اپنے کو بھی برباد کیا (یہ قصہ) کہا گیا واللہ اعلم بالصواب یعنی اس نالائق کے اس اژدہا کو لانے نے لاکھوں آدمیوں کا خون کیا اور خود مرا اور صرف اس طمع میں کہ کچھ پیسے ملجاوینگے بس اب قصہ ختم ہوگیا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب یہاں جو کہا تھا کہ ع موسئی باید کہ اژدرہا کشد۔ یہاں سے اس قصہ موسئے علیہ السلام سے جوڑ لگایا ہے لہذا آگے اسکو بیان بھی فرماتے ہیں کہ

شرح حبیبی

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم　　خلق را کشتی و افگندی بہ بیم

در ہزیمت از تو افتادند خلق — در ہزیمت کشته شد مردم ز زلق
لاجرم مردم ترا دشمن گرفت — کین تو در سینه مرد و زن گرفت
خلق را مے خواندی و بر عکس شد — از خلافت مرد و زن را نیست بد
من هم از شرت اگر پس مے خزم — در مکافات تو دیگے مے پزم
دل ازین برکن که بفریبے مرا — یا بجرے نپیں روے گردم ترا
تو بدان غره مشو کش ساختے — در دلِ خلقان ہراس انداختے
صد چنین آرے و ہم رسوا شوے — خوار گردے مضحکه غوغا شوے
ہمچو تو سالوس بسیاران بدند — عاقبت در شہرہا رسوا شدند
گفت با امر حقم اشراک نیست — گر بریزد خونم امرش باک نیست
راضیم من شاکرم من اے حریف — این طرف رسوا و پیش حق شریف
پیش خلقان خوار و زار و ریشخند — پیش حق محبوب و مطلوب و پسند

از سخن میگویم این ورنہ خدا از سیہ رویاں کند فردا ترا

عزت آں اوست وآں نبذ نش ز آدم و ابلیس ہمے خواں نشانش

شرح حق پایاں ندارد ہمچو حق ہاں و ہاں بر بند و برگردان ورق

اب سنو اژدہا موسیٰ علیہ السلام کا کیونکر مطیع تھا اور دشمنوں کے لئے کسطرح خطرناک
تھا ایک مرتبہ فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ تونے مخلوق کو اپنے اژدہے سے مار ڈالا
اور انکو ہراساں کر دیا تجھ سے اور تیرے اژدہے سے ڈر کر لوگ بھاگنے لگے اور
بھاگنے میں پھسل کر گرنے کے سبب بہت سے لوگ مرگئے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ
151 تیرے دشمن ہوگئے اور تیری عداوت عورتوں اور مردوں کے سینہ میں بیٹھ گئی تو مخلوق
کو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا تھا مگر نتیجہ اُلٹا ہوا اور لوگ تیری مخالفت کے لئے مجبور
ہوگئے میں اگر تیری شر سے پیچھے ہٹتا ہوں تو اس سے تجکو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ میں
مرعوب ہوگیا اور تیرا مطیع ہو جاؤنگا بلکہ تیری سزا کا سامان مہیا کر رہا ہوں تو اس خیال کو
دل سے دور رکھنا کہ تو مجھے دھوکا دے لے گا یا میں تیری باتوں میں آکر تیرا مطیع
ہو جاؤنگا ناممکن ہے کہ ایسا ہو تو اس ڈھونگ پر مغرور نہ ہونا جو تونے بنایا ہے
اور لاٹھی کو سانپ بنا کر مخلوق کو مرعوب اور خوف زدہ کر دیا ہے تو ایسے ایسے سو کام
کریگا اور ہر کام میں ذلیل ہوگا رسوا ہوگا۔ دنیا تجھ پر ہنسے گی۔ تجھ سے مکار بہت سے آئے
اور بالآخر ہمارے شہر میں ذلیل ہوئے انھوں نے جواب دیا کہ میں امر میں خدا کا
شریک نہیں ہوں کہ اسکے حکم کے مقابلہ میں کوئی ذاتی رائے رکھتا ہوں بلکہ میں تو
محکوم محض ہوں لہذا اگر وہ اپنے حکم سے مجھے مار بھی ڈالے تو بھی مجھے کچھ اندیشہ
نہیں میں اسکے ہر حکم پر دل سے راضی اور ہر حالت میں اسکا شکر بجالانے والا ہوں

اور گو دنیاوی لحاظ سے ذلیل ہوں لیکن خدا کے نزدیک بڑی عزت اور شرف رکھتا ہوں اور گو مخلوق کی نظروں میں ذلیل۔ محقر اور قابل مضحکہ ہوں لیکن حق سبحانہ کا محبوب اور اسکا مطلوب اور پسندیدہ ہوں یہ اپنی ذلت و خواری دنیاوی کا اقرار بھی ایک بات کے طور پر اور علی سبیل التنزل ہے ورنہ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ کل تو روسیاہ اور ذلیل ہوگا اور میں معزز و موقر اسلیئے کہ عزت خدا اور اسکے بندگان خاص ہی کیلیے ہے چنانچہ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین باور نہ ہو تو آدم و ابلیس کے قصہ میں اسکا نشان دیکھ لو کہ آدم کے مقابلہ میں شیطان کیسا ذلیل ہوا خیر اسماء و صفات حق کی تفصیل تو یوں ہی غیر متناہی ہے جیسے کہ خود ذات حق سبحانہ غیر محدود ہے لہذا خاموش رہنا چاہیئے اور اصل قصہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

شرح شبیری ۱۵۲

موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرعون کے سوالوں اور جوابوں اور دہمکیوں کا بیان

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم خلق را کشتی و افگندی زبیم

یعنی فرعون نے اُن سے کہا کہ اے کلیم تم نے کیوں مخلوق کو قتل کرایا اور خوف میں ڈالدیا مطلب یہ کہ سب اچھی طرح سے ایک دین پر تھے تم نے ایک نیا مذہب نکالکر لوگوں میں تفریق کردی اور مخالفت بڑہا دی اس سے تم کو کیا ملا۔

(باقی آئندہ)

وحديث عتبة هذا الوارد
قبل ما نحن فيه والطبراني من حديث
عتبة الخولاني يرفعه الى النبي
صلى الله عليه وسلم قال
ان لله آنية من اهل الارض
وآنية ربكم قلوب
عباده الصالحين
الحديث وفيه بقية
ابن الوليد وهو مدلس
لكنه صرح فيه بالتحديث
وفي المقاصد الحسنة
معناه وسع قلبه
الايمان بي ومحبتي
ومعرفتي امر وفي
كليد المثنوي
الدفتر السادس
روى الامام احمد
في الزهد عن
وهب بن منبه
ان الله فتح السموات لحزقيل
حتى نظر الى العرش

میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث عتبہ کی جو اس کے قبل
وارد ہے اس کی عبارت یہ ہے اور طبرانی میں
عتبہ خولانی کی یہ حدیث ہے جسکو وہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اہل
زمین میں اللہ تعالی کے کچھ ظروف ہیں اور تمہارے
پروردگار کے ظروف ان کے صالح بندوں کے
قلوب ہیں (اور ظروف کی صفت سے وسعت
تو معنی قلب المؤمن کا مضمون ثابت ہوگیا)
اور اس حدیث (کی سند) میں بقیہ بن الولید
ہیں اور وہ مدلس ہیں مگر اس
حدیث میں انھوں نے تحدیث کی تصریح ۴۳
کی ہے (اسلئے تدلیس مضر نہیں) اور مقاصد
حسنہ میں اس (وسعت) کے معنی یہ لکھے ہیں
کہ مومن کا قلب مجھپر ایمان لانیکو اور میری محبت
ومعرفت کو سمالیتا ہے (کہ دوسری مخلوق مثل
ارض وسماء کے اس جز کو نہیں سما سکتے) اور
کلید مثنوی دفتر سادس میں (اس حدیث کی
تحقیق میں) ہے کہ امام احمد نے زہد میں وہب
ابن منبہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالے
نے حضرت حزقیل کے لیے آسمانوں کو کشادہ
فرمادیا یہاں تک کہ انہوں نے عرش پر نظر ڈالی

وقال حزقيل سبحنك
ما اعظمك يا رب
فقال الله تعالى
ان السموت والارض ضعفن
عن ان يسعني ووسعني
قلب المومن الوادع
اللين ام **ف** فيه اصل لما
قالوا من كون قلب المومن عرش الله
اي محلا للتجلي الاعظم الذي عبر عنه بالوسع

الحديث اكثر اهل الجنة
البله البزار من حديث انس
وضعفه وصححه القرطبي وليس
كذلك فقد قال ابن عدي انه
منكر **ف** فيه بعض شيون المومن
الذي حاصله عدم تعلق قلبه بالامور
الدنيوية ومن لوازم عدم
الالتفات الوقوع في الغلط
كثيرا واما قوله عليه السلام
لا يلدغ المومن من
جحر مرتين فمحله
الامور الدينية

(تسمیۃ القلب بالعرش) (مومن غافل از دنیا) ۴۷

پھر حضرت حزقیل نے عرض کیا کہ آپکی ذات پاک ہے آپکی کتنی بڑی شان ہے اے میرے پروردگار تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان اور زمین سب عاجز ہوگئے اس سے کہ مجکو سما لیں اور مجکو مومن کے قلب نے جو کہ اطمینان اور نرمی سے موصوف ہے سما لیا ام **ف** اس حدیث میں اصل ہے حضرات صوفیہ کے اس قول کی کہ مومن کا قلب عرش اللہ ہے یعنی محل ہے تجلی اعظم کا جس کو وسع کیساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔

حدیث اکثر جنتی لوگ بھولے ہوتے ہیں اسکو بزار نے روایت کیا ہے حضرت انس کی حدیث سے اور اسکو ضعیف کہا اور قرطبی نے اسکو صحیح کہا ہے اور واقع میں ایسا نہیں کیونکہ ابن عدی نے اسکو منکر کہا ہے **ف** اس میں مومن کی بعض شانوں کا بیان ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مومن کو امور دنیویہ سے دلچسپی نہیں ہوتی اور جس چیز کیطرف التفات نہیں ہوتا ضروری ہے کہ اوس میں کثرت سے غلطیاں ہوتی ہیں اور یہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مومن ایک سوراخ میں دوبار نہیں کٹواتا اس کا محل امور دینیہ ہیں یعنی مومن اون امور میں ہوشیار و بیدار ہوتا ہے انس

فهو فيها متيقظ

الحديث ان من امتى محدثين ومكلمين خ من حديث ابى هريرة لقد كان فى ما قبلكم من الامم محدثون فان يك فى امتى احد فانه عمر ورواه م من حديث عائشة ف فيه صحة الالهام

الحديث حبك الشئ يعمى يصم ابو داؤد من حديث ابى الدرداء باسناد ضعيف ف فيه ذم الغلو فى حب الخلق

الحديث اتقوا مواضع التهم لم اجد له اصلا قلت ولكن معناه ثابت من حديث صفية المار قبيل كتاب العزلة ف فيه الحذر

دونوں میں کچھ تعارض نہیں)

حدیث۔ میری امت میں کچھ لوگ محدث و مکلم بھی ہوں گے (یعنی جنکو الہام صحیح ہوتا ہو) روایت کیا اسکو بخاری نے ابوہریرہ کی حدیث سے کہ پہلی امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے پس اگر میری امت میں کوئی ایسا ہوگا تو عمرؓ ہیں اور روایت کیا اسکو مسلم نے حضرت عائشہ کی حدیث سے ف اس حدیث میں الہام کے صحیح ہونیکا مذکور ہے

حدیث کسی چیز سے زیادہ محبت کرنا (حقیقت شناسی سے) اندھا اور بہرا کر دیتا ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ابوالدرداء کی حدیث سے اسناد ضعیف کیساتھ ف اس میں مذمت ہے محبت خلق میں غلو کرنیکی۔

حدیث تہمت (واشتباہ) کے موقع سے بچو میں نے (ان الفاظ سے) اسکی اصل نہیں پائی میں کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون حضرت صفیہ کی حدیث سے ثابت ہی جو کتاب العزلۃ کے ذرا قبل گذری ہے ف اس حدیث میں احتیاط (کا حکم ہے۔ خلاف شرع کے شبہ پیدا کرنے والے امور سے خصوصاً مقتدا کے لئے

عن الموهم للمنكر
خصوصاً
للمقتدى

الحديث التقوى ههنا
واشار الى القلب من حديث
ابى هريرة وقال الى الصدر
ف فيه عدم اعتداد
التقوى الظاهرى بدون الباطنى

محل التقوی / محل تقوی

كتاب رياضة النفس

٧٦ عدم منافاة الامور الطبعية / عدم منافات امور طبعیہ و کمال

انما انا بشر اغضب
كما يغضب البشر م
من حديث انس وله
من حديث ابى هريرة
انما محمد بشر
يغضب كما يغضب
البشر ف فيه ان
الامور الطبعية لاتنافى
كمال النبوة فضلا
عن كمال الولاية

(اور اصل طریق یہی ہے اور کسی اہل طریق سے
اس کے خلاف اگر منقول ہے کسی عذر قوی سے
ہے جا پنے محل میں معلوم ہے)

حدیث تقوی یہاں ہے اور قلب کی طرف
اشارہ فرمایا روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ
کی حدیث سے اور اوسمیں الی صدرہ ہے ف
اسمیں ظاہری تقوی کا بدون باطنی تقوی کے
غیر معتدبہ ہونا مذکور ہے ۔

کتاب تہذیب نفس

حدیث میں بشر ہی ہوں مجکو بھی ایسا ہی غصہ
آتا ہے جیسا دوسرے بشر کو آتا ہے روایت کیا اسکو مسلم
نے حدیث انس سے اور مسلم ہی کے نزدیک ابو ہریرہ
کی حدیث سے یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر
ہیں اونکو ایسا ہی غصہ آتا ہے جیسا دوسرے بشر کو
آتا ہے ف اس حدیث میں اسپر دلالت ہے
کہ امور طبعیہ کمال نبوت کے منافی نہیں ہوتے
چہ جائیکہ کمال ولایت کے منافی ہوں ہاں البتہ
اون کے غیر مشروع مقتضا پر عمل کرنا یہ کمال
ایمان کے بھی خلاف ہے ۔

(باقی آئندہ)

حاشیہ حکایت (۵۱) **قولہ** مجھے جو قوت عطا ہوئی ہے وہ وہی ہے اگر تم کسی کے اندر ایسی قوت دیکھو الخ **اقول** ایسی قوت عام ہے کسبی اور وہبی سے جیسے قوت جسمیہ کہ کبھی ریاضت سے حاصل ہوتی ہے کبھی فطری وخلقی طور پر اور کمال دینی ان میں سے کوئی بھی نہیں البتہ دیکھا یہ جاویگا کہ اس قوت کو صرف کہاں کیا اسیکا اعتبار ہوگا پس کمال مطلوب عمل ہوا نہ کہ یہ قوت **قولہ** میں اللہ کا وہ بندہ ہوں **اقول** اس سے افتخار مقصود نہیں بلکہ محض تحدث بالنعمۃ اور کبھی اس اظہار سے یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ سننے والے ان بزرگ سے دینی فائدہ حاصل کریں (**شت**)

(۵۲) خانصاحب نے فرمایا کہ میرے استاد میانجی محمدی صاحب نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ سید صاحب اکبرآبادی اکبری مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نوجوان سر سے پاؤں تک حریر کا لباس پہنے ہوئے اور ڈاڑھی منڈائے ہوئے اور پوری پوری میں انگوٹھی چھلے پہنے ہوئے حاضر ہوا اور سلام کر کے بیٹھ گیا اور چونکہ اس زمانہ 61 میں بانکوں کی وضع یہ تھی کہ ڈھیلا پاجامہ کلیوں دار پہنا کرتے تھے اس لئے یہ شخص بھی ڈھیلا ہی پاجامہ پہنے ہوئے تھا یہ شخص فوج میں ملازم تھا مگر یہ یاد نہیں کہ عہدہ دار تھا یا اور کچھ اس نے عرض کیا کہ حضور میں فوج میں ملازم ہوں اور ہماری فوج کو یہاں چھ مہینے رہنے کا حکم ہے میں چاہتا ہوں کہ حضور مجھے بیعت کر لیں سید صاحب نے فرمایا کہ بیعت! کیا یہ صورت بیعت کی ہے ڈاڑھی آپکی منڈی ہوئی ہے لباس سارا حریر کا ہے ہاتھوں میں مہندی ہے پوری پوری میں چھلے ہیں اس نے جواب دیا کہ میں ان باتوں سے توبہ کرتا ہوں اور چھلے تو میں اسی وقت اتارے دیتا ہوں لیکن کپڑے ابھی نہیں اتار سکتا کیونکہ نہ دوسرے کپڑے یہاں میرے پاس ہیں اور نہ گھر ہی مہندی اور ڈاڑھی سو میں مہندی کے زائل کرنے سے بھی اسوقت عاجز ہوں اور ڈاڑھی بھی نہیں پیدا کر سکتا۔ سید صاحب نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ان کے لئے کپڑوں کا انتظام کرایا جاوے چنانچہ لوگوں نے کرتہ پاجامہ وغیرہ

دیدیا اور سید صاحب نے اپنا عمامہ اور چادر دی اس نے کپڑے اتار کر یہ کپڑے
خوشی خوشی پہن لئے اسکے بعد سید صاحب نے اُسے بیعت کیا اور علیحدہ لیجا کر کچھ
تعلیم فرمایا بیعت ہونے کے بعد یہ شخص چھ سات روز تک صبح کے وقت اور بعد عصر روزانہ
آتا رہا لیکن ساتویں یا آٹھویں روز جو وہ آیا تو نہایت پریشان اور روتا ہوا آیا اور عرض
کیا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ ہمارا قیام چھ سات مہینہ ہوگا اور میں حضور سے مستفید ہونگا۔
مگر آج ہماری فوج کے تبادلہ کا حکم آگیا ہے اور کل کو ہمیں یہاں سے جانا ہوگا۔ مجھے
اپنی محرومی اور حضور کی مفارقت کا نہایت صدمہ ہے سید صاحب اسکا ہاتھ پکڑ کر شاہ
عبد القادر صاحب کے حجرہ میں لے گئے اور آدہ گھنٹہ یا پون گھنٹہ حجرہ میں رہے اُسکے
بعد سید صاحب تنہا حجرہ سے نکلے اور ہم لوگوں سے فرمایا کہ ان کو باہر اٹھا لاؤ اور ہوا
دو اور یہ کہکر تیز قدمی کے ساتھ دوسرے حجرہ میں تشریف لے گئے ہم لوگ جب اندر
گئے ہیں تو دیکھا کہ وہ شخص بالکل بیہوش تہا ہم اسے حجرہ سے سہ دری میں لے آئے
اور پانی کے چھینٹے دیے پنڈول سونگھایا کچھ دیر کے بعد اسے ہوش آیا تو اس کی ۶۲
یہ حالت تھی کہ بالکل مست تھا اور آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور کہتا تھا کہ واللہ باللہ
جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہوں سید صاحب ہی نظر آتے ہیں وہ میری آنکھوں میں
بھی ہیں اور میرے قلب میں بھی ہیں یہ الفاظ اس نے تین دفعہ زور زور سے کہے۔ سید
صاحب نے کواڑ کھولکر اپنا چہرہ نکالا اور زور سے فرمایا کہ خاموش اور مجھہ کتے کی
صورت اپنے سامنے سے منہدم کر اور یہ الفاظ آپ نے بھی تین مرتبہ فرمائے۔
اسکا اثر یہ ہوا کہ وہ بالکل اچھا ہو گیا یہ قصہ بیان فرما کر میرے اُستاد بیان فرماتے تھے
کہ تصور دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو وہ کہ جو از خود ہو اور دوسرا وہ جو تصور کرنے سے
ہو سید صاحب جو تصور شیخ کو منع فرماتے تھے وہ وہ تصور تھا جو قصداً اور تکلف کیا
جاوے اور جو تصور از خود ہو اسکو منع نہیں فرماتے تھے کیونکہ ایسے تصور کا ثبوت حدیثوں
سے ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ایک مرتبہ نہا کر نکلے آپ اپنے بالوں کو دو حصے کرتے تھے اور انکے درمیان بارکیا

مانگ تھی گویا کہ میں دیکھ رہی ہوں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نیز ابوہریرہؓ ایک مرتبہ لوگوں کو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بٹھا رہے تھے اور فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی یوں ہی بٹھاتے تھے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ تصور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا مگر از خود تھا نہ کہ بتکلف و بالقصد۔

حاشیہ حکایت (۵۲) قولہ جس طرف آنکھ اٹھا کر الخ **اقول** شاید یہ تصرف اُسکے رنج مفارقت کے تدارک کے لئے کیا گیا ہو کہ اس طرح نظر آجانے سے تسلی رہیگی اور اچھا ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ نظر آنا بند ہو گیا ہو بلکہ اُس میں تقلیل و تعدیل ہو گئی ہو **قولہ** وہ تصور تھا جو قصداً اور بتکلف الخ۔ **اقول** اس سے بھی وہ درجہ مراد ہے جسمیں مقصودیت کی شان ہو جیسے بطور شغل مستقل کے کرتے ہیں جسمیں قلب سے غیر کی نفی کا اہتمام کرتے ہیں کہ اسمیں مشابہت ہے شرک
۶۳ کی ورنہ اگر محبت میں قصداً بھی تصور کرے تو کچھ حرج نہیں اور جن بزرگوں سے اجازت منقول ہے وہ بقدر ضرورت ہے کہ خطرات دفع نہ ہوں تو کسی شاہد جزیکے تصور سے حسب قاعدہ النفس لا تتوجہ الی شیئین فی آن واحد وہ خطرات دفع ہو جاتے ہیں اور اس میں صورت شیخ و صورت دیگر اشیا رسب متساوی ہیں مگر شیخ سے چونکہ طبعاً محبت زائد ہوتی ہے اُسکی طرف توجہ اقوی ہونے سے دفع سہلتر ہوتا ہے مگر بعد دفع خطرات کے پھر اسکو بھی زائل کر دیتے ہیں اور عین تصور کے وقت بھی اسکا اہتمام نہیں کرتے کہ دوسرا کوئی تصور آنے نہ پائے گو اس سے زیادہ محمود یا مقصود ہو **قولہ** چنانچہ حضرت عائشہ الخ **اقول** ان حدیثوں کی تحقیق کر لیجاوے باقی ایسا جملہ کانی انظر حدیثوں میں وارد بکثرت ہے (شت)

(۵۳) خانصاحب نے فرمایا کہ میانجی عظیم اللہ ایک شخص تھے جو خورجہ کے رہنے والے تھے پڑھے لکھے چنداں نہ تھے معمولی فارسی جانتے تھے اور لڑکے پڑھایا کرتے تھے مگر شاہ عبد العزیز صاحب کے صحبت یافتہ اور انکے مرید تھے

اسلئے دین میں انکی سمجھ نہایت اعلے تھی انھوں نے ایک مرتبہ تصور شیخ کے متعلق تقریر فرمائی اور فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ کی قوت افاضہ نہایت کامل تھی اسلئے صحابہ کی اصلاح باطن کے لئے صرف آپ کی تعلیم کافی تھی اور انکو اشغال متعارفہ بین الصوفیہ کی ضرورت نہ تھی اور بدوں ان اشغال کے انکی اصلاح ہوجاتی تھی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد رفتہ رفتہ یہ قوت مضمحل ہوتی گئی اور نوبت یہانتک پہنچی کہ صوفیہ کو اصلاح باطن میں اشغال متعارفہ مثل ذکر بالجہر و حبس دم و پاس انفاس وغیرہ سے مدد لینے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انھوں نے ان اشغال متعارفہ سے کام لیا یہ اشغال جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے اسلئے بدعت تھے مگر بدعت فی الدین نہ تھے بلکہ بدعت للدین تھے یعنی ان امور کو دین میں داخل نہیں کیا گیا تھا بلکہ جو امور شرعًا مامور بہ تھے انکو ان کی تحصیل کا ذریعہ بنایا گیا تھا اور اسلئے یہ اشغال للدین تھے نہ کہ داخل دین۔ اسکو یوں سمجھو ایک طبیب نے نسخہ میں شربت بنفشہ لکھا مریض کو شربت بنفشہ کی ضرورت ہے مگر بازار میں شربت ۶۴
بنفشہ نہیں ملتا اسلئے وہ لکڑیاں لاتا ہے آگ جلاتا ہے دیگچی لاتا ہے شکر لاتا ہے پانی لاتا ہے بنفشہ وغیرہ لاتا ہے اور شکر و بنفشہ وغیرہ کو دیگچی میں ڈالکر آگ پر پکاتا ہے اور شربت بنفشہ تیار کر کے نسخہ کی تکمیل کرتا ہے تو یہ لکڑیاں لانا آگ جلانا وغیرہ زیادہ فی النسخہ نہیں بلکہ لتکمیل النسخہ ہیں اسیطرح سمجھو کہ تحصیل مرتبۂ احسان اور اصلاح نفس شرعًا مامور بہ ہیں اور شریعت نے ان کا کوئی طریق خاص معین نہیں فرمایا اسلئے یہ مامور بہ جس طریق مباح سے بھی حاصل ہوں اس طریق کو اختیار کیا جائیگا اور وہ طریق خاص جزو دین نہ ہوگا مگر ذریعہ دین ہوگا جب یہ معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ آدمی کے لئے سیکڑوں بت ہیں جو اسکو توجہ الی الحق سے مانع ہیں کہیں اسکا دل مال میں الجھا ہوا ہے کہیں جاہ میں کہیں جورو میں کہیں اولاد میں کہیں معشوق میں الی غیر ذٰلک غرضکہ اسکا ایک دل ہزاروں مطلوبات میں مشغول ہے اور یہ مشغولی اسکو توجہ الی الحق سے مانع ہے جب مشائخ نے جو اطبار روحانی ہیں اس مانع کو محسوس کیا تو

(باقی آئندہ)

خریداران الہادی کیواسطے رعایتی فہرست

تصنیفات حضرت سیدی ومرشدی حکیم الامۃ مجدد الملۃ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	قیمت	رعایتی قیمت	نام کتاب	قیمت	رعایتی قیمت
اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	۶ر	۴ر	...کے خواص وعملیات کا بیان ہے اس کے تین حصے ہیں۔ قیمت ہر ۳ حصہ	۵ر	۳ر
الاستبصار فی فضل الاستغفار	ار	۰ر	آداب المعاشرت باہمی گذران برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپسمیں محبت واتفاق پیدا ہوتا ہے۔	۲ر	۲ر
اخبار الزلزلہ	ار	۰ر			
اخبار بنی	ار	ثر			
اصلاح الخیال۔ غلبہ سے جن لوگونکو اتباع شریعت میں شبہات و شکوک وارد ہوا کرتے ہیں وہ تمام شبہات اور انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے۔	۳ر	۲ر	ارشاد الہائم فی حقوق البہائم۔	ار	ثر
			تحذیر الاخوان۔ ... اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ بعض روشن خیال حضرات سے ... جس وجہ کہ میں آجانیکا اندیشہ رہتا ہے۔	ار	۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت مرزا حیرت صاحب دہلوی کو ترجمہ کلام مجید کی غلطیونکی اصلاح	ار	ثر	تنویر السراج فی لیلۃ المعراج حضرت والا کی تازہ تصنیف جسمیں روایات نقلیہ کے علاوہ دلائل عقلیہ سے واقعہ معراج کو ثابت فرمایا ہے۔	۱۰ر	۸ر
اور اد رحمانی و اذکار سبحانی۔ سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کے فضائل و عجیب غریب نکتے	۳ر	۲ر			
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد۔ تقلید شخصی تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل مدلل بیان	۴ر	۲ر	الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والخلیل۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو جابجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں ان کو ایک جا مرتب فرمادیا ہے۔	۵ر	۳ر
اغلاط العوام فی باب الاحکام۔ عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کیگئی ہے	ار	ثر	تجوید القرآن۔ اہل نظم میں تجوید کو ضروری تو ... ہوا اور اسکے آخر میں ایک جگہ ... رسالہ ... حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد لکھے گئے ہیں۔	ار	ار
ضمیمہ۔ اعمال قرآنی۔ اسمیں آیات قرآنیہ					

نام کتاب	قیمت	محصول
التکشف عن مہمات التصوف	[illegible]	[illegible]
تحقیق تعلیم انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث	۰ر	۰ر
جزاء الاعمال	۰۲ر	۲ر
جمال القرآن یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکھا گیا ہے	۰۴ر	۰۱ر
حفظ الایمان مع بسط البنان تغیر العنوان	۰۱ر	۱ر
حقوق الاسلام اسمیں استاد۔ پیر۔ ماں باپ۔ میاں۔ بیوی۔ حاکم۔ محکوم۔ ہمسایہ و مہمان حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	۱ر	[illegible]
حق السماع۔ سماع کے متعلق فقہی کامل تحقیق	۲ر	۰۱ر
حقوق العلم علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور نیز جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں اونکی اصلاح ہے۔	۵ر	[illegible]
الخطب الماثورہ۔ اسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرماکر درج فرمائے ہیں۔	۲ر	[illegible]
الخطاب الملیح۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس رسالہ میں ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق	[illegible]	[illegible]
روح مثنوی دیباچہ کلید مثنوی	۱ر	[illegible]
زاد السعید۔ اسمیں درود شریف کے فضائل و عجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں اور آخر میں ایک رسالہ نیل الشفاء ہے جسمیں		

نام کتاب	قیمت	محصول
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب و غریب خواص اور برکات درج ہیں	۲ر	۱ر
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان فرمایا ہے	۹ر	۸ر
شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین۔	۴ر	۰۲ر
شجرہ طیبہ	۰۱ر	۱ر
صفائی معاملات خرید فروخت وغیرہ کے مسائل مدلل مع اصول و قواعد عام فہم	۰۲ر	[illegible]
طریقہ مولد شریف مولود شریف کے اصلی اور صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان	۰۱ر	[illegible]
قصد السبیل اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرمائے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کرکے کامیاب ہوسکتا ہے۔	۰۲ر	۱ر
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کے پردہ پر شبہات کرتے تھے کہ ایسا پردہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن و حدیث ہی سے اسکو ثابت کیا ہے	۰۲ر	۱ر
کمالات امدادیہ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۶ر	۵ر
لب مثنوی دفتر ششم کے ابتدائی حصہ کی شرح	۵ر	۴ر
المصالح العقلیہ حصہ اول	۹ر	۶ر

۷۸۶

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

جناب رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات وسیر میں نہایت جامع ومستند کتاب اُردو میں اپنی مثال نہیں رکھتی۔ یہ وہی مبارک کتاب ہے جسکی تالیف کے زمانہ میں باوجودیکہ اطراف وجوانب میں وبا پھیل رہی تھی مگر تھانہ بھون اسکی برکت سے بالکل محفوظ رہا چنانچہ وبا کے ایام میں جس مکان میں یہ پڑھی جاتی ہے اسکی برکت سے وہ مکان محفوظ رہتا ہے اور کیون نہو یہ اس ذات مقدس کے حالات میں ہے جو رحمت ہی رحمت ہیں آپ یہ کتاب چوتھی بار طبع ہوئی ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

خریداران الہادی کے واسطے ایکروپیہ دو آنے

بیان الاخبار ترجمۂ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

اسکے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہوجاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ خلافت کسطرح اور کس کس پر منتقل ہوئی۔ ہیں اس میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لیکر سنہ ۹۰۰ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کردئے ہیں۔ قیمت دو روپے (عہ) خریداران الہادی کے واسطے ایکروپیہ آٹھ آنہ

المشتہر۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

حکیم الامۃ مدظلہ العالی کی نایاب کتاب کی طباعت کا انتظام

اور خریداروں کی ضرورت

تکمیل الیقین یعنے خلاصۃ سائنس اور اسلام

اُردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کے ساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیمیافتوں کے واسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کے اثر سے متوحش ہو کر مشکل میں فی الاسلام ہوجاتے ہیں باعتبار رفتار زمانہ یہ کتاب شیدار مسلمانوں کے لئے ازبس ضروری اور اسکا مطالعہ نہایت نافع ہے۔ مضامین کی فہرست مختصر یہ ہے کہ اول عقائد و اعمال کو لکھکر اسکے ضمن میں ہر قسم کے شرک و رسوم خلاف شرع کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی مضار و منافع حکومت و انتظام ملکی۔ نماز کے لئے طہارت کے مشروط ہونیکی حکمت وضو میں اعضائے وضو کے دہونے اور ترتیب کی حکمت۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کی حکمت اور اسکی فلاسفی۔ بے نمازوں کی واہی تباہی۔ عذروں کے معقول جواب۔ اعمال حج کی فلاسفی کعبہ کو بیت اللہ کہنے کی وجہ۔ پردے کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں۔ انسان کی جملہ حالتوں کے مطابق اسلام میں احکام موجود ہیں۔ تعداد ازواج کے متعلق نہایت عمدہ مضمون۔ اس شبہ کا جواب کہ شریعت محمدیہ کے قوانین موجودہ حکومت میں بے سود ہیں۔ سچے صوفیوں کے حالات۔ مادے کا قدم اور اسکا ابطال فلاسفہ ہی کے مسلمہ اصول سے انکے مذہب کی تردید ایک دخانی کل کی مثال دیکر ثابت کرنا کہ اہل سائنس کا مذہب تحقیق عالم کے بارے میں بالکل لچر ہے۔ وحدانیت کی فلاسفی اور عقل کی حقیقت معلوم کرنے میں اہل سائنس کے ہوش بھی گم ہیں حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب۔ روح کے ساتھ بدن کو ایسی نسبت ہے جیسی مقناطیس کو لوہے کے ساتھ۔ الغرض دنیا بھر کے سلوک اور شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہوسکتے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں۔

اس کتاب کو ختم ہوئے عرصہ ہوگیا تھا الحمد للہ کہ اب اسکی طباعت کا بھی وقت آگیا۔ چھپائی قریب اختتام پر ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ذیقعدہ کو تیار ہوجائیگی لہذا جن حضرات کو اسکا خریدنا منظور ہو وہ اپنا اسم مبارک درج رجسٹر کرادیں تاکہ تیار ہوتے ہی ارسال خدمت کروں۔ اسوقت نام درج کرانے والے حضرات کو ایک روپیہ آٹھ آنے کو دیجاویگی اور بعد کے خریداروں کو دو روپے کو ۔

المشتہر ناشر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

قال الله تعالیٰ وقرآناً فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوف دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ٭ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ٭ پس اتباعاً للنص المزبور ٭ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۸	بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۲ ہجری	جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب حاضر و بادی و مذکر ست مدِ مجلس نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ٭ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ٭ بادارۂ محمد عثمان عامی ٭ در سر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی برسند و زر چندہ [illegible]

لہ ہذا التفسير العام ماخوذ من الحديث اقتص بنا الكتاب المر تيني بالرحم

محمد عثمان مدیر رسالہ الہادی

اپنے عنایت فرماؤں کی خدمت میں بعد سلام مسنون باُمید قبول
ایک ضروری عرض کرتا ہے اور قبول فرمانے سے ممنون ہوگا کہ
میری بی بی مسماۃ کلثوم بتاریخ ۱۳ رذیقعدہ ۱۳۴۴ھ ہجری
مطابق ۲۶ رمئی ۱۹۲۶ء عیسوی یوم چہارشنبہ بوقت عصر وفات
کرگئیں چونکہ بوجہ انکی حقوق خدمت کے میں اُنکو ہر ممکن نفع
پہنچانا چاہتا ہوں۔ ایک صورت اس ممکن نفع کی یہ بھی ذہن
میں آئی کہ آپ حضرات سے ان مرحومہ کے لئے دُعائے
مغفرت کی درخواست کروں سو آپ ان کے لئے دُعائے
مغفرت فرماویں اور اگر کلفت نہ ہو تو کچھ قرآن مجید پڑھکر
بھی بخشدیں اگر زیادہ نہ ہو تو تین بار قل ہو اللہ ہی پڑھکر بخشدیں
مُسلمان کے لئے مُسلمان کی دُعا کرنیکی بڑی فضیلت آئی ہے
خصوص میت کے لئے کہ وہ ہر طرح زندہ کا محتاج ہوگیا۔ میں
اسکے صلہ میں آپ حضرات کے لئے دُعا کرونگا۔ فقط

(نوٹ) فہرست مضامین ٹائیٹل کے صفحہ تین پر ملاحظہ ہو

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۲ھ جو
بہ برکت دعاء حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم العالی
کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبرشمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہٗ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم العالی	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	.... ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	.... ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفت احادیث التصوف	حدیث	.... ایضاً	۳۳
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف وسیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷
۷	خریداران الہادی کیواسطے رعایتی اشتہار	×	.... ×	×

اُصول ومقاصد رسالہ اَلہادی اور ضروری اطلاعین

(۱) رسالہ ہٰذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقائد واخلاق ومعاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمداللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈھائی جزو سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے عہ کا وی پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر کا اضافہ کریگا اور دو روپیہ بارہ آنہ کا وی پی پہنچیگا

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر سالانہ رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول سنہ ۱۳۴۲ھ سے بھیجے جاوینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جاوینگے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرماویں مگر اسکی قیمت تین روپیہ ہے علاوہ محصولڈاک ۔

الراقم

محمد عثمان مالک ومدیر رسالہ الہادی دہلی

اور جس نے صبح کی نماز پڑھ لی وہ اللہ کے ذمہ میں داخل ہو گیا بس تم سے اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ کے متعلق کوئی امر پا کر مطالبہ کرے اوندھے منہ جہنم میں ڈالا۔ اسکو مسلم ابوداؤد ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے الفاظ مسلم کے ہیں اور انشاء اللہ یہ حدیث باب صلوٰۃ الصبح والعصر میں آئیگی۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نوبت بنوبت تمہارے درمیان میں رات کے اور دن کے فرشتے آتے رہتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں پھر جو تمہارے پاس آتے ہوئے تھے وہ چلے جاتے ہیں انسے انکا پروردگار سوال کرتا ہے باوجودیکہ وہ خود ان سے زیادہ جاننے والا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور انکے نماز پڑھتے ہوئے پہنچے تھے اسکو امام مالک اور بخاری مسلم نسائی نے روایت کیا ہے۔

۱۵۲ اور حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے احکام خداوند تعالے نے اپنے بندوں پر انکے دین کے بارے میں فرض کئے ہیں ان میں اول نماز ہے اور جتنی چیزیں باقی رہنے والی ہیں انمیں سے آخر نماز ہے اور جن باتوں کا حساب ہوگا ان میں سے پہلی نماز ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائینگے کہ میرے بندے کی نماز کو دیکھو اگر کامل ہے تو کامل لکھی جائیگی اور اگر ناقص ہے تو فرمائیگا کہ میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں اگر اسکے نوافل پائے جائینگے تو فرضوں کو نوافل سے کامل کر دیا جائے گا پھر فرمائیگا کہ آیا اسکی زکوٰۃ کامل ہے اگر کامل ہوگی تو کامل لکھدی جائیگی اور اگر ناقص ہوگی تو فرمائیگا کہ دیکھو کچھ نفلی صدقات ہیں اگر اسکا کچھ نفلی صدقہ ہوگا تو اس سے زکوٰۃ کامل کر دی جائے گی اسکو ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ عمل ہیں جو انکو ایمان کے ساتھ بجا لائیگا جنت میں داخل ہوگا

جس نے پانچوں نمازوں کی اور انکے وضو اور رکوع وسجود کی اور اوقات کی محافظت کی اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کیا بشرطیکہ اسکے ادا کرنیکی طاقت رکھتا ہو اور خوشی دل کے ساتھ زکوٰۃ ادا کی اور امانت کو ادا کیا لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ امانت کا ادا کرنا کیا ہے فرمایا کہ جنابت سے غسل کرنا اللہ تعالےٰ نے تمہیں امین بنایا ہے اولاد آدم کو کسی چیز پر امور دین میں سے سوائے اس کے اسکو طبرانی نے باسناد جید روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبادۃ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ پانچ نمازیں ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنے بندوں پر فرض کر دیا ہے جس شخص نے انکو ادا کیا اور انکے حق کو ہلکا اور معمولی سمجھکر کچھ ان میں سے ضائع نہیں کیا اسکے واسطے اللہ کی جانب سے معاہدہ ہے کہ اسکو جنت میں داخل کرے اور جس شخص نے ان کو ادا نہ کیا اسکے حق میں اللہ کی جانب سے معاہدہ نہیں ہے چاہے اسکو عذاب دے اور چاہے اسکو جنت میں ۱۵۴
داخل کرے اسکو امام مالک ابوداؤد نسائی ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اسطرح ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ پانچ نمازیں ہیں کہ انکو اللہ تعالےٰ نے فرض کیا ہے جس نے انکا وضو کامل کیا اور ان کو انکے وقت پر ادا کیا اور انکا رکوع وسجود اور خشوع تمام کیا اللہ کے ذمہ پر اسکے واسطے معاہدہ ہے کہ اسکو بخشدے اور جسنے نہیں کیا اللہ پر ذمہ داری نہیں ہے اگر چاہے بخشدے اگر چاہے اسکو عذاب دے۔

اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ دو بھائی تھے انمیں سے ایک اپنے دوسرے بھائی سے چالیس یوم قبل انتقال کر گیا جو انمیں سے پہلا تھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسکی فضیلت بیان کی آپ نے فرمایا کہ دوسرا مسلمان نہ تھا صحابہ نے عرض کیا کہ بیشک وہ ایسا آدمی تھا کہ جسمیں کوئی نقص نہ تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور تم کیا جانو کہ اسکو

اسکی نمازوں نے کہاں تک پہونچایا (یعنے پہلے شخص کے بعد جو چالیس یوم نماز پڑہی) اسمیں شک نہیں کہ نماز کی مثال ایک شیریں نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی شخص کے دروازہ پر رواں ہو اور وہ شخص اسمیں پانچ مرتبہ روزانہ گہستا ہو تو کیا تم اسکے جسم پر کچہہ میل باقی پاؤ گے پس تم نہیں جانتے ہو کہ اس پچھلے کی نمازوں نے اسکو کس مرتبہ پر پہونچایا یہ الفاظ تو امام مالک کے ہیں اور امام احمد نے باسناد حسن اور نسائی نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر ابن خزیمہ نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت سعد اور دیگر صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو آدمی تھے ایک دوسرے سے افضل تھا اس افضل نے پہلے انتقال کیا دوسرا شخص اسکے بعد چالیس یوم زندہ رہا پھر وفات پا گیا اسکا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا وہ دوسرا نماز نہیں پڑہتا تہا آپکے صحابہ نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ اور ایسا آدمی تہا کہ اس میں کچہہ نقصان نہ تہا اسپر آپ نے فرمایا کہ تم کیا جانو کہ اسکو اسکی ان چالیس روز کی نمازوں نے کہاں تک پہونچایا تا آخر حدیث۔ ۱۵۵

اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہے کہ دو آدمی قبیلہ بلی سے تھے جو کہ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے ان میں سے ایک تو شہید ہو گیا تہا اور دوسرا ایک سال پیچھے تک زندہ رہا حضرت طلحہ بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے ان دونوں میں سے پچھلے کو خواب میں دیکہا کہ وہ شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا میں نے اسپر تعجب کیا صبح کو یہ ذکر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا (یا راوی نے کہا کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا کہ کیا اس پچھلے نے بعد اس شہید کے رمضان کے روزے نہیں رکھے تھے اور چھہ ہزار رکعتیں اور اتنی سنتیں نہیں پڑہی تھیں اسکو امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا ہے

اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے حضرت طلحہ سے اسکے قریب اس سے زائد طویل روایت کیا ہے اور ابن ماجہ و ابن حبان نے اسکے اخیر میں یہ بھی روایت کیا ہے کہ البتہ ان دونوں کے مراتب میں زمین و آسمان کے فاصلہ سے زاید فضل ہے۔

اور حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں جسکے واسطے اسلام میں کچھ حصہ ہوگا اسکو اللہ تعالے اسکے برابر نہیں فرماتے گا کہ جسکا کچھ حصہ نہیں اسلام کے حصّے تین ہیں نماز روزہ زکوٰۃ (یہ جملہ معترضہ ہے) اور ایسا نہ ہوگا کہ اللہ تعالے کسی بندے کا دنیا میں والی ہو اور قیامت کے دن کسی دوسرے کو اسکا والی بنا دے اور جو شخص جس قوم کو دوست رکھتا ہے خداوند تعالے ضرور اسکو اسی کے ساتھ کر دے گا اور چوتھی بات ہے کہ اگر اسپر میں قسم کھاؤں تو امید کرتا ہوں کہ گنہگار نہ ہونگا (وہ یہ ہی) جس بندہ کی اللہ تعالے دنیا میں پردہ پوشی فرماتا ہے ضرور قیامت کے روز بھی اسکی ۱۵۶
پردہ پوشی فرماتے گا اسکو امام احمد نے باسناد جید روایت کیا ہے اور طبرانی نے کبیر میں بروایت ابن مسعود نقل کیا ہے۔

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا کہ جنت کی پونجی نماز ہے اسکو دارمی نے روایت کیا ہے اسکی سند میں ابو یحییٰ قتات ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن قُرط رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن چیزوں کا حساب قیامت کے روز بندے سے لیا جائیگا ان میں سے سب سے پہلی چیز نماز ہے اگر یہ درست ہوگئی تو اسکے تمام عمل درست ہوگئے اور اگر یہ فاسد ہوگئی تو سب فاسد ہوگئے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور انشاء اللہ اسکی سند میں کچھ مضائقہ نہیں۔

اور حضرت ابن عمر رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ جس شخص میں امانت نہیں اسکا ایمان نہیں اور جس شخص کے پاس طہارت نہیں اس شخص کی نماز نہیں اور جس شخص نے نماز ترک کی اسکا دین نہیں اور نماز کا مرتبہ تمام دین کے اعتبار سے مثل مرتبہ سر کے ہے تمام جسم کے اعتبار سے اسکو طبرانی نے اوسط اور صغیر میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی روایت میں حسین بن حکم حبری منفرد ہوئے ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے اپنی امت میں سے حاضرین سے فرمایا کہ تم میرے واسطے چھ باتوں کے ضامن ہو جاؤ تو میں تمہارے واسطے جنت کا ضامن ہوتا ہوں میں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہیں رسول اللہ نے فرمایا نماز زکوٰۃ امانت شہوت فرج طعام بطن۔ کلام زبان اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صرف اسی سند سے مروی ہے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اسکی سند میں کچھ مضائقہ نہیں

۵۷ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اعمال کو دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ نماز ہے اس نے عرض کیا کہ اسکے بعد کیا فرمایا پھر نماز ہے عرض کیا کہ اسکے بعد کیا فرمایا پھر نماز ہے تین مرتبہ ایسا ہی فرمایا اسنے عرض کیا کہ اسکے بعد کیا فرمایا خدا کے راستے میں جہاد کرنا پھر حدیث کو ذکر کیا اسکو امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

اور حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثابت قدم رہو تمام اعمال کا احاطہ ہرگز نہ کرسکوگے یاد رکھو تمہارے جملہ اعمال میں افضل نماز ہے اور وضو کی تو بجز مومن کے اور کوئی مداومت نہیں کرسکتا اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور علی شرط الشیخین نے تصحیح کی ہے اور اسمیں بجز وہم ابو البلال کے اور کوئی علت نہیں ہے اور اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں طریق ابی بلال کے علاوہ دوسرے طریقہ سے بھی روایت کیا ہے اور محافظت وضو کے باب میں

یہ احادیث اور اسکے علاوہ بھی گذر چکی ہیں اور اسکو طبرانی نے کبیر میں بروایت سلمہ ابن الاکوع بھی روایت کیا ہے اور اسمیں یہ لفظ بھی فرماتے ہیں اور یاد رکھو کہ تمہارے اعمال میں سب سے افضل نماز ہے۔

اور حضرت حنظلہ کاتبؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس شخص نے اپنی پانچوں نمازوں کے رکوع اور سجدے اور اوقات کی محافظت کرلی اور جان لیا کہ یہ اللہ کی جانب سے حق لازم ہے وہ جنت میں داخل ہوگیا یا فرمایا کہ اسکے واسطے جنت ثابت ہوگئی یا فرمایا کہ اسپر نار جہنم حرام ہوگئی اسکو امام احمد نے باسناد جید روایت کیا ہے۔ اسکے راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

۱۵۸ اور حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جان لیا کہ نماز حق ہے فرض ہے واجب ہے جنت میں داخل ہوگیا اسکو ابو یعلیٰ اور عبداللہ بن امام احمد نے اپنی زیادات علی المسند میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم اور عبداللہ کی روایت میں لفظ مکتوب کا نہیں ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ و حج وغیرہ میں بھی انشاء اللہ ایسی حدیثیں آئینگی جو اس باب میں شریک ہوسکتی تھیں۔

مطلقاً نماز کی ترغیب اور رکوع وسجود وخشوع کی فضیلت

حضرت ابو مالک اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طہارت نصف حصہ ایمان کا ہے اور الحمد للہ اعمال کے تولنے کی ترازو کو (ثواب سے) پُر کردیتی ہے اور سُبحان اللہ اور الحمد للہ زمین و آسمان کو (ثواب سے) بھر دیتے ہیں اور نماز نور ہے اور صدقہ برہان ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن حجت ہے یا تیرے واسطے یا تجھپر اسکو امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور پہلے گذر چکی ہے۔

اور حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جاڑوں میں باہر تشریف لے گئے وہ زمانہ خزاں کا تھا ایک درخت کی ٹہنی کو آپ نے پکڑا اس کے پتے جھڑنے لگے فرمایا کہ اے ابوذر میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا جو مسلمان بندہ محض لوجہ اللہ نماز پڑھے تو اس سے گناہ ایسے ہی جھڑنے لگتے ہیں جیسے کہ اس ٹہنی سے پتے جھڑتے ہیں اسکو امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔

اور حضرت معدان بن ابی طلحہؓ سے مروی ہے کہ میں حضرت ثوبان آزاد کردہ حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا اور عرض کیا کہ آپ مجھکو ایسا عمل تبلائیے کہ جسکا میں عامل ہوں تو مجھکو اللہ تعالے جنت میں داخل فرمائے یا یہ عرض کیا کہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب عمل فرمائیے وہ خاموش ہو رہے پھر میں نے عرض کیا پھر خاموش ہو رہے پھر میں نے تیسری مرتبہ عرض کیا تو فرمایا کہ میں نے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو فرمایا کہ کثرت سجود کو اپنے ذمہ لازم کر لو اسوجہ سے کہ تو کوئی سجدہ اللہ کے واسطے ایسا نہیں ۱۵۹
کریگا کہ جس سے تیری رفعت درجہ اور معافی خطا نہ ہو اسکو مسلم ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبادۃ ابن الصامتؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ کوئی سجدہ اللہ کے واسطے نہیں کرتا کہ اسکے واسطے اسکے بدلے میں ایک نیکی نہ لکھی جاتی ہو اور ایک بدی اس سے نہ مٹائی جاتی ہو اور ایک درجہ نہ بلند کیا جاتا ہو پس زیادہ سجدے کرنے اختیار کرو اسکو ابن ماجہ نے باسناد صحیح روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ مراتب قرب رب العزت میں سے زیادہ قریب حالت سجود میں ہوتا ہے پس زیادہ دعا کیا کرو اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ربیعۃ بن کعبؓ سے مروی ہے کہ میں دن میں رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا جب رات ہوتی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ
مبارک پر شب باشی کرتا اور آپ ہی کے پاس رات گذرتا پس میں برابر آپ سے
یہ سنتا رہتا کہ آپ فرماتے سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان ربی حتی کہ میں اکتا جاتا
یا مجھپر نیند غالب آجاتی تو سورہتا ایک روز فرمایا کہ اے ربیعہ کچھ مانگو میں تم کو دونگا
میں نے عرض کیا کہ کچھ مہلت دیجئے تاکہ میں غور کرلوں اور میں نے خیال کیا کہ دنیا
تو فانی ہے منقطع ہوجانے والی ہے بس میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ سے
سوال کرتا ہوں کہ آپ اللہ پاک سے یہ دُعا فرما دیجئے کہ مجھکو نار جہنم سے نجات
بخشے اور جنت میں داخل فرمائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے
پھر فرمایا کہ تم سے یہ کس نے کہا ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے کسی نے نہیں بتایا
مگر میں جان گیا کہ دنیا چھوٹنے والی فانی ہے اور آپ خدا کے ہاں جس مرتبہ پر ہیں
لہذا میں نے یہ چاہا کہ آپ میرے واسطے دُعا فرمادیں آپ نے فرمایا کہ میں ایسا کرتا
ہوں مگر تم اپنے نفس پر کثرت سجود سے میری اس میں مدد کرو اسکو طبرانی نے کبیر ۱۶۰
میں ابن اسحٰق کی روایت سے نقل کیا ہے اور یہ الفاظ طبرانی کے ہیں اور مسلم ابوداؤد
میں بھی مختصراً روایت کیا ہے مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت ربیعہ نے کہا کہ میں نے
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب باشی کی تو آپ کی خدمت میں وضو کا پانی
اور ضروریات حاضر کیں آپ نے مجھ سے فرمایا کہ کچھ مانگ میں نے عرض کیا کہ جنت
میں آپکی خدمت چاہتا ہوں فرمایا کہ اور کچھ اسکے علاوہ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ ہو
وہ یہی ہے فرمایا تو اپنے نفس پر کثرت سجود سے میری اعانت کرو۔

اور حضرت ابو فاطمہؓ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی
ایسا عمل بتلا دیجئے کہ میں اسپر مستقیم رہوں اور عمل کرتا رہوں فرمایا کہ سجدے کرنے
کو اختیار کرو اسواسطے کہ تم کوئی ایسا سجدہ نہیں کرتے ہو کہ اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ
ایک درجہ نہ بڑھاوے اور ایک خطا نہ معاف کرے اسکو ابن ماجہ نے بسند جید روایت
کیا ہے اور امام احمد نے مختصر روایت کیا ہے اسکے الفاظ یہ ہیں کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(باقی آئندہ)

اور نئی بات اجازت کے لائق ہے نہیں پس جب انکی اجازت نہ ہوگی تو پھر وہ قدیمی کیسے بن سکے گی پرنسپل حیران رہگیا آخر بھائی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وار مدار اجازت کا قدیم ہوتے پر نہیں بلکہ اسپر ہے کہ اسمیں کوئی خرابی نہ ہو تو اسمیں کیا خرابی ہے۔ آخر مجبور ہو کر پرنسپل نے اجازت دیدی۔ یہ صرف عربی لیاقت کی بدولت تھا۔ ایسے بہت سے قصے اُنکے ہوئے۔ اُنکے سوا اور بہت ایسے واقعے میں نے دیکھے ہیں اسلئے میں کہتا ہوں کہ اگر خدا کے لئے عربی نہیں پڑھتے تو اپنی انگریزی ہی کے لئے پڑھ لو شاید کسیکو یہ شبہ ہو کہ جو علم دین انگریزی کے لئے پڑھا جاوے اُسکے پڑھنے سے کیا فائدہ جو ہکی رغبت دلائی جارہی ہے تو سمجھو کہ علم دین وہ چیز ہے کہ ایک نہ ایکدن یہ اپنا اثر ضرور کرتا ہے اور اس شخص کو اپنا ہی بنا لیتا ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم نے علم سیکھا تو تھا دنیا کے لئے مگر علم نے انکار کیا کہ وہ دوسروں کا بنے بلکہ وہ اللہ ہی کا ہو کر رہا میں سچ کہتا ہوں کہ علم عربی وہ علم ہے کہ ہر چیز اس سے درست ہو سکتی ہے اخلاق بھی اس سے درست ہوتے ہیں۔

(م) حاصل یہ کہ علم دین کی جسمیں قرآن شریف بھی داخل ہے ہر شخص پر حفاظت ضروری ہے لیکن اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ قرآن کو اگر پڑھا جاوے تو نرے الفاظ کے پڑھنے سے کیا نفع اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہو گیا کہ اسکے پڑھنے کی ضرورت ہے اور ضرورت کے ہوتے ہوتے کسی اور نفع کا ہونا ضروری نہیں اگر کسی شخص کو پیاس لگی ہو اور وہ پانی پینا چاہے اور کوئی شخص اس سے کہے کہ پانی پینے سے کیا فائدہ تو اسکو صرف یہ کہدینا کافی ہے کہ اسوقت اسکی ضرورت ہے کیونکہ بہت پیاس لگی ہے اسکے سوا اور کسی فائدہ کا ہونا کیا ضرور ہے اور اگر آپ کو نفع ہی کی تلاش ہے لیجئے نفع بھی بیان کئے دیتا ہوں حضور صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا اسکے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں تو پورے قرآن پر کسقدر نیکیاں لکھی جائینگی تو یہ کتنا بڑا نفع ہوا اور اگر کوئی کہے کہ نیکیوں کو ہم کیا کریں تو سمجھ لو کہ نیکیاں اسوقت تم کو بیکار نظر آتی ہیں لیکن جب تم دنیا سے نکلکر

آخرت میں پہونچوگے تو معلوم ہوگا کہ نیکیاں کیسے کام کا سکہ ہے دیکھو اگر ایک شخص مکہ جارہا ہو اور جب بمبئی پہونچا تو وہاں اسکو کسی نے مکہ کا سکہ دیا جسکا مکہ میں رواج ہو تو وہ یوں نہ کہیگا کہ میں اسکو کیا کروں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ سکہ اگرچہ بمبئی میں نہیں چلتا لیکن میں تو چار دن کے بعد مکہ پہونچ جاؤنگا وہاں تو اسی سے کام پڑیگا اور اگر وہ یہ بھی کہ میں اس کو کیا کرونگا تو یہی جواب دیا جاتا ہے کہ آٹھ دن کے بعد دیکھہ لینا کہ تم اسکو کیا کروگے اسیطرح تم کو اسوقت نیکیاں بیکار معلوم ہوتی ہیں لیکن جب قیامت کے میدان میں کھڑے ہوگے اور لوگوں کے اعمالنامے وزن کئے جارہے ہونگے اور اسکے موافق عوض مل رہا ہوگا اور تم خالی ہاتھ ہوگے اسوقت معلوم ہوگا کہ نیکیاں کیا چیز تھیں اگر کبھی عمدہ بازار میں کسی مفلس کو بھیجدیا جائے تو اسکو انتہا درجہ کی پریشانی ہوگی کیونکہ جدہر نظر پڑیگی اچھی اچھی قیمتی چیزیں نظر آئینگی اور ساتھ ہی ساتھ اپنی تنگدستی بھی یاد آئیگی تو کسقدر حسرت ہوگی خاصکر جبکہ بازار جاتے وقت اس سے کہا گیا ہو کہ کچھ نقد لیتے جاؤ اور وہ چھوڑ کر چلا گیا ہو بس یہی ۲۲
حالت میدان قیامت میں اُن لوگوں کی ہوگی اور وہ ایسا وقت ہوگا کہ اسوقت سوائے اس سکہ کے اور کوئی سکہ کام نہ دیگا کیونکہ سوائے اسکے اور کوئی چیز یہاں سے ساتھ ہی نہ جائیگی چنانچہ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالےٰ قیامت میں فرمائینگے کہ تم اکیلے آئے ہو اور جتنی چیزیں ہم نے تم کو دی تھیں سب پیچھے چھوڑ آئے اور وہاں آکر دنیا کا مال و دولت لیکر بھی جاتے تب بھی اس سے کچھ فائدہ نہ پہونچتا چنانچہ ارشاد ہے کہ اگر تمام زمین کے خزانے بھی اسوقت لیجاتے تو انسان اپنی جان چھوڑانے کے لئے دیتا لیکن اس سے قبول نہ ہوتا تو اب اسکا جواب معلوم ہوگیا کہ نیکیوں کو کیا کرینگے یعنی اُسوقت انکی قدر ہوگی۔ وہاں نیکیوں کی یہ حالت ہوگی کہ سب چیزوں سے زیادہ عزیز ہونگی اور اسقدر عزیز ہونگی کہ ایک شخص کے عمل وزن کئے جائینگے تو اسکے گناہ اور نیکیاں دونوں برابر ہونگی حکم ہوگا کہ اگر ایک نیکی کہیں سے لے آؤ تو تمہاری بخشش ہوجاتے گی یہ سنکر بہت خوش ہوگا کہ میرا لو بڑا کنبہ ہے بھائی بیٹا

ماں باپ دوست آشنا بہت لوگ ہیں کوئی تو ضرور ہی دیگا چنانچہ یہ سوچکر سب کے
پاس جائیگا اور سب کے سب انکار کر دینگے سخت پریشان ہوگا اور بالکل ناامید
ہوجائیگا اتنے میں ایک شخص سے ملاقات ہوگی اور وہ اسکی حالت کو دیکھکر پوچھیگا
کہ کس فکر میں ہو یہ کہیگا کہ ایک نیکی کی تلاش میں ہوں کیونکہ میری بخشش میں ایک ہی
نیکی کی کمی ہے لیکن کوئی نہیں دیتا وہ کہیگا کہ جب صرف ایک نیکی کے کم ہوجانیسے
بخشش رک گئی تو میرے پاس تو صرف ایک ہی نیکی عمر بھر کی ہے باقی تمام گناہ ہی
ہیں مجھے یہ ایک نیکی کیا کام آسکے گی اچھا لو میں یہ نیکی تم کو دیتا ہوں تاکہ تمہاری
تو بخشش ہوجائے چنانچہ یہ شخص خوشی خوشی اس نیکی کو لیکر جائیگا اور اسکی بخشش
ہوجائیگی اس مضمون سے آپکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ نیکی کتنی قدر کی چیز ہے اور قیامت کے
میدان میں اسکی کیا کچھ ضرورت ہوگی اور وہاں یہ کیسی نایاب ہوگی اُسوقت معلوم ہوگا
کہ اگر کسی نے قرآن شریف کا ایک ختم دُنیا میں کرلیا تھا تو اس سے کیسا کچھ فائدہ
۴۳ اسکو ہوا اور کتنی نیکیاں اسکے اعمالنامے میں لکھی گئیں ہیں معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا
پڑھنا اگرچہ بے سمجھے ہی ہو نہایت ضروری اور نہایت فائدہ مند ہے حفاظت دین
کی وجہ سے تو ضروری ہے اور ثواب کی وجہ سے فائدہ مند ہے اور سب سے اول
مسلمان کے بچے کو قرآن پڑھانا چاہیئے کیونکہ یہ تجربہ ہے کہ تھوڑی عمر میں علم حاصل
کرنے کی لیاقت تو ہوتی نہیں تو قرآن مفت برابر پڑھ لیا جاتا ہے ورنہ لڑکپن کا
وقت بیکار ہی جاتا ہے اور بعضے لوگ بڑی عمر کے بھروسہ نہیں پڑھاتے کہ بڑا ہوکر
خود پڑھ لیگا یہ انکی غلطی ہے کیونکہ زیادہ عمر ہوجانے کے بعد خیال ایک طرف نہیں
رہتا نہ اسقدر وقت ملتا ہے نہ ویسے سامان میسر آتے ہیں۔ فکر معاش الگ ستاتی
ہے اہل وعیال کا جھگڑا الگ ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب اتنی چیزیں روکنے والی
ہوں تو پھر کچھ بھی نہیں ہوسکتا اور اگر کسی ایک دو نے کرلیا تو وہ اعتبار کے قابل
نہیں ہیں جب بڑے ہوکر پڑھنا ہو نہیں سکتا تو اگر یہی حالت رہی جو اب ہے تو
عجب نہیں کہ چند روز میں مسلمانوں کے بچوں کو نماز میں قرآن پڑھنے کے لئے

آریوں اور عیسائیوں سے قرآن پوچھنا پڑے آپ شاید اسکو تعجب کی نظر سے دیکھیں

شریعت کے حکموں کو دوسری قومیں لے رہی ہیں اور مسلمان چھوڑ رہے ہیں

لیکن غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ آجکل کی حالت کا انجام کچھ عجب نہیں۔ دیکھئے شریعت کے حکموں کو آپ نے چھوڑا اور دوسری قوموں نے اُنکی خوبیاں دریافت کرکے انکو اختیار کیا نتیجہ یہ ہوا کہ آج آپ اسلام کی بہت سی باتوں کو اسلام کی سکہائی ہوئی نہیں سمجھتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انگریزوں یا کسی اور قوم کا طرز و عادت ہے اور اُنسے لے لیکر مسلمان عمل کرتے ہیں حالانکہ وہ سب اسلام سے لیا گیا ہے دیکھئے ہماری شریعت کا ایک یہ حکم ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے تنہائی کے مکان میں اُسوقت داخل ہو جبکہ صاحب مکان سے اجازت لے لے بے اجازت لئے مکان میں ہرگز داخل نہ ہو اگرچہ وہ مکان مردانہ ہی کیوں نہ ہو تجربہ سے اسکی خوبی دریافت کرکے ترقی کرنیوالی تمام قوموں نے اسپر عمل شروع کردیا لیکن مسلمان اسکو خاص ایک قوم کا طرز سمجھتے ہیں اور انکو یہ خبر نہیں کہ یہ حکم ہماری شریعت کا ہے اور دوسری قوموں
نے یہیں سے لیا ہے حالانکہ یہ حکم صاف صاف قرآن میں موجود ہے کہ اے ۲۴
ایمان والو دوسروں کے گھروں میں مت داخل ہو یہانتک کہ اجازت لے لو اور سلام کرو گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے لئے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور خوبی اس مسئلہ میں یہ ہے کہ اسپر عمل کرنے سے قوم میں اتفاق باقی رہتا ہے کیونکہ اتفاق کی جڑ دل کی صفائی ہے اور دل کی صفائی اُسوقت تک باقی رہتی ہے جب ایک سے دوسرے کو تکلیف نہ ہو اور بلا اجازت کسی کے مکان میں داخل ہونے سے اکثر دوسرے کو تکلیف ہوتی ہے اور تکلیف سے رنجش پیدا ہوتی ہے اور رنجش بڑہتے بڑہتے آپس میں جدائی اور دشمنی کرادیتی ہے اور جب اس مسئلہ پر عمل کیا جائیگا تو ہرگز یہ نوبت نہ آئیگی کیونکہ فرض کیجئے ایک شخص نے آپ سے اجازت چاہی آپ نے بے تکلف کہدیا کہ میں اسوقت کام میں ہوں یا کہدیا کہ آرام کرنا چاہتا ہوں چنانچہ جو قومیں اس مسئلہ کو برت رہی ہیں وہ اسکی بدولت دیکھ لیجئے کہ کسقدر آرام میں ہیں اسی طرح اور بہت سے مسئلے ہیں کہ ہمارے اسلام نے بتلائے تھے اور آج

ہم نے انکو چھوڑ دیا ہے اور دوسری قوموں نے انپر عمل کیا ہے اور اب اگر ہم اُن پر
عمل کرتے ہیں تو دوسروں سے لیکر اور ان کی چیز سمجھکر۔ تو ان احکام کی طرح مجھے اندیشہ
ہے کہ کہیں قرآن شریف بھی دوسروں سے پوچھکر پڑھنے کی نوبت نہ آجاے
اور خدا نہ کرے اگر ایسا ہو تو کیا مسلمانوں کی غیرت اسکو گوارا کریگی اگر نہیں تو کیوں
اسیوقت سے اُسکا انتظام نہیں کیا جاتا صاحبو جب سر سے پانی گذر جائیگا اسوقت
کوئی تدبیر کام نہ دسکے گی اور ان ساری باتوں کے علاوہ قرآن مجید کے الفاظ
اسقدر شیریں اور مزیدار ہیں کہ اُنکی طرف خود رغبت ہونی چاہیئے اگر اسپر ثواب
وغیرہ کا وعدہ بھی نہ ہوتا تب بھی اسکو یاد کرنا چاہیئے تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ
حفظ کرنے سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے اسلئے ہم اپنے بچوں کو حفظ نہیں کراتے
کیونکہ دماغ کی کمزوری کے بعد وہ کسی دوسرے کام کے نہیں رہتے اسکے جواب
میں ایک ڈاکٹر کا قول نقل کر دینا کافی ہے ایک ڈاکٹر نے مجھسے کہا ہے کہ دماغ
صرف فکر سے کمزور ہوتا ہے الفاظ حفظ کرنے سے کمزور نہیں ہوتا کیونکہ حفظ سے ۲۵
اصل میں دماغ پر محنت نہیں پڑتی وہ تو صرف زبان کی محنت ہے اور دماغ کی محنت
غور و فکر ہے تو حفظ سے دماغ نہ تھکے گا اگر تھک سکتی ہے تو زبان اور زبان تھکتی
نہیں دوسری بات انھوں نے یہ بھی کہی کہ قرآن شریف اتنی چھوٹی عمر میں یاد
ہو جاتا ہے کہ بچہ اسوقت تک کچھ بھی نہیں کر سکتا یعنی اسکے دماغ میں کسی کام
کرنے اور غور و فکر کی قابلیت ہی نہیں ہوتی اور اگر زبردستی اُسوقت کسی دوسرے
کام میں لگادئے جاتے ہیں تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نقصان اٹھاتے ہیں پس معلوم
ہوا کہ اگر کوئی شخص درمیانی چال سے چلے اور وقت بیکار خراب نہ کرے تو
قرآن شریف بچہ کو ایسے وقت میں یاد ہو جائے گا جسمیں کہ وہ خود بھی بچہ کو کسی فکر
کے کام میں نہیں لگا سکتا تھا اور اگر فرض بھی کر لیا جاتے کہ دماغ کمزور ہو جائیگا
تو میں کہتا ہوں کہ دماغ کس کا دیا ہوا ہے صاحبو کتنی شرم کی بات ہے کہ خدا
تعالے کا دیا ہوا دماغ ساری عمر اپنے لئے اسکو صرف کیا جاتے اور خدا تعالے

کے لیے دو چار سال بھی نہ دئے جائیں غرض جس پہلو سے بھی دیکھا جائے قرآن شریف کا یاد کرنا نہایت ضروری ثابت ہوتا ہے اور ایک بڑا فائدہ اسمیں یہ ہے کہ اسکے حفظ سے دوسرے علم نہایت درجہ آسان ہوجاتے ہیں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے پاس جب کوئی اپنے بچہ کو لاتا تو دریافت فرماتے کہ اسنے قرآن شریف حفظ کیا ہے یا نہیں اگر وہ حافظ ہوتا تو فرماتے کہ انشاء اللہ یہ پڑھ لیگا اور اگر حافظ نہ ہوتا تو وعدہ نہیں کرتے تھے یوں فرماتے تھے کہ میں دعا کرونگا تم بھی دعا کرنا اور واقعی یہ تجربہ ہے کہ جو لوگ حافظ ہیں اکثر انکو دوسرے علوم بھی آسانی سے آجاتے ہیں لیکن اگر حافظ بناؤ تو اسکا خیال رکھو کہ انکو یاد بھی رہے کیونکہ اکثر لوگ انگریزی میں اسقدر پھنس جاتے ہیں کہ ماں باپ کی ساری کوشش اور اپنے بچپن کی تمام محنت بیکار ہوجاتی ہے اور ایسے بھی لوگ ہیں جنکی بدولت آجکل کے عقلمندوں کو یہ بیہودہ خیال پیدا ہوا کہ قرآن پڑھانا وقت خراب کرنا ہے اسلئے
۲۶ اسکے یاد رہنے کا ضرور خیال رکھو اور کوئی وقت روزانہ اسکی تلاوت کا نکال لو اگر
کہو کہ کثرت کام سے وقت نہیں ملتا تو میں کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی بیماری لگ جائے اور ڈاکٹر اس بیماری میں یہ تجویز کرے کہ ایک گھنٹہ تک روزانہ صبح کو قرآن پڑھا کرو تو اسوقت تمہارے پاس کہاں سے وقت نکل آئیگا تو تھوڑی دیر کے لئے دین کو ایسا ہی سمجھ کر اسکے لئے وقت نکال لیا کرو۔

تمت

سلسلہ تسہیل المواعظ کا چودھواں وعظ مسمیٰ بہ علم دین کی ضرورت ختم ہوا اب پندرھواں وعظ مسمیٰ بہ عمل دین کی ضرورت انشاء اللہ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ ہجری کے پرچہ سے شروع ہوگا۔

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

صلے اللہ علیہ وسلم

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات وسیر میں ایک نہایت جامع کتاب ہے جسکو حضرت مولانا و مرشدنا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم نے نہایت صحیح ومعتبر روایات سے تالیف فرمایا ہے آجتک ایسی کتاب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات میں طبع نہیں ہوئی تھی احقر کے کتب خانہ میں فروخت کے لئے موجود ہے۔

قیمت فی جلد ایک روپیہ آٹھ آنے۔ خریداران الہادی کے واسطے ایک روپیہ دو آنہ۔

الہادی

دینیات کا ماہواری رسالہ جسمیں شریعت و طریقت کے متعلق جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے علوم عقلیہ ونقلیہ کا بیش بہا ذخیرہ ہوتا ہے جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول ۱۳۴۲ھ سے جاری ہوا ہے جسکی سالانہ قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے اور بصورت وی پی دو روپے بارہ آنہ کا پڑتا ہے

بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

اسکے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہو جاتا ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ خلافت کسطرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی اسمیں خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر ۹۰۰ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کر دیئے ہیں قیمت دو روپے۔ خریداران الہادی کیواسطے ایکروپیہ آٹھ آنہ

المشتہر۔ محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلان دہلی

حکیم الامت مدظلہ العالی کی نایاب کتاب کی طباعت کا انتظام اور خریداروں کی ضرورت

تکمیل الیقین یعنے خلاصہ سائنس و اسلام

اُردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کے ساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوئے ہے یہ کتاب زیادہ تران تعلیمیافتوں کے واسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہوکر شکوک میں مبتلا ہو جاتے ہیں باعتبار رفتار زمانہ کے یہ کتاب دیندار مسلمانوں کے لئے از بس ضروری اور اسکا مطالعہ نہایت نافع ہے۔ مضامین کی فہرست مختصر یہ ہے کہ اوّل عقائد و اعمال کو لکھکر اسکے ضمن میں ہر قسم کے شرک اور رسوم خلاف شرع کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی مضار و منافع حکومت و انتظام ملکی۔ نماز کے لئے طہارت کے مشروط ہونے کی حکمت وضو میں اعضائے وضو کے دہونے اور ترتیب کی حکمت۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کی حکمت اور اسکی فلاسفی بے نمازوں کی واہی تباہی۔ عذروں کے معقول جواب۔ اعمال حج کی فلاسفی۔ کعبہ کو بیت اللہ کہنے کی وجہ۔ پردے کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں۔ انسان کی جملہ حالتوں کے مطابق اسلام میں احکام موجود ہیں۔ تعدد ازدواج کے متعلق نہایت عمدہ مضمون۔ اس شبہ کا جواب کہ شریعت محمدیہ کے قوانین موجودہ حکومت میں بے سود ہیں۔ سچے صوفیہ کے حالات۔ مادے کا قدم اور اسکا ابطال فلاسفہ ہی کے مسلمہ اصول سے انکے مذہب کی تردید ایک دخانی کل کی مثال دیکر ثابت کرنا کہ اہل سائنس کا مذہب تحقیق عالم کے بارے میں بالکل لچر ہے۔ وحدانیت کی فلاسفی اور عقل کی حقیقت معلوم کرنے میں اہل سائنس کے ہوش بھی گم ہیں حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب۔ رُوح کے ساتھ بدن کو ایسی نسبت ہے۔ جیسی مقناطیس کو لوہے کے ساتھ۔ الغرض دنیا بھر کے شکوک و شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہو سکتے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں۔ قیمت دو روپے۔ خریدان الہادی کیواسطے ایکروپیہ آٹھ آنہ۔

المشتہر

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

اور سانپوں کے شکموں اور ہواؤں کے طبقوں میں الگ الگ ہو جاتے ہیں اسکے ٹکڑوں سے باوجود الگ الگ ہونے کے کس طرح سوال وجواب ہونا ممکن ہو سکتا ہے اور جبکہ جسم کے ٹکڑوں کی یہ حالت ہو جاوے اسکے ساتھ دو فرشتوں منکر ونکیر کا سوال وجواب کرنا کس طرح ممکن ہے اور ایسے شخص پر قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا کس طرح ہونا ممکن ہے اور کس طرح قبر اسپر تنگ ہو سکتی ہے یہانتک کہ مردہ کی پسلیاں قبر کے ملنے سے ادھر کی اُدھر ہو جاویں

جوابات واضح ہو کہ ہم پہلے چند باتیں بطور تمہید ذکر کرتے ہیں جن سے جوابات واضح ہو جاوینگے (۱) رسولوں نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی جسکو عقلیں محال جانیں اور وہ اسکے محال ہونے پر قطعی حکم دیسکیں بلکہ رسولوں کی خبر دینا دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو وہ جسپر عقل اور فطرت گواہی دے دوسرے وہ جنکو محض عقلیں دریافت نہ کر سکیں مثلاً غیب کی باتیں جو رسولوں نے عالم برزخ اور قیامت اور عذاب کے متعلق مفصل بیان فرمائی ہیں باقی ہر حال میں رسولوں کی خبریں از روئے عقول سلیمہ 57 محال نہیں ہوتی ہیں (۲) اور اگر وہ ظاہراً عقلاً محال ہو اور سند صحیح سے نسبت بھی اسکی ثابت ہو تو اس موقع پر دوسرے قواعد شرعیہ کے موافق تاویل واجب ہوگی پس قبر کے واقعات دوسری قسم کی خبر ہے جو عقلاً تو محال نہیں مگر وہاں تک عقل کی خود رسائی نہیں وہ وحی کی محتاج ہے باقی جو شخص اسکو محال سمجھتا ہے وہ محض اس شخص کا ایک خیال اور وہم ہے جسکو صاحب خیال اپنے فہم غلط میں معقول صحیح جانتا ہے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد کو بدون افراط وتفریط کے سمجھا جاوے اور آپکے کلام سے وہ مراد نہ سمجھی جاوے جسکا آپ نے ارادہ نہ کیا ہو جو شخص آپ کی مراد ومطلب سے اور طرف پھر گیا اور اسکے قرار واقعی معنے سمجھنے میں غفلت اور کوتاہی کی تو وہ سیدھی راہ سے بھٹک جاویگا اور خدا اور رسول کے کلام میں لوگوں کی غلط فہمیاں واقع ہونے سے اسلام میں بہت سے گمراہ اور بدعتی فرقے پیدا ہو گئے ہیں مثلاً قدریہ۔ ملحد۔ خارجی۔ معتزلہ۔ جہمیہ۔ رافضی وغیرہ

یہانتک کہ دین اسلام اکثر ایسے ہی لوگوں کے ہاتھ میں ہوگیا ہے جو غلط فہمی سے کچھ کا کچھ سمجھ رہے ہیں اور جو کچھ خدا تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد تھی اور جو کچھ صحابہ کرام نے سمجھا تھا وہ اکثر لوگوں نے چھوڑ دیا ہے اسکی طرف بہت کم التفات کرتے ہیں۔

امر تیسرا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تین مقام انسان کے لئے ٹھہرائے ہیں دُنیا۔ برزخ۔ دار قرار اور ہر ایک مقام کے لئے علٰحدہ علٰحدہ کچھ احکام ٹھہرائے ہیں جو اسی سے مخصوص ہیں اور انسان کو بدن اور نفس سے مرکب کیا اور دُنیا کے احکام بدنوں پر ٹھہرائے اور روحوں کو بدنوں کے تابع کیا اسلئے شرعی احکام ان حرکات سے مرکب کئے ہیں جو زبان اور اندا موں سے ظاہر ہوتے ہیں اگرچہ دل میں کچھ اور باہیں چھپی ہوئی ہوں اور خدا تعالےٰ نے برزخ کے احکام روحوں پر ٹھہرائے اور جسموں کو روح کے تابع کیا پس جیساکہ روح دنیا کے احکام میں بدنوں کے تابع ہوکر بدن کے دردناک ہونے سے دردناک ہوتی اور لذت پاتی ۵۸
ہے قبر یعنے عالم برزخ میں جسم دکھوں اور سکھوں میں رُوح کے تابع ہوجاتا ہے اور رُوح دکھ اور سکھ کو سہتی ہے تو بدن بھی اس دُکھ اور سُکھ کے تابع ہوجاتا ہے اس جگہ بدن ظاہر ہے اور رُوح پوشیدہ اور عالم قبر یعنی عالم برزخ میں رُوح ظاہر و غالب ہوگی اور بدن پوشیدہ اور برزخ کے احکام ارواح پر جاری ہونگے یعنی دُکھ اور سُکھ رُوح کو جب پہونچے گا تو وہ صاحب رُوح کے جسم پر بھی سرایت کریگا جیساکہ دُنیا میں جسم کو کچھ راحت یا دُکھ پہونچے تو اسکا اثر روح پر بھی سرایت کرجاتا ہے (جب یہ ہے تو ان واقعات کا ظاہری جسم پر ظاہر ہونا ضروری نہیں وہ سب احکام روحانی ہیں جنکو رُوح مدرک کرتی ہے اور وہ سب واقعات بھی اس عالم کے ہیں پس انکا محسوس ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ عادۃً ممکن بھی نہیں الا ماشاء اللہ) خدا تعالےٰ نے اپنی رحمت و لطف و احسان سے اس امر کا نمونہ دنیا میں بھی سونے والے کے حال سے ظاہر و باہر فرمایا ہے کیونکہ خواب

میں جو دُکھ اور سُکھ سونیوالے کو پہونچتا ہے وہ اسکی رُوح پر جاری ہوتا ہے اور اسیمیں بدن اسکے تابع ہوتا ہے ایسا ہی عالم برزخ میں بھی جسم اور روح کے لئے دُکھ اور سُکھ کا طریق جاری ہے بلکہ اس خواب سے بھی بڑھکر ہوگا کیونکہ اس عالم برزخ میں رُوح کا تجرد اور ظاہر ہونا بہت کامل ہوتا ہے اور رُوح کا تعلق بدن سے گو عام حالات میں ظاہر نہیں لیکن ایک غیر معلوم وجہ پر یہ بھی رہتا ہے بدن سے اسکا بالکل انقطاع اور جُدائی نہیں ہوتی۔

اَب رہا تیسرا مقام یعنی آخرت سو جب حشر اجساد ہوگا اور لوگ قبروں سے اُٹھینگے تو اُس دن سُکھ اور دکھ کا حکم رُوح اور جسم دونوں پر غالب اور ظاہر و باہر ہوگا مذکورہ بالا مضامین سے تم پر ہویدا ہوا ہوگا کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذاب قبر اور اسکے سُکھ اور دُکھ ثواب اور عذاب اور تنگی اور کشادگی دوزخ کے گڑھا ہونے یا بہشت کے باغ ہونے کی خبر دی ہے وہ مطابق عقل کے 59 مناقض نہیں اور اسمیں کچھ شک و شبہ نہیں کہ اگر کسی پر یہ بات سمجھنی مشکل ہو تو اسکی غلط فہمی اور اسکی قلت علم کا باعث ہے۔

اِنسان کو قبر میں عذاب و ثواب ملنے کا نمونہ

اس سے عجیب تر یہ بات ہے کہ دو شخص ایک ہی بستر پر سوتے ہوں اور ایک کی رُوح کو سُکھ و چین ہوگا اور جب جاگے تو سُکھ و راحت و آرام کے آثار اسکے بدن پر ظاہر ہونگے اور ایک کی رُوح کو دُکھ ہوتا ہے اور جب جاگتا ہے تو دُکھ و عذاب کا اثر اسکے بدن پر ہوتا ہے اور ایک کو دوسرے کے حال سے اطلاع نہیں ہوتی اسی پر عالم برزخ کے عذاب و ثواب کا استدلال کر لو اور دلائل سے یہی ثابت ہے کہ اسلامی اُصول کی رو سے جسم کی رفاقت رُوح کے ساتھ دائمی ہے گو موت کے بعد یہ فانی جسم رُوح سے الگ ہو جاتا ہے مگر عالم برزخ میں مستعار طور پر رُوح کو کسیقدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کے لئے ایک جسم

ملتا ہے اور وہ جسم اس جسم کی قسم سے نہیں ہوتا بلکہ ایک نور سے باریک تاریکی سے جیسی اعمال کی صورت ہو وہ جسم تیار ہوتا ہے گویا اس عالم برزخ میں انسان کی علی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں اور اگرچہ یہ راز ایک دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہیں ہے انسان کامل اسی زندگی میں ایک نورانی وجود اس کثیف جسم کے علاوہ پاتا ہے اور عالم مکاشفات میں اسکی بہت مثالیں ہیں جنکو عالم مکاشفات میں سے کچھ حصہ ملا ہے وہ اس قسم کے جسم کو جوکہ اعمال سے تیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد کی نگاہ سے نہیں دیکھتے غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے بنتا ہے یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزا کا محل ہوجاتا ہے اصحاب مکاشفہ کو عین بیداری میں مردوں سے ملاقات ہوتی ہے اور وہ فاسقوں اور گمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھتے ہیں کہ گویا دھوئیں سے بنایا گیا ہے بہرحال مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک نیا جسم ملتا ہے خواہ نورانی ہو خواہ ظلمانی لیکن خدا تعالٰے نے ان امور آخرت کو بواسطہ عقل مکلفوں کے دریافت کرنے اور پانے سے درپردہ اور پوشیدہ رکھا ہے اور یہ بات خدا تعالٰے کی کمال حکمت پر دال ہے تاکہ مومن ایمان بالغیب کے ساتھ منکرین سے متمیز ہوجائیں۔ ۶۰

چنانچہ فرشتے قریب الموت آدمی پر اترتے ہیں اور اسکے نزدیک آکر بیٹھتے ہیں اور وہ انکو دیکھتا ہے اور اسکے پاس وہ باتیں کرتے ہیں اور انکے پاس اسکے لئے کفن اور خوشبو بہشت میں سے یا بدبو دوزخ میں سے ہوتی ہے اور وہ حاضرین کے سلام اور دعا پر آمین کہتے ہیں اور بسا اوقات قریب الموت آدمی کو سلام کرتے ہیں اور وہ انکے سلام کا جواب کبھی لفظ سے کبھی اشارہ سے اور کبھی دل سے دیتا ہے اور بسا اوقات بعض قریب الموت آدمی کہتے ہیں خوش آمدید اور مردہ کے سوا حاضرین میں سے ان فرشتوں کو کوئی بھی نہیں دیکھتا اس بارہ میں آثار بیشمار ہیں۔

امور آخرت میں سے یہ پہلا امر ہے جو اس دنیا میں ہمارے درمیان واقع

ہوتا ہے اور باوجود اس دنیا میں واقع ہونے کے ہم کو دکھائی نہیں دیتا حالانکہ یہ سب کچھ اسی دنیا میں واقع ہوتا ہے پھر فرشتہ روح کیطرف اپنا ہاتھ بڑھاکر اسکو قبض کر لیتا ہے اور روح سے بات چیت کرتا ہے اور حاضرین نہ فرشتے کو دیکھتے ہیں نہ اسکی آواز سنتے ہیں پھر روح نکلتی ہے اور اسکا نور آفتاب کی شعاعوں کی طرح اور اسکی خوشبو مشک سے زیادہ ہوتی ہے اور حاضرین ان سب میں سے کسیکو بھی نہیں دیکھتے اور نہ خوشبو کو سونگھ سکتے ہیں پھر وہ فرشتہ روح کو لیکر ملائکہ کے گروہ میں جا ملتا ہے اور حاضرین یعنی آدمی اسکو دیکھ نہیں سکتے پھر روح ایک خاص اعتبار سے واپس آکر مردہ کا نہلانا اور اسکا اٹھانا دیکھتی ہے اور کہتی ہے مجھے آگے لے چلو مجھے آگے لے چلو یا کہتی ہے مجھے کہاں لئے جاتے ہو مجھے کہاں لئے جاتے ہو اور لوگ اسکی کوئی بات بھی نہیں سن سکتے۔

۶۱ لحد قبر میں مُردہ کے پاس فرشتہ پہونچنے کی صورت

اسیطرح جب مُردہ کو لحد میں رکھا جاتا ہے اور اسکی قبر پر مٹی ڈالی جاتی ہے تو مٹی فرشتوں کو مردہ کے پاس جانے سے روک نہیں سکتی بلکہ اگر پتھر بھی کندہ کیا جاوے اور مُردہ کو اسمیں رکھکر اس پتھر کو قلعی سے سربمہر کر دیا جاوے تو بھی مردہ کے پاس فرشتے کے پہونچنے سے یہ امر مانع نہیں ہو سکتا کیونکہ اجسام کثیفہ ارواح لطیفہ کے خرق کو مانع نہیں ہوتے بلکہ ان اجسام کثیفہ سے تو جن بھی گذر جاتے ہیں خدا تعالےٰ نے پتھر اور مٹی کو فرشتوں کے لئے ایسا کیا ہے جیسا فضا پرندوں کے لئے ہے جسمیں وہ اُڑتے پھرتے ہیں اور قبر کی فراخی و کشادگی بالذات روح کے لئے ہوتی ہے اور بدن کو روح کی متابعت میں کشادگی ملجاتی ہے ورنہ جسم تو بہت تھوڑی جگہ میں سمایا ہوتا ہے۔

ضغطۃ القبر

اسیطرح قبر کا مُردہ کو گھٹنا حق ہے مردہ کی پسلیاں ادھر کی ادھر چلی جاتی

ہیں اسمیں کچھ شک نہیں اور اس بات کو عقل رد نہیں کرسکتی باقی یہ بات کہ اگر کوئی شخص مُردہ کی قبر کھود کر اسکو دیکھے تو اسکی پسلیاں اسی پہلی حالت پر ہوتی ہیں ادہر کی اُدہر دکھائی نہیں دیتیں سو خدا قادر مطلق کو کوئی بات اس سے روک نہیں سکتی کہ یہ سب روحانی طور پر واقع ہوتا ہو اور ان حواس سے محسوس نہ ہو۔

قبر کے فرشتوں اور آتش جہنم و نعمائے جنت کے نہ دکھائی دینے کی وجہ

قبر کی آگ اور سبزی نہ دُنیا کی آگ کی قسم میں سے ہوتی ہے اور نہ دُنیا کی کھیتی و سبزہ کے مانند ہے جو دیکھکر معلوم ہوسکے وہ تو آخرت کی آگ اور آخرت کی سبزی کی قسم سے ہوتی ہے اور اسکو اہل دُنیا معلوم نہیں کرسکتے اور یہ امر اسلئے ہوا کہ پردہ بالغیب کی حکمت قائم رہے پس اس بنا پر ممکن ہے کہ دو شخصوں کو ایک ۶۲
دوسرے کے پہلو بہ پہلو دفن کیا جاوے اور اُنکے اعمال متفرق ہوں تو ان میں سے ایک دوزخ کے گڑھے میں جلتا ہو اور اسکے پاس والے پر حرارت دوزخ کی نہ پہنچ سکتی ہو بلکہ یہ دوسرا بہشت کے باغ میں ہوتا ہو اور اسکے پاس والے دوزخی کو اسکے آرام و چین سے حصہ نہ پہونچ سکتا ہو یہ بات بھی طلسمات الٰہی میں سے ہے اور خدا تعالےٰ ان باتوں پر قادر ہے کیونکہ جب اس نے انسان کو ایسے ایسے ہنر سکھاتے ہیں کہ وہ اپنی ایک چیز میدان میں رکھکر اسپر بعض کو اطلاع دیتا اور دکھاتا ہے بعض کی اس سے چشم بندی کردیتا ہے تو پھر خدا تعالےٰ جو خالق الکل ہے اور قادر مطلق ہے اسکے آگے ایسے امور کس طرح نا ممکن و متعسر ہوسکتے ہیں اور یہ ایمان بالغیب کی حکمت چونکہ بہائم اور مویشیوں کے حق میں نہیں ہے لہذا وہ مردہ کی پکار فریاد کو سنتے ہیں اور محسوس و معلوم کرتے ہیں جیسا کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

پس عالم برزخ کا قیاس دُنیا کے اُمور و مشاہدات پر کرنا محض جہالت اور گمراہی ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانا اور خداوند تعالےٰ قادر مطلق کو ایسے امور سے عاجز جاننا ٹھہرانا ہے اور یہ پرلے درجہ کی جہالت وگمراہی وظلم ہے کیونکہ وہ قادر ہے کہ جس بات کو جیسے چاہے کشادہ کرے اور لوگوں کی نظر سے اسکو پوشیدہ رکھے وہ قادر ہے کہ لوگوں کو ایک چیز تنگ دکھائی دے اور حالانکہ وہ بہت کشادہ اور خوشبودار اور بہت بڑی اور نورانی اور روشن ہو اور لوگ اسکو دیکھ نہ سکیں اور اسیطرح بالعکس۔

غریق وسوختہ ومصلوب کو عذاب ثواب قبر کیونکر ہوتا ہے

ناممکن اور ممتنع نہیں ہے کہ مصلوب اور غریق کی روح پھیر دیجاوے اور ہم معلوم نہ کرسکیں کیونکہ وہ رُوح اور قسم کی ہے بیہوشی اور سکتہ زدہ اور مبہوت زندہ ہوتے ہیں اور انکی روحیں انکے ساتھ ہی ہوتی ہیں۔ اور بظاہر وہ مردہ دکھائی دیتے ہیں انکی زندگی ہم کو معلوم ومحسوس نہیں ہوسکتی جسکے ٹکڑے اور اجزا الگ الگ ہوکر پراگندہ ہوجاویں خدا سے قادر مطلق پر نہ مشکل ہے اور نہ ممتنع ہے کہ ان اجزاء میں روح کو پیوست کردے اور درد اور لذت اور دُکھ اور سُکھ کا شعور ان اجزاء میں پیدا کردے۔ ۶۳

عالم برزخ کے بعد ایک دوسرا عالم حشر برپا ہونیکی وجہ

انسان کے مرنے کے وقت عالم برزخ میں جزاء وسزا شروع ہوجاتی ہے اور دوزخی برزخی دوزخ میں اور بہشتی برزخی بہشت میں جاتے ہیں مگر اسکے بعد ایک اور تجلی اعلیٰ کا دن ہے کہ خدا تعالےٰ کی بڑی حکمت نے اس دن کے ظاہر کرنے کا تقاضا کیا ہے کیونکہ اس نے انسان کو پیدا کیا تاکہ وہ اپنی خالقیت کیساتھ شناخت کیا جائے اور پھر وہ سب کو ہلاک کریگا تاکہ وہ اپنی قہاریت کے ساتھ

شناخت کیا جائے اور پھر ایک دن سبکو کامل زندگی بخش کر ایک میدان میں جمع کریگا تاکہ وہ اپنی قادریت کے ساتھ پہچانا جائے (پھر اس روز حسی جنت اور حسی دوزخ میں قرار ہوگا)

پس موت جائے بازگشت اور جائے بعثت اول ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے بنی آدم کے۔ لئے دو بعثتیں ٹھہرائی ہیں اور ان دونوں میں بنی آدم کو نیکی بدی کا بدلہ دیا جائیگا پہلی بعثت میں تو روح اور جسم کی جدائی ہے اور اسکو پہلے دار الجزا یعنے برزخ کی طرف چلایا جاتا ہے اور دوسری بعثت وہ ہے جسمیں خدا تعالےٰ روح کو جسم سے ملائے گا اور اسکو قبروں سے اُٹھا کر بہشت یا دوزخ کیطرف چلا دیگا خدا تعالےٰ نے ان دونوں قیامتوں کا ذکر قرآن کریم میں مشرح بیان فرمایا ہے جنمیں ایک بڑی دوسری چھوٹی قیامت ہے اور وہ ذکر سورہ مومن وغیرہ سورتوں میں آیا ہے (چنانچہ یہ آیت اسمیں مثل صریح کے ہے | النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا و یوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب۔ ۴۲

جواب اس سوال کا کہ قبر کے سوال وجواب محدود ہیں یا غیر محدود

سوال اگر قبر کے سوال من ربک وغیرہ محدود ہیں تو وہ خوب یاد کر لئے جاویں اور وہاں پاس ہوجاویں یا کہ غیر محدود ہیں۔

جواب ایسا نہیں ہوسکتا یہ ایک ایمانی کیفیت ہے جو دنیاوی امتحانوں کی طرح نہیں کہ آدمی مکائد و مکر وغیرہ سے پاس ہوسکے بلکہ وہاں جس رنگ سے دل رنگین ہوگا اسی کا اظہار ہوگا اور اسی کے موافق قبر میں رنج یا راحت کا سامان مہیا ہوگا۔

(باقی آئندہ)

در تردد از تو افتادند خلق — در ہزیمت کشتہ شد مردم ز زلق

یعنی تمہاری وجہ سے مخلوق تردد میں پڑ گئی ہے اور بھاگنے میں لوگ لغزش کی وجہ سے مر گئے مطلب یہ کہ جب تمہارے اژدہا سے لوگ ڈر کر بھاگے تو اس میں بہت سے بھاگنے میں مر گئے تو اس سے تم کو کیا فائدہ ہے بلکہ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ۔

لاجرم مردم ترا دشمن گرفت — کینۂ تو در سینہ مرد و زن گرفت

یعنی آخر کار لوگوں نے تم کو دشمن اختیار کر لیا اور تمہارا کینہ مرد و عورت سب نے اپنے سینہ میں لے لیا مطلب یہ کہ اب سب تمہارے دشمن ہو گئے اور تم نے جو چاہا تھا کہ سب میرے تابع فرمان ہوں اور میری مانیں یہ مقصود تمہارا حاصل نہیں ہوا
بلکہ اور لوگ تم سے متنفر ہو گئے۔ ۱۵۲

خلق را مے خواندی برعکس شد — از خلافت مرد و زن را نیست بد

یعنی تو نے لوگوں کو بلایا تو وہ برعکس ہو گیا اور اب تیرے خلاف کرنے سے علاوہ مرد و عورت کو اور کوئی علاج نہیں ہے مطلب یہ کہ اب تو بجز اسکے کہ سب تمہاری مخالفت کریں اور کیا کر سکتے ہیں۔

من ہم از شرت اگر پس مے خزم — در مکافات تو دیگے مے پزم

یعنی میں بھی اگر تیرے شر سے پیچھے ہٹ جاتا ہوں تو تیری مکافات میں ایک دیگ پکا رہا ہوں مطلب یہ کہ اگرچہ میں بھی بولتا نہیں ہوں اور تجھے کچھ کہتا نہیں ہوں مگر یاد رہے کہ میں بھی تدابیر سے غافل نہیں ہوں برابر تم سے بدلہ لینے کی تدابیر کر رہا ہوں۔

دل ازین بر کن کہ بفریبے مرا ‏ یا بجز نے پس روے گرد ترا

یعنی اس سے دل ہٹا لے کہ تو مجھے فریب دیدیگا یا سوائے (تیرے) سایہ کے اور کوئی تیرا پیرو ہوگا مطلب یہ کہ اُس نے کہا کہ اس سے بے فکر رہو کہ میں تمہارے دھوکہ میں نہ آؤنگا اور تمہارا سایہ تو تمہارے ساتھ رہے گا اور وہ تو تمہارا تابع ہوگا مگر یاد رکھو کہ اور کوئی تمہارا اتباع نہ کریگا بلکہ سب میرے ہی معتقد رہیں گے۔

تو بدان غرا مشو کش ساختی ‏ در دل خلقان ہراس انداختی

یعنی تو نے جو کچھ بنایا ہے اسپر مغرور مت ہو کہ تو نے مخلوق کے دل میں خوف ڈالدیا ہے مطلب یہ کہ تم نے جو یہ سانپ بنا کر لوگوں کو ڈرا دیا ہے تو اسپر مغرور مت ہونا کہ اس خوف سے تم سب کو اپنا کر لوگے اس لئے کہ۔

صد چنین آری و ہم رسوا شوی ‏ خوار گردی ضحکہ و غوغا شوی ۱۵۴

یعنی اگر ایسے سو بھی لاویگا تب بھی رسوا ہوگا اور خوار ہوگا اور (لوگوں کے لئے ایک) مسخرہ پن اور غوغا ہوجاویگا مطلب یہ کہ بجز اسکے کہ لوگ تمسخر کرینگے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ہمچو تو سالوس بسیاران بدند ‏ عاقبت در شہر ما رسوا شدند

یعنی تجھ جیسے مکار بہت ہوئے ہیں اور آخر کار ہمارے شہر میں رسوا ہوئے ہیں تو اس کا مقصود اس کہنے سے یہ تھا کہ موسےٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بد دل اور خائف ہو کر یہ کام ترک فرماویں مگر وہ کب دبنے والے تھے اُن کا جواب سنئے۔

موسی علیہ السّلام کا اُس تہدید کیمتعلق جوکہ فرعون ان کو کر رہا تھا جواب

گفت با امر حقم اشراک نیست گر بریزد خونم امرش باک نیست

یعنی ارشاد فرمایا کہ حکم حق کے ساتھ مجھے شرک کرنا نہیں ہے اور اگر اسکا حکم میرا خون بھی کرادے تو مجھے کوئی خوف نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ اسکے حکم کے آگے مصلحت سوچنا اور یہ دیکھنا کہ اسطرح لوگ دشمن ہوتے ہیں اور اسطرح دوست یہ شرک ہے اُسکے حکم کے آگے مصلحت کیسی بس جو حکم ہے اسکو پورا کرتے ہیں اب اگر اس میں ہماری جان بھی جاتی رہے تو کچھ حرج نہیں اُنکا تو وہ مذہب تھا کہ ؎

۱۵۵ مصلحت دیدمن آنست کہ یاران ہمہ کار ✤ بگذارند وخم طرۂ یارے گیرند

کیسی مصلحت بینی اور کیسی عاقبت اندیشی بس حکم ہے کہ تبلیغ کرو کرتے ہیں اس میں خواہ کوئی دشمن ہو تو کیا اور دوست ہو تو کیا اور فرمایا کہ۔

راضیم من شاکرم من ای حریف اینطرف رسوا و پیش حق شریف

یعنی اے مقابل میں اسپر راضی اور شاکر ہوں کہ اس طرف تو رسوا ہوں۔ اور حق تعالے کے سامنے معزز ہوں یعنی دنیا کی رسوائی اور وہاں کی عزت ہو تو اسپر مجھے کوئی خوف نہیں ہے میں راضی ہوں۔

پیش خلقان خوار و زار و ریشخند پیش حق محبوب و مطلوب و پسند

یعنی مخلوق کے آگے تو خوار و ذلیل اور مسخرہ ہوں اور حق تعالے کے سامنے محبوب اور مطلوب اور پسندیدہ ہوں (یہ مجھے قبول ہے اور میں اسپر راضی ہوں)

یہ فرماکر فرماتے ہیں کہ۔

از سخن میگویم این ورنہ خدا — از سیہ رویاں کند فرد اترا

یعنی میں یہ بات کہتا ہوں ورنہ خدا تعالےٰ کل کو تجھے ہی سیہ رویوں سے کریگا مطلب یہ کہ میں جو کہہ رہا ہوں کہ میری جان بھی جاتی رہے تب بھی پرواہ نہیں ہے یہ صرف ایک بات کے طور پر اور بطور فرض کے کہہ رہا ہوں۔ ورنہ اصل تو یہ ہے کہ انشاء اللہ حق تعالےٰ تجھی کو مغلوب اور سیہ رو بنادیگا اسلئے کہ۔

عزت آن اوست وآن بندگانش — ز آدم وابلیس برمیخوان نشانش

یعنی عزت ملک حق اور اُسکے بندوں کی ہے آدم اور ابلیس سے نشان پڑہ لو مطلب یہ کہ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین تو جب عزت حق تعالےٰ ہی کی ہے اور اُسکے بندوں کی تو پھر میں بھی معزز اور منصور رہونگا اور دیکھو آدم اور ابلیس کے ۱۵۶
قصہ کو پڑہ لو کہ دیکھو عزت کس کو حاصل ہوئی بس اسی سے قیاس کرلو اور فرماتے ہیں کہ۔

شرح حق پایاں ندارد ہمچو حق — ہان دہان بربند وبرگردان ورق

یعنی حق تعالےٰ کی طرح ان کی (صفات کی) شرح بھی انتہا نہیں رکھتی تو ہاں ذرا منہ کو بند کرا اور ورق لوٹ ورق گردانیدن حالت دگرگوں کردن۔ مطلب یہ کہ فرمایا کہ حق تعالےٰ جس طرح غیر متناہی ہیں اسیطرح اُنکی صفات بھی غیر متناہی ہیں تو انکو تو کوئی بیان نہیں کرسکتا لہٰذا اس سے بہتر ہے کہ چپ ہو رہو اور اس حالت سے بدل دوسری حالت پیدا کرو یعنی اس قصہ کو بیان کرو آگے جواب فرعون کے نقل فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

گفت فرعونش ورق در دست ماست | دفتر و دیوان و حکم اینجا مراست

مر مرا بخریده اند اہل جہان | کز ہمہ عاقل تری تو ای فلان

موسیا خود را خریدی ہین برو | خویشتن کم بین بخود غرّہ مشو

جمع آرم ساحران دہر را | تا کہ جہل تو نمایم شہر را ۱۵۷

این نخواہد شد بروزی تا دو روز | مہلتم دہ تا چہل روز تموز

گفت موسیٰ مر مرا دستور نیست | بندہ ام امہال تو ماموٗر نیست

گر تو چیری و مرا خود یار نیست | بندہ فرمانم بدانم کار نیست

می زنم با تو بجد تا زندہ ام | من چہ کارہ نصرتم من بندہ ام

می زنم تا در رسد حکم خدا | او کند ہر خصم از خصم جدا

گفت نے نے مہلتم باید نہاد ۔ عشوہا کم دہ تو کم پیمائے باد
حق تعالیٰ وحی کردش در زمان ۔ مہلتش دہ متسع مہراس ازان
این چہل روزش بدہ مہلت بطوع ۔ تا سگالد مکرہا او نوع نوع
تا بکوشد او کہ نے من خفتہ ام ۔ تیز رو گو پیش رہ بگرفتہ ام
حیلہ ہاشان را ہمہ برہم زنم ۔ وانچہ افزایند من برکم زنم
آب را آرند من آتش کنم ۔ نوش خوش گیرند من ناخوش کنم ۱۵۸
مہر پیوندند من ویران کنم ۔ انچہ اندر وہم ناید آن کنم
تو مترس و مہلتش دہ دبس دراز ۔ گو سپہ گرد آر و صد حیلت بساز

اس پر فرعون نے کہا کہ یہ تیری غلطی ہے جو کہتا ہے کہ میں غالب ہونگا۔ اس لئے کہ دفاتر میرے قبضہ میں ہیں رجسٹر اور عدالتیں اور حکومت میری ہیں مجھے لوگوں نے یہ کہکر منتخب کر لیا ہے کہ اے فرعون تو سب سے زیادہ عاقل ہے اسکے برخلاف تیری حالت یہ ہے کہ تو جاہ مال کے لحاظ سے معمولی ہی ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور عقل کی یہ حالت ہے کہ تو خود ہی اپنے کو انتخاب کرتا ہے اور کوئی تیرا ساتھ نہیں دیتا ایسی حالت میں تیرا مجھے اپنے اتباع کی دعوت دینا

محض بیہودہ ہے پس جا اور اپنے اوپر یعنی محقر سمجھ پر اور اُس لکڑی پر جو تیرے
پاس ہے مغرور مست ہو ورنہ میں زمانہ کے مشہور جادوگروں کو بلاتا ہوں اور تیری
جہالت اہل شہر کو دکھلاتا ہوں لیکن یہ کام ایک دو دن کا نہیں بلکہ گرمیوں میں چالیس
دن کی مہلت دے تاکہ میں تیرے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤں موسے علیہ السلام
نے کہا کہ مجھے ہنوز کوئی جدید حکم نہیں ملا اور تجھکو تہیہ کی فرصت دینے کا امر میری
پاس نہیں آیا لہذا میں مجبور ہوں کیونکہ محض بندہ ہوں مجھے اپنی طرف سے کوئی
کام کرنے کا مجاز نہیں ہے مانا کہ تو غالب ہے اور میرا کوئی یار و مددگار نہیں مگر
مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں میں تابع فرمان ہوں جو مجھے حکم ہوا ہے اُسکی تعمیل
کرونگا فتح و شکست کو خدا کے سپرد کرتا ہوں جب تک میرے دم میں دم ہے
پوری کوشش سے تیرا مقابلہ کرونگا۔ میں تو بندہ ہوں لہذا فتح و نصرت کا کوئی استحقاق
نہیں رکھتا میں تجھ سے اسوقت تک مقابلہ کرتا رہونگا جبتک کہ خدا میرے اور تیری
۱۵۹ درمیان فیصلہ نہ کردے کیونکہ صرف وہی ہے جو ایک دشمن کو دوسرے دشمن
سے علیحدہ کرتا ہے اور انکے درمیان فیصلہ کرتا ہے۔ فرعون نے کہا نہیں نہیں
مجھے مہلت ضرور دینی چاہیئے اور فریب اور فضول گوئی سے کام نہ لینا چاہیئے۔
اسپر حق سبحانہ نے موسے علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اسکو کافی مہلت
دیدی جائے اور کچھ اندیشہ نہ کیا جائے یہ چالیس دن کی مہلت بخوشی منظور کرلیجاوے
تاکہ یہ اپنے دل کے حوصلے نکال لے اور انواع و اقسام کے مکر سوچ لے اور پوری
کوشش کرلے۔ کیونکہ ہم کچھ سوتے نہیں ہیں اس سے کہو کہ تو خوب تیز دوڑ اور اپنی
پوری قوت صرف کردے ہم نے رستہ روک رکھا ہے اور ہم اسے چلنے نہ دینگے
میں انکی تدابیر کو درہم برہم کردونگا اور جتنی زیادتی کرینگے میں اسکو اتنا ہی کم کردونگا
یہ پانی لائینگے میں اسے آگ بنا دونگا۔ یہ عمدہ غذائیں کھائینگے میں اسکو ناپسندیدہ کردونگا
یہ آپس میں محبت کرینگے میں اسے برباد کردونگا غرض یہ جو تدبیر کرینگے میں اسکا
توڑ کرونگا لہذا تم کچھ خوف نہ کرو اور یہ جو لمبی مہلت مانگتا ہے تم منظور کرلو اور کہدو

کہ تو اپنی پوری فوج جمع کرے اور ہر ممکن تدبیر کو کام میں لا انشاء اللہ اسکا نتیجہ تجھے بہت جلد معلوم ہو جائیگا۔

شرح شبیری

فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور اسنے چالیس روز کی مہلت مانگنا

۱۶۰ گفت فرعونش ورق در دست ماست دفتر و دیوان و حکم این دم مراست

یعنی فرعون نے ان سے کہا کہ ورق (دفاتر) ہمارے ہاتھ میں ہیں اور رجسٹر اور کچہریاں اور حکم سب اس دم میرے ہیں۔

مرا بخریدہ اند اہل جہان از ہمہ عاقل تری تو ای فلان

یعنی سارے اہل جہان نے مجھے خرید رکھا ہے تو ارے فلانے سب سے زیادہ عقلمند ہے مطلب یہ کہ سارے تو مجھے مانتے ہیں آپ بڑے عقلمند نکلکر آتے ہیں کہ میری حکومت کا انکار کرتے ہیں کہ یاد رکھو کہ سارے اختیارات مجھکو حاصل ہیں ابھی کایا پلٹ کرادونگا اور بولا کہ۔

موسیا خود را خریدی ہین برو خویشتن کم بین بخود غرہ مشو

(باقی آیندہ)

الحدیث خیر الامور اوسطہا البیہقی فی شعب الایمان من روایۃ مطرف بن عبد اللہ معضلا **ف** شمل بعمومہ الاقتصاد فی المجاہدۃ

حدیث سب امور میں بہتر درجہ اوسط ہے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں مطرف بن عبد اللہ سے ایسی سند کہ اس کے درمیان سے دو راوی متصل ساقط ہو گئے **ف** یہ حدیث اپنے عموم سے توسط فی المجاہدہ کو بھی شامل ہے کہ اوس میں مشقت بھی ہو اور تحمل بھی ہو

الحدیث اعبد اللہ فی الرضا فان لم تستطع ففی الصبر علی ما تکرہ خیر کثیر طب اقلت رواہ الترمذی من حدیث ابن عباس کذا قالہ العراقی فی کتاب الصبر والشکر **ف** فیہ ان الرضا الکامل لا یکون فیہ الکراہۃ الطبعی وان کان فیہ الالم الطبعی والا فالکراہۃ العقلی لا یکون فی الصبر ایضا وفیہ رعایۃ الاستعداد

حدیث۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رضا کے ساتھ اور اگر تجھ سے نہ ہو سکے تو ناگوار چیز پر صبر کرنے میں بھی خیر کثیر ہے روایت کیا اس کو طبرانی نے (میں کہتا ہوں۔ اور روایت کیا اسکو ترمذی نے ابن عباس کی حدیث سے اسی طرح کہا ہے عراقی نے کتاب الصبر والشکر میں) **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ رضا سے کامل میں کراہت طبعی بھی نہیں ہوتی گو الم طبعی ہو ورنہ (اگر کراہت طبعی ہو صرف کراہت عقلی نہ ہو تو کراہت عقلی تو صبر میں بھی نہیں (تو رضا میں صبر سے فوقیت ہی کیا ہوئی۔ حالانکہ حدیث میں فوقیت منصوص ہے) اور نیز اس حدیث سے تربیت میں استعداد کی رعایت بھی ثابت ہوتی ہے کہ بعض سے رضا کا مطالبہ

فی التربیۃ

الحدیث المجاهد من جاهد نفسه ت فی اثناء حدیث وصححه و من حدیث فضالة ابن عبید **ف** فیه افضلیة جهاد النفس من جهاد الکفار فان کونه جهادا موقوف علیه ۶۸

افضلیۃ جہاد النفس من جہاد الکفار
افضل بودن جہاد نفس از جہاد کفار

کتاب کسر الشهوتین

الحدیث حدیث ابی سعید الخدری کان اذا تغدی لم یتعش واذا تعشی لم یتغد لم اجد له اصلا وحدیث قال لعائشة ایاك والاسراف فان اکلتین فی یوم من السرف

کیا گیا بعض سے صبر کا۔

حدیث (اصل) مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے ایک حدیث کے اثنا میں اور اسکی تصحیح کی اور ابن ماجہ نے اسکو فضالہ بن عبید کی حدیث سے روایت کیا **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ جہاد نفس جہاد کفار سے بھی افضل ہے کیونکہ جہاد کفار کا جہاد ہونا خود جہاد نفس پر موقوف ہے اس لیے کہ اگر جہاد کے حدود ظاہری و باطنی محفوظ نہوں تو وہ جہاد ہی نہیں اور حدود کا محفوظ رکھنا یہ جہاد نفس ہی ہے)

کتاب علاج شہوت فرج و بطن

حدیث۔ ابو سعید خدری کی جو یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کو کھانا نوش فرماتے تو شام کو نہ کھاتے اور جب شام کو نوش فرماتے تو صبح کو نہ کھاتے ہیں نے (عراقی نے) اسکی کوئی اصل نہیں پائی اور یہ جو حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی سے فرمایا کہ اپنے کو اسراف سے بچاؤ اور ایکدن میں دو بار کھانا اسراف میں داخل ہے اسکو

البیهقی فی الشعب من
حدیث عائشة وقال
فی اسناده ضعف اه
قلت بل فی الحدیث
ما یدل علی ضده
وهو ما رواه ابو داود
فی باب صفة النبیذ
عن عائشة رض انها
کانت تنبذ لرسول
الله صلی الله علیه
وسلم غدوة فاذا
کان من العشی
فتعشی شرب علی
عشائه فان فضل
شیء صببته او فرغته ثم
تنبذ باللیل فاذا اصبح
تغدی فشرب علی
غدائه قالت
نغسل السقاء
غدوة وعشیة
فقال لها ابی مرتین

بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہؓ کی حدیث
سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکی اسناد
میں ضعف ہے فقط (پس حجت نہیں ہیں)
(یعنی اشرف) کہتا ہوں بلکہ حدیث میں اسکے
خلاف پر دلالت ہے اور وہ حدیث وہ ہے
جسکو ابوداؤد نے باب صفت نبیذ میں حضرت
عائشہ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صبح کے وقت خرما بھگو دیتیں
جب شام کا وقت ہوتا اور شام کا کھانا نوش فرماتے
تو کھانے پر نبیذ نوش فرما لیتے اگر کچھ بچ جاتا
۷۹ تو میں اوس کو گرا دیتی (لفظ میں راوی کو شک ہے
مگر دونوں لفظ ہم معنی ہیں) پھر شب کو خرما بھگو
دیتیں جب صبح ہوتی تو آپ صبح کا کھانا نوش فرماتے
اور کھانے پر نبیذ نوش فرماتے اور حضرت عائشہؓ
نے یہ بھی فرمایا کہ ہم اوس مشک کو جسمیں نبیذ تیار
ہوتا تھا صبح وشام دھو ڈالتے (تاکہ اوس میں
پہلے نبیذ کا اثر نہ رہے جس سے نئی نبیذ میں
تغیر کا احتمال ہو جاوے راوی کہتے ہیں کہ)
میرے باپ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ ایک دن میں
دوبار (نوش فرماتے) اونھوں نے فرمایا ہاں۔
ف اسمیں دلالت ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں

فی یوم قالت نعم

ف فیہ ان التوسع فی المآکل والمشارب من غیر غلو فیہ لاینافی الزھد واما الاقتصار فیھا فکان عن ضرورۃ لاعن قصد

۸۰ **الحدیث** کان یضرب یدہ علی فخذ عائشۃ احیانا ویقول کلمینی یا عائشۃ لم اجد لہ اصلا قلت لکن معناہ ثابت بالحدیث الصحیح الذی رواہ مسلم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رکعتی الفجر فان کنت مستیقظۃ حدثنی والا اضطجع **ف** فیہ ان المحادثۃ مع الاھل لاینافی مقصود الخلوۃ

اور اوقات میں (ایک ظرف زمان ہے، اور ایک ظرف مکان) توسع کرنا بدون غلو کے یہہ زہد کے منافی نہیں اور اکتفا فرمانا (وقت میں یا ماکول میں جو وارد ہے) یہ ضرورت سے تہا (کہ سامان مہیا نہ ہوا) قصداً نہ تہا جیسا بعض غالین مدعین زہد نے سمجہا ہے۔

حدیث۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اپنا ہاتہہ حضرت عائشہ کی ران پر مارتے تہے اور فرماتے تہے اے عائشہ مجہہ کو باتیں کرے ہیں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں پائی میں کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون حدیث صحیح سے ثابت ہے جسکو مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو سنتیں پڑہ چکتے اگر میں جاگتی ہوتی تو مجہہ سے باتیں کرتے تہے ورنہ لیٹ رہتے **ف** اس میں اسپر دلالت ہے کہ اہل خانہ کے ساتہ باتیں کرنا مقصود خلوت کے منافی نہیں (وہ مقصود اجتماع خواطر ہے اور تجربہ ہے کہ اہل خانہ سے چونکہ نہایت بے تکلفی ہوتی ہے اوس سے باتیں کرنے سے قلب مشوش نہیں ہوتا تشویش غایت ہوتی ہے

(باقی آیندہ)

عدم انقطاع از اہل در خلوت
ونہ بجرئم عدم ازالۃ الانقباض بالخلوۃ

اسکا علاج تصور شیخ تجویز کیا تاکہ اسکا قلب سب طرف سے ہٹکر ایک مرکز پر ٹھہری اور اسمیں مقصود اصلی کی طرف توجہ کی استعداد پیدا ہوجاوے اور گو یہ تصور خود بھی بت یعنی غیر مقصود تھا مگر بضرورت جمع خاطر اسکو اختیار کیا گیا تھا جب انکے خیالات و افکار ایک مرکز پر جمع ہوکر اس قابل ہوجاتے تھے کہ وہ مقصود اصلی و حقیقی یعنی حضرت حق کی طرف متوجہ ہوسکیں تو اس بت کو بھی توڑ دیتے تھے اور تصور شیخ کو بیچ میں سے ہٹا کر اسکے قلب کو براہ راست حق تعالے سے وابستہ کر دیا جاتا تھا یہ اصلی غرض تھی تصور شیخ کی۔ اور یہ مقصد تھا اسکا اب بعد کے لوگوں نے تصور شیخ کو جو حقیقت میں بت مگر ذریعہ تھا استعداد توجہ الی الحق کا مقصود اصلی بنا لیا اور اسی پر جم کر رہ گئے اور وہ بجائے ذریعہ توجہ الی الحق ہونے کے (اور موانع سے بھی زیادہ) توجہ الی الحق سے مانع تام ہو گیا جب سید صاحب پر یہ منکشف ہوا کہ اب تصور شیخ موصل الی الحق نہیں رہا بلکہ حق سے مانع ہو گیا ہے تو انھوں نے اسکو منع فرمایا اور نہایت سختی کے ساتھ رد کا یہ وجہ تھی سید صاحب کے تصور شیخ سے انکار کی۔ ۴۵

حاشیہ حکایت (۵۳) قولہ اسکا علاج تصور شیخ الخ اقول یہ تفصیل ہے اسی تحقیق کی جو حواشی حکایت بالا میں اجمالاً بیان کی گئی (ش ت)

(۵۴) خانصاحب نے فرمایا کہ حکیم خادم علی صاحب فرماتے تھے کہ یہ لوگ

(صوفیہ زمانہ) لا معبود الا اللہ لا مقصود الا اللہ لا موجود الا اللہ لا محبوب الا اللہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اسکا مقتضے یہ ہے کہ اور جملہ ما سوی اللہ کو چھوڑ کر ایک خدائے واحد کو اپنا معبود اپنا مقصود اپنا مطلوب اپنا محبوب بنائیں پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ باوجود اس تعلیم کے یہ لوگ قبر پرستی کیسے کرتے ہیں پھر فرمایا کہ بعض صحابہ نے ملوک عجم میں سجدہ کی رسم دیکھکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ حضور لوگ سلاطین کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم آپ کو سجدہ کیوں نہ کریں آپ تو سلاطین عجم سے کہیں زیادہ سجدہ کے مستحق ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا میری قبر پر گذر ہو تب بھی تم مجھے سجدہ کروگے

اُنھوں نے عرض کیا کہ نہیں اسپر آپ نے فرمایا کہ پھر اب سجدہ کس لئے کیا جائے اب بھی نہ ہونا چاہیئے کیونکہ فانی سجدہ کا مستحق نہیں ہے۔ اور سجدہ کا مستحق صرف حی قیوم ہے اس سے معلوم ہوا کہ مردہ کو سجدہ کرنا زندہ سے زیادہ خلاف عقل ہے اور اسکی شناخت اسقدر ظاہر ہے کہ وہ صحابی جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدہ کی درخواست کرتے ہیں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ کو بھی سجدہ کرنا خلاف عقل اور برا سمجھتے ہیں حالانکہ آپ کی موت محض صوری ہے اور ایسی نہیں جیسے غیر انبیاء کی موت۔ پس سمجھ میں نہیں آتا کہ قبور اولیاء اللہ کو سجدہ کرنا کیونکر معقول ہو سکتا ہے۔

حاشیہ حکایت (۵۴) نہایت لطیف ولاجواب تقریر ہے مگر یہ سوال باقی ہے کہ پھر اسکا وقوع ہی کیوں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اہل ضلال نے ان دونوں میں منافات نہیں سمجھی بلکہ قریب قریب اتحاد وحلول کا عقیدہ کرکے انکو غیر نہیں سمجھا تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا (**ش ت**) ۶۶

(۵۵) خانصاحب نے فرمایا کہ جو قصہ میں اسوقت بیان کرنا چاہتا ہوں یہ میں نے بہت سے لوگوں سے سُنا ہے اور غالباً ان بیان کرنیوالوں کی تعداد سو سے کم نہ ہوگی اس لئے میں سب کے نام تو نہیں لکھوا تا حضرت جنید آدمیوں کے لکھواتا ہوں حکیم خادم علی صاحب۔ مولوی سراج احمد صاحب۔ قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی مولانا گنگوہی مولانا نانوتوی۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن مظفر نگری۔ مولوی عبدالقیوم صاحب میانجی محمدی صاحب ان سب سے میں نے سُنا ہے مگر مجھے جو بسند متصل یہ قصہ پہونچا ہے تو اس میں اور دوسرے لوگوں کی روایت میں اخیر میں ذرا سا فرق ہے اب میں قصہ سُناتا ہوں (یہ تمہید ہے قصہ کی) حاجی منیر خانصاحب رئیس خانپور ان لوگوں میں سے ہیں جنکی ولایت پر خود انکی صورت شاہد تھی اور اسکے لئے کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہ تھی۔ یہ صاحب مولوی محمد یعقوب صاحب (مولوی محمد اسحٰق صاحب کے چھوٹے بھائی) سے بیعت تھے

جب مولانا اسحٰق صاحب و مولانا محمد یعقوب صاحب نے ہجرت کی ہے تو یہ سانڈنی
پر مولانا یعقوب صاحب کے ردیف ہو کر قطب صاحب تک ساتھ گئے تھے یہ فرماتے
تھے کہ میں نے راستہ میں مولوی محمد یعقوب سے اُنکے خاندان کے بزرگونکے
حالات پوچھے انھوں نے انکے حالات بیان فرماتے اور فرمایا کہ فلاں ایسا ہے
اور فلاں ایسا ہے۔ مولانا اسحٰق صاحب کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے
انسان کی صورت میں ایک فرشتہ بھیجا ہے تاکہ لوگ ان سے ملکر فرشتونکی
قدر کریں اور مولوی اسمٰعیل صاحب جیسا عالی ہمت اور بلند حوصلہ اس خاندان میں
کوئی پیدا نہیں ہوا ان وعظوں کی وجہ سے دلّی کے شہدے اور بدمعاش آپکے
یہانتک دشمن ہوگئے تھے کہ انکے قتل کی فکر میں تھے اسلئے ہم لوگ انکی بہت
حفاظت کیا کرتے تھے (اصل قصہ یہاں سے شروع ہوتا ہے) ایک مرتبہ وہ
عشاء کی نماز جامع مسجد میں پڑھکر اس دروازہ میں کو چلدے جو قلعہ کی جانب ہے میں نے
لپک کر ان کو پکڑا اور پوچھا کہ کہاں جاتے ہو میں اسوقت تمہیں تنہا نہ جانے دونگا ۴۷
اگر تم کہیں جاؤ گے میں تمہارے ساتھ جاؤنگا۔ مولانا نے فرمایا کہ میں ایک خاص
ضرورت سے جا رہا ہوں تم مجھے جانے دو اور میرے ساتھ نہ آؤ میں نے اصرار
کیا مگر وہ نہ مانے اور تنہا چلدیئے میں بھی ذرا فاصلہ سے انکے پیچھے پیچھے ہو لیا
خانم کے بازار میں ایک بڑی مالدار اور مشہور رنڈی کا مکان تھا اور اسکا نام
موتی تھا مولانا اُس مکان پر پہونچے اور آواز دی تھوڑی دیر میں مکان سے
ایک لڑکی نکلی اور پوچھا کہ تم کون ہو اور کیا کام ہے انھوں نے کہا کہ میں فقیر ہوں
وہ لونڈی یہ سُنکر چلی گئی اور جاکر کہدیا کہ ایک فقیر کھڑا ہے رنڈی نے کچھ پیسے دئے
اور کہا جاکر دیدے وہ لڑکی پیسے لیکر آئی اور مولانا کو دینا چاہا۔ مولانا نے کہا کہ میں
ایک صدا کہا کرتا ہوں اور بغیر صدا کہے لینا میری عادت نہیں تم اپنی بی بی سے کہو
کہ میری صدا سُن لے اُس نے جاکر کہا۔ رنڈی نے کہا کہ اچھا بلا لے وہ بلا کر لیگئی
مولانا جاکر صحن میں رومال بچھا کر بیٹھ گئے اور آپ نے سُورۃ والتین ثم رددناہ

اسفل سافلین تک تلاوت فرمائی میں بھی وہاں پہونچ گیا اور جاکر مولانا کے پیچھے کھڑا ہوگیا مولانا نے اسقدر بلیغ اور موثر تقریر فرمائی کہ گویا جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرادیا اس رنڈی کے یہاں بہت سی رنڈیاں بھی تھیں اور اسکے علاوہ اور لوگ بھی بہت تھے اثر اسکا یہ اثر ہوا کہ سب لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے اور کہرام مچگیا اور انھوں نے ڈھولک ستار وغیرہ توڑنے شروع کئے اور سوتی اور اسکے علاوہ اور کئی رنڈیاں تائب ہوگئیں۔ اسکے بعد مولانا اسمٰعیل صاحب اٹھکر چلدئے میں بھی پیچھے پیچھے چلدیا یہانتک تو باستثنا مضمون تمہیدی تمام روایت کرنے والوں کا اتفاق ہے یہاں سے خاص حاجی منیر خان کی روایت ہے وہ فرماتے تھے کہ مولانا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ جب مولانا جامع مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچے ہیں تو میں نے مولانا سے کہا کہ میاں اسمٰعیل تمہارے دادا ایسے تھے اور تمہارے چچا ایسے تھے اور تم ایسے خاندان کے ہو جسکے سلامی بادشاہ رہے ہیں مگر تم نے اپنے آپ کو بہت ذلیل کرلیا اتنی ذلت ٹھیک نہیں ہے اسپر مولانا ۶۸ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور حیرت سے میری طرف دیکھا اور کھڑے ہوگئے اور مجھ سے فرمایا کہ مولانا آپ نے یہ کیا فرمایا آپ تو اسکو میری ذلت سمجھتے ہیں یہ تو کچھ بھی نہیں میں تو اس روز سمجھونگا کہ آج کچھ میری عزت ہوئی ہے جس روز دلی کے شہدے میرا منہ کالا کرکے اور گدھے پر سوار کرکے مجھے چاندنی چوک میں کو نکالیں گے اور میں کہتا ہونگا قال اللہ کذا وقال رسول اللہ کذا یہ سنکر میری یہ حالت ہوئی کہ میں کہنے کو تو کہہ گیا مگر مارے شرم کے پانی پانی ہوگیا اور زبان بند ہوگئی اور اسکے بعد کبھی مجھے ان سے آنکھ ملاکر بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

حاشیہ حکایت (۵۵) **قولہ** فی آخر القصۃ میں تو اس روز سمجھونگا الخ **اقول** اللہ اکبر مدعیان فنا آئیں اور دیکھیں فنا اسکو کہتے ہیں ایک عاشق سنے اسی منظر سے عارف شیرازی کے اس شعر کی تفسیر کی ہے ؎

من حالِ دل لے زاہد باخلق نخواہم گفت کاین نغمہ اگر گویم باچنگ و رباب اولیٰ وقت

(باقی آئندہ)

رسالہ الہادی کی عدم رسی کی شکایت

اور احقر مُدیر کا تفصیلی جواب

تقریباً پونے دو سال سے رسالہ الہادی جاری ہے۔ اور بفضلہ تعالےٰ دفتر سے نہایت اہتمام کے ساتھ تاریخ معینہ پر روانہ کر دیا جاتا ہے اسپر بھی بعض حضرات کو رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ہے اور وہ اپنے عنایت ناموں میں احقر مدیر کو نشانہ طعن و تشنیع بناتے ہیں گویا انکے نزدیک رسالہ کے نہ پہنچنے کا سبب صرف دفتر کی بدنظمی ہی ہو سکتی ہے اور کچھ نہیں

حضرات۔ آپ یقین فرمایئے کہ علاوہ دفتر کی بدنظمی کے اور بھی خاص اسباب ہیں۔ جو رسالہ کو اپنی منزل مقصود تک پہنچنے میں مانع ہوتے ہیں کیا آپ اس سے بیخبر ہیں کہ پوسٹ آفس کی بے پروائی بھی مکتوب الیہ کی پریشانی اور دفتر کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے کیا آپکو یہ معلوم نہیں کہ بعض چالاک لوگ بالا ہی بالا پرچہ وصول کرکے اصل خریدار تک نہیں پہنچنے دیتے۔ کیا آپکو اسکا تجربہ نہیں کہ بعض دفعہ پتہ میں مغالطہ ہونے سے ایک کا پرچہ دوسرے کو ملجاتا ہے۔ اگر واقعی آپ ان اسباب سے بھی آگاہ ہیں تو سخت حیرت و تعجب کا مقام ہے کہ آپ اس بدنظمی کا سارا الزام دفتر الہادی کے سر رکھتے ہیں اور خطوط میں ایسے الفاظ یاد فرماتے ہیں جنکا احقر عند اللہ مستحق نہیں ہے

میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ باوجودیکہ میری اہلیہ پانچ ماہ تک سخت بیمار رہی اور مرحومہ کی تیمار داری میں احقر کو سخت پریشانی لاحق رہی مگر شروع میں جس اہتمام اور نظم و نسق کا وعدہ خریداران الہادی سے کیا گیا تھا خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ باوجود ہزار پریشانیوں کے اسکے ایفا میں کوشش کیگئی اور اپنی طرف سے تاریخ معینہ پر شائع ہونے میں ذرا بھی کوتاہی روا نہیں رکھی گئی۔

دفتر کیطرف سے یہ اعلان بھی بار بار شائع ہوا اور اب بھی اسکا اعادہ کرتا ہوں کہ رسالہ کی تاریخ معینہ سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع آنے پر دوبارہ رسالہ ارسال کر دیا جاتا ہے امید کہ بجائے کرمفرما اظہار غضب میں عجلت نفرما کر حسب قاعدہ دفتر کو عدم رسی کی اطلاع صاف و سادہ الفاظ میں

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۷۵

قال الله تعالى وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر افضلیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

را ضرر اشد یا ہادی ⁂ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ⁂ لہٰذا اتباعاً للنص المذکور ⁂ صحیفۂ شہریہ کہ مستدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

ست بتدریج

الہادی

نمبر ۹	بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ	جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست مدہر مجلس نادی

و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی ⁂ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب لسہیل الحفاظ

و مصلح عقائد و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ⁂ بادارۃ محمد عثمان عامی ⁂ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دہلی بعد ادائے محصول ڈاک و زر قیمت ملی گردد

له هذا التفسير العام ماخوذ من الحديث واختص بها كتاب الله فتفكر ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت محرم الحرام ۱۳۴۵ھ

جو برکت دعاء حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب والتہذیب ترجمہ ترغیب ترہیب	حدیث	مولینا مولوی محمد اسحاق صاحب سلمہٗ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۳
۶	اسرار الروایا فی جیب الحکایات	تصوف وسیر	مولوی حبیب احمد صاحب حاشیہ حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷
۷	ضمیمہ یعنی جنتری ۱۳۴۵ھ	×		×

اصول و مقاصد رسالہ "الہادی" اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امت محمدیہ کے عقاید و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بعونہ اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈھائی جزو سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہو اور قیمت سالانہ دو روپیہ ۲ آنہ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ جنتری اضافہ کرکے دو روپیہ دس آنہ کا وی پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور دو روپیہ بارہ آنہ کا وی پی پہنچیگا

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے۔ وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی پی کی اجازت نہ دیں گے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے ان کی خدمتمیں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۴ھ سے بھیجے جائیں گے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرماویں مگر اس کی قیمت تین روپے ہے۔ علاوہ محصول ڈاک کے

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

نے فرمایا کہ اے ابو فاطمہ اگر تو آخرت میں مجھ سے ملنا چاہتا ہے تو کثرت سے سجدے کیا کر۔
اور حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسی حالت بندے کی کہ اللہ کے نزدیک اس پر بندے کا رہنا محبوب ہو اس سے زائد نہیں ہے کہ اس کو سجدہ کرتے ہوئے اور سر کو خاک میں گرد آلود کرتا ہوا دیکھے اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کو تنہا عثمان نے روایت کیا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ یہ عثمان ابن قاسم ہے۔ ابن حبان نے انکو ثقات میں ذکر کیا ہے۔
اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر گذرے فرمایا اس قبر والا کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں شخص فرمایا اس شخص کی دو رکعتیں مجھکو تمہاری ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں اس کو طبرانی نے اوسط میں بسند حسن روایت کیا ہے
اور حضرت مطرفؓ سے مروی ہے کہ میں قریش کی ایک جماعت کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ ایک آدمی آیا اور اس نے نماز پڑھنی شروع کی اور اس قدر کہ برابر بڑھے جاتا تھا۔ اور رکوع و سجدے کیے جاتا تھا۔ اور بیٹھا نہ تھا۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں نہیں خیال کرتا ہوں کہ یہ معلوم ۱۶۱
کر سکے کہ یہ اپنی نماز وتر پر ختم کرتا ہے یا شفع پر۔ لوگوں نے کہا کہ کیا تم اس کی طرف چلتے نہیں کہ اس کو کہدیتے سکتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ اے اللہ کے بندے میں نہیں جانتا کہ تو یہ معلوم کر سکے کہ تو اپنی نماز کو شفع پر ختم کرتا ہے یا وتر پر اس شخص نے کہا کہ مگر اللہ جانتا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو کوئی اللہ کے واسطے ایک سجدہ کرے تو اُس کے واسطے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اسکی ایک خطا معاف کی جاتی ہے اور ایک درجہ بڑھایا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کون ہیں فرمایا ابوذر میں اپنے ہمراہیوں کے پاس واپس آیا اور ان سے کہا کہ اللہ تم ہمنشینوں کو بری جزا دے تم نے مجھکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص کو بتلانے اور سکھانے کا مشورہ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے انکو دیکھا کہ وہ قیام کو دراز کرتے ہیں اور رکوع اور سجدے کثرت سے کرتے ہیں۔ میں نے ان سے اسکا ذکر کیا فرمانے لگے کہ میں نے نماز کے حسن میں کوتاہی نہ کی اس واسطے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے ایک رکوع کیا یا ایک سجدہ کیا اس کے واسطے اس رکوع یا سجدے کی وجہ سے ایک درجہ بلند کیا جائے گا۔ اور ایک خطا معاف کی جائے گی۔ اس کو احمد و بزار نے اس کے قریب روایت کیا ہے اور یہ اپنے تمام طریقوں میں حسن ہے یا صحیح ہے

اور حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ میں حضرت ابو درداء کے پاس ان کے مرض الموت میں حاضر ہوا انھوں نے فرمایا کہ اے بھتیجے اس شہر میں تم کس کام کی وجہ سے آئے میں نے عرض کیا کہ کچھ نہیں بجز اس تعلق کے جو آپ کے اور میرے والد عبداللہ بن سلام کے درمیان میں تھا فرمایا کہ یہ (یعنی وقت موت) جھوٹ کا بہت برا موقع ہے (یعنی ایسے وقت کوئی جھوٹ نہیں بولتا) میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص وضو عمدگی کے ساتھ کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں یا چار رکعتیں (شک سہیل راوی کی جانب سے ہے) پڑھے ان میں رکوع اور انکساری خوب کرے پھر اللہ سے مغفرت چاہے تو اس کو بخش دیا جاتا ہے۔ اس کو امام احمد نے بسند حسن

۱۶۲ روایت کیا ہے۔

اور حضرت زید بن خالد جہنی رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عمدگی کے ساتھ وضو کرے پھر دو رکعت پڑھے کہ ان کے درمیان میں بھولے نہیں تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد ہی کی ایک روایت میں ہے کہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ جو عمدگی کے ساتھ وضو کرے اور دو رکعتیں اپنے ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر پڑھے۔ پھر بھی اس کے واسطے جنت واجب نہ ہو۔

اور حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں رہتے تھے اور اس زمانہ میں اپنی خدمت آپ ہی کر لیا کرتے تھے۔ خود ہی اپنے اونٹوں کو نوبت بہ نوبت چرا لیا کرتے تھے۔ ایک زمانہ میں میری اونٹوں کی چرانے کی باری تھی۔ میں روزانہ انکو شام کو چرا کر واپس لاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ بیان فرماتے ہوئے دیکھا کرتا ایک روز میں نے آپ کو اثنائے خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی تم میں سے عمدگی کے ساتھ

وضو کرتا ہے۔ اور پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں ظاہر و باطن کو متوجہ کر کے پڑھتا ہے وہ اپنے واسطے جنت کو واجب کر لیتا ہے۔ میں نے کہا کہ واہ واہ یہ کیا عمدہ بات ہے۔ اس کو مسلم ابوداؤد و نسائی ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بعض حدیث کو روایت کیا ہے۔ الفاظ ابوداؤد کے ہیں اور اس کو حاکم نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ جو وضو کامل کرے پھر اپنی نماز میں ایسے طریقہ پر کھڑا ہو کہ وہ سمجھ رہا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور پھر نماز سے ایسا پاک و صاف، فارغ ہو کہ جیسے وہ اپنی ماں سے پیدا ہوا تھا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے

اور حضرت عاصم بن سفیان ثقفی سے مروی ہے کہ لوگ غزوۂ سلاسل کو گئے تھے مگر وہ غزوہ میں نہ شریک ہو سکے لہذا وہ سرحدی حفاظت میں مشغول ہو گئے پھر وہ حضرت معاویہ کے پاس واپس آئے تو ان کے پاس ابوایوب اور عقبہ بن عامر بھی بیٹھے تھے۔ عاصم نے کہا کہ اے ابوایوب ہم سے اس سال غزوہ فوت ہو گیا اور ہمکو یہ خبر لگی ہے کہ جس شخص نے چار مسجدوں میں نماز پڑھ لی اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے فرمایا اے میرے بھتیجے کیا میں اس سے زیادہ سہل بات نہ بتاؤں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو کوئی حکم (شرعی) کے موافق وضو کرے اور قاعدے کے مطابق نماز پڑھے اس کے تمام پہلے کئے ہوئے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اسی طرح ہے اے عقبہ (یہ عقبہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا) انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس کو نسائی ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور کتاب الوضوء میں عمرو بن عبسہ کی ایک حدیث گذری ہے۔ اس کے اخیر میں ہے کہ پھر اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور خدا کی حمد و ثنا اور بزرگی جیسے کہ اس کی شان کے لائق ہے کرے اور اس کا دل خدا کے واسطے فارغ ہو جائے تو ضرور ہے کہ وہ شخص اپنی خطاؤں سے ایسا پاک و صاف نکلیگا کہ جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور اسی باب میں اس سے پہلے حدیث حضرت عثمان کی گذری ہے اس میں ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی مرد مسلمان ایسا نہیں ہے کہ فرض نماز اسپر آجائے اور وہ اس کا وضو اور اس کا سجدہ اور رکوع خوبی کی

۱۶۳

ساتھ ادا کرے اور پھر اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ نہ ہو جب تک کہ کبائر کا ارتکاب نہ کرے اور یہ (دولت) تمام زمانے میں ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور حدیث عبادہ کی بھی پہلے گذری ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ پانچ نمازیں ہیں کہ اللہ نے ان کو فرض کیا ہے جو ان کا اچھا وضو کرے اور ان کو ان کے وقت پر ادا کرے اور ان کے رکوع اور سجدے اور خشوع کو کامل کرے تو اللہ کے ذمہ پر عہد ہے کہ اس کو بخشدے اور ایک باب میں اس کے بعد حضرت انسؓ کی حدیث بھی آئے گی اگر خدا نے چاہا۔

اول وقت نماز پڑھنے کی ترغیب

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ کے نزدیک کونسا عمل زیادہ پیارا ہے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا میں نے عرض کیا پھر کونسا فرمایا والدین کے ساتھ سلوک کرنا میں نے عرض کیا پھر کونسا فرمایا اللہ کے واسطے
جہاد کرنا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بیان فرمائے ۱۰۴
اور اگر میں زیادہ دریافت کرتا تو اور زیادہ آپ بیان فرماتے اس کو بخاری مسلم ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے شعبہ روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا افضل عملوں میں سے وقت پر نماز پڑھنا اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور جہاد ہے اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی (سند) صحیح میں شمار ہوتے ہیں۔

اور حضرت اُم فروہ (یہ صحابیہ اُن عورتوں میں سے تھیں کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل تمام اعمال میں سے افضل ہے۔ فرمایا اول وقت نماز پڑھنا اس کو ابوداؤد ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی کہا ہے کہ یہ حدیث صرف عبداللہ بن عمر عمری سے مروی ہے اور وہ اہل حدیث کے نزدیک قوی نہیں ہے اور محدثین نے اس حدیث

میں اضطراب کیا ہے۔ صاحب کتاب حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عبداللہ صدوق ہے اور سند حسن کے رواۃ میں سے ہے اور ان میں کچھ کمی ہے۔ امام احمد نے ان کی نسبت فرمایا ہے کہ روایت حدیث میں صالح ہیں کچھ مضائقہ نہیں ہے، اور ابن معین نے کہا ہے کہ ان کی حدیث لکھی جاتی ہے (یعنی عند المحدثین مقبول ہے) اور ابن عدی نے کہا ہے کہ یہ بہت سچے ہیں اور ان میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اور ابو حاتم اور ابن مدین نے ضعیف کہا ہے۔ اور یہ ام فروہ حضرت ابوبکر صدیق کی علاتی بہن ہیں اور جس شخص نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ام فروہ انصاری ہیں ان کو وہم ہوگیا ہے۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہیں جس نے ان کے واسطے وضو عمدگی سے کیا اور ان کے وقت پر ان کو پڑھا اور ان کے رکوع وسجود اور خشوع کو کامل کیا اس کے واسطے خدا کے نزدیک عہد ہے کہ اس کی مغفرت فرمائے۔ اور جس نے ایسا نہیں کیا تو اس کے واسطے اللہ کے پاس کوئی عہد نہیں ہے۔ چاہے اس کو بخش دے اور چاہے اسکو
165
عذاب دے۔ اس کو امام مالک ابوداؤد ونسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے اصحاب پر گذرے ان سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا رب تبارک وتعالیٰ کیا فرماتا ہے انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ تین مرتبہ آپ نے یہی کلمہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قسم ہے میری عزت اور جلال کی کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ وہ ان نمازوں کو ان کے وقت پر پڑھے اور اس کو میں جنت میں داخل نہ کردوں اور جس نے ان نمازوں کو غیر وقت میں پڑھا اس کو میں چاہونگا تو بخشدونگا اور چاہونگا تو عذاب دونگا۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔ انشاء اللہ اس کی سند حسن ہے۔

نماز باجماعت پڑھنے کی ترغیب اور جو نماز کو جائے اور جماعت نہ ملے تو اس کا اجر

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کی جماعت کی نماز اس کے گھر اور بازار کی نماز سے پچیس گنا زیادہ ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ جب اس نے اچھی طرح وضو کیا اور پھر مسجد کو چلا اس طرح کہ وہ نماز ہی کے واسطے گھر سے چلا ہے کوئی ایسا قدم نہ رکھیگا کہ اس کی وجہ سے ایک درجہ نہ بلند ہو اور ایک خطا نہ معاف ہو۔ اور جب نماز پڑھتا ہے تو برابر فرشتے اس پر درود پڑھتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنے مصلے پر رہتا ہے تا وقتیکہ وہ حدث نکرے اور کلمات درود یہ ہیں اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما اے اللہ اسپر رحم فرما۔ اور جب تک کہ نماز کی انتظار میں رہتا ہے اسوقت تک نماز میں شمار ہوتا ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور انہی کے الفاظ ہیں۔ اور مسلم ابوداؤد و ترمذی ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے

اور حضرت ابن عمر رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے جماعت کی نماز ستائیس درجہ افضل ہے۔ اس کو امام مالک بخاری مسلم ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔ ۱۶۶

اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جس کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہو کہ کل کو اللہ پاک سے مسلمان ہو کر ملاقات کرے اس کو چاہیئے کہ ان نمازوں کی محافظت کرے جہاں ان کے واسطے بلایا جائے (یعنی جس جگہ پر اذان ہو جائے) اسواسطے کہ اللہ تعالی نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کچھ طریقے ہدایت کے مشروع فرمائے ہیں اور ان میں سے یہ نمازیں بھی ہیں۔ اور اگر تم لوگوں نے اپنے گھروں میں نماز پڑھی جیسے کہ یہ شخص گھر میں پیچھے رہ کر نماز پڑھتا ہے تو تم نے اپنے نبی کے طریقہ کو چھوڑ دیا اور اگر اپنے نبی کے طریقہ کو تم نے چھوڑ دیا تو تم گمراہ ہوگئے اور کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ وہ عمدگی کیساتھ طہارت حاصل کرے اور ان مساجد میں سے کسی مسجد میں نماز کے لئے جانے کا ارادہ کرے تو اس کے واسطے خدا تعالی ہر قدم کے بدلے ایک نیکی نہ لکھتا ہو اور ایک درجہ نہ بلند کرتا ہو اور ایک گناہ نہ معاف کرتا ہو اور میں نے تو اپنے لوگوں کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ ان میں جماعت سے پیچھے بجز کھلے منافق کے اور کوئی نہیں رہتا تھا اور بعض شخص دو آدمیوں کے درمیان میں گھسٹ کر

(بباعث ضعف یا مرض کے) آتا تھا اور صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنے لوگوں کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ ان میں سے نماز سے پیچھے بجز مشہور منافق یا بیمار کے کوئی نہیں رہتا تھا۔ اور بعض شخص تو آدمیوں کے درمیان میں چلتا تھا اور جماعت میں مل ہو جاتا تھا۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ہدایت کے طریقے بتلائے ہیں اور ان میں سے ایسی مساجد میں نماز پڑھنا ہے کہ جن میں اذان دیجاتی ہے۔ اس کو مسلم ابوداؤد نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی جماعت میں نماز پڑھنا اس کی تنہا نماز پڑھنے سے کچھ اوپر بیس درجے افضل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر ایک ان مدارج میں سے مثل اس کی تنہا نماز کے درجے کے ہے۔ اس کو امام احمد نے بسند حسن اور یعلی اور بزار اور طبرانی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس کے مثل روایت کیا ہے۔

اور حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ١٦٧
سنا کہ اللہ تبارک وتعالی جماعت میں نماز پڑھنے سے خوش ہوتا ہے۔ اسکو امام احمد نے بسند حسن اور اسی طرح طبرانی نے حدیث ابن عمر سے بسند حسن روایت کیا ہے۔

اور حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو کوئی وضو کامل کرے پھر فرض نماز پڑھنے چلے اور امام کے ساتھ ادا کرے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شب میں میرے پاس میرے رب کی جانب سے ایک فرستادہ آیا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنے رب کو نہایت عمدہ صورت میں خواب کی حالت میں دیکھا مجھے فرمایا اے محمدؐ میں نے عرض کیا لبیک اے پروردگار وسعدیک فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ فرشتوں کا گروہ اعلیٰ کس بارے میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔ تب آپ نے میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان دست مبارک رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک

دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی یا فرمایا اپنے سینہ میں پائی۔ پس جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا سب مجھکو منکشف ہوگیا۔ یا فرمایا کہ مابین مشرق و مغرب کے جس قدر خدا نے چاہا منکشف ہوگیا) فرمایا اے محمد تم جانتے ہو کہ کس بارے میں ملائکہ کی جماعت اعلیٰ گفتگو کر رہی ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں ترقی درجات اور کفارات میں۔ اور قدموں کو جماعت کے واسطے اٹھانا اور سردی کے زمانے میں وضو کامل کرنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور جس شخص نے ان نمازوں پر مداومت کی اس نے خیر و صلاح کے ساتھ زندگی بسر کی اور خیر پر ہی وفات پائی۔ اور اپنے گناہوں کے اعتبار سے ایسا ہوگیا جیسے بروز پیدائش تھا۔ فرمایا اے محمدؐ میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک فرمایا جب تم نماز پڑھ چکا کرو تو کہا کرو اللھم انی اسئلک فعل الخیرات ترک المنکرات وحب المساکین واذا اردت بعبادک فتنۃ فاقبض لی الیک مفتون (ترجمہ) اے اللہ میں تجھسے نیک کاموں کا کرنا اور برے کاموں کا چھوڑنا اور مسکینوں سے محبت طلب کرتا ہوں۔ اور جب تو اپنے بندوں کو فتنے میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائے تو مجھکو غیر مفتون اپنی طرف بلالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۱۶۸
کہ اور اعمال ترقی درجات کثرت سلام اور کھانا کھلانا اور ایسے وقت میں شب کو نماز پڑھنا کہ لوگ سوتے ہوں۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن غریب کہا ہے۔

اور حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ نماز جماعت سے پیچھے رہجانے والا جانتا کہ اس جماعت کے جانے والے کے واسطے کیا اجر ہے تو یہ بھی ضرور آتا۔ اگرچہ گھٹنوں کے بل آتا۔ یعنی اگر یہ جماعت ترک کرنے والے جماعت کے ثوابوں کی تصدیق تام کرتے اور ان کی قدر پہچانتے تو ہرگز جماعت نہ ترک کرتے یہ طبرانی کی ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جو ترک جماعت کے باب میں انشاء اللہ تمامہ آئےگی

اور انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کے واسطے چالیس روز جماعت میں تکبیر اولیٰ کو پاکر نماز پڑھی اس کے واسطے دو چیزوں سے برات لکھدی جائے گی ایک برات نار جہنم سے اور ایک نفاق سے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کسی شخص نے اس حدیث

سلسلہ تسہیل المواعظ کا پندرہواں وعظ

مسمّٰی بہ

عمل دین کی ضرورت

منتخب از ضرورۃ العمل فی الدین وعظ سوم دعوات عبدیت

حصہ سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ ماثورہ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔ (**ترجمہ**) اے رب ہمارے اور بھیجئے ان میں ایک رسول انہیں میں سے جو پڑھے انپر آیتیں آپ کی اور سکھاوے انکو کتاب اور حکمت اور پاک کرے انکو آپ قدرت والے ہیں اور حکمت والے ہیں اس آیت کے متعلق یہ مضامین ہیں۔

(۱) یہ وہی آیت ہے جو اس سے پہلے دو وعظوں میں پڑھی جا چکی ہے پہلے وعظ میں اسکے مناسب کچھ باتیں بیان ہوئی تھیں اور دوسرے وعظ میں اسکے ایک جزو یعنی الفاظ کا پوری طرح بیان کیا گیا تھا اور دوسرے جزو یعنی معنی کا بیان بھی کسیقدر تفصیل

کے ساتھ کر دیا گیا تھا تیسرا جزو یعنی عمل باقی تھا اس وقت عمل کا بیان کیا جائے گا
اور دوسرے جزو یعنی معنی کے بیان کو بھی پورا کر دیا جائے گا۔ یہ حاصل ہے اس آیت
کا یعنی اس آیت میں تین چیزوں کا بیان ہے اوّل مقصود الفاظ کا علم۔ دوسرا مقصود
معنی کا علم۔ تیسرا مقصود عمل۔ سو الفاظ کا تو پوری طرح بیان کر دیا تھا البتہ ایک
چھوٹی سی بات رہ گئی تھی۔ وہ اب بیان کئے دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ الفاظ کے کچھ حق ہیں
اور وہ یہ ہیں کہ ہر حرف صحیح کر کے پڑھا جاوے کیونکہ عربی ایسی ہے جیسے اردو۔ سوار دو
زبان اگر اردو کے قاعدے کے موافق ہوگی تو وہ اردو کہلائے گی ورنہ نہیں جیسے کہ
آجکل دوسری قوموں سے مشابہ بننے کے لئے بعض لوگ اردو غلط بولنے لگے ہیں ظاہر
ہے کہ وہ اردو نہیں ہے میں نے خود اسٹیشن کانپور پر دیکھا کہ ایک ہندوستانی
نے اردو کو خراب کر کے ایک شخص سے کہا کہ ہم یہ بات سننا نہیں مانگتا۔ اور ان لوگوں کا
صحیح اردو کو چھوڑنا صرف اس غرض سے ہے کہ انگریزوں کے مشابہ ہو جائیں۔ افسوس
۲ ہے کہ وہ تو اس کوشش میں ہیں کہ ہم کو صحیح اردو آجائے اور ہم اس کوشش میں
ہیں کہ جو کچھ آتی ہے وہ بھی خراب ہو جائے۔ میں نے اس سے پہلے وعظ میں عرض کیا
تھا کہ وہ تو ہماری چیزیں لیتے جاتے ہیں اور ہم انکی چیزیں اختیار کرتے جاتے
ہیں یہ بھی ان ہی میں سے ہے کیا انتہا ہے کہ الفاظ میں بھی با وجود اختیار اور
قدرت کے اُن کے موافق ہونے کی کوشش کی جاتی ہے غرض جیسے یہ اردو نہ تھی
اسی طرح اگر عربی کو بگاڑ کر پڑھا جاوے تو وہ عربی نہ ہوگی اس وقت جو لوگ قرآن
شریف پڑھنے کی طرف توجہ کرتے ہیں وہ بھی اُس کے صحیح کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتے
بلکہ اکثر عالموں کو بھی اس کا خیال نہیں ہے حالانکہ اس پر توجہ نہ کرنے سے بڑی بڑی
غلطیاں ہو جاتی ہیں تو چونکہ قرآن عربی ہے اس لئے جب صحیح کر کے نہ پڑھا جائے گا
تو عربی نہ رہے گا پس جس نے صحیح کر کے نہ پڑھا اُس نے قرآن عربی میں نہ پڑھا
تو قرأت سیکھنا ضروری ہوا اور بدون اس کے جس طرح آپ جاہلوں کو غلط اردو
بولتے دیکھتے ہیں اور اُن پر ہنستے ہیں اسی طرح قاری آپ پر بھی ہنستے ہیں۔

(۲) مگر خدا کا شکر ہے کہ اب چند روز سے عالموں نے قرأت کی طرف توجہ کی ہے مدرسوں میں قاریوں کو بھی نوکر رکھا ہے لیکن ضرورت اس کی ہے کہ سب ادھر توجہ کریں اور لہجہ کی کچھ ضرورت نہیں صرف حرفوں کو صحیح کر لینا چاہئے اور اس میں کچھ زیادہ مدت نہیں لگیگی حرف اٹھائیس حروف ہیں اور اُن میں بعض ایسے ہیں کہ ان کی مشق کی ضرورت ہی نہیں البتہ بعض حرفوں کے مشق کی ضرورت ہے تو اگر ایک ایک حرف کے لئے تین تین دن لگ جائیں تو ایک مہینہ سے زیادہ صرف نہ ہوگا اور قرآن شریف صحیح ہو جائے گا اور یہ مضمون بہت ہی ضروری ہے اس کی طرف عالموں کو خاص طور پر توجہ کرنا چاہئے۔ اسوقت اگر پچاس مولویوں کو جمع کر کے قرآن سنا جائے تو مشکل سے دو آدمی صحیح قرآن پڑھنے والے نکلیں گے کتنے افسوس کی بات ہے کہ طالب علم فلسفہ اور منطق پڑھتے ہیں اور قرآن صحیح نہیں کرتے اور پھر غضب یہ کہ ایسے لوگ امام ہو جاتے ہیں اور اس میں دین کی خرابی کے ساتھ دنیا کی بھی خرابی ہے وہ یہ کہ بعض غلطیوں پر عوام بھی خبردار ہو جاتے ہیں اور اُس وقت وہ عالموں
۳ کی بیقدری کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب نے سورۃ الناس میں مِنَ الْجِنَّاتِ وَالنَّسْ پڑھا ایک صاحب نے سورہ ابی لہب میں تَبَّتْ يَدَا اَبِي لَحَبٍ پڑھا۔ ایک صاحب نے کہا کہ حضور اتنے بڑے عالم ہو کر غلط پڑھتے ہیں کہنے لگے پھر کس طرح پڑھوں اُن صاحب نے آہستہ سے بتلایا کہ اَبِي لَهَبٍ آہستہ سے اس لئے بتلایا تا کہ کوئی سنے نہیں کہ اس میں ناحق کی رسوائی ہے تو وہ بھلے آدمی یہ سمجھے کہ آہستہ پڑھنے کو کہتا ہے یہ نہ سمجھے کہ چھوٹی ہا پڑھنے کو بتلایا ہے تو آپ جواب دیتے ہیں کہ اچھا زور سے نہ پڑھا کروں ہلکے سے پڑھا کروں۔ لاحول ولا قوۃ ! سمجھانے پر بھی نہ سمجھے بات یہ ہے کہ بلا سیکھے ہوئے کچھ نہیں آتا۔ دیکھئے آجکل انگریزی پڑھنے والے اس کی کوشش کرتے ہیں کہ انگریزوں کا لب ولہجہ آجائے اور اس کے لئے کیا کیا تدبیریں کی جاتی ہیں کوئی اپنی اولاد کو لندن بھیجتا ہے کسی نے اپنے بچوں کو میموں کے سپرد کر دیا ہے حالانکہ اس پر نہ پاس ہونا موقوف ہے نہ ڈگری لیکن اس پر بھی اس کی طرف تو اتنی توجہ کہ اس کے صرف پڑھنے ہی پر بس نہیں بلکہ لب ولہجہ حاصل کرنے کی بھی خواہش اور کوشش ہے اور قرآن کو ایسا چھوڑا جاتا ہے کہ اول

تو پڑھا ہی نہ جائے اور اگر پڑھیں بھی تو یوں خراب کر کے صاحبو اگر قرآن کو ہم چھوڑ دیں
تو بتلایئے پھر اور کون اسکو پڑھے گا۔ پس ہر شخص کو قرآن شریف اس طرح پڑھنا چاہیئے
کہ معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھ رہے ہیں یعنی ایسا صحیح کر کے پڑھیں
جیسے حضور کے سامنے پڑھا جاتا تھا۔ خدا کی قسم اس میں ایسی لذت ہے کہ اگر آدمی کے
حواس ٹھیک ہوں تو سارے راگ ایک طرف اور تلاوت قرآن ایک طرف۔ ایک بزرگ
تھے مولوی کرامت علی صاحب اُنہوں نے قرآن عرب میں سیکھا تھا ایک گوئیے نے انکو
پڑھتے سُنا تو کہنے لگا کہ اس سے اچھی بھیرویں میں نے آجتک نہیں سُنی مولوی صاحب
نے فرمایا میں کیا جانوں بھیرویں کیا ہوتی ہے کہنے لگا آپ کو خبر نہیں کہ یہ بھیرویں ہے تو
قرآن ایسی عجیب چیز ہے کہ ہر لہجہ میں ڈھل جاتا ہے۔ دیکھئے مولوی صاحب کو خبر بھی نہیں تھی
مگر اس گوئیے کو اُس کی طبیعت کے موافق مزہ ملا۔ کبھی مکہ معظمہ جانا ہو تو دیکھئے گا کہ ہر جا
سے کیسی پیاری پیاری آوازیں آتی ہیں خدا کی قسم انسان مست ہو جاتا ہے اور ہم کو جو
۴ مزا نہیں آتا تو اس لئے کہ ہم کو پڑھنا نہیں آتا ورنہ صحیح پڑھنے والوں کو خود مزا آتا ہے
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن کی تو خاصیت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں
اس کو سُنکر اُن کے بدن پر رُواں کھڑا ہو جاتا ہے اور ہماری یہ حالت ہے نہیں تو کیا
بات ہے کچھ تو دل ہی درست نہیں اور کچھ غلط پڑھنے کی بدولت اثر نہیں ہوتا اور جب
کبھی کوئی صحیح پڑھنے والا آجاتا ہے تو غور کر کے دیکھ لیجئے کہ دلوں کی کیا حالت ہوتی
ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے پڑھنے میں جو ہمکو مزہ نہیں آتا اس کی بڑی وجہ یہ ہے
کہ ہمکو پڑھنا نہیں آتا اس لئے اس کی بھی کوشش کرنا چاہیے کہ ہمکو قرآن کا پڑھنا آجائے

علم معنی اور عمل کا بیان

یہ حصہ الفاظ کے علم کا تو ختم ہو گیا۔ اب علم میں معنی کا درجہ رہگیا اور عمل رہگیا معنی کا جو
بیان رہ گیا تھا آج اسکو بیان کئے دیتا ہوں۔ یہ تو معلوم ہے کہ اس وقت دین کے علم
سے کس قدر بے التفاتی ہو رہی ہے اب دیکھ لیجئے کہ اس سے نقصان پہونچے گا یا نہیں۔
میں علم کی فضیلت بیان نہیں کرتا بلکہ اس کی ضرورت ظاہر کرتا ہوں کیونکہ ضرورت کے
بتلا دینے کے بعد دوسری خوبیوں کے ذکر کی حاجت نہیں تو میں صرف اتنا بیان کرونگا

کہ جس بادشاہ کی سلطنت میں کوئی شخص رہتا ہے اُس کو اُس بادشاہ کے قانون جاننے کی ضرورت ہے اب میں یہ سوال کرتا ہوں کہ ہم لوگ خداتعالیٰ کی عملداری میں ہیں یا نہیں اور دوسرا سوال کرتا ہوں کہ خداتعالیٰ کے کچھ قانون ہیں یا نہیں اگر ہم اُس کی عملداری سے باہر ہوتے یا اُن کے یہاں کچھ قانون نہ ہوتے تب تو ایسی کچھ فکر نہ تھی مگر جب کہ یہ دونوں باتیں ہیں تو اب بغیر قانون سیکھے چارہ نہیں۔ خداتعالیٰ کی عملداری سے باہر نہ ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ ان کو سب کے اوپر ہر طرح کی قدرت ہے ہر مذہب کے لوگ اُس کو جانتے ہیں رہی دوسری بات کہ اُن کے کچھ قانون ہیں یا نہیں اس کو سب مسلمان بلکہ ہر مذہب کے لوگ مانتے ہیں اور سارا قرآن اس سے بھرا پڑا ہے کہیں پر ارشاد ہے۔ احل اللہ البیع وحرم الربوا۔ ترجمہ۔ حلال کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تجارت کو اور حرام کیا ہے سود کو کہیں حکم ہے

5 ولا تقربوا الزنیٰ

ترجمہ۔ زنا کے پاس مت جاؤ۔ غرض تمام قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سب کاموں کی متعلق کچھ قانون مقرر کئے ہیں اور ان کے خلاف کرنے پر دھمکی دی ہے۔ پھر کیا شبہ رہ گیا آجکل لوگ خداوندی قانون صرف نماز روزہ کو سمجھتے ہیں باقی اور کاموں میں اپنے کو بالکل آزاد سمجھتے ہیں تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ آپ نے نماز روزہ ہی کی کونسی فکر کی افسوس ہے کہ پہلے آپس کے معاملوں میں یہ آزادی شروع ہوئی تھی مگر چونکہ یہ زمانہ ترقی کا ہے ہر چیز کو ترقی ہوتی ہے اس لئے اس آزادی کو بھی یہاں تک ترقی ہوئی کہ نماز روزہ ہی کو موقوف کرنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ نماز سے غرض یہ ہے کہ نفس کو تہذیب حاصل ہوجائے اور اسی غرض سے نماز مقرر ہوئی تھی لیکن آجکل تہذیب کا غلبہ ہے۔ اس لئے نماز ضروری نہیں روزہ کے متعلق کہتے ہیں کہ فدیہ دیدیں تو روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں اور یہ سب خرابی اس وجہ سے پھیلی کہ شریعت کے قانون کا مطلب بیان کرنے میں ہر شخص اپنی رائے کو دخل دیتا ہے جس کا جو دل چاہتا ہے وہی مطلب بیان کر دیتا ہے حالانکہ موٹی سی بات ہے کہ قانون کا صحیح مطلب ہر شخص نہیں سمجھ سکتا دیکھئے اس وقت سرکاری قانون کی کتابیں موجود ہیں لیکن پھر بھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک مقدمہ چھوٹے جج کے یہاں فیصل ہوچکتا ہے مگر جب اُسی مقدمہ کا بڑے جج کے یہاں اپیل ہوتا ہے تو وہ پہلے

فیصلہ کے خلاف فیصلہ کرتا ہے تو اُس کی یہی وجہ ہوتی ہے کہ چھوٹے جج نے اس قانون کا مطلب نہیں سمجھا اب دیکھیے کہ چھوٹا جج بھی جج ہے اور بڑا جج بھی جج ہے مگر پھر بھی مطلب سمجھنے میں آپس میں اختلاف ہوا مگر چونکہ یہ مان لیا گیا ہے کہ ہائی کورٹ کے جج کے برابر کوئی قانون کو نہیں سمجھتا اس لئے فیصلہ اُسی کا مانا جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قانون اگرچہ عام طور پر سب کے پاس ہو مگر پھر بھی سب ایکساں نہیں سمجھتے بلکہ بعض لوگ زیادہ سمجھتے ہیں بعض کم سمجھتے ہیں پس خدا کے قانون میں بھی ہر شخص کی سمجھ کا اعتبار نہیں بلکہ بڑے بڑے عالموں کی سمجھ کا اعتبار ہے۔

(۳) آجکل ایک یہ مرض بھی عام ہو رہا ہے کہ شرع کے حکموں میں وجہ تراشکر بیان کرتے ہیں چنانچہ روزہ کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے نفسانیت کا غلبہ تھا اُس کے کم کرنے کے لئے روزہ فرض ہوا تھا اور اب چونکہ ہم تہذیب حاصل کر چکے ہیں اس لئے ہمکو اس کی ضرورت نہیں۔ افسوس ہے کہ ہم لوگ تہذیب ہی کو نہیں سمجھتے صاحبو تہذیب یہ ہے کہ نفس کی تمام بُری عادتیں جاتی رہیں تہذیب یہ نہیں ہے کہ مزاج میں صفائی یا تکلف آجائے ہم لوگوں میں ہرگز تہذیب نفس نہیں ہماری تو کیفیت یہ ہے کہ ہم میں تواضع اور بردباری کا نام تک بھی نہیں اور نہ ہم میں یہ بات ہے کہ اپنی حاجت روک کر دوسرے کی حاجت پوری کر دیں بلکہ خود غرضی غصہ چھچھورہ پن کوٹ کوٹ کر بھرا ہے آپ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے کہ اگر ہم میں سے ایک شخص نے ڈپٹی کلکٹری کی درخواست دے رکھی ہو اور یہ شخص خوشحال ہو کھانے پینے کی فکر نہ ہو اور اسی زمانہ میں ایک دوسرا غریب شخص بھی اسی عہدہ کی درخواست دے جو درخواست کے نمبر میں اس کے بعد ہو تو ایسی صورت میں آپ نے سنا بھی نہ ہوگا کہ اُس پہلے خوشحال نے اُس کی غریبی پر ترس کھا کر اپنی درخواست کو واپس لے لیا ہو اُسکو اپنے سے مقدم کر دیا ہو اسی طرح ہر معاملہ میں دوسرے کی خیر خواہی کی وجہ سے اپنا کام کوئی بند نہیں کرتا تو اگر نماز روزہ کی وجہ تہذیب نفس ہی ہوتی تب بھی ہم کو اسکا چھوڑنا جائز نہ ہوتا کیونکہ ہمکو تہذیب بھی حاصل نہیں اور اول تو یہی معلوم نہیں کہ نماز روزہ کے فرض ہونیکی وجہ تہذیب ہے یا اور کچھ کیا خبر ہے کوئی اور وجہ ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے صرف

احکام میں وجوہ [illegible]

(۴) تہذیب نفس [illegible]

حکم کیا ہے کہ نماز روزہ کی پابندی کرو اسکی وجہ تو بیان نہیں کی پھر ہم اپنی طرف سے کوئی وجہ کیسے مقرر کر سکتے ہیں اور ہمیں اس کا حق ہی کیا ہے کہ یہ پوچھیں کہ اس حکم کی کیا وجہ ہے اور اس کی کیا حکمت ہے عام رعایا کو ہرگز یہ مجال نہیں کہ سرکار سے کسی ایک قانون کی وجہ بھی دریافت کرے تو خدا تعالیٰ کے قانون کی وجہ پوچھنے کی کیونکر اجازت ہوگی پس ہمارا تو مذہب یہ ہونا چاہیئے کہ جو خدا کا حکم ہو چپ چاپ مان لیں اس کی وجہ سے کچھ غرض نہ رکھیں۔ دیکھیئے اگر کسی بازاری عورت سے پوری محبت ہو جائے اور وہ عاشق کو بیٹھک ہی حکم کرے تو اُن کو نہایت خوشی سے پورا کریگا یا نہیں ضرور پورا کرے گا پھر خدا تعالےٰ کے تو بہت سے حق ہیں حاکم ہونے کا بھی محبوب ہونیکا بھی۔ آجکل لوگوں کی حالت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے ان کو کچھ محبت نہیں ہے اگر محبت ہوتی تو کیا اتنا بھی نہ کیا جاتا جتنا ایک بازاری عورت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ غرض یہ کہ خدا تعالیٰ کے محبوب ہونے کا بھی یہی تقاضا ہے اور اُن کے حاکم ہونے کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اُن کے ہر حکم کو چپ چاپ مان لینا چاہیئے بعضوں کی ترقی کی تو یہ حالت تھی کہ خدا تعالیٰ کے حکموں میں وجہ تراشتے تھے۔ اور بعض لوگ ترقی میں ان سے بھی بڑھ گئے یعنی وہ نماز روزہ میں شبہے نکالتے ہیں چنانچہ ایک شخص نے کہا کہ روزہ ہے تو اچھی چیز لیکن فروری کے مہینے میں مقرر ہونا چاہیئے تھا کیونکہ وہ ہمیشہ سردیوں میں آتا ہے گویا آپ نے خدا تعالیٰ کو یہ رائے دی افسوس اول تو تمکو رائے دینے کا حق کیا ہے دوسرے رائے بھی بالکل لچر کیونکہ فروری میں سردی تمہارے ملک میں ہوتی ہے نہ کہ سارے جہان میں بہت سے ملک ایسے بھی ہیں کہ وہاں یہ مہینہ ہمیشہ گرمیوں کی موسم میں آتا ہے خدا تعالیٰ کی کیا عجیب حکمت ہے کہ سارے عالم کو ایک ہی حالت میں رکھا کہ ایک سال رمضان ہندوستان میں سردی کے موسم میں ہے تو دوسرے ملکوں میں گرمی میں ہے اور اگر دوسرے ملکوں میں سردی میں ہے۔ تو ہندوستان میں گرمی کے موسم میں ہے تو اس میں سب کا اوسط برابر ہو گیا۔ بعض لوگوں نے ایک اور شبہ نکالا ہے کہ جہاں چھ مہینہ کا دن اور چھ مہینہ کی رات ہوتی ہے وہاں نماز روزہ کیسے کریں گے یہ ساری باتیں اس لئے ہیں کہ احکام خداوندی کی عظمت نہیں

دیکھئے سرکاری قانون میں کبھی آپ کو یہ شبہ نہ ہوا کہ ڈاکخانہ کا دو پیسہ کا ٹکٹ لگا دو تو خط بیرنگ نہ ہوگا اور اگر ایک روپیہ کا عدالتی ٹکٹ لفافہ پر لگا دو تو خط بیرنگ ہو جائیگا۔ جو لوگ اس کا راز جانتے ہیں اُن کو تو چھوڑیئے مگر جو لوگ نہیں جانتے اُن کو بھی کبھی شبہ نہیں ہوا اور اگر شبہ کریں تو احمق بنائے جائیں اور سب اُن پر ہنسیں اور یہی جواب دیں گے کہ میاں قانون یہی ہے جب یہی جواب ہے تو اگر کوئی مولوی بھی آپ کے بیہودہ سوال کا یہی جواب دے کہ میاں شریعت کا قانون یہی ہے تو اُس جواب کو زبردستی کیوں بتلاتے ہیں کہ یہ تو جواب نہیں زبردستی ہے آخر عالموں کے اس جواب کو کیوں نہیں مانا جاتا اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے قانون کی بڑائی دل میں نہیں اور قانون حکومت کی بڑائی دل میں ہے اور جب شریعت کے قانون کی بڑائی دل میں نہیں پھر کس منہ سے اپنے کو مسلمان کہتے ہو خلاصہ یہ کہ ایسے شبہے اسوقت دل میں آتے ہیں جب غلطی سے اور ایک یہ بات بھی ہے کہ شریعت کے قانون کی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ انسان جس چیز کو ضروری سمجھا کرتا ہے اُس میں شبہے نہیں نکالا کرتا۔ دیکھئے اگر کوئی سخت بیمار ہو اور حکیم کے پاس جاوے اور اُس حکیم پر اُس کو بھروسہ بھی ہو کہ یہ بہت اچھا علاج کرتے ہیں تو وہ حکیم جو کچھ بھی نسخہ لکھکر دیدیتا ہے اُسے چپکے سے لے لیتا ہے یہ سوال نہیں کرتا کہ آپ نے فلاں دوا کیوں لکھی یا فلاں دوا کا یہ وزن کیوں لکھا اس سے دوگنا وزن کیوں نہیں لکھا کیونکہ جانتا ہے کہ اگر میں نے ذرا بھی بے ڈھنگا پن کیا تو حکیم جی خفا ہو کر باہر نکالدیں گے اور نسخہ بھی نہ دیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میں مروں گا۔ اگر شریعت کو بھی ضروری سمجھتے تو احکام کے بتلانے والوں کا وجود غنیمت سمجھتے جیسے حکیم کے وجود کو غنیمت سمجھتے ہیں ہاں اگر کسی کو نسخہ پینا ہی نہ ہو تو وہ اُس میں جتنے چاہے عیب نکالدیتا ہے صاحبو اگر دین کی طلب ہوتی تو غنیمت سمجھتے کہ احکام کے بتلانے والے موجود ہیں مگر چونکہ کام کرنا نہیں ہے اس لئے طرح طرح کے شبہے پیدا ہوتے ہیں اور طرح طرح کے بیڈھنگے سوال کئے جاتے ہیں۔ ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ نماز پانچ وقت کیوں مقرر ہوئی میں نے کہا کہ تمہاری ناک منہ پر کیوں لگی گدی پر کیوں نہ لگی کہنے لگے کہ اگر گدی پر لگتی تو بُری لگتی میں نے کہا کہ بُری تو جب لگتی کہ جب تمہاری ناک گدی پر ہوتی اور اگر سب ہی کی گدی پر ہوتی تو ہرگز بُری نہ لگتی،،

٨ شبہات پیدا ہونیکی دوسری وجہ عدم ضرورت

(باقی آئندہ)

جواب اس سوال کا کہ فرشتگان قبر کے سوالات کس زبان میں ہونگے

ہمیں عربی فارسی اردو انگریزی سنسکرت سب زبانیں خدا نے بتائی ہیں پھر کیا خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ کسی زبان سے قاصر رہ سکتا ہے وہ ہر زبان بول سکتا ہے۔

قبور سے تعلق ارواح کا دفع استبعاد

ارواح کا تعلق قبور سے بھی ہوتا ہے اور اس میں کوئی محال عقلی لازم نہیں آتا اور اس کے لئے کہ عقل اس کو دریافت نہ کر سکے ہم خدا تعالےٰ کے قانون قدرت میں ایک نظیر پاتے ہیں وہ یہ کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنیکے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقے رکھے ہیں جیسے
۹۵ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض امور کی حقیقت صرف زبان ہی سے معلوم ہوتی ہے، اور بعض خواص آنکھ کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں اور بعض حقائق کا پتہ صرف کان لگاتے ہیں اور بعض ایسے امور ہیں کہ حس مشترک کے ذریعہ سے اس کا سراغ چلتا ہے اور کتنے ہی حقائق ہیں کہ وہ مرکز قوی یعنی دل سے معلوم ہوتے ہیں۔ غرض اللہ تعالےٰ نے حقائق معلوم کرنے کے لئے مختلف طرق اور ذریعے رکھے ہیں مثلاً مصری کی ایک ڈلی کو اگر کانوں پر رکھیں تو وہ اس کا مزا معلوم نہ کر سکیں گے اور نہ اس کے رنگ کو بتلا سکیں گے ایسا ہی اگر اس کو آنکھوں کے سامنے کریں گے تب بھی اس کے ذائقہ کے متعلق کچھ نہ کہہ سکیں گے اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنیکے لئے مختلف قویٰ اور طاقتیں ہیں اب آنکھ سے اگر کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنا ہو اور وہ آنکھ کے سامنے پیش ہو اور ذائقہ کا اس سے ادراک نہ ہو تو کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس چیز میں کوئی ذائقہ نہیں یا کوئی آواز نکلتی ہو مگر ہم کان بند کرکے زبان سے وہ کام لینا چاہیں تو کب ممکن ہو سکتا ہے۔ آجکل کے فلسفی مزاج لوگوں کو یہ بڑا دھوکا لگا ہوا ہے

کر وہ اپنے علم کی وجہ سے کسی حقیقت کا انکار کر بیٹھتے ہیں روزمرہ کاموں میں دیکھا جاتا ہے کہ یہ سب کام ایک شخص نہیں کرتا بلکہ جداگانہ خدمتیں مقرر ہیں سقہ پانی لاتا ہے دھوبی کپڑے دھوتا ہے غرضکہ تقسیم محنت کا سلسلہ ہم خود انسان کے نظام میں بھی پاتے ہیں پس اس اصل کو یاد رکھو کہ مختلف قوتوں کے مختلف کام ہیں۔ انسان مختلف قوی لیکر آیا ہے اور مختلف خدمتیں جدا جدا قوت کے سپرد ہیں۔ نادان فلسفی ہر ایک بات کا فیصلہ اپنی عقل خاص سے چاہتا ہے حالانکہ یہ طریقہ محض غلط ہے تاریخی امور تاریخ ہی سے ثابت ہونگے اور خواص الاشیا کا تجربہ بدون تجربہ صحیحہ کے کیونکر لگ سکتا ہے امور قیاسیہ کا پتہ عقل دیگی اسی طرح متفرق طور پر الگ الگ ذرائع ہیں انسان دھوکہ میں مبتلا ہو کر حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے سے اسی وقت محروم رہ جاتا ہے جبکہ وہ ایک ہی چیز کو مختلف امور کی تکمیل کا ذریعہ قرار دے لیتا ہے ذراسی فکر سے یہ بات خوب سمجھ میں آجاتی ہے اور روزمرہ ہم ان باتوں کو دیکھتے ہیں پس جس طرح روح کے جسم سے مفارقت کرنے یا تعلق پکڑنے کا فیصلہ عقل سے نہیں ہوسکتا اور اگر ایسا ہوتا ۶۶
تو فلسفی اور حکما اس باب میں ضلالت میں مبتلا نہ ہوتے اسی طرح پر قبور کے ساتھ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے یہ ایک امر واقعی تو ہے مگر اس کا پتہ دینا اس آنکھ کا کام نہیں کیشفی آنکھ کا کام ہے اگر عقل محض سے اسکا پتہ لگانا چاہو تو کوئی عقل سے اسکا ہی پتہ لگا لے کہ روح کا وجود بھی ہے یا نہیں۔ ہزارہا اختلاف اس مسئلہ پر موجود ہیں اور ہزارہا فلاسفر دہر میں ایسے موجود ہیں جو اسی کے منکر ہیں اگر نری عقل کا یہ کام تھا تو اس میں اختلاف کا کیا سبب کیونکہ جب آنکھ کا کام دیکھنا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ زید کی آنکھ تو ایک چیز کو دیکھتی ہے اور بکر کی ویسی ہی آنکھ اس چیز کو نہ دیکھے۔

پس جب نری عقل روح کا وجود بھی یقینی طور پر نہیں بتا سکتی تو اس کی کیفیت اور تعلقات کا علم تو کیا بتاوے گی۔ یہ تفاسیر روح کے وجود اور اسکے تعلق وغیرہ کی چشمہ نبوت سے ملی ہیں اور بڑے عقل والے تو اس کی تحقیقات کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتے۔ اگر کچھ بعض فلاسفروں نے کچھ لکھا ہے تو یاد رکھو انہوں نے منقولی

طور پر چشمہ نبوت سے لیکر کچھ لکھا ہے پس یہ امر کہ ارواح کا قبور کے ساتھ تعلق ہوتا ہے
اس چشمہ سے لینا چاہیئے جس کو کسی قدر کشفی آنکھ نے بھی بتلایا ہے کہ اس تودہ خاک
سے ارواح کا ایک تعلق ہوتا ہے اور السلام علیکم یا اہل القبور کہنے سے جواب ملتا ہے
جو آدمی ان قوی سے کام لے جن سے کشف قبور ہوتا ہے تو وہ ان تعلقات سے دیکھ
سکتا ہے۔ ہم ایک اور بات کو مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ایک نمک کی ڈلی اور
ایک مصری کی ڈلی رکھی ہو اب عقل محض ان پر کیا فتویٰ دے سکیگی ہاں اگر ان کو چکھینگے تو
دو جداگانہ مزوں سے معلوم ہو جائیگا کہ یہ نمک ہے اور وہ مصری ہے پس اگر کسی میں حس
لسان ہے نہیں تو نمکین اور شیریں کا وہ کیا فیصلہ کریگا پس جس طرح آفتاب کے
چڑھنے میں ایک اندھے کے انکار سے فرق نہیں آسکتا اور ایک مسلوب العقل کے طریق
استدلال سے فائدہ نہ اٹھانے سے اس کا ابطال نہیں ہو سکتا اسی طرح پر اگر کوئی شخص
کشفی آنکھ نہیں رکھتا تو وہ اس تعلق روح کو کیونکر دیکھ سکتا ہے پس اس کے انکار سے
۶۷ محض اس لئے کہ وہ دیکھ نہیں سکتا اس کا انکار جائز نہیں ہے کیونکہ ایسی باتوں کا
پتہ نری عقل اور قیاس سے کچھ نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے انسان کو مختلف
قویٰ دیئے ہیں اگر ایک ہی حاسہ سب کام دیتا تو پھر اس قدر قویٰ کے عطا کرنے کی
کیا ضرورت تھی کہ جن میں بعض قوی کا تعلق آنکھ سے ہے۔ اور بعض کا کان سے بعض
زبان سے متعلق ہیں اور بعض ناک سے اسی طرح مختلف قسم کی حسیں انسان رکھتا
ہے سو قبور کے ساتھ تعلق ارواح کے دیکھنے کے لئے کشفی حس کی ضرورت ہے
اگر کوئی فاقد الکشف اس تعلق کی نسبت یہ کہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تو وہ غلط کہتا ہے
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ایک کثیر تعداد اور کروڑوں اولیاء و صلحا کا سلسلہ دنیا
میں گذرا ہے اور مجاہدات کرنے والے بے شمار لوگ ہو گذرے ہیں وہ سب اس امر
کی زندہ شہادت ہیں گو اس کے تعلقات کی کیفیت وجہ مخفی طور پر ہم معلوم کر سکیں
یا نہ کر سکیں مگر نفس تعلق سے انکار نہیں ہو سکتا۔ غرض کشفی دلائل ان ساری باتوں
کا فیصلہ کئے دیتے ہیں گو عقل ادراک نہ کر سکے جیسے کان اگر دیکھ نہ سکیں تو ان کا

کیا تصور ہے وہ اور قوت کا کام ہے۔ غرض روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے انسان میت سے کلام کرسکتا ہے۔ ارواح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے جہاں اس کے لئے ایک مقام ملتا ہے اور یہ ایک ایسی مسلم بات ہے کہ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی اس کی گواہی موجود ہے پس یہ مسئلہ عام طور پر مسلمہ مسئلہ ہے۔ بجز اس گمراہ فرقہ کے جو نفی بقائے روح کرتا ہے۔

اسی طرح بلاشبہ مرنیکے بعد اجزائے بدن سے بھی روح کا تعلق رہتا ہے گو نیکوں کی روحیں علیین میں ہوتی ہیں اور بدوں کی سجین میں لیکن روحوں کا روحانی تعلق ابدان کے ذرات کیسا تھ رہنا ضروری ہے خواہ کسی کو قبر میں دفن کریں خواہ جلاویں خواہ وہ ڈوب جائے ذرے ذرے کے ساتھ روح کا تعلق بالاتر از فہم رہتا ہے۔ اس کی نظیر ایک تار برقی کافی ہے۔ تار برقی کا تعلق دیکھیئے کہاں سے کہاں تک رہتا ہے ایسا ہی روح کا تعلق باوجود علیین و سجین کے تعلق بدنکے ساتھ بھی ہے اور ضرور ہے مگر اس دنیا کی آنکھیں محسوس نہیں کرسکتیں۔ کیونکہ عالم غیب کے اسرار کو دنیا دار کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور نہ دکھایا جانا مناسب ہے۔ کیونکہ پھر ایمان بالغیب نہیں رہے گا جس پر فلسفہ انبیاء کا قائم ہے لیکن صرف محسوس نہ ہونے کے سبب کسی امر کا انکار صریحاً عقل کی بدہضمی ہے قبر کا تنگ یا فراخ ہونا یہ بھی ایک عالم باطن کے اسرار سے ہے جسے اہل دنیا کی آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں عقلیں دریافت نہیں کرسکتیں ہاں اہل کشف صوفی و اولیاء اللہ لوگ دیدۂ باطن سے اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ اہل باطن بسا اوقات کشف قبور کے ذریعے سے مردوں کو قبروں میں معذب یا مثاب دیکھتے ہیں۔ ۶۸

حقیقت پل صراط آخرت

عالم آخرت میں ہر ایک سعید اور شقی کو متمثل کر کے دکھلایا جائیگا کہ وہ دنیا میں سلامتی کی راہوں میں چلا یا اس نے ہلاکت اور جہنم کی راہیں اختیار کیں سو اُس دن وہ سلامتی کی راہ جو کہ صراط مستقیم اور نہایت باریک راہ ہے اور جس سے تجاوز کرنا اور اُدھر اِدھر

ہونا درحقیقت جہنم میں گرنا ہے تمثّل کے طور پر نظر آئے گی اور جو لوگ دنیا میں صراط مستقیم پر چل نہیں سکتے وہ اس صراط پر بھی چل نہیں سکینگے کیونکہ وہ صراط درحقیقت دنیا کی روحانی صراط کا ہی ایک نمونہ ہے اور جیسا کہ ابھی روحانی آنکھوں سے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے صراط کے دائیں بائیں درحقیقت جہنم ہے اگر ہم صراط کو چھوڑ کر داہنے طرف ہوئے تب بھی جہنم میں گرے اور اگر بائیں طرف ہوئے تب بھی گرے اور اگر سیدھے صراط مستقیم پر چلے تب جہنم سے بچگئے یہی صورت جسمانی طور پر عالم آخرت میں ہمیں نظر آئے گی اور ہم آنکھوں سے دیکھیں گے کہ درحقیقت ایک پل صراط ہے جو پل کی شکل پر دوزخ پر بچھایا گیا ہے جس کے داہنے بائیں دوزخ ہے تب ہم مامور کئے جائیں گے کہ اس پر چلیں سو اگر ہم دنیا میں صراط پر چلتے رہے ہیں اور اپنے داہنے بائیں نہیں چلے تو ہم کو اس صراط سے کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ جہنم کی بھاپ ہم تک پہنچیگی اور نہ کوئی فزع اور خوف ہمارے دل پر طاری ہوگا بلکہ نور ایمان کی قوت سے چمکتی ہوئی برق کی طرح ہم اس سے گذر جائیں گے کیونکہ پہلے دنیا میں اس سے گذر چکے ہیں۔ ۶۹

صراط اخروی کی فلاسفی حضرت ابن عربی کے الفاظ میں

قد اتی فی صفۃ الصراط انہ ادق من الشعر واحد من السیف وکذا الشرعیۃ فی الدنیا لا یعلم وجہ الحق فی المسئلۃ عند اللہ ولا من ہو المصیب من المجتہدین بعینہ فحکمہا بالشرع احد من السیف وادق من الشعر فی الدنیا فالشرع ہنا ہو الصراط المستقیم ولا یزال فی کل رکعۃ من الصلاۃ یقول العبد اہدنا الصراط المستقیم فہو احد من السیف وادق من الشعر فظہورہ فی الاخرۃ محسوس بین واضح من ظہورہ فی الدنیا الا لمن دعا الی اللہ علی بصیرۃ کالرسول اتباعہ فالحقہم اللہ بدرجۃ الانبیاء فی الدعاء الی اللہ علی بصیرۃ ای علی علم وکشف وقد ورد فی خبران الصراط یظہر یوم القیامۃ للابصار علی قدر نور المارین علیہ فیکون دقیقا فی حق قوم وعریضا فی حق اخرین یصدق ہذا الخبر قولہ تعالی نورہم یسعی بین ایدیہم وبایمانہم والسعی مشی وما طریق الا الصراط وانما قال بایمانہم لان المومن فی الاخرۃ لا شمال لہ کما ان اہل النار لا یمین لہم

هذا بعض احوال ما يكون على الصراط واما الكلاليب والخطاطيف والحسك فهي من صور اعمال بني ادم تمسكهم على الصراط فلا يمضون الى الجنة ولا يقعون في النار حتى تدركهم الشفاعة والعناية الالهية فمن تجاوز ههنا تجاوز الله عنه هناك ومن انظر معسرا انظره الله ومن عفا عفا الله عنه استقصى حقه ههنا من عباده استقصى الله حقه منه هناك ومن شدد على هذه الامة شدد الله عليه وانما هي اعمالكم ترد عليكم فاستلزموا مكارم الاخلاق فان فعل الله بكم بما عاملتم به عباده كما كان وكما تكونوا كما كانوا۔

ترجمہ۔ پل صراط اخروی کی صفت میں آیا ہے کہ وہ بال سے باریک تر اور تلوار سے تیز تر ہے اور ایسا ہی دنیا میں علم شریعت کا حال ہے کہ اکثر مسائل میں راہ راست جو عند اللہ مقبول و پسندیدہ ہو قطعاً معلوم نہیں ہوتا پس دنیا میں مسائل کا حکم شرع میں تلوار سے تیز تر اور بال سے باریک تر ہے پس شریعت یہاں صراط مستقیم ہے اسی لئے بندہ نماز کی ہر رکعت میں کہتا ہے "اِهدنا الصراط المستقیم" پس وہ تلوار سے تیز تر اور بال سے باریک تر ہے اور آخرت میں دنیا کی بہ نسبت اس کا ظاہر ہونا واضح تر ہوگا۔ مگر جنہوں نے علی وجہ البصیرت خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کی مثل رسولوں اور ان کے اتباع کے انکو خدا تعالیٰ انبیا کے درجہ کے ساتھ ملحق کر دے گا اور احادیث میں آیا ہے صراط ۷۰
قیامت میں گذرنیوالوں کے نور کے موافق ظاہر ہوگا پس وہ ایک گروہ کے حق میں باریک ظاہر ہوگا اور دوسرے گروہ کے حق میں کشادہ اور اس خبر کی تصدیق خدا تعالیٰ کے اس کلام سے ہوتی ہے کہ مومنوں کا نور ان کے آگے اور داہنے طرف دوڑتا ہوا نظر آئیگا اور وہاں صراط کے بغیر کوئی راہ نہ ہوگی اور خدا تعالیٰ کے کلام میں جو آیا ہے کہ ان کا نور داہنے طرف دوڑتا ہوگا یہ اس لئے ہے کہ آخرت میں مومن کا کوئی بایاں نہ ہوگا۔ جیسا کہ دوزخیوں کے لئے داہنا نہ ہوگا یہ تو صراط اخروی کے بعض احوال ہیں مگر زنبور اور اچکنے والے اور گوکھرو کے کانٹے یہ تو بنی آدم کے عملوں کی صورتیں ہوں گی جو اُن کو پل صراط پر بند کرلیں گی پس ابھی نہ بہشت میں جاویں گے اور نہ دوزخ میں گرینگے یہاں تک کہ اُن کو شفاعت اور عنایت الٰہی پہونچ جاویگی پس جس نے یہاں پر درگذر کیا خدا تعالیٰ اس سے معاف کریگا اور جو کوئی بندوں سے اپنا حق کاوش کرکے لیگا تو خدا تعالیٰ وہاں اس سے اپنا حق کاوش کرکے لیگا اور جو کوئی اس امت پر سختی کریگا خدا تعالیٰ

اس پر سختی کریگا یہ صرف تمہارے اعمال ہیں جو تم پر وارد ہونگے پس اچھے اخلاق کو لازم پکڑو کیونکہ خداتعالیٰ کل تم سے وہی معاملہ کریگا جو تم بندوں کے ساتھ کروگے

حقیقت طریق مستقیم بموجب تحریر حضرت امام غزالی رح

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان کا کمال یہ ہے کہ جہانتک ہوسکے فرشتوں کی مشابہت پیدا کرے جنہیں اوصاف متضادہ جیسے انسان میں ہیں نہیں ہیں اور انسان ان اوصاف سے علیحدہ نہیں ہوسکتا اس لئے اس کو حکم ہوا ہے کہ ایسا طریقہ اختیار کرے جو اُن اوصاف سے علیحدہ ہوجانے کے مشابہ ہو گو کہ حقیقت میں علیحدہ ہوجانا نہ ہو اور وہ توسط ہے جیسے کہ سمویا ہوا پانی کہ نہ گرم ہے اور نہ سرد اور عود کا رنگ کہ نہ سفید ہے اور نہ سیاہ پس کنجوسی اور فضول خرچی انسان کی دو صفتیں ہیں اور سخاوت اس میں توسط کا درجہ رکھتی ہے جس میں نہ کنجوسی ہے اور نہ فضول خرچی پس صراط مستقیم وہ توسط حقیقی ہے جو بال سے بھی زیادہ باریک ہے اور جو شخص کہ ان صفات ۱۷ متضادہ کے دونوں سروں سے نہایت درجہ دور ہوتا ہے تو خواہ مخواہ ان دونوں سروں سے بچا بیچ میں ہوگا مثلاً ایک لوہے کے حلقہ کو آگ میں لال کرکے زمین پر رکھیں اور پھر اس کے اندر وسط میں ایک چیونٹی کو ڈال دیں تو وہ اس کی گرمی سے بھاگے گی اور جو جگہ سب سے دور ہوگی وہاں ٹھہر گی پس بجز مرکز کے اس کو اور کوئی جگہ نہ ملیگی اور وہی مرکز حقیقی ہے کیونکہ اس کو ہر طرف سے نہایت درجہ کا بعد ہے اور اس مرکز یا نقطہ کا مطلق عرض نہیں ہے پس صراط مستقیم وہی وسط ہے دونوں سروں سے اور اس وسط کا مطلق عرض نہیں ہے اس لئے وہ بال سے بھی زیادہ باریک ہے پھر جب خداتعالیٰ قیامت میں اس صراط مستقیم کو متمثل کردے گا تو جو کوئی اس دنیا میں صراط مستقیم پر ہوگا یعنی اس نے صفات متضادہ انسانی کے استعمال میں حتی المقدور توسط اختیار کیا ہوگا اور کسی جانب مائل نہ ہوا ہوگا وہ صراط آخرت پر بھی سیدھا چلا جاوے گا۔ حضرت ملا جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اسلامی شریعت

آخرت میں بہ شکل صراط مستقیم دوزخ پر متمثل ہو کر دکھائی دیگی پس جو شخص جادۂ شریعت اسلام پر یہاں سیدھا چلا اور کجرو نہ ہوا اس کو وہاں بھی اس پر چلنا آسان ہوگا اور جو یہاں ہی ٹیڑھا رہا اور اس صراط مستقیم پر نہ چلا اس کے لئے وہاں بھی چلنا دشوار ہوگا۔

حقیقت قیامت

حقیقت قیامت کا مضمون مولینا محمد قاسم صاحب مرحوم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مضمون کا انتخاب ہے جو یہاں درج کیا جاتا ہے واضح ہو کہ جو اشیا مختلف الاغراض چیزوں سے مرکب ہوا کرتی ہیں جیسے کھیتی کہ اس میں غلہ آدمیوں کے لئے اور بھس گھانس جانوروں کے لئے ایسی چیزوں کو انجام کار توڑ پھوڑ کر جدا جدا کر کے اپنے اپنے ٹھکانے پر پہونچا دیتے ہیں اور اُن کے مناسب اُن کو کام میں لاتے ہیں مثلاً کھیتی کو ایک روز کاٹ چھانٹ توڑ پھوڑ بھس اور غلہ کو جدا جدا کر کے بھس کو کوپوں میں اکٹھا کر دیتے ہیں اور غلہ کو کوٹھیوں کھاتیوں برتنوں میں جمع کر لیتے ہیں اور پھر اس کو وقتاً فوقتاً جانوروں کو کھلاتے رہتے ہیں اور غلہ کو بقدر ضرورت آپ کھاتے رہتے ہیں پھر اپنے کھانے میں بھی یہ تفریق ہے کہ چھان پھوٹک کر اچھا اچھا غلہ کو اپنے لئے رکھتے ہیں اور ناقص کو خدام اور شاگرد پیشوں اور جانوروں کو کھلاتے ہیں۔ مگر غور سے دیکھا تو اس عالم اجسام کو بھی مختلف الاغراض اجزا سے بنا یا ہوا پایا۔ چنانچہ اس کے ہر ہر رکن اور ہر ہر طبقہ سے نمایاں ہے کہ یہ اور کام کا اور وہ اور کام کا اس میں اور کچھ خاصیت ہے اُس میں اور کچھ خاصیت ہے زمین میں اور ہی خوبیاں ہیں اور پانی میں اور ہی کچھ فائدے ہیں۔ مومن اور کام کے اور کافر اور کام کے علما اور کام کے فقرا اور کام کے ذکی اور غبی میں فرق ہے سخی اور بخیل میں تفاوت مرد اور نامرد میں اختلاف مرد و عورت میں افتراق غرض جس چیز کو دیکھئے اُس کا رنگ و بو کچھ اور ہی ہے ؎

ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

(باقی آئندہ)

یعنی اے موسیٰ اپنے کو تم الگ کرتے ہو تو کرتے جاؤ لیکن ذرا تم دیکھو اور مغرور مت ہو مطلب یہ کہ ذرا گھمنڈ میں مت رہنا کہ تم کو کچھ سحر وغیرہ آتا ہے۔ اس لئے حکومت کرنا چاہتے ہو گے تو یاد رکھنا کہ۔

جمع آرم ساحران دہر را تا کہ جہل تو نمایم شہر را

یعنی میں تمام زمانہ کے ساحروں کو جمع کروں گا تاکہ تیرا جہل تمام شہر کو دکھادوں۔

ایں نخواہد شد بروزے یا دو روز مہلتم دہ تا چہل روز تموز

یعنی یہ (جمع ساحران) ایک دو دن میں تو ہوگا نہیں لہذا تم مجھے تموز کے چالیس روز تک مہلت دو۔ تموز گرمی کا مہینہ ہے۔ مطلب یہ کہ یہ جو گرمی کا چلہ ہے اس میں مجھے مہلت دو۔ تو میں سب کو جمع کروں اور پھر تمہارا مقابلہ ہو سبحان اللہ ذرا دیکھئے کہ کس طرح مہلت طلب کر رہا ہے۔ یہ سنکر

161 موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ۔

موسیٰ علیہ السلام کا جواب فرعون کو

گفت موسیٰ مر مرا دستور نیست بندہ ام امہال تو مامور نیست

یعنی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اجازت نہیں ہے میں تو بندہ ہوں مجھکو تجھے مہلت دینے کی اجازت نہیں ہے مطلب یہ کہ مجھے تو حکم ہے کہ تیرے سر پر ہر وقت مسلط رہوں لہذا میں تجھے مہلت نہیں دے سکتا۔

گر تو چیری و مرا خود یار نیست بندہ فرمانم بدانم کار نیست

یعنی اگر تو غالب ہے اور میرا کوئی مددگار نہیں ہے تو میں تو بندہ حکم ہوں مجھے اس (تنہائی اور اسیری) سے کام نہیں ہے مطلب یہ کہ اگرچہ تو بظاہر فوج ولشکر والا اور غالب ہے مگر مجھے

کوئی خوف نہیں ہے میں تو بندۂ فرمان ہوں مجھے تجھ پر مسلط رہنے کا حکم ہوگیا ہے اب مجھے کیا میں تنہا ہوں تو کیا اور تو باجماعت ہے تو کیا۔

مے زنم با تو بجد تا زندہ ام　　من چہ کارہ نصرتم من بندہ ام

یعنی میں جب تک زندہ ہوں اُس وقت تک تو کوشش سے تجھ میں لگا رہوں گا اور مجھے مدد وغیرہ سے کیا کام میں تو بندہ ہوں ؎

جو نصرت دے تجھے قسمت نہ دیوی تو شکایت کیا ٭ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

می زنم تا در رسد حکم خدا　　کہ کند ہر خصم از خصمے جدا

یعنی جب تک کہ حکم خدا پہونچے گا میں تیرے ساتھ لگا رہوں گا کہ وہ حکم ہر خصم کو دوسرے خصم سے جدا کر دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ حکم خداوندی ہر ایک کو الگ الگ کر دیتا ہے اور دو فریق میں وہی فیصلہ کرتا ہے تو جب تک کوئی حکم خداوندی نہ ہو اُس وقت تک تو میں تم پر مسلط ہوں جب فرعون نے یہ سخت اور کورا جواب سُنا تو عرض کرنے لگا کہ ۱۶۲

فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آنا

گفت نے نے مہلتم باید نہاد　　عشوہ ہا کم دہ تو کم پیمائے باد

یعنی فرعون بولا کہ نہیں نہیں مجھے مہلت ضرور دینی چاہئے ذرا دھوکہ کم دو اور فضول باتیں مت کرو۔ دیکھئے بس اسکی اسی قدر قدرت تھی کہ اب کس طرح الحاح سے مہلت مانگ رہا ہے۔ تف ہے۔ جب اُس نے الحاح کیا تو بس فوراً وحی آئی کہ

حق تعالیٰ وحی کردش در زماں　　مہلتے دہ مر ورا مہراس ازاں

یعنی حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم اسکو مہلت دیدو اور اُس سے خوف مت کرو۔ یعنی اِس سے مت ڈرو کہ وہ سامان کریگا بلکہ مہلت دیدو۔

این چہل روزش بدہ مہلت بطوع تا سگالد مکرہا او نوع نوع

یعنی ان چالیس دن کی اُسکو خوشی سے مہلت دیدو تاکہ وہ قسم قسم کے مکر سوچ لے اور ارشاد ہوا کہ۔

تا کہ کوشد او کہ نے من خفتہ ام تیز رو گو پیش رہ بگرفتہ ام

یعنی تاکہ وہ کوشش کرے اِس لیے کہ میں سوتو نہیں رہا ہوں۔ اُس سے کہدو کہ تیز چل اس لیے کہ میں نے راستہ کا آگا پکڑ رکھا ہے مطلب یہ کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں سو تو نہیں گیا ہوں جو اُس کے مکر چل جاویں گے میں نے اُس کے مکروں کے راستے روک رکھے ہیں وہ جو تدبیر کریگا میں اُسکو باطل کر دونگا تم بالکل بے فکر رہو۔ اور مہلت دیدو اِس لئے کہ۔ ۱۶۲۳

حیلہ ہاشاں را ہمہ برہم زنم وانچہ افزایند من برکم زنم

یعنی اُن کے تمام حیلوں کو میں مغلوب کر دونگا اور وہ جو کچھ ترقی کرینگے میں اُسکو کمی پہ مار دونگا مطلب یہ کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اُن کی ایک نہ چلنے دونگا تم بے فکر رہو۔

آب را آرند من آتش کنم نوش خوش گیرند من ناخوش کنم

یعنی یہ پانی کو لادینگے میں اُسکو آگ بنا دونگا اور یہ نوش خوش اختیار کرینگے تو میں اُسکو ناگوار کر دونگا غرض کہ اِن کی سب تدبیر کو اُلٹ دونگا۔

مہر پیوندند من ویراں کنم انچہ اندر وہم ناید آں کنم

یعنی یہ تو مجبت کو ملا دیں گے اور میں ویران کر دونگا اور جو کہ وہم میں نہ آویگا وہ کردونگا۔

تو مترس و مہلتش دہ دہ دراز گو سپہ گرد آر و صد حیلت بساز

یعنی تم ڈرو مت اور اسکو خوب دراز مہلت دیدو اور کہدو کہ فوج جمع کرلے اور سو حیلے بنالے (مگر کچھ نہیں کرسکتا) اسکو سنکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوشی اور دلیری کی کیا انتہا تھی وہ تو پھولے نہ سماتے تھے بس انھوں نے فوراً مہلت دیدی۔

شرح حبیبی

گفت امر آمد برو مہلت ترا من بجائے خود شدم رستی بلا ۱۶۴
او ہمی شد اژدہا اندر عقب چون سگ صیاد دانا و محب
چوں سگ صیاد جنباں کردہ دم سنگ را می کرد ریگ او زیر سم
سنگ و آہن را بدم در می کشید خرد می خائید آہن را پدید
در ہوا می کرد سر بالای برج کہ ہزیمت مے شد از وی روم و گرج
کفک می انداخت چوں شتران زکام قطرہ بر ہر کہ می زد شد جذام
ژغژغ دندان او دل می شکست جان شیران سیہ می شد ز دست

چوں بقوم خود رسید آں مجتبیٰ	شدق او بگرفت باز او شد عصا
تکیہ بروے کرد و می گفت ای عجب	پیش ما خورشید و پیش خصم شب
ای عجب چوں می نہ بیند ایں سپاہ	عالمے پر آفتاب چاشت گاہ
چشم باز و گوش باز و ایں ذکا	خیرہ ام در چشم بندی خدا
من ز ایشاں خیرہ ایشاں ہم ز من	از بہارے خار ایشاں من سمن
پیش شاں بردم بسے جام رحیق	سنگ شد آبش بہ پیش آں فریق ۱۶۵
دستۂ گل بستم و بردم بہ پیش	ہر گلے چوں خار گشت و نوش نیش

جب موسیٰ کو حق سبحانہ نے فرعون کو مہلت دینے کے متعلق ہدایت فرمادی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ مجھے مہلت دینے کی اجازت ہوگئی ہے اب میں تجھے مہلت دیتا ہوں بس میں اپنے مقام پر جاتا ہوں اور تو بھی کچھ دنوں کے لئے اس کشاکشی سے چھوٹ گیا۔ یہ فرماکر آپ روانہ ہوگئے آپ آگے آگے جارہے تھے اور آپ کا اژدہا یوں دانائی اور محبت سے چل رہا تھا جیسے شکاری کتا جاتا ہو۔ وہ شکاری کتے کی طرح دُم ہلاتا جاتا تھا۔ اور اپنی قوت اور بوجھ سے پتھروں کو چور چور کرتا جاتا تھا۔ پتھر اور لوہے تک کو سانس سے کھینچ لیتا تھا۔ اور لوہے کو چباکر ریزہ ریزہ کر دیتا تھا۔ اور عالیشان عمارتوں سے اونچے یوں سر اُٹھائے ہوئے تھا کہ رومی اور گرجی جیسے بہادر لوگ اس سے خوف کھاکر بھاگتے تھے جس طرح غصہ کی حالت

میں شیروں کے مُنہ سے کف جاری ہوتا ہے یوں وہ کف اڑا رہا تھا۔ اور وہ اس قدر زہریلا
اور تیز تھا کہ جس پر گرتا تھا فوراً جذام ہو جاتا تھا۔ اُس کے دانت پیسنے کی آواز سے دل
پھٹے جاتے تھے اور کالے شیروں کی جانیں قابو سے نکلی جاتی تھیں۔ غرض کہ موسیٰ علیہ السلام
اس شان سے اپنے مکان پر جا رہے تھے جبکہ وہ اپنے لوگوں میں پہنچ گئے تو انہوں نے
اُس کا جبڑا پکڑا اور پھر وہ لاٹھی بن گیا۔ وہ اس پر تکیہ لگائے ہوئے اُس کی پہلی حالت
کو یاد کر کے تعجب سے فرمانے لگے کہ دیکھو کیسی خدا کی قدرت ہے کہ ایک شے (یعنی معجزہ)
جو ہمارے لئے آفتاب کی طرح روشن ہے وہ مخالف (فرعون) کے نزدیک رات کی طرح تاریک
ہے اور ہم مومنین کے لئے تو یہ معجزہ حقانیت نبوت کو یوں ہی واضح دکھلاتا ہے جس
طرح آفتاب ظاہری دیگر اشیاء کو۔ لیکن فرعون اور اُس کے ہمراہیوں کے لئے وہ اُسکو
یوں مخفی کرتا ہے جس طرح رات اشیاء کو۔ اور بڑی حسرت کی بات ہے کہ یہ سپاہ فرعونی
اُس عالم نبوت وغیرہ کو کیوں نہیں دیکھتی جس میں ایسا واضح معجزہ موجود ہے۔ جو اپنی
۱۶۷ وضاحت میں آفتاب نیمروز کی مثل ہے۔ میں حق سبحانہ تعالیٰ کی نظربندی اور قدرت
عجیبہ سے نہایت حیران ہوں کہ آنکھیں کھلی ہوئی ہیں کان بھی کھلے ہوئے ہیں اور اس
درجہ ذکاوت و ذہانت بھی موجود ہے پھر بھی یہ لوگ نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے
ہیں۔ میں انکو دیکھکر حیران ہوں جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے اور وہ مجھے دیکھکر حیران
ہیں کہ یہ ایک معمولی آدمی اور اتنی بڑی سلطنت قاہرہ سے ٹکراتا ہے اسے ہو کیا گیا۔
ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ بہار ایک ہے اور مفیض حقیقی یعنی حق سبحانہ واحد ہیں۔ مگر
آثار مختلف کہ ان کو خار بنایا اور مجھے سمن۔ نیز ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ میں بہت
مرتبہ جام شراب ہدایت لے کر گیا مگر اس فریق کے پاس جاکر وہ بجائے پانی کے پتھر
اور بجائے ہدایت کے ضلالت ہو گیا۔ میں ان کے پاس گلدستہ نصائح لے کر
گیا لیکن وہاں جاکر ہر گل نصیحت خار شبہ بن گیا۔ اور غذای شیریں نیش عقرب وغیرہ
کی طرح ناخوش گوار بن گئی۔

شرح شبیری

موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو مہلت دیدینا تاکہ وہ ساحروں کو جمع کرلے

گفت امر آمد برو مہلت ترا من بجائے خود شدم رستی ہلا

یعنی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جا تجھے مہلت ہے۔ میں اپنی جگہ جاتا ہوں اور تو چھوٹ گیا
۱۶۷ مطلب یہ کہ خیر جا حکم ہوگیا ہے اور مہلت مل گئی ہے ورنہ میں تو تجھ پر مسلط ہو ہی گیا
تھا مگر اس مہلت کے حکم سے تیری رہائی ہوگئی کچھ اور روز مزے اڑالے۔

او ہمی شد اژدہا اندر عقب چوں سگ صیاد دانا و محب

یعنی وہ چلے اور اژدہا صیاد کے کتے کی طرح جو کہ دانا اور محب تھا ان کے پیچھے ہولیا۔

چوں سگ صیاد جنباں کردہ دم سنگ را می کرد ریگ او زیر سم

یعنی شکاری کے کتے کی طرح دم ہلاتا ہوا پتھروں کو سم کے نیچے ریتہ کرتا ہوا (چلدیا)۔

سنگ و آہن را بدم در می کشید خرد می خائید آہن را پدید

یعنی لوہے اور پتھر کو سانس سے کھینچ رہا تھا یعنی لوہے کو ریزہ ریزہ کرکے کھلم کھلا
چباتا تھا۔

در ہوامی کرد سر بالای برج کہ ہزیمت می شد از وے روم و گرج

یعنی وہ اژدہا ہوا میں سر برج کے اوپر کر لیتا تھا کہ اُس سے رومی اور گرجی بھی ہزیمت میں آتے تھے مطلب یہ کہ جب وہ منہ کھولتا تھا تو اُس کا منہ برج پر پہونچتا تھا اور بڑے بڑے دلاور اُسکے خوف سے بھاگتے تھے۔

کفک می انداخت چوں اشتر ز کام قطرہ زاں بر ہر کہ می زد شد جذام

یعنی وہ اونٹ کی طرح منہ سے جھاگ ڈال رہا تھا۔ اُس میں سے ایک قطرہ جس پر پڑجاتا تھا اُسکو جذام ہوجاتا تھا۔ یعنی اس قدر زہریلا تھا نعوذ باللہ۔

ز غژغژ دندان او دل می شکست جان شیراں سیہ می شد ز دست

یعنی اُس کے دانتوں کی کٹرکٹراہٹ سے دل ٹوٹا جاتا تھا۔ اور شیران سیہ کی جان ہاتھ سے جاتی تھی یہاں تک اُس اژدہا کی حالت کو بیان فرماکر آگے فرماتے ہیں کہ۔ ۱۶۸

چوں بقوم خود رسید آں مجتبیٰ شد ق او بگرفت و باز او شد عصا

یعنی وہ برگزیدۂ (حق) جب اپنی قوم میں پہنچے تو اُسکی باچھ پکڑلی وہ پھر عصا ہوگیا مطلب یہ کہ اُس عصا کی یہ حالت کہ وہ اژدہا رہا اُس وقت تک ہی رہی جب تک کہ موسیٰ علیہ السلام فرعونیوں میں رہے مگر جب اپنی قوم میں گئے تو اسکو پکڑلیا وہ پھر عصا ہوگیا۔

تکیہ بروے کرد و می گفت ای عجب پیش ما خورشید و پیش خصم شب

یعنی اُس پر سہارا لگا کر فرمایا کہ تعجب ہے کہ یہ خورشید ہے اور مقابل کی رات ہے مطلب یہ کہ فرمانے لگے کہ دیکھو ہمارے نزدیک تو یہ بالکل صاف ہے کہ یہ معجزات ہیں اور حق تعالیٰ ایک ہیں مگر فرعون نہیں سمجھتا اُسکے سامنے سب پوشیدہ ہے اور فرمانے لگے کہ۔

(باقی آئندہ)

کتاب آفات اللسان

الحدیث من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه وقال غریب وه من حدیث ابی هریرة ف اصل عظیم لتربیة النفس

۸۱ الحدیث عند احمد بلفظ لا یؤمن العبد حتى يترك الكذب في المزاحة والمراء وان كان صادقا ف فيه كون المراء مورثا للظلمة فان نقص الایمان هو الظلمة ومن ثم ترى اهل الطريق يتنفرون عنه اشد تنفر

الحدیث لا تسبوا الاموات فتؤذوا

کتاب آفات اللسان

باب الصمت عن الاقوال والافعال — خموشی اقوال وافعال سے

حدیث آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے یہ ہے کہ جو چیز اوسکو مفید نہو اوسکو چھوڑ دے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور اسکو غریب کہا ہے اور ابن ماجہ نے بھی ابو ہریرہ کی حدیث سے ف تربیت نفس کے لیے یہ حدیث اصل عظیم ہے (جس سے فروع کثیرہ کی حقیقت معلوم ہوکر اون کا لازم الترک ہونا ثابت ہوتا ہے) *

باب ذم الجدال — بحث مباحثہ کی برائی

حدیث۔ احمد کے نزدیک ان لفظوں سے ہے کہ بندہ (پورا) مومن نہیں ہوتا جب تک جھوٹ بولنا نہ چھوڑدے حتی کہ خوش طبعی میں بھی اور جب تک بحث مباحثہ کو نہ چھوڑدے (فالمراء معطوف علی الکذب) گو سچا ہی ہو ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بحث و مباحثہ سے ظلمت پیدا ہوتی ہے کیونکہ ایمان کا کامل نہونا ظلمت ہے اور اسی لیئے تم اہل طریقت کو دیکھو گے کہ اس سے سخت نفرت کرتے ہیں

باب النهی عن ذم المیت — مردوں کو برا کہنے کی ممانعت

حدیث۔ مرے ہوؤں کو برا مت کہو کہ اس سے تم زندوں کو ایذا دوگے روایت کیا

الاحیاء الترمذی من حدیث المغیرة بن شعبة ورجاله ثقات ف فیه کون غیبة المیت اشد لاشتماله علی مفسدتین اهانة المیت ثم ایذاء الحی

اسکو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث سے اور اس کے رجال ثقات ہیں **ف** اس میں دلالت ہے اسپر کہ مرے ہوئے کی غیبت کرنا زندہ کی غیبت کرنے سے زیادہ شدید ہے اس لئے کہ وہ دو خرابیوں پر مشتمل ہے۔ ایک مرے ہوئے کی اہانت دوسرے زندہ کی ایذا رسانی۔

الحدیث لابی داؤد والترمذی وقال غریب من حدیث ابن عمر اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویهم وللنسائی من حدیث عائشة لاتذکروا موتاکم الا بخیر واسناده جید **ف** فیه مافی ما قبله ولعل فی السکوت عن الحکمة الخاصة اشارة الی حکم اخری کتعسر التحلل منه وکاحتمال مغفرته ومزاحمة المغتاب حکم الله علی هذا الاحتمال ۸۴

حدیث۔ ابوداؤد اور ترمذی کی روایت ہے اور ترمذی نے غریب بھی کہا ہے حضرت ابن عمر کی حدیث سے کہ مُردوں کی خوبیاں ذکر کیا کرو اور انکی برائیوں (کے ذکر) سے رکے رہا کرو اور نسائی کی روایت میں حضرت عائشہ کی روایت سے یہ ہے کہ اپنے مردوں کا ذکر صرف خیر کے ساتھ کیا کرو اور اسکی اسناد جید ہے **ف** اسمیں بھی وہی مضمون ہے جو اسکی قبل والی حدیث میں ہے اور شاید کسی خاص حکمت کا بیان نہ کرنا (جیسے حدیث سابق میں بیان کی تھی) اشارہ ہو دوسری حکمتوں کیطرف جیسے مردہ سے معاف کرانے کا دشوار ہونا اور جیسے یہ احتمال ہونا کہ اسکی مغفرت ہو گئی ہو اور اس احتمال پر یہ غیبت کرنے والا گویا خدا تعالے کے حکم کا مقابلہ کر رہا ہے۔

کتاب ذم الغضب

الحدیث سأل رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مایبعدنی من غضب اللہ قال لا تغضب الطبرانی فی مکارم الاخلاق وابن عبد البر فی التمہید باسناد حسن وھو عند احمد وان عبد اللہ ابن عمرو ھو السائل اھ قلت ترجمہ العارف الرومی بقولہ ؎

گفت از خشم خدا چہ بود اماں ؎ گفت ترک خشم خویش اندر زماں

ف باب عظیم من السلوک الطریق

الحدیث من اصبح اٰمنا فی سربہ معافی فی بدنہ عندہ قوت یومہ فکانما حیزت لہ الدنیا بحذافیرھا الترمذی وابن ماجہ

کتاب مذمت غضب

حدیث۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کون چیز مجکو غضب الٰہی سے دور کر سکتی ہے آپنے فرمایا تو غضب مت کرنا۔ روایت کیا اسکو طبرانی نے مکارم اخلاق میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں اسناد حسن سے اور یہ حدیث احمد کے یہاں بھی ہے اور اسمیں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو سوال کرنے والے ہیں فقط میں کہتا ہوں ۸۳ کہ عارف رومیؒ نے اپنے اس شعر میں اسکا ترجمہ کیا ہے ؎

گفت از خشم خدا چہ بود اماں
گفت ترک خشم خویش اندر زماں

ف اس حدیث کا مضمون سلوک طریق کا ایک باب عظیم ہے (یعنی غصہ کا ضبط کرنا)

حدیث جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اوس کے نفس میں امن ہو اوس کے جسد میں عافیت ہو اوس کے پاس اس دن کا کھانے کو ہو تو گویا دنیا تمامہا اوس کے لیے جمع کردی گئی روایت کیا اسکو ترمذی

حدیث عبید اللہ بن محصن
دون قولہ بحذافیرھا قال
الترمذی حسن غریب قلت
ترجمہ العارف الرومیؒ بقولہ
چون ترا نانے وخرقانے بود
ھر بن موے تو سلطانے بود
ف فیہ تعلیم القناعۃ
واغتنام الامن والعافیۃ
الحدیث کاد الفقر ان یکون کفرا
وکاد الحسد ان یغلب القدر رواہ ابو مسلم
الکشی والبیہقی فی الشعب ۸۴
من روایۃ یزید الرقاشی عن
انس ویزید ضعیف ورواہ الطبرانی
فی الاوسط من وجہ آخر بلفظ
کادت الحاجۃ ان تکون کفرا وفیہ ضعیف ایضاً
ف فیہ عدم کون الفقر محموداً
علی الاطلاق۔
الحدیث الرجل یحب القوم ولما
یلحق بہم فقال ھو مع من احب متفق
علیہ من حدیث ابن مسعودؓ
ف فیہ کون حب الشیخ
فیہ نفع عظیم

ذم بعض الفقر

النفع العظیم فی حب الشیخ

اور ابن ماجہ نے عبید اللہ بن محصن کی حدیث سے بجز
اس لفظ کے یعنی بحذافیرہا۔ ترمذی نے اس کو
حسن غریب کہا ہے میں کہتا ہوں کہ عارف
رومیؒ نے اپنے اس شعر میں اس کا ترجمہ کیا ہے
ع چوں ترا نانے وخرقانے بود
ہر بن موئے تو سلطانے بود
ف اس حدیث میں تعلیم ہے قناعت کی اور
(اعمال کے لیے) امن و عافیت کو غنیمت سمجھنے کی
حدیث۔ فقر (یعنی محتاجی) قریب ہے کہ کفر
ہو جائے اور حسد قریب ہے کہ قدر پر غالب آجائے
روایت کیا اسکو ابو مسلم کشی نے اور بیہقی نے
شعب میں یزید رقاشی کی روایت سے وہ
انس رضؓ سے روایت کرتے ہیں اور یزید ضعیف ہے
اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں
دوسرے طریق سے ان لفظوں سے کادت
الحاجۃ الخ اور اس طریق میں بھی ضعف ہے
ف اسمیں فقر کا مطلقاً محمود نہ ہونا معلوم ہوا
حدیث۔ ایک شخص کسی جماعت سے محبت کرتا ہے اور اوسکو
اون کے درجہ تک رسائی نہیں ہوتی آپ نے فرمایا کہ وہ شخص انہی
کیساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابن مسعودؓ
کی حدیث سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی محبت سے نفع
عظیم ہوتا ہے (اسی لئے اہل طریق کو اسکا بہت اہتمام ہے) (باقی)

(۵۶) خانصاحب نے فرمایا کہ جب سید صاحب کا قافلہ حج سے واپس آرہا تھا تو واپسی میں لکھنؤ میں ٹھہرا۔ علی نقی خاں اُس زمانہ میں وزیر تھا اور سبحان علی خاں اس کا میر منشی علی نقی خاں نے تمام قافلہ کی دعوت کی۔ اور کھانے کے لئے سب کو ایک بڑے مکان میں مدعو کیا اُس جلسہ میں علماء فرنگی محل وغیرہ بھی مدعو تھے جب سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے علی نقی خاں نے سید صاحب سے عرض کیا کہ حضور کھانے میں ذرا بھی دیر ہے، بہتر ہو کہ جناب مولوی اسمٰعیل صاحب کچھ بیان فرماویں مولانا اسمٰعیل صاحب کا قاعدہ تھا کہ جس جلسہ میں سید صاحب ہوتے تھے اُس جلسہ میں تقریر نہ کرتے تھے۔ اس لئے سید صاحب نے مولانا عبدالحیؒ صاحب سے فرمایا کہ مولانا آپ کچھ فرما دیجئے۔ مولانا عبدالحیؒ صاحب نہایت ہی کم گو تھے اور جب تک کوئی سوال کئی مرتبہ نہ کیا جاوے اُس وقت تک جواب ہی نہ دیتے تھے اس لئے وہ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا تھوڑی دیر میں علی نقی خاں نے پھر عرض کیا اس پر سید صاحب ۶۹
نے پھر مولانا عبدالحیؒ صاحب سے فرمایا اس مرتبہ بھی انہوں نے کچھ جواب نہ دیا تھوڑی دیر میں علی نقی خاں نے پھر عرض کیا اور سید صاحب نے مولانا عبدالحیؒ صاحب سے پھر فرمایا مولانا پھر بھی خاموش رہے۔ اس پر سبحان علی خاں بولا۔ کہ جناب اس مجمع میں علماء فریقین موجود ہیں ایسے مجمع میں تقریر فرماتے ہوئے مولانا کو شرم آتی ہے اس لئے یا جناب خود کچھ فرمائیں یا مولوی اسمٰعیل صاحب کو حکم فرمادیں یہ سُنکر مولانا عبدالحیؒ صاحب نے زور سے ہوں کرکے (کیونکہ اُن کی عادت تھی کہ جب وعظ فرمانے کو ہوتے تو اول ہوں کرتے) فرمایا الحیاء شعبۃ من الایمان اور یہ فرماکر سلسلہ تقریر شروع فرمایا۔ اور اول ثابت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام باحیا تھے۔ اور ابلیس بے حیاء اُس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کا باحیاء ہونا اور انکی قوم کا بے حیاء ہونا ثابت فرمایا۔ پھر دوسرے انبیاء کا باحیا ہونا۔ اور انکے مخالفین کا بے حیاء ہونا ثابت فرمایا اور اخیر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باحیاء ہونا اور اُنکے مخالفین کا بیحیاء ہونا ثابت فرمایا۔ اُس کے بعد صحابہ کا باحیاء ہونا اور

اُنکے مخالفین کا بے حیا ہونا ثابت فرمایا اس کے بعد فرقِ اسلامیہ میں اہل سنت کا باحیا ہونا
اور اُنکے مخالفین کا بے حیا ہونا ثابت کیا اور خاتمہ تقریر پر ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر
فرمایا کہ الحمدللہ سنت انبیاء اور اُنکے متبعین کے مطابق عبدالحیٔ باحیا ہے۔ اور
روافض بالخصوص روافض اودھ اپنے اسلاف کے سنت کے مطابق بے حیا اور
اس پر تقریر کو ختم فرمادیا یہ مضمون تو ختم ہوا اثنار تقریر میں سبحان علی خاں مولوی
عبدالحیٔ صاحب سے جگہ جگہ پر سوال کرتا تھا۔ اور مولانا اسمٰعیل صاحب اس کا
جواب دیتے تھے وہ سوالات وجوابات سب تو مجھے محفوظ نہیں رہے جس قدر یاد
ہیں وہ لکھواتا ہوں مولانا عبدالحیٔ صاحب کی تقریر میں حضرت عمرؓ کی فتوحات
کا اور ان منافع کا بھی ذکر آگیا جو آپ کی ذات سے اسلام کو پہونچے اس پر
سبحان علی خاں نے بآواز بلند حدیث پڑھی ان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل
الفاجر اس پر مولانا اسمٰعیل صاحب اُٹھے اور مولوی عبدالحیٔ صاحب سے فرمایا کہ
۷۰ ذرا تقریر کو روک دیجئے۔ اس کا جواب میرے ذمہ ہے۔ اور سبحان علی خاں کیطرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ سبحان علی خاں تم اس کو تسلیم کرتے ہو کہ حضرت عمر کی ذات
سے دین کو مدد پہونچی اُس نے اقرار کیا کہ ہاں آپ نے پھر بھی سوال کیا اُس نے
پھر وہی جواب دیا جب سب کے سامنے کئی بار اُس سے اقرار کرالیا تب فرمایا کہ
یہ بحث تو پھر ہوگی کہ حضرت عمر فاجر تھے یا نہ تھے لیکن اس وقت آپ نے اتنا
تسلیم کرلیا کہ حضرت عمر کی ذات سے دین کو مدد پہونچی اب اتنا ذرا اور بتادو کہ
اصول تشیع کے مطابق دین کو نفع پہونچا یا اصول سنت کے مطابق۔ اس کے
جواب میں سبحان علی خاں بالکل خاموش ہوگیا۔ جب وہ جواب نہ دے سکا تو
خود مولانا نے فرمایا کہ یہ تو آپ کہہ نہیں سکتے کہ اصول تشیع کے مطابق دین کو
نفع پہونچا اس لئے ضرور یہی کہا جاویگا کہ اصول اہل سنت کے مطابق نفع
پہونچا پس ثابت ہوا کہ دین حق مذہب اہل سنت ہے ایک موقع پر مولوی
عبدالحیٔ صاحب نے حضرت علی کے متعلق کچھ بیان فرمایا تو اسی موقع پر سبحان علیخاں

نے حدیث تمسک لکم دو مک دی پڑہی اس پر ہی مولانا اسمعیل صاحب کھڑے
ہوئے اور فرمایا کہ مولانا ذرا تقریر کو روکدیجئے اس کا ہی جواب میں دونگا اور
اس کے بعد سبحان علی خاں سے فرمایا کہ سبحان علی خاں سنو اول تو یہ حدیث ثابت
نہیں اور برتقدیر ثبوت میں دریافت کرتا ہوں کہ یہ حدیث اپنے حقیقی معنی پر
محمول ہے یا مجازی معنی پر۔ اسکے جواب میں سبحان علی خاں نے کہا کہ حقیقی معنی پر
اسکے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ اگر حقیقی معنی پر محمول ہے تو حضرت علی کا نکاح
حضرت فاطمہ سے صحیح نہ ہوا سبحان علی خاں سے کچھ جواب نہ بن آیا اور خاموش
ہوگیا ایک موقع پر سبحان علی خاں نے مولانا عبدالحئی صاحب کی تقریر پر اعتراض
کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے یہاں یہ حدیث ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام جزیہ
نہ لیں گے بلکہ انکے زمانہ میں یا اسلام ہوگا یا قتل اور جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جزیہ لیتے تھے تو ثابت ہوا کہ عیسی علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ
کے حکم کو منسوخ کرسکتے ہیں اس کے جواب میں ہی مولانا اسمعیل صاحب کھڑے ۱۷
ہوئے اور فرمایا کہ انکا جزیہ نہ لینا خود اسی حدیث کی بنا پر ہوگا پس یہ تعمیل ہے
حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کہ نسخ حکم نبوی اسکے جواب میں بھی
سبحان علی خاں خاموش ہوگیا اور کوئی جواب نہ بن آیا غرض کہ اسی طرح اور
بہی کئی سوال وجواب ہوئے جو مجھے یاد نہیں رہے اور سبحان علی خاں ہر مرتبہ
ساکت ہوا آخر میں ایک موقع پر پھر اس نے اعتراض کرنا چاہا اور صرف اتنا
کہا تھا کہ مولانا کہ اتنے میں علی نقی خاں نے سبحان علی خاں سے کہا کہ بس کرو۔
بہت گالیاں سنوا چکے ہو اب نہ چھیڑو اپنے بہنوئی کو۔

حاشیہ حکایت (۵۷) قولہ فی اول القصۃ کہانے کے لئے سب کو
اقول شیعی کی دعوت قبول کرنے پر شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ مصلحت دینیہ
کا موقع مستثنی ہے باقی کسی چیز کے ملا دینے کی مانعیت سو ایسی حرکت کمینہ طبع
لوگ کرسکتے ہیں شرفا اور عالی رتبہ لوگ نہیں کرسکتے خصوص جب اس جماعت

والے ہی شریک ہوں (رشت)

(۵۰۷) خانصاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ جو میں لکھوانا چاہتا ہوں اپنے استاد میاں جی محمدی صاحب حکیم خادم علی صاحب حکیم عبدالسلام صاحب ملیح آبادی قاضی عبدالرزاق جیوری اور مولوی عبدالقیوم صاحب سے سُنا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ مولانا اسمٰعیل صاحب نے لکھنؤ میں اعلان فرمایا کہ کل ہم شیعوں کی عیدگاہ میں وعظ کہیں گے چنانچہ آپ حسب اعلان وعظ کہنے کے لئے عیدگاہ تشریف لے گئے اس اعلان کی اطلاع عام طور پر ہو چکی تھی اس لئے دونوں فریق کے لوگ جمع ہو گئے اور بہت بڑا مجمع ہو گیا مولانا منبر پر تشریف لائے اور وعظ شروع فرمایا مولوی عبدالقیوم صاحب مولوی عبدالحئی صاحب کے صاحبزادے آپ کے پاؤں کے پاس بیٹھے تھے وعظ میں آپ نے مذہب تشیع کی خوب دھجیاں اُڑائیں اس وعظ میں دو نوعمر اور نوجوان لڑکے جو آپس میں بھائی بھائی تھے جن میں سے ایک کا نام محمد ارتضا تھا اور دوسرے کا نام محمد مرتضےٰ مولانا کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے اُن پر اس وعظ کا اثر ہوا اور انہیں سے چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا کہ مولانا کی تقریر کو سُنکر میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ اس شہر میں ہماری حکومت ہے اور یہ شخص جو مذہب تشیع کی اس بیباکی سے تردید کر رہا ہے محض ایک معمولی اور دبلا پتلا آدمی ہے نہ کہیں کا بادشاہ ہے نہ نواب نہ اس کے پاس فوج ہے نہ ہتیار پھر باوجود اس بے کسی و بے لبسی کے جو یہ اس قدر جرأت دکھا رہا ہے تو وہ کونسی بات ہے جو اس کو اس بیباکی اور سرفروشی پر آمادہ کر رہی ہے وہ صرف اس کا ایمان ہے اب ہم اپنے ائمہ پر نظر کرتے ہیں ہمارے ائمہ ہمارے مذہب کی روایات کے مطابق اس قدر قوی اور شجاع تھے کہ اُن کی قوت کو نہ کسی فرشتے کی قوت پہونچتی تھی اور نہ جن کی اور اسکے ساتھ ہی وہ تقیہ بھی اس قدر کرتے تھے کہ مخالف تو درکنار خود اپنے شیعوں سے بھی صاف بات نہ کہتے تھے اس سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ مذہب تشیع تو کسی طرح حق نہیں ہو سکتا کیونکہ ۴۷۰

(باقی آئندہ)

۱۳۴۵ھ
عثمانی جنتری

شرائط کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

(۱) چونکہ آجکل بسبب جلد ختم ہوجانیکے کتابوں کا کچھ قیام نہیں بعض درسی کتب ختم ہوچکی ہیں اور بعض بالفعل تو ہیں مگر ختم ہوجانا ممکن ہو لہذا کوئی کتاب باوجودیکہ درج فہرست ہونیکے ارسال نہ کی جاوے تو سمجھ لیں کہ ختم ہوگئی نیز بعض کی قیمتوں میں بیشی ہوجانا بھی ممکن ہے اور کمی ہو جانا بھی کیونکہ بعض کتب کئی جگہ تیار ہونے پر ارزاں ہوجاتی ہیں غرض یہ کہ کتاب کا نہ ملنا گراں وارزاں ملنا ممکن ہو کوئی صاحب شکایت نفرماویں۔

(۲) جبکہ پیکٹ یا پارسل مقررہ احتیاط کیساتھ روانہ ہوچکا تو پھر راہ کے نقصان کا کتب خانہ ذمہ دار نہیں البتہ ثبوت روانگی دینا ضروری ہے۔

(۳) اگر کسی خاص مطبع کی کوئی کتاب درکار ہو تو اُسکا نام ضرور تحریر فرماویں ورنہ جو موجود ہوگی ارسال کی جاویگی۔

(۴) مصارف پارسل محصول وغیرہ ہمیشہ بذمہ خریدار ہونگے

(۵) بعض حضرات صرف ٹکٹ روانہ فرمادیتے ہیں کتب خانہ اسکے عوض کتاب روانہ کردیتا ہو مگر راہ میں پیکٹ بوجہ نہ رجسٹرڈ ہونیکے ضائع ہوجاتا ہے تو پھر کارکنان کتب خانہ موردعتاب ہوتے ہیں لہذا ٹکٹ کوئی صاحب نہ بھیجیں ورنہ پھر شکایت نہ کریں البتہ جب کبھی بھی آپ ٹکٹ روانہ فرماکر کتاب منگادینگے اور کارکنان کتب خانہ روانہ کردیگا اور راہ میں گم ہوجاویگا تو اُس کا ثبوت تو احقر ضرور دے گا مگر ذمہ دار نہیں۔

(۶) بصورت پتہ نہ پڑھے جانیکے تعمیل حکم نہیں ہوتی لہذا خوشخط اور پورا بمعہ ضلع تحریر فرمایا کریں۔

(۷) بعض حضرات وی پی منگاکر واپس کردیتے ہیں جس سے کتب خانہ کو نقصان پہونچتا ہے ایسا نہ کیا کریں ورنہ نقصان اُن کے ذمہ رہتا ہے خواہ وہ دُنیا میں دیں یا آخرت پر رکھیں۔

حسب فرمائش محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے عرض ہے کہ یہ جنتری نمازوں کے واسطے بنائی گئی ہے تاکہ ابر وغیرہ میں کام آوے مگر یہ حساب ہے کوئی وحی نہیں ہے کہ سارے کام اسی پر چھوڑ دئے جائیں، ممکن ہے منٹ دو منٹ کا کہیں فرق نکل آئے یا گھڑی میں فرق ہو۔ جہاں تک ممکن ہو احتیاط سے کام لیں اور یہ جنتری دہلی کیواسطے ہے مگر ہر مقام پر کام دیسکتی ہے اسکا طریقہ یہ ہے کہ جس مقام پر کام میں لانا ہو وہاں دو ایک روز زوال یا غروب دیکھیں کہ اس جنتری سے کے منٹ بعد یا قبل زوال یا غروب ہوا جتنے منٹ کا فرق نکلے ہمیشہ اتنے منٹ کا فرق نکالکر کام میں لائیں مثلاً میرٹھ میں دیکھا کہ دو منٹ قبل غروب یا زوال ہوا تو اب سمجھ لیں کہ صرف دو منٹ کا فرق ہے۔ دو منٹ پہلے وقت کا ہو جانا خیال کریں۔ یا مثلاً انبالہ میں اس جنتری سے دو منٹ بعد غروب ہوا تو سمجھ لیں کہ انبالہ میں دو منٹ بعد وقت ہوگا، اور اس جنتری میں عشاء کا وقت حنفی لکھا ہے یعنی بعد غروب آفتاب جو سرخی کے بعد سپیدی پھیلتی ہے اس کے غائب ہونیکے بعد حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک عشاء کا وقت ہوتا ہے گو صاحبین کے نزدیک سرخی کے بعد وقت ہوجاتا ہے، مگر احتیاط اسی میں ہے کہ کسی قسم کا شک ہی نہ رہے ایسے ہی عصر کا وقت ہمارے امام صاحب کے نزدیک مثلین کے بعد ہوتا ہے، اگرچہ دوسرے حضرات کے نزدیک اس سے قبل بھی ہوجاتا ہے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ مثلین کے بعد نماز عصر پڑھے اور ظہر ایک مثل کے اندر پڑھ لے مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے شہر دہلی میں اکثر جگہ عصر کی نماز مثلین سے قبل ہوجاتی ہے حالانکہ حنفی کہلاتے ہیں، ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئیے احتیاط کا پہلو لینا چاہیئے۔ آخر میں احقر کی درخواست ہے کہ اس جنتری میں جو کہیں غلطی دیکھیں اسکی اصلاح کردیں اور احقر کو اطلاع دیں کہ آئندہ درست کردیجائے۔ فقط

خاکسار

محمد عثمان عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ (الآیۃ)

سلسلہ تبلیغ اسلام و احکام کا پہلا نمبر

یعنی

حسن اسلام کی ایک جھلک

(۱)

از حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ
محمد اشرف علی صاحب تھانوی دام فیضہم

اسلامی اعمال و اخلاق کا نمونہ جس سے
اخلاقی فلسفی طور پر اسلام کی حقانیت
ثابت ہوتی ہے

یہ دو غرض سے لکھی گئی ہے ایک یہ کہ مبلغین اس مضمون کو مخاطبین کے ذہن نشین کر دیں دوسرے یہ کہ دوسری قومیں اس پر نظر کرکے اسلام کی معتقد ہوں ۔

شریعت بیضا تصحیح عقائد و اداے ارکان اسلام کے اسکا بھی حکم کرتی ہے کہ اخلاق و عادات حسنہ کو اختیار کرنا چاہیے چنانچہ وہ حکم دیتی ہے کہ آدمی تقوی کرے یعنی تمام ان چیزوں سے ... احتراز کرے جو خدا کے یہاں ...

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] عمل کرے۔ نیکی کرنے عمل میں احسان کی رعایت کرے اور احسان یہ ہے کہ آدمی اسطرح اپنے رب کی عبادت کرے گویا کہ وہ اسکی آنکھوں کے سامنے ہے۔ خلق اللہ کے ساتھ خیرخواہی سے پیش آئے۔ صبر کیا کرے یعنی دہشت اور الم کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔ جو چیز خدا کی پسندیدہ ہو اُس پر راضی رہے۔ حیا کرے اور حیا ارتکاب افعال شنیعہ کے خوف سے جی رک جانیکا نام ہے حلم سے پیش آئے۔ یعنی جوش غضب میں نرمی سے کام لے۔ عفو کیا کرے اور عفو کے معنے خطا کار سے باوجود قدرت کے بدلہ نہ لینا ہے مگر حدود[1] بوجہ ضرر عام ہونے کے اس سے مستثنے ہیں اچھے کاموں میں لوگوں کی حرص کرے۔ سخاوت وکرم میں کوتاہی نہ کرے۔ شجاعت کرنے میں پیشقدمی کے ساتھ موصوف ہو۔ غیرت کیا کرے یعنی دین وآبرو کو تہمت سے محفوظ رکھے ثابت قدم رہے یعنی خوف کے وقت نہ گھبرائے۔

دوسروں کو اپنے فائدہ پر ترجیح دے۔ مروت سے پیش آئے۔ اور وہ بقدر امکان لوگوں کو نفع پہنچانے کی سچی رغبت کا نام ہے۔ ضبط نفس کو ہاتھ سے نہ جانے دے یعنی خواہش نفسانی کے ہیجان کے وقت اپنا جی قابو میں رکھے۔ قناعت کرے صاحب وقار یعنی مطالب کیطرف متوجہ ہونیکے وقت سنبھلا رہے سکون سے پیش آئے۔ یعنی لڑائی جھگڑوں میں جلدبازی سے کام نہ لے۔ رفق کا برتاؤ کرے۔ اور وہ امر جمیل تک پہنچانے والی چیز کی عمدہ طور سے پیروی کرنے کا نام ہے۔ حسن سیرت کو

[1] یعنی تعزیرات شرعی ۱۲

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] نیکی جو غرض نفس کے کمال کا باعث [illegible] سے محبت کرے حکمت کے ساتھ [illegible] کرتا رہے۔ خدا سے ڈرتا رہے اُسکی ذات سے امید رکھے۔ اپنے سارے کام خدا کے سپرد اور اُسکے حوالہ کرے۔ الفت کا برتاؤ رکھے۔ اور وہ اصطلاح میں تدبیر معاش میں متفق الرائے ہوکر سعی کرنے کا نام ہے۔ وفادار بنے۔ صلۂ رحم یعنی اپنے اہل قرابت سے سلوک کرتا رہے۔ خلق اللہ پر شفقت کیا کرے۔ اُسکے بندوں کی اصلاح میں مصروف رہے۔ استوار بنے۔ وعدہ اور عہد کو پورا کرتا رہے۔ دوستی اور دشمنی جو کچھ کرے خدا کیواسطے کرے۔ لوگوں کے ساتھ نیک گمان رکھے۔ سلامت روی اختیار کرے۔ کوشش پر آمادہ رہے۔ بھاری بھرکم بنا رہے۔ نیک کاموں میں جلد باز ہو۔ دینی معاملہ میں مضبوط ہو۔ خدا کے ساتھ انس حاصل کرے۔ دل میں اُسکی محبت اور شوق پیدا کرے۔ پارسائی اپنا شعار رکھے۔ ورع کو ضروری سمجھے۔ یعنی اعمال جمیلہ کو اپنے ذمہ لازم کرے۔ استقامت اور راستی اختیار کرے۔ عالی حوصلہ رہے یعنی ایسی چیزیں اختیار کرے جس سے نیک نام ہو۔ دل کا نرم رہے یعنی دوسرے کی تکلیف پر علی العموم اُسکا جی دکھے پاک کمائی حاصل کرے۔ یعنی بغیر کسی قسم کی ذلت اٹھانے اور بدون کسی ظالمانہ کارروائی کے مال حاصل کرے۔ مال اچھے موقعوں پر خرچ کیا کرے۔ غصّہ کو ضبط کرے۔ خدا کے ساتھ پستی اور بندگی سے پیش آئے۔ آزادی اختیار کرے

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=

اور وہ شہوتوں اور نفسانی خواہشوں کی پابندی سے اپنے نفس کو آزاد رکھنے کا نام ہے اپنے نفس کا حساب لیتا رہے اور اسکی جانچ کیا کرے اور نازیبا امور سے ملامت کرتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جتنے خصائل حمیدہ ہیں شریعت نے سب ہی کا حکم دیا ہے پس آدمی کو چاہئے کہ ان عمدہ خصائل کو اختیار کرے اپنے نفس کا ہمیشہ علاج کرتا رہے۔ اور یہانتک کوشش کرے کہ کمال کی حد تک پہنچ جائے اسیطرح یہ شریعت برائیوں سے بھی روکتی ہے چنانچہ وہ کفر کی اجازت نہیں دیتی۔ عبادت میں کسیکو خدا کا شریک ٹھیرانا ناجائز قرار دیتی ہے بدکاری سے منع کرتی ہے اسکا حکم ہے کہ خدا کے اوامر و نواہی کی مخالفت نہ کیجائے۔ خواہش نفسانی کی پیروی سے آدمی باز رہے ریا کو چھوڑ دے۔ یعنی لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے عمل نہ کرے بلکہ محض خدا کے لئے اپنے کو بُرا نہ سمجھے۔ کینہ نہ رکھے۔ خود بینی سے کنارہ کش رہے۔ اور خود بینی یہ ہے کہ آدمی عمل کرکے اپنے کو کچھ سمجھنے لگے حالانکہ چاہئے تو یہ کہ اسکی نظر خدا کے فضل پر ہو۔ جس نے اُسے عمل کرنے کی توفیق عنایت کی۔ حسد نہ کرے اور وہ دوسرے سے نعمت زائل ہوجانے کی آرزو کا نام ہے لوگوں کی مصیبتوں پر خوش نہ ہوا کرے۔ کسی کی عداوت پر اقدام نہ کرے۔ ہاں جو محض خدا کے لئے ہو اُسکا مضائقہ نہیں۔ تہور سے باز رہے اور وہ ایسی شے جو اُسکے قابو کی نہ ہو۔ بیجا دلیری کر بیٹھنے کا نام ہے۔ خدا کے ساتھ بدگمانی نہ کرے۔ بدشگونی اور بد فالی

بلکہ میت میں کوئی سند نہیں نہ کیا کرے
بخل چھوڑ دے۔ نہ لالچ کے مارے خرچ میں
انتہا درجہ کی تنگی کرے اور نہ فضول خرچی اور روپیہ
اڑانے پر آمادہ ہو جائے ناز یبا اُمور کے لئے
مال سے محبت نہ کرے۔ کاہلی اور بیکار پڑے رہنے
سے احتراز کرے۔ جلد بازی سے بچے سنگدلی
اور درشتی اختیار نہ کرے۔ بے شرمی اور بے حیائی
کے پاس نہ پھٹکے۔ بے استقلالی نہ کرے۔ کسیکی
نعمتوں کے ساتھ انکار اور ناشکری سے پیش نہ
آئے۔ غضب و غصہ کی عادت نہ ڈالے علماء
سے عداوت نہ رکھے۔ خدا کے مقابلہ میں دلیری
نہ کرے اسکے غصہ اور عذاب سے بیخوف نہ ہو۔
اُمور دنیا میں سے اگر کوئی چیز فوت ہو جائے تو
اُسپر افسوس نہ کرے۔ دین کے معاملوں میں
ڈھیلا نہ ہو سکی اور اوچھے پن سے اپنے آپ کو
بچاتا رہے۔ ناحق کسیکی الزام دہی کے درپے نہ ہو
حق بات سے جان بوجھکر انکار نہ کرے اور نہ اپنی
بڑائی کے زعم میں اُسکے مقابلہ پر آمادہ ہو۔ سرکشی
اور انکار کرنے سے باز رہے۔ لالچ اور حرص نہ
کرے۔ پژمردہ دلی سے علیحدہ رہے گناہوں پر
اصرار نہ کرے۔ بیموقع غصہ نہ کرے خدا کے دین
کی حمایت کے سوا جوش میں نہ آجائے خدا کی
رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔ ظالموں اور مجرموں سے
محبت نہ رکھے۔ نیکوں سے عداوت نہ کرے۔
ایسا دل سخت نہ کرے کہ کسی مضطر کی مدد نہ
کرسکے زبان کی بہتیری آفتیں ہیں۔ جن سے
آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ بچتا رہے مثلاً چغلخوری کرنا

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]	[illegible]	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]	[illegible]	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	=	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

یعنی کسی ایسی بات کو ظاہر نہ کرے جسکا ظاہر ہونا اسے ناگوار ہو کسی کا راز فاش نہ کرے۔ مسخرہ پن اور دل لگی بازی نہ کرے لوگوں کی ہنسی اور ذلیل کے درپے نہ ہو لعن طعن اور گالی گلوج کرنے سے اپنے کو محفوظ رکھے۔ بیہودہ چیزوں کو کھلے کھلے الفاظ میں نہ کہہ بیٹھا کرے۔ لوگوں کے حسب نسب میں عیب نہ نکالا کرے۔ ناحق نہ جھگڑے یعنی دوسری کی بات میں بلا اس قصد کے کہ حق ظاہر ہو جائے خواہ مخواہ اعتراض نہ کرے۔ محض دوسرے کے تنگ کرنے کے لئے گفتگو نہ کرے بیجا باتوں میں دخل نہ دیا کرے۔ ندیدہ پن نہ کرے۔ ہاں جو بھوکوں مرنے لگے وہ معذور ہے۔ منہ دیکھی باتیں نہ کرے۔ لوگوں سے دوغلی باتیں نہ کہے۔ بےموقع سفارش نہ کرے۔ نیکی سے منع اور برائی کا حکم نہ کرے۔ سخت کلامی اور درشتی سے باز رہے۔ مانگنے سے بچے۔ لوگوں کے عیبوں کی تفتیش نہ کرے۔ ظالم کی زندگی کی دعا نہ مانگے مسجد میں دنیاوی باتیں نہ کرے لوگوں کے نام بگاڑ بگاڑ کر نہ لیا کرے۔ خدا کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے زیادہ قسم کھانے سے اگرچہ سچی بات پر کیوں نہ ہو خدا کے نام کی عظمت قائم رکھنے کے لئے احتراز کرے۔ اپنے بھائی کی معذرت قبول کرنے رو نہ کرے۔ قرآن شریف کی من گھڑت تفسیر نہ کرے۔ بغیر کسی مصلحت شرعی کے دوسرے کی بات نہ کاٹے۔ ہر شخص جسکے ماتحت ہو اُسکے کلام کے قبول کرنے سے جبتک کہ شرع کے خلاف نہ ہو انکار نہ کرے اور اُسکی مخالفت سے بچے۔ کسی

تیسرے کے سامنے دو شخص سرگوشی نہ کریں جس سے اسے رنج ہو۔ پرائی جوان عورت سے باتیں نہ کرے جو گناہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اُسکو گناہ کا راستہ نہ بتائے۔ ایسی خوش طبعی نہ کرے جسکی شرع نے اجازت نہ دی ہو یا جس سے شرارت ظاہر ہو۔ لایعنی باتوں کے تکلم سے علیحدہ رہے۔ غلام کو اُسکے مالک سے اور عورت کو اُسکے شوہر سے بہکا کر برگشتہ خاطر نہ کرے جھوٹی شہادت نہ دی سچی گواہی دینے سے جان نہ چرائے۔ بھولی پارسا عورتوں کو تہمت نہ لگائے۔ مردوں کو گالیاں نہ دے بادشاہوں کو دشنام سے یاد نہ کرے۔ اُنکی صلاحیت کی دعا سے باز نہ رہے۔ علم نہ چھپائی جان بوجھکر خدا اور رسول پر جھوٹ نہ باندھے۔ مفسدہ پردازی کی باتوں سے اجتناب کرے۔ تاکہ لوگ ضرر سے محفوظ رہیں۔ بیحیائی کی باتوں میں بہت نہ رہا کرے جس سے کہ لوگ اندیشناک ہو جائیں۔ مانگنے میں ایسا بھی الحاح نہ کرے جس سے دینے والے کو ایذا پہنچے۔ خیرات کرکے احسان نہ جتائے۔ مخلوق کے احسان کی ناشکری نہ کرے۔ جس سے کہ خدا کی نعمتوں کا ناشکر ٹھیرے مریض پر جو کچھ قرض ہو اُسے نہ چھپائے بلکہ صاف اقرار کردے۔ کسی کے نسب کا نہ جھوٹا اقرار ہی کری اور نہ اُس سے انکار کرے لوگوں کی آبرو ریزی میں زبان درازی نہ کرے۔ اپنا باپ چھوڑکر دوسرے کو باپ نہ بنائے امر بالمعروف ونہی عن المنکر ترک نہ کرے۔ غیبت سے بچے۔ اور وہ کسیکی نسبت اُسکی غیبوبت میں ایسی بات کہنا ہے جو اُسے بُری

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible

معلوم ہوا اور یہ زبان کی ایسی آفت ہے کہ لوگ اس میں اکثر مبتلا ہو جاتے ہیں اور اسی سے ضرر بھی نہایت عظیم ہوتا ہے اسکے علاوہ اور بہتیرے کل قبیح اعمال وافعال سے بھی شریعت منع کرتی ہے۔ مثلاً وہ عہد کو توڑنے اور وعدہ خلافی کرنے سے ممانعت کرتی ہے۔ دغابازی اور مکاری اور دہوکہ بازی کی اجازت نہیں دیتی۔ فتنہ پردازی کی سخت مخالف ہے اور وہ لوگوں میں گڑبڑ مچا دینے کا نام ہے۔ خلل اندازی اور بغیر کسی دینی مصلحت کے اختلاف کرنے کو جائز نہیں رکھتی۔ خونریزی خودکشی۔ حرام کاری اور لواطت کو اگرچہ اپنی ہی عورت کے ساتھ کیوں نہ ہو ناجائز بتلاتی ہے کیونکہ ان اُمور میں خداوندی حکمت کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اور انسانی نسل گھٹتی ہے خصوصاً زنا سے تو لوگوں کے نسب محفوظ نہیں رہتے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باہم ہمدردی نہیں رہتی نسب کے بارہ میں لوگ دہوکا کھاتے ہیں مال و متاع کے لیے لوگ مالک بنائے جاتے ہیں جنکا ذرا بھی استحقاق نہیں بچہ اسوجہ سے کہ اُسکا پورے طور سے کوئی پرورش کرنیوالا نہیں ہوتا جیدا ضائع ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ اسمیں طرح طرح کی قباحتیں پائی جاتی ہیں کہانتک کوئی بیان کرے۔ شریعت میں اسکی اجازت نہیں ہے کہ پرائی عورت کو کوئی چھوئے یا تنہائی میں اسکے پاس ٹھیرے کیونکہ اس سے ناجائز تعلق کا اندیشہ ہے علی ہذا القیاس بے ریش لڑکے کے بارہ میں بھی یہی کہا جا سکتا ہے اسیطرح اسکا حکم یہ بھی ہے کہ عورتوں کے معمولی ایام میں اُنسے

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	=	=	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
=	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	=	=	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
=	=	[illegible]	=	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
=	=	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
=	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
=	=	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
=	=	=	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مقاربت نہ کی جاوے اسلئے کہ اسمیں سراسر گندگی ہے اور نہ کسی عورت کو ایسی جگہ سفر کرنے کی اجازت دیجاوے جہاں اُسے اپنی آبرو کے جانیکا اندیشہ ہو مردوں کی عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی وضع اختیار کرنیسے روکتی ہے اور اس بات کا امر کرتی ہے کہ صحبت کے وقت ذرا بھی بے پردگی نہ ہونے پائے اور اسکے حکم کے موافق جو نکاح پر قدرت رکھتا ہو اور اُسکو کوئی وجہ عذر کی نہ ہو تو وہ بے نکاح نہیں رہ سکتا کیونکہ اسمیں نسل کی افزائش کے اعتبار سے خداوندی حکمت کی مخالفت لازم آتی ہے اگر کسی کے اختیار میں کوئی عورت ہو یعنی وہ اُس کا ولی ہو تو نکاح کرنیسے اُسے ہرگز نہ روکے مرد اپنی عورت کا اور عورت اپنے مرد کا راز فاش نہ کرے۔ بن سنور کر کوئی عورت نہ نکلے۔ کوئی مرد اپنی عورت کے معاملہ میں بے غیرتی نہ اختیار کرے اسی طرح کوئی پرائے مرد اور عورتوں میں متوسط نہ بنے۔ کوئی نشہ نہ پئے۔ کیونکہ اسمیں عقل ایسی افضل نعمت جو خدا نے انسان کو عنایت کی ہے جاتی رہتی ہے اور نشہ باز جو کچھ نہ کر گزرے تھوڑا ہے۔ کسی گناہ یا فعل شنیع سے بند نہیں پھر اُس کے نقصانات کے مقابل میں جو کچھ اُس نے نفع خیال کیا گیا ہے کیا حقیقت رکھتا ہو۔ کوئی قمار بازی نہ کرے کیونکہ اس سے مال ناحق خطرہ میں پڑجاتا ہے۔ اپنے اسباب کی نکاسی کے لئے کوئی جھوٹی قسمیں نہ کھایا کرے۔ ناپ تول میں کمی نہ کرے۔ جب وسعت باوجود مطالبہ کے کسی کا حق نہ ٹالا کرے بیجا موقعوں پر مال نہ اُڑائے اپنے لڑکی کو اگرچہ غیر مذہب والا کیوں

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	=
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	=	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	=	=	[illegible]	[illegible]

نہ ہو کسی قسم کی تکلیف نہ دے چوری نہ کرے زنا نہ کرے
سود نہ لے کیونکہ سود لینے سے وہ نیکی جو قرض دیکر
لوگوں کے ساتھ احسان کرتا تھا اور حاجتمند کا اس طرح
بہ آسانی سے کام نکل جاتا تھا اُس کا دروازہ بالکل
بند ہو جاتا ہے۔ تجارتی مال لانے والوں سے بالا بالا
ملکر دام توڑ لیا کرے۔ اگر کوئی کچھ سودا چکا رہا ہو
تو اُسپر بھاؤ نہ کرنے لگ جایا کرے۔ آپس میں شرکا
ایک دوسرے سے خیانت نہ کریں مالک کی بلا
اجازت عاریت میں کوئی بیجا تصرف نہ کرے مزدور
سے کام کرا کر اُس کی مزدوری نہ مارے۔ بلکہ اسکے ادا
کرنے میں دیر بھی نہ لگاوے۔ جن چیزوں کی عام
طور پر یا کسی خصوصیت کے ساتھ اجازت ہو اُن سے
لوگوں کو نہ روکے کسی خاص راستہ میں مالک کی بلا
اجازت کوئی تصرف نہ کرے۔ اسی طرح عام راستوں میں
کوئی ایسا امر نہ کرے جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے
امانت میں خیانت نہ کرے۔ جانداروں کی تصویر
کھینچے اور نہ اُن کی تصویروں کو اپنے مکان میں رکھے
تاکہ حیوانات اور اُن کی تصویر کی پرستش کرنے
والوں کی مشابہت سے بچا رہے۔ کھانا اتنا زیادہ
بھی نہ کھاوے کہ جس سے صحت میں فرق آجاوے
اور ضرر پہنچے ظلم اور تعدی کی راہ سے اپنی کسی
سوکنوں میں سے بعض کو بعض پر ترجیح نہ دے
ناراض ہو کر کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ
بول چال نہ چھوڑے آپس میں بگاڑ کرنے اور عداوت
کرنے سے باز رہے اپنے بال بچوں کو ضائع نہ ہونے دے
بلا اجازت شرعی نہ کسی کو مارے اور نہ کسی کو ہتھیار سے
دھمکاوے۔ جادو کے سیکھنے سکھانے اور اُسکے عمل پر

کچھ لینے سے باز رہے۔ فال گوئی اور نجوم سے پرہیز کرے اور انکے جاننے والوں کی طرف رجوع نہ ہو۔ نیز حاکم سے بغاوت نہ کرے اور نہ کسی دنیاوی غرض کے فوت ہونے کی وجہ سے اُس سے عہد شکنی کرے۔ ایسی حالت میں ہرگز حکومت نہ قبول کرے جب یہ جانتا ہو کہ مجھ سے ضرور خیانت ہوگی۔ اسی طرح کوئی انتظام کسی ظالم یا فاسق کے ہرگز سپرد نہ کرے کسی لائق شخص کو معزول کرکے اُس سے کم درجے والے کو مقرر نہ کرے۔ ذی اختیار لوگ ظلم نہ کریں۔ کوئی حاکم ایسے موقع پر اجلاس نہ کرے جہاں مستغیثوں کو رسائی مشکل ہو۔ نہ اپنے مذہب والے پر اور نہ کسی غیر مذہب والے پر ظلم کریں مثلاً ضرب و شتم سے نہ پیش آئیں۔ کوئی حاکم ہونے پر کسی ایسے کا نذرانہ قبول نہ کرے جس سے اس قسم کے پہلے سے مراسم نہ ہوں۔ اسی طرح اُس دعوت میں شریک نہ ہو جس میں اُسکی خصوصیت مدنظر رکھی گئی ہو۔ کسی سے خواہ وہ حق پر ہو یا باطل پر رشوت نہ لے ایسے ہی وہ شخص جو دغابازی کے درپے ہو رشوت نہ دے۔ ہاں جو شخص حق پر ہو اور وہ اپنی پریشانی رفع کرنے کے لئے مجبوراً کچھ دے دلا کر کام نکالے تو کچھ گناہ نہیں۔ رشوت کے لینے دینے میں دلالی نہ کرے۔ اگر مظلوم کی مدد کرنے کی قوت ہو تو اُس سے علیحدگی نہ اختیار کرے۔ فضیحت کرنے کیلئے کسی کے عیوب کی جستجو اور پردہ دری کے درپے نہ ہو۔ بغیر اذن کے کسی گھر کی دیکھ بھال نہ کرے۔ یہاں تک کہ دراز سے بھی نہ جھانکے ایسے لوگوں کی باتیں نہ سنے جو اُسکو سنانا پسند نہیں کرتے۔ جب دشمن اگر سپاہی پر ٹوٹ پڑے تو اُس وقت کم ہمتی نہ کرے۔ امر بالمعروف اور نہی

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

من انکار کرے جھوٹے جو لوگ عہد و امان لے کے
مسلمانوں کی امان میں آگئے ہوں عہد شکنی کر کے
نہ انہیں قتل کرے اور نہ کسی قسم کا ضرر پہونچائے
فنون حرب سیکھ کر نہ بھلا دے ایسے شخص کو قضا
نہ سپرد کرے جسے جانتا ہو کہ اپنی جہالت یا ظلم کی
وجہ سے کار منصبی کے ادا کرنے میں قاصر رہیگا ناحق
نہ جھگڑے۔ اپنے مقابل پر قابو حاصل کرنے یا ستانے
کے لیے جھوٹ نہ بولے براہ عناد اپنے مقابل
کو ہرا دینے کی غرض سے جھگڑا نہ کرے بانٹنے
میں تقسیم کرنے والا بے انصافی نہ کرے۔ اسی
طرح اشیاء مشترکہ کی قیمت لگانے میں بے
انصافی سے بچے۔ بد وضع اور آوارہ لوگوں
کے پاس نہ بیٹھے۔ کسی باردار درخت کے نیچے
یا دریا یا نہر کے کنارے قضائے حاجت نہ کرے۔
گناہوں سے توبہ کرتا رہے۔ توبہ سے باز نہ
رہے۔ خلاصہ یہ کہ جتنی چیزیں نظام عالم جان
و مال عقل یا آبرو کو ضرر پہنچانے والی ہیں
سب کی سب ممنوع ہیں کہاں تک کوئی
بیان کرے۔ کیونکہ اگر اُن سب کو مع اُن
دلائل کے جو قرآن و حدیث سے موسوم
ہوئے ہیں۔ بیان کیا جائے تو کتنی ہی ضخیم
جلدیں بھر جائیں اور پھر بھی ختم نہ ہوں۔ (از رحیمیہ)
قرآن مجید میں ان سب کو ایک آیت
میں جمع کر دیا ہے۔

يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ
وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُونَ۔ کتبہ اشرف علی ۱۳ شوال ۱۳۳۲ھ

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پنجشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جمعہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
یکشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
دوشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سہ شنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چہارشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پنجشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جمعہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
یکشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
دوشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سہ شنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چہارشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پنجشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جمعہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
یکشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
دوشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سہ شنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چہارشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پنجشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جمعہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
یکشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
دوشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سہ شنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چہارشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پنجشنبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

فہرست ۱۳۴۵ھ

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب

کتب تجوید

آداب القرآن تجوید — ۱؎

تجوید القرآن رسالہ تعلیم القرآن یادگار حق القرآن از حضرت مولانا تھانوی مدظلہم — ۱؍

تنشیط الطبع فی اجراء السبع از حضرت مولانا تھانوی اس میں قاریوں اور انکے راویوں کے نام اور اختلاف اور ساتوں قرأتوں کو معلوم کرنیکی ترکیب وغیرہ وغیرہ

الفسیر

جمال القرآن علم تجوید میں نہایت واضح اور جامع رسالہ از حضرت تھانوی مدظلہم — ۲؍

دقائق المحکمۃ شرح جزری از شیخ الاسلام زکریا انصاری

رموز القرآن — ۱؍

شرح جزری اردو — ۵؍

مجموعہ بست سائل قرأت — ۵؍

مجموعہ زینۃ القاری

معہ مخارج الحروف وسراج القاری والبیان الجزیل — ۱؍

الترتیل — ۲؍

مفتاح القرآن — ۱؍

مفید القاری — ۶؍

کتب تفسیر عربی

تفسیر جلالین مجتبائی کامل — ۵؍ ۔ ۱؍

تفسیر بیضاوی نادر — ۱؍

سبق الغایات فی نسق الآیات از حضرت مولانا تھانوی — ۴؍

کتب تفسیر اردو

تفسیر بیان القرآن — ۴؍

مؤلفہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم اس تفسیر کی خوبی پورے طور پر بیان کرنا مشکل ہے حضرت مولانا نے اسمیں بامحاورہ کا التزام کیا ہے ترجمہ بامحاورہ مگر تحت اللفظی رعایت مدنظر ہے توضیح کے لئے ف کے نشان سے تفسیر کی گئی ہے ضروری مضامین اور روایات صحیحہ لکھی ہیں اتباع سلف کا التزام ہے مسائل فقہیہ کلامیہ سے بھی حسب ضرورت بحث کیگئی جن آیات کی تفسیر احادیث مرفوعہ بھی وارد ہوئی ہیں انکو مقدم رکھا ہے ربط آیات خاص اہتمام سے بیان کیا ہے ہر صفحہ کے حصہ زیرین میں جدول دیکر تحقیق اختلافات وحل لغات ضروری ترکیب وجوہ بلاغت توجیہ ترجمہ مختصراً مذکور ہے۔

کامل ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ — عللعہ

تفسیر عزیزی پارہ عم از حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ — عہ

تفسیر مرادیہ — عہ

تفسیر سورہ یوسف منظوم — ۹؍

تفسیر موضح القرآن از حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی یہ تفسیر تمام قرآن شریف کی ہے بہت مختصر اور واضح تفسیر ہے خیال ہے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت

دوسری نہیں ہے۔ — للعہ
تفسیر سورہ فاتحہ — ۳ر
جواہر التفاسیر — عہ

کتب حدیث عربی

الطیب الشذی علی جامع الترمذی از مولنا اشفاق الرحمن صاحب ضخامت ۱۴۰۰ صفحات — سے
ابوداؤد — زیر طبع
اعلام اہل العصر — عہ
العرف الشذی علی جامع الترمذی — للعہ
بخاری شریف — ۲۵
ابن ماجہ — عصہ
بلوغ المرام — ۱۰ر
جامع الترمذی کامل — سے
ایضاً مجیدی — عہ
حصن حصین محشی بحاشی مولنا عبدالحی صاحب — عہ
دارقطنی — سے
صحیح مسلم شریف — ۵ہ
مشکوٰۃ شریف — صہ
موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ — سے
نسائی شریف — عہ
نخبۃ الفکر — ۱۰ر

کتب حدیث اُردو

اسماء الرجال اُردو ترجمہ التادیب التہذیب — عہ
ترجمہ ترغیب و ترہیب
اسمیں احادیث شریف کی اعمال کی فضیلت اور گناہوں کی مذمت بیان کیگئی ہے جسکو پڑھکر طاعت کیجانب مائل ہوجانا نہایت مستحسن ہے اور گناہوں کے ترک کی توفیق نہایت سہل ہوجاتی ہے — ۱۰ر
فتاوی محمدی محشی دیوبندی — ۱۰ر
حدیث اربعین — ۷ر
کہف المتقین خلاصہ حصن حصین — عہ
مجموعہ عہد رواجہ شیئی — عہ
مجموعہ چہل حدیث — ۲ر
مشکوٰۃ ابن حجر — ۵ر
مشارق الانوار — عہ

کتب فقہ عربی

در مختار کامل — سے

شرح وقایہ کامل — للعہ
ایضاً اول — عہ
ایضاً ثانی — عہ
ایضاً ثالث زیر طبع — سے
ایضاً رابع — عہ
صغیری — عہ
قدوری — عہ
کنز الدقائق کلاں — سے
کبیری شرح منیۃ المصلی — عہ
منیۃ المصلی — ۱۲ر
نور الایضاح — عہ
ہدایہ محشی بحاشی مولنا عبدالحی صاحب — سے
ایضاً اولین — سے
ایضاً آخرین — سے

اُصول فقہ عربی و اُردو

اُصول شاشی — عہ
اشرف الحواشی — عہ
ایضاً کلاں — ۲ر
ازالۃ الغواشی ترجمہ اصول شاشی — ۵ر
باسبیل الاقوم فی سبیل المسلم یعنی مسلم الثبوت کا ترجمہ — ۱۲ر

حسامی — عہ
سوال و جواب نور الانوار — ۸ر
فتح القدیر — ۲۵
کشف المبہم — عہ
نور الانوار مع قمر الاقمار — عہ

کتب فقہ فارسی

بدائع منظوم — ۳ر
تحفہ نصائح — ۳ر
تذکرۃ الموتی والقبور — ۳ر
چہار باب — ۳ر
خلاصہ کیدانی — ۱ر
فتاوی عزیزی کامل — عہ
فتاوی مولنا شاہ رفیع الدین صاحب — ۱۰ر
مالا بد منہ — ۸ر
ایضاً مجتبائی — ۱۰ر
مفتاح الصلوٰۃ — ۸ر
نام حق — ۱ر

کتب فقہ اُردو

احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق — عہ
اغلاط العوام از مولنا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مجوام

نام کتاب	قیمت
جو غلط مسائل مشہور ہیں	
انکی تردید میں ہے۔	۱ر
اسلام کی پہلی	۱ر
اسلام کی دوسری	۳ر
آثار محشر	۳ر
اشراق نوری ترجمہ	
قدوری	عہ
تعلیم الاسلام مولفہ	
مولنا کفایت اللہ صاحب سلمہ	
قاعدہ	لـر
حصہ اول	۱ر
دوم	۲ر
سوم	۳ر
چہارم	۵ر
تحفۃ الزوجین یہ	
رسالہ نواب قطب الدین	
صاحب کا ہے اسمیں زوجین کی	
حقوق ہیں مثلاً باب اول	
حقوق خاوند کے بیوی پر	
باب دوم حقوق بیوی کے	
خاوند پر یہ نہایت کارآمد	
رسالہ ہے۔	۳ر
تقویۃ الایمان معہ	
تذکیر الاخوان وغیرہ۔	عہ
ایضاً خورد اسمیں اور	
مسائل نہیں صرف	

نام کتاب	قیمت
تقویۃ الایمان ہی ہے	۳ر
تعلیم النساء	ثر
تنزیہ الکلام الحلال والحرام	۱ر
تعلیم الدین مولفہ	
حضرت مولانا تھانوی	
اسمیں عقائد و تصوفیات	
اعمال عبادات معاملات	
و سیاسیات آداب	
معاشرت سلوک مقامات	
بالتفصیل درج ہیں۔	۸ر
تجہیز و تکفین	۱ر
حارق الاشرار	۱ر
حقیقۃ الصلوٰۃ	۱ر
حقوق الاسلام	۱ر
خلاصۃ النکاح	۳ر
خلاصۃ المسائل	۲ر
خلاصۃ الفقہ	۲ر
راہ نجات	۱ر
رسالہ علم غیب	۱ر
رسالہ عقیقہ	۱ر
رانڈ و کی شادی	۱ر
رسالہ مانع الزنا	ثر
راہ جنت	۳ر
رفاہ المسلمین	۵ر
زلزلۃ الساعۃ	
ترجمہ قیامت نامہ شاہ	

نام کتاب	قیمت
رفیع الدین صاحب رح	۴ر
سرمایہ آخرت	۱۰ر
شرح وقایہ اردو	للعہ
شریعت کا لٹھ و کوڑا	۱ر
شاہد توریت معروف	
شربت تندرستی یہ رسالہ	
مختصر زبان اردو نہایت	
جامع ہو دیکھنے سے تعلق	
رکھتا ہے۔	۴ر
شرح محمدی منظوم	۵ر
صبح کا ستارہ	۲ر
صلوٰۃ الرحمن ترجمہ	
تسبیۃ المصلی	۸ر
صفائی معاملات	
از مولانا تھانوی مدظلہ	۲ر
ضمان الفردوس	۱ر
از مفتی عنایت احمد صاحب	۴ر
فضائل شہور و صیام	۳ر
فتاوی اشرفیہ اول	۳ر
ایضاً دوم	۶ر
ایضاً کلاں السوم یہ	
امداد الفتاوی اولیہ زیر طبع	
آخرین	تمام
حوادث الفتاوی	سے
ایضاً ثالثہ	عہ
ایضاً رابعہ	۸ر

نام کتاب	قیمت
غایۃ الاوطار	
ترجمہ در مختار	مع شلہ
فتاوی احتیاط الظہر	۰ر
فتاوی رشیدیہ اول	۱۳ر
ایضاً دوم	۱۴ر
ایضاً سوم	۱۴ر
فتاوی میلاد شریف	۱ر
قیامت نامہ	۲ر
مفتاح الجنۃ	۵ر
مالا بد منہ اردو	۴ر
مجموعہ فتاوی از	
مولانا عبد الحی صاحب رح	للعہ
نصیحۃ المسلمین	۱ر
نافعہ خریداران	۱ر
ہدیۃ الآفاق	
النکاح و الطلاق	
اسمیں نکاح و طلاق کے	
مسائل ہیں۔	۳ر
ہدایۃ الاسلام	۵ر

کتب عقائد و کلام عربی و فارسی

نام کتاب	قیمت
تکمیل الایمان	۴ر
تفصیل الایمان	
حاشیہ بستان آفندی	عہ

نام کتاب	قیمت
خیالی	عہ
شرح عقائد نسفی	۸ر
مجموعہ میرزاہد ملا	
مواقف	عہ
ملا جلال مجتبائی	[illegible]

کتب عقائد اُردو

نام کتاب	قیمت
تکمیل الایمان اُردو	۵ر
تہذیب العقائد ترجمہ	
شرح عقائد نسفی	۱۲ر
تصفیۃ العقائد	۳ر
عقائد الاسلام ترجمہ	
فقہ اکبر ملا علی قاری	۳ر
فروع الایمان از حضرت مولانا تھانوی مدظلہ	۴ر

کتب فرائض عربی و اُردو

نام کتاب	قیمت
تسہیل الفرائض عربی	۶ر
ایضاً اُردو	۵ر
سراجی	۸ر
ایضاً مجتبائی	۱۰ر
شریفیہ	[illegible]
کنز الفرائض ترجمہ سراجی	عہ
میراث المسلمین از مولانا اصغر حسین صاحب دیوبندی	۳ر

کتب صرف عربی

نام کتاب	قیمت
ادب الصرف ترجمہ پنج گنج	۵ر
ابواب الصرف	۵ر
ایضاً مجتبائی	۷ر
تبیان شرح میزان	۳ر
جامع تعلیلات	۲ر
جاربردی	عہ
حنفیہ شرح مراح الارواح	۱۴ر
دستور المبتدی	۳ر
زنجانی	۴ر
زرادی	۳ر
شافیہ	۱۴ر
ایضاً مجتبائی	عہ
صرف میر	۳ر
عزیز المبتدی ترجمہ	
میزان الصرف	۳ر
علم الصیغہ	۶ر
ایضاً مجتبائی	۸ر
فصول اکبری	۶ر
ایضاً مجتبائی	۸ر
کتاب الصرف از حافظ عبدالرحمن صاحب	۱۴ر
میزان الصرف و منشعب	۲ر

نام کتاب	قیمت
مجموعہ پنج گنج	۳ر
مراح الارواح	۱ر
نوادر الوصول شرح فصول اکبری	عہ
تعزک شرح زرادی	۸ر
ہدایۃ الصرف	۳ر

کتب نحو عربی

نام کتاب	قیمت
الہامیہ	۸ر
تیسیر المبتدی	۶ر
تحریر سنبٹ شرح کافیہ	عہ
تسہیل الکافیہ	۸ر
تعریب الاطفال یہ بزبان اُردو نہایت سہل اور کارآمد رسالہ ہے	۳ر
درایۃ النحو شرح ہدایۃ النحو	عہ
شرح جامی	ے
شرح مائۃ عامل مع حل	
ترکیب مجتبائی	۶ر
ایضاً کانپوری	۳ر
ایضاً کلاں	۱۲ر
ایضاً مترجم معرفت	
جواہر العرب	۷ر
ضریری	۲ر
عزیز النجاۃ	۳ر
کتاب النحو از حافظ عبدالرحمن صاحب نحوی	[illegible]
کافیہ	[illegible]
ایضاً مجتبائی	۱ر
مجموعہ نحو میر	۴ر
ہدایۃ النحو	۸ر

کتب منطق و فلسفہ

نام کتاب	قیمت
ایساغوجی قاسمی	۲ر
بدیع المیزان	۵ر
تیسیر المنطق اُردو زبان میں نہایت سہل و مختصر رسالہ	۱۲ر
سلم العلوم	عہ
شرح تہذیب	۱۵ر
ایضاً مع تحفہ شاہجہانی	۴ر
شرح ہدایۃ الحکمۃ خیرآبادی	عہ
صدرا مجتبائی	[illegible]
قطبی	۱۲ر
قال اقول	۳ر
میرزاہد ملا جلال	[illegible]
مجموعہ منطق	۱۰ر
مرقات	۳ر
ملا حسن	[illegible]
میبذی	عہ
ہدیہ سعیدیہ	[illegible]
المنطق	۲ر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت

کتب انشاء و ادب عربی

- اخوان الصفا مجلد دفعہ — ۸ر
- ایضاً کامل — عہ
- ارشاد الی بانت سعاد یعنی شرح قصیدہ بانت سعاد از مولانا ذو الفقار علی صاحب دیوبندی — ۵ر
- بدیع الانشاء — ۱ر
- تاریخ الخلفاء — عہ
- التعلیقات علی السبع معلقات — ۱۲ر
- دیوان متنبی مطبوعہ دیوبند یہ بھی حاشیہ عمدہ کے ساتھ چھاپا گیا ہے — ۱۲ر
- دیوان حضرت علیؓ — ۱۰ر
- سبعہ معلقہ — ۵ر
- عربی بول چال اول — ۱۲ر
- ایضاً ثانی — ۱۲ر
- عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ — ۷ر
- قلیوبی مع فرہنگ — عہ
- کفایۃ المتحفظ نہایت عمدہ کتاب ہے — ۵ر
- کفایۃ المتحفظ مع ترجمہ — ۴ر
- مکاتیب رشیدی — ۴ر
- مرقاۃ رجبیہ — ۶ر
- مقامات حریری کامل — عہ
- مرقات العربیہ — ۴ر
- ایضاً دوم — ۸ر
- ایضاً سوم — ۱۰ر
- مفید الطالبین — ۳ر
- ایضاً مترجم — ۳ر
- نفحۃ الیمن کامل درس — ۴ر

کتب معانی و بیان و عروض عربی و فارسی و اردو

- تلخیص المفتاح — ۱۰ر
- تذکرۃ البلاغت — عہ
- رسالہ تذکیر و تانیث — ۶ر
- عروض المفتاح — ۱۲ر
- عروض سیفی — ۲ر
- مختصر معانی — عہ
- ایضاً مجتبائی — ے
- مناظر رشیدیہ عربی — ۸ر

ہیئت عربی و ریاضی

- اقلیدس — ۹ر
- رسالہ بابت شرح الافلاک — ۸ر
- تصریح فی التشریح — ۱۲ر
- خلاصۃ الحساب — ۸ر
- تسبیح شداد — ۸ر
- توضیح — ۲ر

کتب حساب

- پہاڑہ اردو — ۔
- ایضاً عبارتی مع گر — لـ
- زبانی حساب — لـ
- عقد انامل دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر دس ہزار تک شمار کرنا سلف کے موافق اگر یاد کرنا ہو تو اس رسالہ کو دیکھو پہلے چھپا تھا وہ بلا استاد سمجھ میں مشکل سے آتا تھا مگر اب انگلیوں کے نقشے بنا دئے ہیں جنکے دیکھنے سے بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے اب بغیر استاد یاد کرنا آسان ہو گیا ہے اور اسکے یاد کرنے کے بعد تسبیح ہزار دانے کی حاجت نہیں اسکے ذریعے دس ہزار تک گنتی شمار کر سکتے ہیں — ۱ر
- گفت نامہ معروف بہ معلم الحساب — ۵ر
- مظہر الحساب — ۱ار

لغات عربی و فارسی و اردو

- حمد باری — ۱۰ر
- غیاث اللغات کلاں — عہ
- کریم اللغات — ۷ر
- لغات شبیریہ معروف گفتگوئے عربی عربی زبان سیکھنے والوں کو اسکا اپنے پاس رکھنا نہایت ضروری ہے اس میں اردو لغات لکھکر اسکے عربی لغات لکھدیئے ہیں تاکہ عربی بناتے وقت کام دے اب تک جو لغات ملاحظہ سے گذرے ہونگے ان میں عربی لغات کے معنی اردو میں بتائے ہونگے مگر وہ عربی بنانے میں کچھ کام نہیں دے سکتے اسکی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت

چھوٹی سی کتاب ہے مگر
باہم کمالات کی خوبی
اسکے ملاحظہ سے معلوم
ہوتی ہے۔
لغات کشوری ۵ر
لغات القرآن للعہ
منتخب النفائس ۸ر
محاورات ہندوستان ۸ر / عہ

کتب اخبار وسیر و تاریخ عربی و اردو

بیان الاعرار ترجمہ
تاریخ الخلفاء ۔ ۱۲ر
تاریخ الخلفاء عربی عہ
تاریخ حبیب الہ اردو ۸ر
تاریخ مکہ معظمہ اردو ۸ر
تذکرۃ الاولیاء اردو
یہ حضرت شیخ فریدالدین
عطار رحمۃ اللہ علیہ کا زبان
فارسی ہی میں اولیاء اللہ
کے حالات میں اسکا ترجمہ
بزبان اردو کیا گیا ہے
نہایت سلیس ہو دیکھنے سے
تعلق رکھتی ہے۔ ۱۲ر
تاریخ بیت المقدس ۸ر

تاریخ بنی اسرائیل ۸ر
رحمۃ الرحمن زیب
قصیدۃ النعمان
فتوح الشام کا ترجمہ
زبان اردو نہایت سلیس
مثل بیان الاعرار ترجمہ
تاریخ الخلفاء کے کیا
ہے جسکی خوبی خارج
از بیان ہے۔
فردوس آسیہ
از مولانا عبدالرب صاحب
دہلوی آمیں خلفاء
راشدین وامامین کے
مفصل حالات ہیں۔
واعظین کے کارآمد ہے ۱۲ر
قصص الانبیاء کلان ۱۲ر
مجمع البحرین فی ذکر
شہادۃ الحسنین
اسکی مفصل کیفیت اسکے
اشتہار سے معلوم ہوگی
نشر الطیب فی
ذکر النبی الحبیب
اسکی تعریف مولنا تھانوی
کی تصانیف میں بیان
کی ہے۔ ۱۲ر
اوجز وسیر ۸ر

کتب تصوف

ارشاد الطالبین ۸ر
از قاضی صاحب
اتمام النعم از مولانا
خلیل احمد صاحب سلمہ
اخلاق محسنی
امداد السلوک فارسی
اس کا ترجمہ رسالہ مکیہ عربی کا
حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
کا ہے نہایت مستند
ارشاد مرشد
بدر الشروح شرح
دیوان بلعم [illegible]
تربیت السالک از ۱۲ر
حضرت مولانا تھانوی ۱۲ر
سالکین کو جو وارد اوپیش
آتی ہیں انکا جواب
اسکو تصوف کا مطب
کہنا بجا ہے۔ اول
ایضا دوم
ایضا سوم
تحفۃ الصوفیہ
التکشف عن مہمات
التصوف اسکی تعریف ۱۲ر
مولانا تھانوی کی تالیفات ۱۰ر

تنبیہ الغافلین
تعلیم الدین حضرت
مولانا تھانوی اس میں ۳ر
عقائد و تصوفات اعمال
و عبادات و معاشرت و ۳ر
سلوک ظاہر باطن غیرہ ۹ر
تحفۃ العاشقین
تحفۃ العشاق
تذکرۃ الاولیاء اردو
حکایات الصالحین ۵ر
دیوان حافظ ار
ایضا مترجم
الدر المنضود ترجمہ [illegible]
البحر المورود حصہ اول
یہ ایسی کتاب ہے جسکی تعریف
میں عرف حضرت حکیم الامت
کی تقریظ ہی کچھ دیباچہ
ہو اسکے ساتھ چھپی ہے
تقریظ حضرت ۱۲ر
حکیم الامت جناب ۶ر
مولنا محمد اشرف علی
صاحب تھانوی دام ظلہم ۱۲ر
بعد الحمد والصلوۃ
احقر اشرف علی عرض کرتا ہے
اس رسالہ الدر المنضود کو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت

ہیں ترجمہ جواہر اولیاء کا
ہیں نے جو ایک ہی شکل و
عبارت سے اہیں تسلیل اصل کے
ہیں صرف ترجمہ کیا ہے
خوبیاں اصل کتاب میں تھیں
ترجمہ میں بھی وہی ہیں اس ترجمہ
کیطرف جسکی تحریک میں ہیں
بھی شریک ہوں جسکی زیادہ
علامت یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت
اہل طریق کی تربیت کا کیا
طرز تھا جو آجکل قلب و علم
دنیا ہے رسم کے سبب مستنکر
و مستغرب سمجھا جاتا ہے وہ
خوبیاں تو ترجمہ میں ہیں ہی
چنانچہ ظاہر ہے کہ ایک کا
دوسرے کے لیے مراد ف
ہونا لازم ہے انکے علاوہ
خود ترجمہ کے محاسن مزید
ہیں عبارت کا سلیس و
مطلب خیز ہونا بجائے ترجمہ
کیلئے عبارت کا اضافہ
موقع بموقع حواشی سے
توضیح اللہ تعالیٰ مترجم کو
باتن کیساتھ جزائے خیر میں
ملحق فرمائے مترجم ذیک
اس رسالہ کا ہر صاحب

نام کتاب	قیمت
طریق خصوصیت سلسلہ والدکے پاس نشان روزگار و نشانات مطالعہ کرنے رہتا اور معاملات کیونکر انکے مضامین کا مستحضر کرنا ضروری اور ضمانت حضرت کی ہے والسلام ۱۲۷۳ھ اشرف مقام تھانہ بھون تھانہ (امدادیہ)	
روشنائی مثنوی دیباچہ	۱؍
کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم رح	
سراج السالکین	۱؍
شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل از شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	
ضیاء القلوب فارسی از حاجی امداد اللہ صاحبؒ	۶؍
ایضاً اردو	۴؍
قصد السبیل از حضرت مولانا تھانوی جسمیں مختصر سے گر نہایت کارآمد ہی تصوف کا عطر نکالکر پیش فرمایا ہے۔	۵؍
کیمیائے سعادت	
کلید مثنوی شرح مثنوی	۴؍

نام کتاب	قیمت
مولانا روم جلد اول نصف دفتر اول	
جلد دوم نصف دفتر اول کا آخری حصہ	عہ
ایضاً دفتر دوم کامل	عہ
ایضاً دفتر ششم کامل اسکے بعد تین ہی دفتر طبع ہوئے ہیں	ے
کشکول شریف	عہ
کلیات امدادیہ	۱؍
گلزار معرفت	۱۲؍
اکسیر ہدایت ترجمہ	۳؍
کیمیائے سعادت	۱؍
گلزار ابراہیم	۱۲؍
لب مثنوی	۳؍
مقاصد الصالحین	۵؍
مبدا و معاد از حضرت مجدد الف ثانیؒ	۴؍
مجموعہ پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت	۷؍
مکتوبات کلیمی	
مرقع شریف کلیمی	۴؍
مثنوی بو علیشاہ قلندر	۸؍
مثنوی بو علیشاہ قلندر مترجم	۱؍
مثنوی شمس تبریز	۲؍
نزہت البساتین ترجمہ	؍

نام کتاب	قیمت
روض الریاحین - ۱۰۱ حکایات کا مجموعہ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر ہر مکان میں رہے اسکا مطالعہ عشق حقیقی پیدا کرتا ہے اور دنیا سے آزاد کرتا ہے یہ ۲۰۸ صفحات پر ختم ہے۔	عہ

کتب اوراد و وظائف

نام کتاب	قیمت
اعمال قرآنی کامل	۵؍
اوراد رحمانی	۳؍
اوراد احسانی	۲؍
اوراد فتحیہ	۴؍
بیاض محمدی	۴؍
تعبیر نامہ خواب	۲؍
تعبیر صادق	؍
جواہر القرآن	۵؍
حزب الاعظم	۴؍
حزب البحر مترجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کی سلسلہ کی مطابق	۱؍
حصن حصین	عہ
حرز المومنین من کلام	

نام کتاب	قیمت
سید المرسلین انتخاب	
حصن حصین	۳ر
دلائل الخیرات	ہر
ایضاً مترجم	عہ
کہف المتین خلاصہ حصن حصین	۴ر
مناجات مقبول	ار

کتب درسیہ فارسی برائے مبتدیان

نام کتاب	قیمت
احسن القواعد	عہ
آمدن سی لفظی	ار
انوار سہیلی	عہ
بوستان	۱۲ر
ایضاً مترجم	۱۴ر
پندنامہ عطار	۲ر
ایضاً مترجم	۴ر
چہار گلزار	۳ر
نہل سبق	ار
حکایات لطیف	۲ر
حمد باری	ار
خالق باری	ار
دستور الصبیان	ار
دستور الصبیان مترجم	۲ر
رسالہ عبد الواسع	۴ر

نام کتاب	قیمت
سکندر نامہ	عہر
ایضاً مترجم	۶ر
صفوۃ المصادر مترجم	
آمد نامہ	ار
قادر نامہ	ار
کریما	ار
ایضاً مترجم	۲ر
گفتگو نامہ فارسی	ار
گلزار دبستان	۲ر
گلستان	ار
ایضاً مترجم	۱۲ر
مفید نامہ	۲ر
محمود نامہ	ا
مامقیاں	ار
مصدر فیوض	۲ر
نام حق	ار
ایضاً مترجم	۲ر
یوسف زلیخا فارسی	۱۲ر
ایضاً مترجم	عہ

کتب انشائے فارسی و اردو

نام کتاب	قیمت
انشائے بشیر	۳ر
انشائے بہار عجم	ار
انشائے خلیفہ	۴ر

نام کتاب	قیمت
انشائے دلکشا	۳ر
انشائے جامی	۱۴ر
رقعات عالمگیری	۳ر
انشائے اردو	لہ
انشائے خرد افروز	ار
انشائے بہار بے خزاں	۴ر
اردوئے معلّٰے	۲ر
رقعات عنایت علی	۵ر
کاغذات کارروائی	ار
مکتوب محمدی	ار
مکتوب احمدی	۲ر

کتب وعظ

نام کتاب	قیمت
انیس الواعظین اردو	عگر
انیس جلیس	ھار
الحسد	ار
تذکرۃ الواعظین	۲ر
تنبیہ الغافلین	۹ر
درۃ الناصحین اردو	عگر
فردوس آسیہ	عہ
مواعظ اشرفیہ	ار
مجالس الابرار اردو	صر
ہدیہ ضمیر وعظ بے نظیر	۲ر

کتب رد نصاریٰ

نام کتاب	قیمت
تقریر دلپذیر	عہ

نام کتاب	قیمت
مباحثہ شاہجہانپور	۳ر

کتب رد ہنود

نام کتاب	قیمت
انتصار الاسلام	۳ر
تحفۃ الہند	ہر
تحفۃ لحمیہ	ہر
قبلہ نما	ہر

رد قادیان

نام کتاب	قیمت
الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی و المسیح از حضرت مولانا تھانوی مدظلہم العالی	۲ر
ختم النبوۃ حصہ اول یعنی ختم النبوۃ فی القرآن جس میں قرآن مجید کی سو آیات سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا۔	۱۴ر
ایضاً حصہ دوم	۱۲ر
ہدیۃ المہدیین من آمین قرآن مجید کی تیئیس آیات اور ۱۲۲ باسند احادیث و اقوال سلف و کتب سابقہ و انجیل وغیرہ سے ثابت کیا ہے کہ بعد آنحضرت کوئی نبی نہیں ہوسکتا	۸ر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت

فیصلہ آسمانی متعلقہ یہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے مرزا صاحب کے کذاب ہونے اور انکی مصنفہ کتاب سے ان کے مخالف اسلام ہونے کا ثبوت پیش کیا گیا ہے اور وعدہ وعید کی بحث قابل دید ہے — ۱۲ر

دوسری شہادت آسمانی مرزا صاحب نے اپنی نبوت کی صداقت کے ثبوت میں جو آسمانی شہادت پیش کی تھی اسکا محققانہ بیان۔ — ۸ر

معیار صداقت مرزا صاحب کی مشکوٰۃ آسمانی والی پیشگوئی کی پوری قلعی کھولی گئی ہے — ۱ر

انوار ایمانی اسمیں بھی بعض غلطیوں کو دکھایا گیا ہے — ۳ر

تازیانہ ربانی یہ ایک مرزائی کے رسالہ نصرت یزدانی کا دندان شکن جواب ہے — ۳ر

اغلاط ماجدیہ یہ مولوی عبدالماجد قادیانی کی لیاقت علمی کا آئینہ ہے مرزا صاحب کے اصلی اخلاق

... مباہلہ کی حالت دکھائی ہے جسے انھوں نے اپنی صداقت اور کذب کا معیار ٹھہرایا ہے۔ — ۲ر

مسیح کاذب مرزا صاحب آنجہانی کی کی ان جن پیشگوئیوں کا جھوٹ بہت وضاحت اور حق طرز سے دکھایا گیا ہے۔ — ۳ر

اطلاع ربانی یہ ان دو سوالوں کے جواب کا مجموعہ ہے جو شمالی امریکہ (جیسے یہ ترمیدا ق) والوں نے ایک احمدی مبلغ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر سوالات دریافت کئے تھے قابل ملاحظہ ہے۔ — ۸ر

ہدیہ عثمانیہ مرزا صاحب کے علاوہ خواجہ کمال الدین کا صریح جھوٹ اور فریب اس میں دکھلایا گیا ہے — ۳ر

حقیقۃ المسیح مسیح موعود کی جو علامتیں صحیح حدیثوں میں آئی ہیں وہ مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتی ہیں اسکا مدلل ثبوت اسمیں ملیگا — ۳ر

حقیقت مسائل عجازیہ یہ مرزا صاحب کے اعجازی رسائل کے واقعی حالات کا آئینہ ہے۔

چشمہ ہدایت مرزا کے جھوٹے اور فریبی ہونے کا ثبوت انہیں کے پختہ اقراروں سے۔ — ۳ر

دوستانہ نصیحت ایک قابل وکیل نے اپنے ایک مرزائی دوست کو نصیحت کی ہے اور مرزا کے اقرار سے انہیں جھوٹا ثابت کیا ہے۔ — ۳ر

جواب حقانی ایک مرزائی مبلغ کی نہایت غیر مہذب تحریر کا جواب ہے جو نہایت سنجیدگی سے دیا گیا ہے — ۳ر

محکمات ربانی مولوی عبدالماجد صاحب مرزائی کی غلطیاں اور انکی ذیاتیاں دکھلا کے مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کیا ہے — ۴ر

عقائد قادیانی منظوم یوں تو فرقہ باطلہ مرزائیہ — ۴ر

کے عقائد کی تردید میں بہت سے رسائل اشتہارات شائع ہو چکے ہیں مگر ضرورت تھی کہ مرزا غلام احمد کے خاص خاص کفریہ عقائد کو ایک جگہ نظم کر دیا جاوے سو اس رسالہ میں نہایت دلچسپ مسدس کی صورت میں عقائد مرزائیہ کو نظم کر دیا گیا ہے — ۱ر

کتب رد شیعہ

نام کتاب	قیمت
احسن الحسنات	ـر
انتباہ المومنین	ـر
تحفہ اثنا عشریہ	عہ
ہدایۃ الشیعہ	۲ر

کتب مسائل مختلف فیہ تقلید و عدم تقلید وغیرہ میں

نام کتاب	قیمت
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد	۳ر
الجہد المقل کامل از شیخ الہند رح	عہ
القول البدیع	۲ر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
انصاف معہ ترجمہ	۲ر	درد نامہ غمناک					
ادلہ کاملہ حضرت شیخ الہند	۲ر	ارشاد مرشد	۱ر				
براہین القاطعہ	۱۳ر	جہاد اکبر	۱ر				
پنج گنج تقلید	۱۲ر						

تصنیفات قطب الارشاد حضرت مرشدنا و مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہٗ

تصنیفات حاجی الامم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
الابواب والتراجم					
الجواب المتین الکامل					
کلیات شیخ الہند					
مکتوبات شیخ الہند					
مسند حسن مالک	۲ر	انتصار الاسلام			
مرثیہ بروفات حضرت گنگوہی	عہ	آب حیات			

کتب خطب

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
خطبات القرآن و الاحادیث	۱ر			تصفیۃ العقائد		حضرت شیخ الہند مولانا قدس سرہٗ	۲ر
خطب میر مترجم	۲ر			تحفہ لحمیہ		کا سفر نامہ اسیری مالٹا کے	۱ر
خطب مولانا عبد الحی صاحب	عہ			توثیق الکلام در بحث		اندر تحریک اور ابتدائی واقعات	
خطبہ منبریہ	۱ر	امداد السلوک	۵ر	قرأۃ الفاتحہ خلف الامام	۲ر	مولانا کی سرگرمی گرفتاری	
خطب دوازدہ ماہی	۸ر	ہدایت الشیعہ	۲ر	تقریر دلپذیر	۱۲ر	کی بحث میں مولانا کا سفر حج	
ایضاً مترجم	۱۵ر	حجی زبدۃ المناسک		تحذیر الناس	۳ر	شریف مکہ کی کارروائی	
خطب الماثورہ	۲ر	معہ رسالہ انیس الحجاج	۵ر	جمال قاسمی	۱ر	مولانا موصوف پر اتہام	
خطب خاندان عزیزی	۱۲ر	سبیل الرشاد	۳ر	جواب ترکی بترکی	۵ر	مولانا کی معہ رفقاء کے	
خطب علمی	۲ر	اوثق العری	۱ر	حجۃ الاسلام	۵ر	نظربندی۔ مصر کا سیاسی	
		ہدایت المعتدی		قبلہ نما حصہ دوم		قید خانہ۔ انور پاشا جمال	
		فی قرأت المقتدی	۳ر	انتصار الاسلام	۸ر	پاشا وغیرہ سے ملاقات	
		الرأی النجیح فی عدد		قصائد قاسمی	۲ر	مالٹا کی روانگی مولانا کی مالٹا	
		رکعات التراویح	۱ر	گفتگوئے مذہبی	۳ر	مالٹا میں مولانا کو رفقاء کا	
		فتاوی میلاد شریف	۱ر	مباحثہ شاہجہانپور	۲ر	اشتغال عبادت و زہد	
		قطوف دانیہ		مناظرہ عجیبہ	۷ر	پر استقامت طرز زندگی	
		کراہت جماعت ثانیہ	۲ر			طریقہ ملاقات مولوی نصرت حسین	

تصنیفات شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ

تالیفات حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہٗ دیوبندی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
رسالہ وحدۃ الوجود	۱ر	رد الطغیان فی اوقاف				صاحب کا وصال مالٹا میں مولانا	
ضیاء القلوب فارسی	۲ر	القرآن	۱ر			اور رفقاء کی رہائی ہندوستان	
غذائے روح	۵ر	فتوی احتیاط الظہر		احسن القری	عہ	کی واپسی ہندوستان کا خیر مقدم	
تحفۃ العشاق	۲ر	لطائف رشیدیہ	۲ر	ادلہ کاملہ	۲ر	سوانح مولوی حسین احمد صاحب مدنی	۱ر

تصنیف سیدی و مرشدی حکیم الامت محی السنہ حضرت مولانا مولوی قاری

حاجی حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

سچے نبی کے سچے حالات

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝

تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے

ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی دینی و دنیوی بہتری کا دارومدار حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر ہے بغیر اتباع نبوی کے نہ عقائد صحیح ہو سکتے ہیں نہ اعمال۔ نہ اخلاق درست ہو سکتے ہیں نہ معاملات لیکن یہ اتباع بغیر حالات معلوم ہوئے ممکن نہیں اسلئے ضرورت تھی کہ اس باب میں کوئی ایسی جامع کتاب تالیف ہو کہ جسمیں رسول کریم علیہ افضل التسلیم کے مبارک حالات صحیح اور معتبر روایات سے جمع کئے جائیں۔

اس زمانہ میں حب نبی کا دعوی تو ہر شخص کرتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اس محبوب نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے سچے حالات معلوم کرنیکی کوشش نہیں کیجاتی اور اگر اسطرف رغبت بھی ہوتی ہے تو بلا تحقیق غیر مستند کتابوں کے مطالعہ میں وقت ضائع کرنے لگتے ہیں جنمیں اکثر روایتیں غلط اور خلاف واقعہ درج ہوتی ہیں اور بجائے نفع کے نقصان پہونچاتی ہیں پس اسی بدمذاقی بے پروائی کو دیکھکر حضرت حکیم الامت محی السنہ حضرت مولانا تھانوی مدفیوضہم نے ایک عجیب و غریب کتاب

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلے اللہ علیہ وسلم

تالیف فرمائی ہے جسمیں ولادت سے لیکر وفات تک کے حالات نہایت خوش اسلوبی سے درج فرمائے ہیں اور جابجا مناسب مواعظ و نصائح بھی بڑھا دئے ہیں جس سے اسکا نفع اور بھی زیادہ ہو گیا ہے اور مزید لطف کی بات یہ ہے کہ عربی قصائد سے حالات مطابق اشعار مع ترجمہ درج فرما کر آخر میں یہ شعر تحریر فرمایا ہے ؎

یارب صل وسلم دائما ابدا ✲ علے حبیبک خیر الخلق کلہم

غرضکہ تاریخی حیثیت کے ساتھ اتباع سنت واحیاء شوق و محبت کا پورا اہتمام فرمایا۔ اگر اس کتاب کو محبین کی جان اور عاشقین کا دین و ایمان کہا جائے تو بالکل زیبا ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

تفسیر بیان القرآن

اس تفسیر کی خوبی پورے طور پر بیان کرنا مشکل ہے مولانا مدظلہم نے اسمیں ان امور کا التزام کیا ہے ترجمہ با محاورہ مگر تحت اللفظ کی رعایت مدنظر ہے توضیح کے لئے ف کے نشان سے تفسیر کی ہے ضروری مضامین اور روایات صحیحہ لکھی ہیں۔ اتباع سلف کا التزام ہے مسائل فقہیہ وکلامیہ سے بھی حسب ضرورت بحث کی ہے جن آیات کی تفسیر احادیث مرفوعہ میں وارد ہوئی ہے اسکو مقدم رکھا ہے۔ ربط آیات خاص اہتمام سے بیان فرمایا ہے ہر صفحہ کے ہر حصہ زیریں میں جدول دیکر نیچے اختلاف قرأۃ حل لغات ضروری ترکیب۔ وجوہ بلاغت۔ توجیہ ترجمہ مختصر مذکور ہیں پوری تفسیر بارہ جلدوں میں ہے قیمت فی جلد ایکروپیہ چودہ آنے (عہ۱۴) کامل للعہ

مجموعہ تحذیر الاخوان عن الربوا فی الہندوستان

جس میں سے ہندوستان میں بنک وغیرہ سے سود لینے کی بحث۔ رشوتوں کی حقیقت۔ جھاڑ پھونک کے متعلق ضروری تحقیق۔ نکاح خوانی کی اُجرت کا حکم۔ متعارف چندہ سے بعض مفاسد کا بیان ہے۔

قیمت پانچ آنے (۵؍)

تربیۃ السالک وتنجیۃ الہالک

احکام باطنی کا مجموعہ ذکر وشغل کرنے والے حضرات حضرت والا مدظلہم کی خدمت میں اپنے باطنی حالات عرض کرتے ہیں اور اُن کے جوابات حضرت والا مدظلہم عطا فرماتے ہیں وہ یکجا جمع کرکے جاتے ہیں اور وہ شائع ہوتے رہتے ہیں۔ سالکین ومشائخ کے لئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اس کو روحانی مطب کہا جاوے تو بجا ہے اس کے مطالعہ سے سالک نفس وشیطان کے دہوکے سے بچ سکتا ہے اور مشائخ کی بھی لاکھوں مشکلات اس سے حل ہوتی ہیں یہ کتاب سالکین کے لئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کے لئے عموماً نہایت ضروری ہے۔

قیمت حصہ اول (۱۰؍) ایضاً حصہ دوم (۶؍)

الہادی

دینیات کا ماہواری رسالہ جس میں شریعت وطریقت کے متعلق جامع شریعت وطریقت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے علوم عقلیہ ونقلیہ کا بیش بہا ذخیرہ ہوتا ہے جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے جاری ہوا ہے جسکی سالانہ قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے اور بصورت وی پی دو روپے بارہ آنے کا پڑتا ہے۔

اصلاح انقلاب

اس کتاب کی دو جلدیں ہیں۔ اور دونوں کچھ زیادہ ضخیم نہیں ہیں لیکن مطالب اور فوائد کے اعتبار سے حضرت حکیم الامت مدظلہم کی تمام تصانیف سے خاص امتیاز رکھتی ہیں۔ اور حضرت مصنف کی عالی وسیع النظری کا ثبوت دیتی ہیں۔ اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ انقلاب زمانہ سے شرعی احکام میں جس قدر انقلاب واقع ہوا اور جس جس طبقہ میں ہوا اُن کو نہایت صفائی سے بیان فرما کر اصلاح فرمائی ہے۔

اور اسی لئے یہ کتاب جیسے ایک عامی شخص کو فائدہ پہونچاتی ہے ایسے ہی ایک عالم صوفی زاہد وعابد کے لئے بھی رہبر ہے جو اسکو ہر ایک باریک اور پوشیدہ غلطی پر متنبہ کرتی ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ اچھے اچھے محتاط اور پرہیزگار حضرات کو چونکا دیتا ہے اور جب وہ ایک اپنی معمولی غلطی کی حقیقت معلوم کرتے ہیں تو حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ درحقیقت یہ کتاب ایسے علمی وضروری لطائف وفوائد کا مجموعہ ہے جن سے حضرت مدظلہم کی شان حکیم امت معلوم ہوتی ہے۔ احقر زیادہ اس کتاب کی تعریف نہیں کرسکتا آپ مطالعہ سے خود معلوم فرمالینگے کہ جن جزئیات پر اس میں گفتگو کی گئی ہے وہ نہ درس تدریس کا نتیجہ ہیں نہ وعظ وتبلیغ کا۔ بلکہ امت محمدیہ اور شریعت حقہ کے ساتھ کمال محبت وہمدردی سے یہ خاص ملکہ منجانب اللہ عطا ہوا ہے گویا یوں سمجھئے کہ جب امت اور شریعت کے تعلقات میں کمی واقع ہوجاتی ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ ایسے ہی حکیم ومجدد پیدا کردیتے ہیں جنکا کام غلطیوں کی اصلاح کرکے ازسرنو امت وشریعت کے تعلقات کو مضبوط ومستحکم کرنا اور اتباع توحید وسنت کا نیا دور جاری فرمانا ہوتا ہے مختصر یہ ہے کہ یہ کتاب نمونہ ہے تجدید ملت واصلاح امت کا۔

قصہ معراج اور معتبر واقعات شب معراج کے واقعات جتنے عجائب وغرائب اور بیشمار معجزات کو شامل ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن انقلاب زمانہ اور دور حاضرہ کے افراط وتفریط سے جہاں اور بہت امور تختہ مشق بنگئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں رہے اگر ایک شخص اسمیں سیکڑوں جھوٹی روایتیں منظوم کرتا ہے تو دوسرا تمام قصہ ہی کو یکسر اڑا دیتا ہے اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعت والطریقت حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب دام ظلہم العالی نے اس ضرورت کو ملحوظ فرما کر تنویر السراج فی لیلۃ المعراج تالیف فرمائی جس میں افراط وتفریط کو چھوڑ کر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کے ساتھ واقعات کو کتب احادیث وسیر سے جمع فرمایا ہے حضرت ممدوح کے انتساب کے بعد کتاب کی ہیئت اسکی تعریف اسکی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت دس آنے۔ (۱۰/)

التکشف عن مہمات التصوف

یعنی حضرت والا مدظلہم کی مفید عوام وخواص افراط وتفریط

سے پاک سچے تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری اور عجیب کتاب

بعد الحمد والصلوٰۃ کہ اس زمانہ پرفتن میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی کسی نے تو قوالی وعملی بے قیدی کا نام تصوف رکھ لیا اور کسی نے محض رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے صرف کثرت اوراد ووظائف کو تصوف کہدیا اسی طرح اس کے مسائل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود وغیرہ کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں کیں اس فرقہ کو تو یہ ضرر پہونچا کہ اپنے عقائد خراب کر بیٹھے شرک تک میں مبتلا ہو گئے اور بعض حضرات ایسے بڑھے کہ وہ تصوف کا اصل سے ہی انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی وگستاخی سے پیش آئے اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالکتاب والسنۃ اعتقاد کر لیا اور تصوف کو خلاف شریعت کے سمجھکر اس کے نام سے کوسوں بھاگنے لگے ان کو یہ ضرر ہوا کہ اس کے برکات سے محروم رہے اور قلب میں قساوۃ پیدا ہو گئی اور بعض حضرات وہ ہیں جو منکر نہیں اور حضرات اولیاء اللہ کے بھی معتقد ہیں لیکن تصوف کو شریعت کا غیر سمجھتے ہیں اور جس نظر سے اس علم شریعت کو دیکھنا چاہیئے اُس نظر سے نہیں دیکھتے اور اس کے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ جانتے ہیں نظر برآں حکیم الامۃ جامع شریعت وطریقت مولانا موصوف الصدر نے یہ کتاب ایسی تالیف فرمائی جس سے تصوف کی حقیقت اور اس کے ضروری مسائل کی تحقیق جس میں لوگ غلطیاں کرتے ہیں واضح ہو گئیں جو لوگ اس راہ کو قطع کر رہے ہیں. یا ادھر متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں ان کو تو خصوصاً اور عامہ مومنین کو عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمام اشکالات حل ہونے کے علاوہ بہت سے ایسے جدید فوائد ضروری دیکھنے میں آئیں گے جو نہایت کارآمد ہیں قیمت

الانتباہات المفیدہ عن الاشتباہات الجدیدہ

علم کلام جدید کا نہایت مفید رسالہ جس میں شبہات جدیدہ کے جوابات انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کے مذاق پر نہایت وضاحت ومتانت سے دیئے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی خواں کے پاس رہے تاکہ جس وقت کوئی شبہ پیش آئے فوراً اس کتاب سے حل کریں۔

قیمت نو آنے (زیر طبع)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ

یعنی

احکام اسلامی کی عقلی حکمتیں

کھلی بات ہے کہ جب غلام اپنے آقا کو خادم اپنے مخدوم کو محکوم اپنے حاکم کو تسلیم کرلیتا ہے اور اُسکی اطاعت کرنے اور احکام کے بجالانے میں اپنی رائے کو دخل نہیں دیتا اور نہ کسی حکم کی علت دریافت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور در حقیقت خادمانہ و غلامانہ حیثیت کا اقتضا بھی یہی ہے کہ آقا کا حکم بلا چون وچرا تسلیم کرلیا جائے بلکہ کمال اطاعت تو یہ ہے کہ اگر آقا واقعہ کے خلاف دن کو رات کہے تو وفادار و فرمانبردار غلام کو اس کی تصدیق کرنے میں بھی تامل نہ ہو شیخ علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے

اگر شہ روز را گوید شب است ایں ⁕ بباید گفتن اینک ماہ و پروین

لیکن افسوس ہے کہ حق جل وعلی شانہ جو احکم الحاکمین اور سلطان السلاطین ہے اُسکے احکام بجالانے میں (باوجود اُسکی خدائی تسلیم کرنیکے) ہزاروں حیلے تراشے جاتے اور علتیں دریافت کی جاتی ہیں خصوصاً آجکل نئی تعلیم کے اثر سے علت طلبی کی علت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اسلام کا صرف نام ہی نام ہے۔ احکام سے ذرا بھی محبت و دلچسپی باقی نہیں رہی۔ دہریوں و ملحدوں کی صحبت سے عقائد حقہ کا مضحکہ اُڑاتے ہیں اور تحقیق اسباب علل کو آڑ بناکر عمل سے بے پرواہ ہوگئے ہیں مگر خدائے تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے علماء ربانی کو کہ وہ بھی ہدایت خلق کیلئے ہمیشہ اولوالعزمی سے کام لیتے ہیں اور احکام اسلامی کی حکمتیں و مصلحتیں بیان کرکے حیلہ جو طبیعتوں پر حجت پوری کرتے ہیں چنانچہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ و حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہما تعالیٰ انہیں اولوالعزم حکماء اُمت میں سے ہیں جنہوں نے خداداد ملکہ سے احکام شرعیہ کی باریکیاں بیان فرماکر بہت سے آزاد خیال مطلق العنان لوگوں کو اسلام کا سچا مطیع و فرمانبردار بنا دیا ہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت مجدد الملۃ حکیم الامۃ مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی نے المصالح العقلیہ اردو زبان میں تالیف فرماکر اہل ہند کیلئے رموز و اسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا خزانہ جمع فرمادیا ہے جو ایک حق طلب حق پسند کیلئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہوسکتا ہے ورنہ خود پسند نفس پرست کیلئے تو دفتر بھی کافی نہیں ہے

بگوئی از سر بازیچہ حرفے ⁕ کزو پندے بگیرد صاحب ہوش
وگر صد باب حکمت پیش ناداں ⁕ بخوانی آیدش بازیچہ درگوش

قیمت حصہ اول نو آنے (۹؍) حصہ دوم بارہ آنے (۱۲؍) الفاً حصہ سوم ربیع الثانی تک طبع ہوجاویگا

تکمیل الیقین یعنے خلاصہ سائنس اور اسلام

اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کیساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوئے ہے
یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیمیافتوں کے واسطے تالیف کی گئی ہے جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہوکر شبہات میں مبتلا
ہوجاتے ہیں باعتبار رفتار زمانہ یہ کتاب نیز اہل اسلام کیلئے ازبس ضروری ہے اور اسکا مطالعہ نافع ہے مضامین کی
فہرست مختصر یہ ہے کہ

اول عقائد و اعمال کو لکھکر اسکے ضمن میں ہر قسم کے شرک اور رسوم خلاف شرع کو نہایت وضاحت کیساتھ بیان کیا ہے۔
پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی مضار و منافع حکومت و انتظام ملکی۔
نماز کے لئے طہارت کے شرط ہونیکی حکمت۔
وضو میں اعضائے وضو کے دھونے اور ترتیب کی حکمت۔
نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کی حکمت اور اسکی فلاسفی۔
بے نمازوں کی واہی تباہی عذروں کے معقول جواب۔
اعمال حج کی فلاسفی۔ کعبہ کو بیت اللہ کہنے کی وجہ۔
پردے کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں۔ انسان کی جملہ حاجتوں کے مطابق اسلام میں احکام موجود
ہیں۔ تعدد ازدواج کے متعلق نہایت عمدہ مضمون۔
اس شبہ کا جواب کہ شریعت محمدیہ کے قوانین موجودہ حکومت میں بے سود ہیں بچے صوفیوں
کے حالات مادے کا قدم اور اسکا ابطال فلاسفر ہی کے مسلمہ اصول سے انکے مذہب کی تردید۔
ایک دخانی کل کی مثال دیکر ثابت کرنا کہ اہل سائنس کا مذہب تحقیق عالم کے بارے میں بالکل بیجا ہے
وحدانیت کی فلاسفی، درعقل کی حقیقت معلوم کرنے میں اہل سائنس کے ہوش بھی گم ہیں حیات
بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب۔
روح کے ساتھ بدن کو ایسی نسبت ہے جیسی مقناطیس کو لوہے کے ساتھ۔ الغرض دُنیا بھر کے شکوک
اور شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہوسکتے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں قیمت [illegible]

مسائل السلوک مع رفع الشکوک یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا ایک بے بہا خزینہ ہے تمام
قرآن شریف میں جو آیتیں مسائل تصوف پر دال ہیں انکی تفسیر ہے اور خطبیں
اس تفسیر کا معتبر و مستند ہونا دلائل شرعیہ سے بیان فرمایا ہے یہ کتاب حرز جان بنانے کے قابل ہے آیتیں وہ مسائل ہیں
جو مدلول قرآنی ہیں کہ ان کو اہل ظاہر بھی تسلیم کئے بغیر نہیں سکتے اسکے نو جز رسالہ النور میں شائع ہوچکے تھے باقی مسودہ محفوظ تھا
بتوفیق الہی اسکو چھاپنا شروع کردیا ہے انشاءاللہ عنقریب تیار ہو جاوے گی جن حضرات کو خریدنا ہو وہ نام درج کرا دیں انشاءاللہ
کچھ رعایت کی جاوے گی۔ یہ کتاب تخمینہ ۲۴ جز کی ہوگی۔ تقطیع التکشف جیسی ہے۔

اصلاح الرسوم پیدائش سے مرنے تک کی تمام
رسوم کی مدلل تردید اور اصلاح۔ قیمت پانچ آنے۔
اعمال قرآنی ہر سہ حصص۔ آیات قرآنیہ کے
خواص و اعمال۔ قیمت پانچ آنے۔ (۵ر)
اوراد رحمانی و اذکار سبحانی۔ سبحان اللہ والحمد للہ
واللہ اکبر کے فضائل۔ قیمت تین آنے۔ (۳ر)
آداب معاشرت باہمی معاشرت کے آداب جنکی
رعایت رکھنے سے آپس میں محبت پیدا ہو۔ قیمت ۲ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد۔ تقلید شخصی و تقلید مطلق کی
متعلق افراط و تفریط سے پاک منصفانہ بیان قیمت ۴ر
اغلاط العوام عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہوگئے ہیں
انکی اصلاح۔ قیمت ۱ر
اصلاح ترجمہ دہلویہ ڈپٹی نذیر احمد خان صاحب کے
ترجمہ قرآن مجید کی غلطیوں کی اصلاح۔ قیمت ۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت مرزا حیرت صاحب کے ترجمہ
قرآن مجید کی غلطیوں کی اصلاح۔ قیمت ۱ر
امداد الفتاوے معروف بہ فتاوی اشرفیہ ۱۳۱۰ھ
سے ۱۳۳۲ھ تک کے فتاوے بترتیب ابواب فقہیہ۔
جلدین اولین زیر طبع۔ قیمت دو روپے۔ (عہ)
ایضاً جلدین آخرین۔ قیمت دو روپے۔ (عہ)
ایضاً تتمہ اولی و ثانیہ امداد الفتاوی اسمیں ۱۳۳۲ھ سے
۱۳۳۵ھ تک کے فتاوی ہیں قیمت ۱؎
ایضاً تتمہ ثالثہ۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔
ایضاً تتمہ رابعہ۔ قیمت ۱۴ر
اصلاح الخیال جدید تعلیم یافتہ حضرات کے چند
شبہات کے جوابات۔ قیمت ۳ر
الاکسیر فی اثبات التقدیر ترجمہ اردو تنویر تقدیر

کے متعلق نہایت جامع مستند کتاب۔ قیمت بارہ آنے۔
امواج الطلب بحر مثنوی زیر و بم وغیرہ قیمت ۱ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم۔ قیمت ۱ر
الاستبصار استغفار کے فضائل میں قیمت ۱ر
اخبار الزلزلہ۔ زلزلہ کی حقیقت جسقدر شریعت سے
تعلق رکھتی ہے اسکا محققانہ بیان۔ قیمت ایک آنہ۔
اخبار بینی۔ اخبار بینی کے عدم جواز کا بیان قیمت ۲ر
بہشتی زیور۔ عورتوں کی تعلیم کے لئے نہایت مفید
دینی اور دنیوی ضرورتوں کی کفیل۔ اسکی ضرورت و مقبولیت
کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اسکی اشاعت ملک
میں لاکھوں کی تعداد میں ہو چکی ہے قیمت دو روپے۔
ایضاً دو روپے تیرہ آنے۔ (عہ)
بہشتی گوہر بہشتی زیور کا گیارہواں حصہ جس میں
مخصوص مردوں کے متعلق مسائل ہیں۔ قیمت ۱ر
ایضاً۔ قیمت آٹھ آنے۔ (۸ر)
تعلیم الدین دین کے چاروں اجزاء عقائد عبادات
اخلاق معاملات اور سلوک و مقامات و اذکار و اشغال کا
قرآن و حدیث سے بیان۔ قیمت آٹھ آنے۔ (۸ر)
تلخیصات عشر مولانا مدظلہ نے کم فرصت والوں
کیلئے تعلیم عربی کا مختصر نصاب تجویز فرمایا ہے جس سے اڑھائی
تین سال میں کافی استعداد عربی کی اور اپنے مذہب سے
واقفیت فاضلہ استعداد کے ساتھ ہوجاتی ہے یہ کتاب
اس نصاب کے دس رسائل کا مجموعہ ہے اور اس میں
اس نصاب کا نقشہ بھی ہے۔ قیمت نو آنے۔ (۹ر)
الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والحنیف حضرت
موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو قرآن مجید
میں مختلف جگہ آئے ہیں اکٹھا کر دیا ہے قیمت ۵ر

تحذیر الاخوان عن الربوا فی الہندوستان مسئلہ سود رشوت تعویذ گنڈوں اور نکاح پر اُجرت لینے اور چندہ کے باب میں رسالے کا ملد ید قیمت پانچ آنے۔

تجوید القرآن معہ یادگار حق القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد حفظ یاد کرنے کے لئے۔ قیمت ۱۰ر

تنشیط الطبع فی اجراء السبع سبع قرأت کا بیان اور آداب متعلم و معلم و آداب تلاوت۔ قیمت پانچ آنے۔ (۵ر)

تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث ۱ر

حفظ الایمان بعہ بسط البنان و تغییر العنوان قیمت ۱ر

جزاء الاعمال گناہوں سے دنیوی نقصان اور طاعات سے دنیوی منافع کا بیان ہے۔ قیمت ۲ر

جمال القرآن علم تجوید میں نہایت سہل عبارات میں تحریر کیا گیا ہے۔ قیمت ۲ر

حقوق الاسلام اُستاد، پیران، باپ، میاں بیوی حاکم، محکوم، ہمسایہ، مہمان وغیرہ کے حقوق کا بیان قیمت ۱ر

حق السماع سماع کے متعلق فقہی تحقیق اور بزرگان امت کے اقوال۔ قیمت دو آنے۔ (۲ر)

حقوق العلم علماء پر عامہ مسلمین کے جو حقوق ہیں اور انہیں جتنی کمی ہے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انمیں جو کمی ہے ان سب کی اسمیں اصلاح ہے۔ قیمت پانچ آنہ

الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کا رد عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق آیت انی متوفیک کی تفسیر اور نزول عیسیٰ وغیرہ کا

خاتمہ بالخیر سوء خاتمہ کے اسباب کی تحقیق۔ قیمت ۱ر

الخطب الماثورہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے خطبے احادیث صحیحہ سے قیمت دو آنہ

رونما مثنوی دیباچہ کلید مثنوی۔ قیمت ۱ر

زوال السنۃ اسمیں ہر مہینے کے احکام ہیں قیمت ۱ر

شجرہ طیبہ اسمیں تین شجرے شامل ہیں۔ اوّل شجرہ نظم حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ، بزرگوں کے تاریخ وفات و تاریخ رحلت بھی لکھی گئی ہے۔ دوسرا شجرہ فارسی منظوم مولانا رشید احمد صاحبؒ۔ تیسرا شجرہ فارسی حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدفیوضہم اور آخر میں ایک رسالہ تعلیم الطالب مؤلفہ حضرت مولانا حکیم الامۃ ملحق ہے۔ قیمت ۱ر

فروع الایمان یہ کتاب ایمان کامل کی کسوٹی ہے۔ جس سے ہر شخص جانچ سکتا ہے کہ میں کس درجہ کا مومن ہوں۔ قیمت چار آنے۔ (۴ر)

زاد السعید درود شریف کے فضائل عجیب غریب خواص وغیرہ آخر میں نیل الشفاء حسین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب غریب خواص و برکات بیان کئے ہیں۔ قیمت دو آنے۔ (۲ر)

سبق الغایات فی نسق الآیات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اوّل سے آخر تک ربط بیان کیا ہے ۹ر

قصد السبیل اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا و ما فیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرمائے ہیں کہ ہر شخص اس پر عمل کرکے محروم نہیں رہتا۔ قیمت ۱ر

شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنے والے مضامین۔ قیمت تین آنے۔ (۳ر)

صفائی معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل مع اصول و قواعد عام فہم۔ قیمت ۲ر

طریقہ مولد مولود شریف کے صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان قیمت ۱ر

ج القحط والوباء۔ قحط اور وبا کا علاج زیر طبع

وی اشرفیہ حصہ اول۔ قیمت چار آنے۔

یضاً۔ حصہ دوم۔ قیمت چھ آنے۔

قول والصواب۔ نئی روشنی والے مستورات کو

وہ مروجہ پر شبہات کرتے ہیں کہ ایسا پردہ قرآن وحدیث

سے ثابت نہیں حضرت والا نے قرآن وحدیث ہی سے

سکو ثابت فرمایا ہے۔ قیمت دو آنے۔ (۲ر)

قول البدیع۔ گاؤں میں جمعہ نہ ہونے کا بیان ۲ر

ید مثنوی اردو شرح مثنوی مولانا روم حصہ اول از دفتر اول

یضاً حصہ دوم از دفتر اول۔ قیمت دو روپے۔

یضاً دفتر دوم کامل۔ قیمت چھ روپے۔

یضاً دفتر ششم کامل۔ قیمت دس روپے۔

رامات امدادیہ۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عجیب عجیب کرامات۔ قیمت چھ آنے۔ (۶ر)

مالات امدادیہ حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات اور

ب مثنوی دفتر ششم مثنوی مولانا روم کے ابتدائی

کی شرح۔ قیمت پانچ آنے۔ (۵ر)

مناجات مقبول یہ کتاب نہایت مقبولیت حاصل

کی ہے اور مقبولیت حاصل کیوں نہ کرتی یہ اصل میں

قرآن واحادیث کی دعاؤں کا مجموعہ ہے حضرت مدظلہم نے

قرآن شریف واحادیث شریف سے دعاؤں کو یکجا

جمع فرما کر سات منزلوں پر تقسیم فرما دیا ہے تاکہ روزانہ

تلاوت کر سکیں قیمت دس آنے۔ (۱۰ر)

مجموعہ رسائل مفیدہ۔ ۱۲ر

مکتوبات امدادیہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

والا نامے مولانا کے نام۔ قیمت تین آنے۔ (۳ر)

وجوہ المثانی۔ اس عربی کتاب میں حضرت مولانا اشرف علی

صاحب مدظلہم نے ترتیب وار تمام سورتہائے قرآنیہ کے

اختلاف قرأت کو بیان فرما کر خاتمہ میں کسقدر قواعد اصول

متعلقہ ہمزہ وادغام واظہار وتفخیم وترقیق حروف تحریر فرمائے

ہیں آخر میں ایک رسالہ زیادات علی کتب الروایات کی

غیر مشہور سندیں اور مسلسل بالاولیت وغیرہ جمع فرمائی

ہیں اور دوسرا رسالہ جسمیں مولانا نے اپنا سلسلہ بیعت و

نسب اور مدتی مدکا مستند سلسلہ بیان فرمایا ہے قیمت ۱۲ر

یادِ یاران حضرت گنگوہیؒ کے حالات میں قیمت ۲ر

مواعظ طبع شدہ کی فہرست

حضرت مولانا موصوف کے مواعظ کا مطالعہ کرنا اور سننا

تجربہ اور مشاہدہ سے نہایت ہی مفید ثابت ہوا ہے اُنکے

دیکھنے یا سننے سے دین و دنیا دونوں درست ہو جاتے ہیں

اسکی تصدیق وہ حضرات کرینگے جو ایکبار بھی شریک وعظ

ہوتے ہیں یا وعظ شنا ہوا سلئے اُن مواعظ کے ضبط اور

طبع کا اہتمام کیا گیا چنانچہ جو مواعظ اسوقت کتبخانہ ہذا میں

موجود ہیں انکی فہرست معہ قیمت درج ذیل ہے۔

دعوات عبدیت کی جلد اول

اسمیں مفصل ذیل دس وعظ اور سوا سو ملفوظات ہیں الملتقط

مہمات الدعا حصہ اول۔ مہمات الدعا حصہ دوم۔ سیرۃ التقویٰ فی

استحقاق المعاصی۔ حقوق المعاشرت۔ الاخلاص حصہ اول

الاخلاص حصہ دوم اصلاح النساء۔ ذم الہویٰ۔ قیمت ۱۲ر

دعوات عبدیت کی جلد پنجم

اسمیں مفصل ذیل دس وعظ اور اڑ ہائی سو ملفوظات ہیں

ضرورۃ العلماء۔ طریق النجاۃ۔ نسیان النفس۔ تعلیم البیان

آثار المحبۃ۔ احسان التدبیر۔ تفضیل العلم۔ متاع الدنیا۔

مضار المعصیۃ۔ النقل للعلماء۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے

دعوات عبدیت کی جلد ششم

اسمیں مفصلہ ذیل کل وعظ اور سوا سو ملفوظات ہیں۔

تعظیم الشعائر۔ التعدی للغیر۔ اطاعة الاحکام۔ خواص الخشیة

ذکر الموت۔ الثار۔ عوارض۔ شرف المکالمہ۔ ترجیح المفسدة

علی المصلحة۔ اختیار الخلیل۔ شرط الایمان۔ قیمت ۱۲/ ا/

دعوات عبدیت کی ساتویں جلد

اسمیں مفصلہ ذیل یہ وعظ ہیں۔

غوائل الغضب۔ منازعة الہوی۔ الصوم۔ الشکر۔ التشبیہ۔ الباقی۔ } عمر

دعوات عبدیت کی آٹھویں جلد

اسمیں مفصلہ ذیل دس وعظ ہیں۔

حق الاطاعة الدین۔ الحا لقصی۔ عضل الجاہلیة۔ عوامد رمضان وحدة الحب۔ شعب الایمان۔ الوقت۔ اشعبان۔ الصیام۔ الفطر۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ (عہ/)

مجموعہ ہفت اختر

اسمیں مفصلہ ذیل چھ وعظ اور سوا سو ملفوظات ہیں۔

روح الصیام۔ روح القیام۔ روح الجوار۔ روح الافطار۔ روح العجم والحج۔ نور الصدور۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

مواعظ اشرفیہ۔	ایک وعظ	قیمت	۱/
التضرع	ایک وعظ	قیمت	۲/
عل الذرہ	ایک وعظ	قیمت	۲/
مثا ہو الاحوال۔	ایک وعظ	قیمت	۲/
الانفتاح	ایک وعظ	قیمت	۱/
التبشیر	ایک وعظ		۳/
الصلوٰة			۳/
الحیوٰة			۳/
روح الرواح			۵/
راحت القلوب			۳/

تجارت آخرت

مفتاح الخیر

الشریعت	۲/
الضحایا	۲/
الجناح	۲/

سلسلہ التبلیغ کے مواعظ

وعظ ۲۸ التعلیم لتعلیم القرآن الکریم	"	۱/
وعظ ۲۹ دعوت الی اللہ	"	۲/
وعظ ۳۰ الوابل الیتامی	"	۲/
وعظ ۳۱ ترجیح الآخرة	"	۲/
وعظ ۳۲ الرفع والوضع	"	۲/
وعظ ۳۳ ملت ابراہیم، وعظ ۳۴ والعبادہ (یہ دونوں ایک ہی جلد میں ہیں)	"	۵/
وعظ ۳۵ حرمات الحدود	"	۵/
وعظ ۳۶ الہدی والمغفرہ	"	۲/
وعظ ۳۷ ذم النسیان	"	۲/
وعظ ۳۸ العبرة بذبح البقرہ	"	۶/
وعظ ۳۹ الاسعاد والابعاد	"	۵/
وعظ ۴۰ الطعام	"	۲/
وعظ ۴۱ المنام	"	۲/
وعظ ۴۲ زکوٰة النفس	"	۲/
وعظ ۴۳ الباطن	"	۵/

سلسلہ تسہیل المواعظ

چونکہ حضرت والا کی مجلس وعظ میں اہل علم کا مجمع ہونے کی وجہ سے مضامین علمیہ اور الفاظ عربیہ بھی مواعظ میں ہوتے ہیں اسلئے حسب ایما حضرت والا مدظلہم بعض اہل علم مواعظ کو نہایت آسان پیرایہ اور سلیس اردو میں کر دیتے ہیں اور

ہیں حضرت والا ظلہم العالی فرماتے ہیں اسکے بعد طبع ہوے
ہیں اس سلسلہ کا نام حضرت والا ظلہم نے تسہیل المواعظ
رکھا ہے اس سے ہر شخص حتی کہ بچے اور عورتیں بھی فیض
حاصل کر سکتے ہیں اسوقت تک اسکے مفصلہ ذیل پندرہ
وعظ طبع ہو چکے ہیں۔

سلسلہ تسہیل المواعظ کا پہلا وعظ حساب کی آمد ۲ر
" دوسرا " حاضری کا خوف ۲ر
" تیسرا " رمضان کا خالص کرنا ۱ر
" چوتھا " قرآن کے حقوق ۱ر
" پانچواں " تکبر کا علاج ۱ر
سلسلہ تسہیل المواعظ کا چھٹا وعظ پاکیزہ زندگی ۱ر
" ساتواں وعظ اصلاح کا آسان طریقہ ۱ر
" آٹھواں " اخیر عشرہ کے احکام ۱ر
" نواں " صوم اور عید کی تکمیل ۲ر
" دسواں " نگاہ کی حفاظت ۲ر
" گیارھواں " اعضاء کا پاک کرنا ۳ر
" بارھواں " کجی کی درستی ۲ر
" تیرھواں " اہتمام دین کی ضرورت ۲ر
" چودھواں " علم دین کی ضرورت ۲ر
" پندرھواں " عمل دین کی ضرورت ۱ر

تالیفات جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

القول المتین ۲ر
الجواب المتین ۲ر
الصالحات یعنی نیک بیبیاں ۵ر
تعبیر نامہ خواب ۲ر
تعبیر صادق ۱ر
چہل حدیث ۳ر
حیات خضر ۳ر
خواب شیریں ۲ر
رفیق سفر ۰ر
روضۃ الرضوان فی تذکرۃ ابی حنیفۃ النعمان ۱ر
علم الاولین ۱ر
عہد نامہ جدید ۰ر
فتاوی محمدی مع شرح دیوبندی ۱۰ر
فرحۃ الصالحین ۱ر
گلزار حدیث ۵ر
گلزار سنت ۱ر
مولوی معنوی سوانح مولانا روم
مسافر آخرت ۰ر
مختصر سوانح عمری حضرت شیخ الہند ۰ر
مصیبت نامہ مولوی جلال الدین صاحب ۲ر

ہومیوپیتھی کی بہترین کتاب

مینول آف تھراپیٹکس اردو۔ انگلستان کے قابل فخر ڈاکٹر ... کی نایاب کتاب مینول آف تھراپیٹکس کا اردو خلاصہ۔ ڈاکٹر ... جسکے الفاظ از تجربہ انگلستان جرمنی فرانس و امریکہ کے ہومیوپیتھک حلقوں میں سند کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں یہ کتاب بالکل نہیں ملتی کیونکہ آؤٹ آف پرنٹ ہو گئی اتفاقاً ایک جلد جناب ڈاکٹر ... صاحب پرنسپل طبیہ کالج دہلی کے پاس مل گئی اصل انگریزی کتاب کی قیمت ... تھی لیکن ترجمہ کی قیمت ...

کتب طب عربی | کتب طب فارسی | کتب طب اردو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
حمیات قانون	عہ	بحر الجواہر	عہ	بستان المفردات	عہ
حدود الامراض	۳ر	رکن اعظم	۸ر	شفاء الامراض	عہ
قانونچہ	عہ	طب یوسفی	۷ر	طب نبوی	۳ر
کنز الحکما	۳ر	علاج الامراض	عہ	طب احسانی	۴ر
کامل الصناعۃ	۱۲ر	مخازن التعلیم	عہ	علاج الغربا	۱۲ر
موجز نفیسی کلیات	عہ	مجموعہ یاقوتی	عہ	قرابادین اعظم	عہ
اقسرائی شرح	عہ	نیر اعظم	۸ر	میزان الطب اردو	۱۰ر
موجز	سے	میزان الطب	۱۰ر	مجربات حکیم منجھلے	عہ
		طب اکبر	۱۲ر	مفید الاجسام	۳ر

طبیہ کالج دہلی کے نصاب کی جدید کتابیں

(از تالیفات زبدۃ الحکماء حکیم محمد کبیر الدین صاحب مؤلف و پروفیسر طبیہ کالج دہلی)

افادہ کبیر کلیات کی ابتدائی کتاب

یہ مقبول عام کتاب طب یونانی کے اصول و قواعد کو نہایت سلیس اور عام فہم زبان میں بتاتی ہے۔ اور نبض و قارورہ کو واضح اور صاف طور پر سمجھاتی ہے۔

طبیہ کالج دہلی کے سال اول کے نصاب تعلیم میں داخل ہے یہ حقیقت میں طب یونانی کی مشہور قدیم عربی کتاب مُوجز القانون کا ترجمہ اور اُسکی شرح ہے۔ اسمیں تشریحی نقشہ جات موجودہ بتدبہت تفہیم کی غرض سے بڑھائے گئے ہیں۔ کتاب کے آخر میں (۱) ڈاکٹری اور یونانی مسائل کے اختلافات (۲) نفسی اقترانی کے ضروری مباحث کا اقتباس امتحانی سوالات و جوابات کی شکل میں (۳) اور طبی لغات بھی بڑھا دیا گیا ہے جس سے یہ کتاب پہلی اور دوسری طبع سے زیادہ مفید ہوگئی ہے حجم تقریباً ۳۰۴ صفحات۔ کاغذ سفید اور نفیس۔ جو لوگ علم طب پڑھنا چاہتے ہیں وہ سب سے پہلے اسی کو پڑھیں قیمت عمر

ترجمہ شرح اسباب۔

فلسفہ امراض معلوم کرنے کی خواہش ہو تو طب یونانی کی اس عظیم الشان کتاب (شرح اسباب) کا سلیس اور مقبول عام ترجمہ مطالعہ فرمائیے۔ یہ طبیہ کالج دہلی کے نصاب تعلیم میں داخل ہے اسمیں سر سے پاؤں تک تمام امراض کے اسباب و علامات اور علاج یونانی اصول کے مطابق نہایت سلیس عبارت میں درج ہیں یہ بے نظیر و بے مثل کتاب امام فن علامہ نفیس کی یادگار ہے جسکی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہر ایک بات کو مفصل اور مدلل لکھتے ہیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب موجودہ طبی درسگاہوں میں معالجات کے نصاب میں داخل ہے کل کتاب چار حصوں میں منقسم ہے قیمت جلد اول دو روپے دوم چار روپے۔ جلد سوم دو روپے۔ چہارم دو روپے مکمل دس روپے۔ (عہ)

تشریح کبیر

یونانی اطبا پر یہ کتنا بڑا الزام عائد کیا جاتا ہے کہ وہ اندرونی اعضاء کی ہیئت و وضع سے بے خبر ہوتے ہیں۔ یہ الزام اب نہایت سہولت اور آسانی سے دور کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب فن تشریح کی جامع اور کامل کتاب ہے اور تمام رگ پٹھے اور اندرونی اعضا کی مفصل تشریح کو سلیس اردو میں بتاتی ہے جسکی عظمت کے لئے صرف اسقدر کافی شہادت ہے کہ یہ دہلی کے عظیم الشان طبیہ کالج میں تمام یونانی اور ڈاکٹری عربی اور اردو تشریحوں کے بجائے نصاب تعلیم میں داخل کیگئی ہے۔ اور ارکان طبیہ کالج کے ایما سے تیار کیگئی ہے۔ یہ کتاب دوسری مرتبہ بیشمار تصویروں کے ساتھ اعلیٰ درجے نفیس کاغذ پر چھپوائی گئی ہے دو جلدوں میں ہے۔ قیمت جلد اول مع تصاویر عہ بلا تصویر عہ دوم با تصویر عہ بلا تصویر تین روپے۔ (عہ)

علم الجراحت با تصویر

علم جراحی کی یہ عظیم الشان کتاب جو ڈاکٹروں اور حکیموں کی متفقہ سرگرمیوں اور عرقریزیوں کا نتیجہ ہے طبیہ کالج دہلی کے مایہ ناز نصاب کا ایک انوکھا اور لائق دید حصہ ہے جسکی تکمیل میں جراحیات کی بیش بہا کتب سے مدد لیگئی ہے طب جدید کے تمام انگریزی۔ لاطینی اصطلاحات کو یونانی اصطلاحات میں اس خوبصورتی سے

باہتمام شمس بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ مدرسہ کلاں دہلی چھاپا گیا

الامکان ہے کہ پڑھنے والوں کی نہایت سلاست سے پڑھتے چلے جائیں ۔ کمال خوبی یہ ہو کہ تمام انگریزی زبانوں کے عربی فارسی اور نہایت خوبصورت نام رکھے گئے ہیں کہ کوئی طبیب اُسکے سمجھنے سے قاصر نہیں رہ سکتا ۔ اور ساتھ ہی ہر صفحہ کے ذیل میں اُسکے اصلی مترادفات انگریزی لکھدیے گئے ہیں تاکہ ادویہ خریدو فروخت میں دقت نہ ہو ۔ اور ڈاکٹر صاحبان بھی اسکی آسانی مطالعہ کرسکیں ابتدائی کتاب میں علم الجراثیم کا مکمل بیان (تقریباً ۸۰ صفحات میں) درج ہے جابجا تصویریں بھی درج ہیں ۔ اس کتاب میں علاوہ تمام دیگر امراض جراحیہ کے سوزاک ، آتشک ، جذام سِل ، سرخباد وغیرہ کا نہایت تفصیلی بیان موجود ہے صفحات تقریباً ۲۲۵ ۔ کاغذ نفیس اور سفید ۔ طباعت اعلیٰ ۔ قیمت عہ

علم الادویہ حصہ اوّل

(علم الادویہ نفیسی)

علم الادویہ کا معتبر اور مدلل بیان ۔ ادویہ مفردہ و مرکبہ کے افعال و خواص عبارت نہایت سلیس و سہل ۔ طبیہ کالج دہلی میں ادویہ کی تعلیم اسی کتاب سے ہوتی ہے ۔ کاغذ سفید کتابت و طباعت دیدہ زیب قیمت عہ

علم الادویہ حصہ دوم

(ضمیمہ علم الادویہ نفیسی)

(داخل نصاب تعلیم ادویہ طبیہ کالج دہلی) یہ علم الادویہ کا دوسرا حصہ ہے جو تکمیل نصاب تعلیم طبیہ کالج دہلی کیلئے لکھا گیا ہے ۔ اس میں وہ تمام ادویہ بہ طرز جدید لکھی گئی ہیں جو کہ علم الادویہ حصہ اول (علم الادویہ نفیسی) میں درج نہیں ہیں ۔ ہر ایک دوا کی ماہیت مزاج افعال اور استعمال نہایت تحقیق اور اختصار سے لکھا گیا ہے ۔ ادویہ کے افعال لکھنے میں مبالغہ سے احتراز کیا گیا ہے صرف انہیں افعال کے لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے جو معتبر و مصدق ہیں ۔ یا کم از کم مشہور ہیں ۔ چونکہ حصہ اول میں زیادہ تر بیرون ہند کی پیدا ہونے والی ادویہ کا ذکر ہے ۔ لہذا حصہ اوّل میں زیادہ تر ہندوستان میں پیدا ہونیوالی ادویہ کا ذکر ہے اور لہذا حصہ دوم میں زیادہ تر ہندوستان میں پیدا ہونیوالی جڑی بوٹیوں کا تذکرہ ہے اس لحاظ سے یہ حصہ نہایت مفید اور دلچسپ ہے ۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے ۔

حمیات قانون اُردو

جماعت سال چہارم کے نصاب میں شامل ہے شیخ بوعلی سینا کی مایہ ناز کتاب قانون کا یہ ضروری اور مفید حصہ ہے حصہ اول عہ حصہ دوم زیر طبع

دہلی کا مطب فارسی

(بیاض کبیر حصہ اول از طبع دوم) دہلی کی معتبر بیاض ۔ حکماء دہلی کے معمولات و مجربات اور اصول مطب علاج اسکے چھپنے سے پہلے مستفیدین طبیہ کالج کے سوا اور سبکو بہت ہی مشکل سے دستیاب ہوتی تھی قلمی بیاض کو مستفیدین بصیغۂ راز رکھا کرتے تھے طبع جدید میں کاغذ نہایت اعلیٰ قیمتی سفید اور دبیز لگایا گیا ہے قیمت دو روپے ۔ (عہ)

دہلی کا مطب (اُردو میں)

(اُردو میں) یہ در اصل فارسی کا ترجمہ ہے جس میں بہت سے جدید اضافات (از قسم اغذیہ ۔ اصول علاج ۔ پرہیز اور ضروری ہدایات) کئے گئے ہیں ۔

قیمت دو روپے (عہ)

دہلی کے مرکبات

(بیاض کبیر حصہ دوم) دہلی کے دواخانوں کی معتبر مرکب دوائیں جن میں سے بہت سے نسخہ جات بصیغۂ راز رکھا کرتے تھے یہ زمانہ حاضرہ کی نفیس جدید غیر مطول قرابادین ہے ۔ قیمت صرف دو روپے

دہلی کی دوا سازی

(بیاض کبیر حصہ سوم) یونانی دوا سازی کے اصول اور اسکے راز طبیبوں کیلئے دوا سازی کا رہنما اور عطاروں دوا سازوں کا اُستاد ہے ۔ قیمت بارہ آنے ۔

لغات اصطلاحات طبیہ

یونانی طبی اصطلاحات کا سب سے بہتر لغت

لغت تیار نہیں ہوا. بہت سے لغات کا خلاصہ ہے. اصطلاحات متعلقہ امراض ادویہ. آلات طبیہ کلیات. معالجات تشریح ومنافع الاعضاء کا سلیس بیان وتشریح ہے. قیمت تین روپے

لغات الادویہ

دواؤں کے عربی. فارسی. ہندی سنسکرت کیمیائی. انگریزی. یونانی اور دیگر ممالک کے ناموں کی توضیح ہے. تقریباً ۲۵ ہزار الفاظ کی شرح ہے اگر کسی نسخہ کا کوئی جز آپ نہ سمجھ سکیں تو اس لغت سے مدد لیں قیمت (۳)

طبی فرہنگ

طبی اصطلاحات کا جامع اور مختصر لغت ہے. اصطلاحات متعلق امراض ادویہ آلات طبیہ کلیات. معالجات. تشریح اعضاء کا سلیس بیان ہے. یہ ان غریب طلباء کے لئے تیار کیا گیا ہے. جو بڑے لغت (یعنی لغات اصطلاحات طبیہ قیمتی) کو نہ خرید سکیں ۱۲؎

طبی لغاتچہ

(طبع دوئم) یہ ایک مختصر مگر نہایت ضروری لغت ہے. جس میں طب یونانی کے اصطلاحات کی تفصیل وتوضیح ہے طبع دوئم میں دو چند اضافات ہوئے ہیں کاغذ پہلے سے بہتر اور سفید لگایا گیا ہی

قیمت ۸ر

طب قدیم وجدید کی علمی جنگ

طب قدیم کے اصول پر ڈاکٹروں کے زبردست سوالات واعتراضات یعنی طبوں کے بے اصول اور وحشی ہونے کا الزام. اور ان تمام الزامات واعتراضات کے اطبائے یونانی کی طرف سے ہوش رُبا اور دندان شکن جوابات قیمت ۸ر

کتاب التکلیس علم کشتہ جات

یہ فن تکلیس (کشتہ سازی) میں ایک جامع اور مکمل کتاب ہے. ابتدا سے کتاب میں فن تمام رموز وکنایات، اصطلاحات اور نکتوں کو سمجھایا گیا ہے جن کا جاننا کشتہ سازی کیلئے ازبس ضروری ہے. علاوہ ازیں دھاتوں اور دیگر ادویہ کے مدبر اور مصفی کرنے اجوہر اڑانے اروغن کشید کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں. آنچ دینے کی بھی ترکیبیں اور اس کے متعلق ضروری ہدایات صاف صاف لکھی گئی ہیں. اس کے بعد ہر ایک چیز کے کشتہ کرنے کی معتبر اور مصدقہ ترکیبیں لکھی گئی ہیں جن میں یہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ ہر ایک کشتہ کی بہترین متعدد ترکیبیں درج ہوں اور وہ بھی زیادہ فضول اور مشکل نہ ہوں. اس فن سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے یہ ایک بے نظیر اور

کارآمد تحفہ ہے قیمت ۸ر

رسالہ مسماع الصدر

آلہ سینہ بین (اسٹتھس کوپ) کی حقیقت طریقہ استعمال اور امراض سینہ کی تشخیص قیمت طبع دوم چھ آنہ (۶)

رسالہ مقیاس الحرارت

آلہ مقیاس الحرارت (تھرمامیٹر) کی حقیقت طریقہ استعمال اور بدنی حرارت کا تذکرہ قیمت ۴ر (طبع دوم)

رسالہ اسمائے امراض و اوزان طبی

رسالہ اسمائے امراض میں ڈاکٹری ناموں کے مقابل یونانی. اور یونانی ناموں کے مقابل ڈاکٹری نام مرضوں کے بتائے گئے ہیں (۲) رسالہ اوزان میں ڈاکٹری ویونانی اور ویدک وزنوں کی تشریح ہے ۲ حصے فی حصہ ۴ر رسالہ اوزان حصہ اول ہی کے ساتھ ہے.

امراض صبیان

مؤلفہ علامہ محمد عشاق خاں صاحب میڈیکل آفیسر ریاست بڑودی. اس کتاب میں بچوں کے امراض اور عوارض جسمانی کا علامہ ممدوح نے طرز خاص سے تذکرہ کیا ہے. اور جا بجا تشریحی بیانات اور تصویریں بھی دی گئی ہیں.

قیمت ۱۲ر

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ مدینہ کلاں دہلی آنی چاہئیں

رسالہ قارورہ

بطرز جدید اس رسالہ میں طب جدید کے مطابق علاوہ تمام ضروری متعلقہ بیانات کے ہر قسم کے کیمیاوی امتحانات کے طریقے اور سہل تجربے تحریر کئے گئے ہیں جس سے ہمارے اطباء ذیابیطس کی شکر، مادہ صفراء (تیری کا مادہ) رطوبت بیضیہ (البومن) بلغم، پیپ، کیلوس وغیرہ کا امتحان کر سکتے ہیں۔ جو قارورہ میں ملکر خارج ہوتے ہیں۔ قیمت ۵ر

کلیات طب یونانی کے
مباحث ضروری

یعنی کلیات طب یونانی کے معرکۃ الآراء اور اہم مباحث، امتحانی سوالات جوابات جس سے کلیات کے مشکل مسائل آسانی حفظ اور ذہن نشین ہوجاتے ہیں بڑے بڑے فاضل ممتحن زیادہ تر یہی سوالات کیا کرتے ہیں۔ قیمت صرف ۸ر

رسالہ مدار

جس میں مدار (آکھ) نامی بوٹی کے عجیب غریب افعال وخواص اور حیرت انگیز فوائد۔ اور اس سے جو کشتے تیار کئے جاتے ہیں، اور جن ترکیب سے وہ اکثر امراض میں استعمال کی جاتی ہیں مفصل درج ہیں۔ قیمت ۵ر

رسالہ دیدان

جس میں شکم کے تمام اقسام کے کیڑوں کا عجیب تذکرہ مع علامات وعلاج درج ہے قیمت ۴ر

رسالہ سوزاک

سوزاک جسقدر اہم اور خبیث مرض ہے اس سے ہر ایک طبیب واقف ہو غیر طبیب اس سے اسی وقت آگاہ ہوتا ہے جبکہ اس کو خدا نخواستہ اس نامراد مرض سے واسطہ پڑتا ہو جس شخص میں اس مرض کا زہر ایک مرتبہ سرایت کر جاتا ہے۔ اگر بے توجہی سے کام لیا جائے تو وہ شخص مدت العمر عذاب میں خود بھی مبتلا رہتا ہو۔ اور اپنی رفیقہ حیات اور گلہائے مراد (اولاد) کو بھی اس مرض کی باد سموم سے پژمردہ وافسردہ کردیتا ہے۔ مرض مذکور کی اس خباثت و سرایت کو مد نظر رکھ کر دفتر المسیح نے ہر خاص وعام کی آگاہی کے لئے یہ رسالہ تالیف کرا کے شائع کیا ہے۔ جس میں دونوں طبوں کی رو سے بتلایا گیا ہو۔ کہ وہ کون سے اسباب ہیں جو اس مرض کو پیدا کر کے جان کو مصیبت میں ڈالدیتے ہیں۔ اور اس سے بچنے کی تدابیر کیا ہیں؟ اور جب کوئی شخص اس میں مبتلا ہوجائے تو اسے نجات پانے کے لئے کیا علاج ہو؟ علاج ایسے آزمودہ نسخوں سے لکھا گیا ہے جو اس مرض کے لئے تیر بہدف ہیں اور متعدد تجارب نے ان پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ قیمت ۸ر

رسالہ آتشک

مرض آتشک بھی سوزاک ہی کے مانند خبیث مرض ہے یہ بھی جس شخص کو ہوجاتا ہے۔ پھر جانے کا نام نہیں لیتا۔ بلکہ اہل وعیال میں بھی اس کا زہر اثر کر کے ان کو گرفتار بلا کر دیتا ہے۔ اس رسالہ میں بھی رسالہ سوزاک کے مانند اس مرض کے پیدا ہونے کے اسباب، اس سے محفوظ رہنے کی تدبیر، مرض کو زائل کرنے کا علاج دونوں طبوں کی رو سے نہایت دلچسپی اور عمدگی سے لکھا گیا ہے نسخے چیدہ چیدہ بارہا کے مجرب لکھے ہیں۔

قیمت صرف چھ آنہ (۶ر)

کتاب التشخیص

یہ علم تشخیص کی ایک مستقل اور جامع کتاب ہے۔ طبیب کا معیار فضیلت تشخیص پر ہے۔ یہ کتاب تمام امراض کے علامات فارقہ تشخیصیہ بتاتی ہے علاوہ ازیں تشخیص کے دیگر اصول و نکات۔ قارورہ، نبض، تنفس، رنگ، بشرہ وغیرہ کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

قیمت حصہ اول ۱۲ر

حصہ دوم ۱۲ر

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں

تشریح صغیر

(تشریح کبیر کا خلاصہ) اس کتاب میں تمام عظام (ہڈیوں) اور تمام اعضاء مرکبہ (اعضا سینہ و شکم وجوف عانہ اعضائے حواس یعنی آنکھ، کان، ناک اور دماغ و حرام مغز وغیرہ) کی مختصر تشریح سادہ اور سلیس اردو میں لکھی گئی ہے اور تصویروں سے بدنی ساخت کو سمجھایا گیا ہے۔ تاکہ ہمارے اطبار بسہولت تشریح کے ضروری معلومات حاصل کرسکیں تشریح سے نابلد رہنا اتنا بڑا عیب ہے کہ اس نے دیسی طبوں کو بدنام کر دیا ہے اور آج مخالفوں کو یہ کہنے کا موقعہ ملا ہو کہ دیسی طبیں وحشی اور دیسی اطبار (دید و حکیم) عطائی معالج ہیں۔ ہمارے لئے انکا یہ خیال نہایت افسوسناک اور شرم انگیز ہے ہمیں چاہیے کہ جہاں تک جلد ہو اس ناپاک دھبہ کو مٹادیں۔ اور دشمنوں کو یہ کہنے کا موقع نہ دیں کہ دیسی اطبار ایک عطائی معالج کا حکم رکھتے ہیں۔ قیمت

رسالہ ذیابیطس

ذیابیطس ان معدودے چند امراض میں سے ہے جو انسان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ اس رسالہ میں اس مرض کے اسباب و علامات و علاج و دوسرے رسائل کے مانند نہایت عمدہ پیرایے سے لکھے گئے ہیں اس رسالہ کا سب سے زیادہ دلچسپ وہ حصہ ہے جس میں شکر کے پیدا ہونے کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے قیمت ۴ر

رسالہ سل و دق

سل و دق نے جو تباہی ہمارے ملک میں پھیلا رکھی ہے اس سے تقریباً ہر ایک شخص واقف ہے۔ اس مرض نے عین عنفوان شباب میں لاکھوں نوجوانوں کے چراغ زندگی کو گل کر کے آغوش لحد میں سلا دیا۔ اور آئندہ معلوم نہیں یہ کب تک اپنے کرشمے دکھلائے خاص و عام کی معلومات کے لئے یہ رسالہ بھی دونوں طبوں کی رو سے لکھا گیا ہے۔ جس میں اس مرض کے پیدا ہونے کے وجوہ۔ اس سے محفوظ رہنے کی تدابیر۔ اس کی علامتیں اور علاج نہایت عمدہ طریقہ سے لکھا گیا ہے

قیمت ۴ر

رسالہ جدری (چیچک)

اس رسالہ میں بھی دوسرے رسائل کے مانند مرض چیچک کے اسباب علامات اور علاج اور اس سے محفوظ رہنے کی تدابیر ہر دو طبوں کی رو سے بیان کی گئی ہیں۔

قیمت ۲ر

رسالہ بواسیر

اس رسالہ میں دوسرے رسائل کے مانند مرض بواسیر کا مفصل تذکرہ اور اس کے اسباب و علامات اور علاج بیان کیے گئے ہیں۔ قیمت ۴ر

آسان نسخے یا مجرب چٹکلے

مجربات کی صدہا کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں جب ایک متجسس نگاہ ضرورت کے مطابق نسخہ تلاش کرنا چاہتی ہے وہ اول تو نسخوں کی فراوانی سے ادھر ادھر بھٹک کر رہ جاتی ہے اگر کسی نسخہ پر نظر انتخاب پڑ بھی جاتی ہے تو اس نسخہ کی تیاری میں جو چیزیں ہوتی ہیں وہ سد راہ ہوتی ہیں گاہی منتخب نسخے میں کوئی ایسا جزو موجود ہوتا ہے جس کی ماہیت سے لاعلمی ہوتی ہے۔ اور جو نہ عطار کی دکان سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ اور نہ جنگل بیابان کی خاک چھاننے پر مل سکتا ہے الغرض انہیں مصائب اور دشواریوں کو پیش نظر رکھ کر سر سے لیکر پاؤں تک کل امراض کے آسان نسخے یا مجرب چٹکلے ترتیب دیکر شائع کئے گئے ہیں۔ جن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دو تین اجزاء سے متجاوز نہیں۔ اور اجزاء بھی سہل الحصول ہیں ہر ایک دوافروش سے مل سکتے ہیں اگر کوئی نسخہ زیادہ اجزاء کا

جلد فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں۔

کاہی ہے کہ دوائی ہے جسکی ہر ترکیب آسان ہے اور بارہا تجربہ کی کسوٹی پر پرکھا جاچکا ہے علاوہ ازیں ہر ایک مرض کی ایسی مفید اور مجرب دوائیں لکھی گئی ہیں جو عام طور پر جنگلوں میں بآسانی مل سکتی ہیں اور دیہات میں بسنے والے اشخاص جہاں کوئی دواخانہ نہیں ہوتا ان سے بخوبی مستفید ہوسکتے ہیں۔ سفید اور چکنے کاغذ کے ۶۴ صفحات پر نہایت عمدگی سے شائع ہوئے ہیں۔ ان خوبیوں کے باوجود قیمت صرف عار

کتاب ہدیۂ ذکور

(چیدہ مرکبات)

(مؤلفہ فاضل ادیب جناب حکیم مولوی سید محمد یوسف صاحب قیصر ضلع بیڑ حیدرآباد دکن) امراض مخصوصہ کے متعلق اب تک اکثر صاحبان کی جانب سے متعدد رسائل شائع ہوچکے ہیں لیکن ہم اپنے مطالعہ کی بناء پر کہہ سکتے ہیں کہ اس تعدد سے تشنہ کامی کو سیرابی نہیں ہوتی۔ چونکہ مضمون ہی خشک ہے لہٰذا بعض رسالے تو اس انداز عبارت میں لکھے گئے ہیں کہ دماغ اُن کے مطالعہ سے زیر بار احسان ہی نہیں ہوتا چہ جائیکہ ان کے علاوہ بعض رسائل ایسے ہیں کہ اُن میں جو علاج لکھا گیا ہو اُس سے بہت کم اشخاص استفادہ کرسکتے ہیں۔ نسخوں کی ترکیبیں ایسی دشوار اور پیچ در پیچ ہیں کہ وہ صفحات کی زینت کے علاوہ کسی کی مقصد برآری میں کام نہیں دیسکتے۔ لیکن ہدیۂ ذکور ان تمام خرابیوں سے مبرا ہے۔ مؤلف موصوف نے یہ کتاب بطرز مکالمہ ایسی دلچسپ عبارت میں لکھی ہے کہ ایک مرتبہ شروع کرکے ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ اس میں مردانہ قوتوں کی حفاظت کے طریقے اور جملہ مردانہ امراض کے اسباب۔ علامات اور علاج اور مجرب نسخہ جات نہایت خوبی سے لکھے گئے ہیں نسخے نہایت معتبر اور مستند ہیں اور ان کی ترکیب وغیرہ ایسی عمدگی سے لکھی گئی ہے کہ مریض یا طبیب کسی امر کے لئے تشنہ کام نہیں رہتا۔ سفید چکنا کاغذ۔ قیمت عہ

ترجمہ کلیات نفیسی

کلیات نفیسی کا یہ سلیس ترجمہ طبیہ کالج دہلی میں بطور نصاب تعلیم کے داخل ہے اسلئے اسکے بعد اسکی تعریف و توصیف کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

قیمت حصہ اول عار

حصہ دوم عار

تالیفات حکیم و ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب پروفیسر طبیہ کالج دہلی

کتاب الپاتھولوجیا

(علم الامراض)

یہ کتاب بھی کالج کے نصاب میں داخل ہے اس میں ماہیات امراض کی بحث جدید اصول کے مطابق کی گئی ہے ہر ہر مرض میں اعضاء کے اندر جو تغیرات ہوتے ہیں ان کا بھی ذکر ہے جدید طرز کی کتاب ہے۔

قیمت عا

تشخیص علمی مع مطب یونانی و ڈاکٹری (اردو)

یہ کتاب طبیہ کالج کے فارغ التحصیل طلباء کے لئے لکھی ہے۔ اس میں تشخیص علمی کے اصول جدید ترین طریق تشخیص پر بیان کئے گئے ہیں۔ یونانی مطب عالیجناب مسیح الملک کا ہے اور مرکبات مثلاً معجون جوارش وغیرہ جو نسخے لکھے ہیں وہ بھی مسیح الملک کے خاندان کے ہیں اس کے علاوہ ڈاکٹری کا مطب ان منتخب اور بہترین نسخوں کا مجموعہ ہے جو انگلستان کے قابل فخر ڈاکٹروں کا تجربہ

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں۔

اور ڈاکٹر ڈملا کے کتابوں سے انتخاب کئے گئے ہیں۔ آخر میں اُن ڈاکٹری مفید اور مجرب نسخوں کو لکھا گیا ہے۔ جو ہندوستان کے ہسپتالوں میں سول کے تجربہ کے بعد نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں یونانی مفرد اور مرکب دواؤں کی ایک نہایت مفید فہرست بھی لکھی ہے جو اس طبیب کے لئے نہایت کارآمد ہے جو مطب کے ساتھ دواخانہ رکھتا ہو اور ایک فہرست ان ڈاکٹری دواؤں کی بھی ہے جو ہر مرض کی مخصوص اور بیشمار کی جاتی ہیں اور جو جدید طب کے لئے باعث فخر و ناز ہیں۔ یہ کتاب ہر طبیب اور وید کو اپنے مطب میں ضرور رکھنی چاہئے کیونکہ اس کتاب کی رو سے ایک طبیب یا وید اپنے مطب میں بہت کچھ ترقیاں کر سکتا ہے اور مریضوں کی تکالیف کو نسبتاً زیادہ آسانی سے دور کر کے شہرت۔ اور دولت حاصل کر سکتا ہے۔ کتاب کی قیمت دو روپے آٹھ آنے (عہ)

کتاب الکیمیا (اُردو)

جدید سائنس کی نہایت اہم شاخ یعنی کیمسٹری پر اردو میں کتاب الکیمیا سے زیادہ آسان کتاب غالباً نہیں ہوگی۔ اس میں جدید تحقیق کے موافق عنصروں کی حقیقت ان کے خواص اور ان کے ملنے سے جو مرکبات پیدا ہوتے ہیں بیان کئے گئے ہیں مرکبات کو تحلیل کر کے ان کے اجزاء کس طرح علیحدہ کئے جاتے ہیں مختلف دھاتیں کن کن چیزوں میں حل ہوتی ہیں۔ مختلف دھاتوں کے نمک کس طرح بنائے جاتے ہیں اور بعض دھاتوں کے کشتے کس طرح تیار ہوتے ہیں۔ ان سب باتوں کے اصول اور پورا پورا عمل اور تجربہ کی پوری پوری ترکیب لکھی ہوئی ہے جس کو معمولی اردو خواں بڑی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اس کتاب کی خوبی اس سے ظاہر ہے کہ یہ طبیہ کالج کے فرسٹ ایر (پہلے سال) کے کورس میں ہے اور اس کی پانچسو جلدیں بھی طبیہ کے بورڈ نے خریدلی ہیں قیمت عہ

امراض نسواں

مولفہ جناب مولوی حکیم عبدالحفیظ صاحب مولف و پروفیسر طبیہ کالج دہلی۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ عورتوں کے امراض کی تشخیص اُن کے دفعیہ کی تدبیر حجاب نقاب اور اُن کی بعض فطری خصوصیات کی وجہ سے نسبتاً مشکل ہوا کرتی ہے۔ اور جن دائیوں کو اُن کے امراض کی جانچ پڑتال اور دیکھ بھال کا موقع حاصل ہوتا ہے ان میں سے اکثر ایسی ہوتی ہیں کہ جو اپنی لاعلمی کی وجہ سے بیشتر اوقات مرض کی غیر صحیح صورت طبیب کے روبرو پیش کر کے بجائے اُس کی اعانت کرنے کے اور زیادہ دشواری میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

اس کے علاوہ چونکہ بیبیاں اپنے دکھوں کے اظہار کو قریب قریب ایک امر معیوب تصور کرتی ہیں اس لئے ان کی تکلیف کا اظہار بھی عموماً اس وقت ہوتا ہے جبکہ مرض اچھی طرح زور پکڑ جاتا ہے اس وجہ سے معاملہ میں نسبتاً زیادہ اہمیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان حالات کو محسوس کرتے ہوئے نقائص مذکورہ بالا کے ازالہ کی غرض سے مولف نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اس کتاب کو ایسی ترتیب کے ساتھ مرتب فرمایا ہے کہ جس کے مطالعہ سے نہ صرف طبیب، دائیاں، طالبات ہی تشخیص مرض و علاج میں بصیرت حاصل کر سکتی ہیں بلکہ معمولی اردو جاننے والی بیبیاں بھی اسے پڑھ کر نہ صرف گھر سے پوری واقفیت حاصل کر کے آسانی کے ساتھ اپنی شکایات کا علاج اور دکی

...تمام رنگین ہیں۔
کتاب کے ابتدائی حصہ میں شرمگاہ اندام نہانی، رحم، خصیۃ الرحم، قاذفین پستان وغیرہ مخصوص اعضاء کی پوری تشریح اُن کے افعال و وظائف بتلائے گئے ہیں۔
اس کے بعد مذکورہ بالا اعضاء کے تمام امراض کا نہایت تفصیل کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مذکورہ اعضاء کی تصاویر کے علاوہ مذکورہ بالا اعضاء کے امراض کو بھی (تشخیص کی سہولت کی غرض سے) تصاویر کے ساتھ واضح کیا گیا ہے اور علاج کے سلسلہ میں بہترین و مجرب نسخوں کے علاوہ حکیم محمد اجمل خانصاحب کی خاص خاص تجاویز کو اس میں جذب کیا گیا ہے۔
الحاصل عورتوں کے اعضاء کی تشریح اور اُن کے امراض و علاج کے بارے میں یہ کتاب ایک بہترین تالیف ہے جسے پروفیسر صاحب نے بہت زیادہ محنت اور اہتمام سے مرتب فرما کر طبقہ نسواں پر ایک بڑا احسان فرمایا ہے، ہر گھر میں ایسی کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے تاکہ معمولی اردو جاننے والی بیبیاں خود ہی اپنی شکایت کا علاج کر سکیں کتاب علاوہ تصاویر کے جو نہایت نفیس کاغذ پر چھپی ہے تین سو صفحات پر ختم ہوئی ہے
قیمت صرف دو روپے ۲ آٹھ آنہ (۸)

رفیق مطب

اس کتاب میں سر سے پاؤں تک تمام امراض کے مجرب و اکسیر الاثر نسخے جو بارہا تجربہ سے مفید ثابت ہوئے ہیں، ایک باقاعدہ مطب کی صورت میں ترتیب وار درج ہیں۔ برادران فن اس مطب کے (معمول و مجرب) نسخوں سے علاج میں کافی کامیابی حاصل کر کے مریضوں کی توجہ کو قوت و تیزی کے ساتھ اپنی طرف پھیر سکتے ہیں صفحات ۱۴۰
۲۲×۱۸/۱۶ قیمت عہ/

سرخ بیاض

اس بیاض میں ملک کے مشہور ترین اطباء دہلی کے ممتاز ترین خاندان جمعیۃ کے خصوصی ارکین کے علاوہ فقیروں درویشوں کے اکسیر الاثر نسخے جو بغیر مبالغہ نہایت زود اثر اور بارہا تجربہ سے مجرب ثابت ہوئے ہیں۔ درج ہیں۔ مخصوصہ مردانہ امراض (جریان، آتشک، سوزاک وغیرہ) کے بہترین نسخوں کے علاوہ ضعف بصر، ضعف معدہ، ضعف عام، عظم طحال، سنگ گردہ و مثانہ، سنگرہنی، ادویہ اطفال، بیماری تخفیف زہر عقرب و سمیت مار کے چوٹی کے نسخے اور بواسیر، برص، خارش کے نسخے جو نہایت جانفشانی سے جمعیۃ نے حاصل کئے ہیں، صاحب نسخہ کے نام کے ساتھ درج کئے گئے ہیں پاکٹ اڈیشن کاغذ ولایتی ۲۰ پونڈ صفحات ۱۶۰
قیمت مجلد ۱۲/

قرابادین جدید

اس میں یونانی طب کے تمام وہ مرکبات جو تمام ہندوستان میں مروج ہیں اور جو صدہا سال سے برتے جا رہے ہیں ترتیب وار درج ہیں تمام معمولہ اطریفلات۔ جوارشیں، معجونیں، عرقیات، حبوب، طلاء، یاقوتیں، مفرحات، کشتہ جات اپنے صحیح اجزاء کے ساتھ اس کتاب میں موجود ہیں۔ قیمت ۱۲/

طبیب اطفال

اس میں چھوٹے چھوٹے بچوں کی آنکھ ان کی تمام بیماریوں کی حقیقت انکی مخصوصہ علامتیں انکے دفعیہ کی بہترین تدبیر کا نہایت تفصیل کے ساتھ بیان درج ہے علاج کے سلسلہ میں یونانی ڈاکٹری دونوں طبوں کے بہترین و مجرب نسخے لکھے گئے ہیں ہر معمولی اردو جاننے والے حضرات بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔
قیمت ۱۲/

عربی زبان و ترجمہ قرآن آسانی کیساتھ سکھانیوالی نئی کتابیں

عربی زبان کا قاعدہ

اس قاعدہ میں صیغوں اور ضمیروں کی پہچان ایسے آسان طریقے سے بتائی گئی ہے کہ اگر بچوں کو اردو کی پہلی دوسری کتاب پڑھا کر یہ قاعدہ شروع کرادیا جائے تو وہ نہایت آسانی سے صیغوں اور ضمیروں کو پہچاننے اور عربی سے اردو، اردو سے عربی ترجمہ کرنے لگیں گے۔ قیمت ۳ر

علم الصرف حصہ اوّل و دوم

عربی علم صرف کی پہلی منزل آسان کرنے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا ہے۔ ماضی۔ مضارع۔ امر۔ نہی نون ثقیلہ وغیرہ بنانے کا طریقہ بہت ہی سلجھا کر نثر و نظم اردو میں بیان کیا گیا ہے جس سے مبتدی صرف کی تمام گردانیں اچھی طرح سمجھ کر یاد کرلیتا ہے (طبع دوم) قیمت ۵ر

علم الصرف حصہ سوم

اس رسالہ میں تعلیل کے ضروری قاعدے بہت آسان طریقہ سے اردو میں بیان کئے گئے ہیں اور چند معتل ابواب کی پوری پوری گردانیں جدولوں میں درج کر دی گئی ہیں۔ آخر میں ابواب معتلہ کا ایسا جامع نقشہ دیا ہے جس سے ہر باب کی تمام بگڑی ہوئی صورتیں معلوم ہوجاتی ہیں غرضیکہ اپنی شان کا عجیب و غریب رسالہ ہے قیمت ۸ر

روضۃ الادب فی تسہیل کلام العرب

عربی زبان بولنے اور تحریر و ترجمہ میں مہارت پیدا کرنے کے لئے روضۃ الادب بے مثل کتاب ہے۔ اس کی ترتیب نہایت پیاری اور معنی خیز ہے اس میں جو ضروری اور کارآمد جملے لکھے گئے ہیں وہ بہت دلچسپ اور مفید ہیں جو شخص ان کو یاد کرلیگا اسکی عربی زبان نہایت صاف ستھری اور فصیح ہوجائیگی (طبع دوم) قیمت ۸ر

عربی صفوۃ المصادر مع لغات جدیدہ

کئی سو ضروری و کارآمد عربی مصادر مع صرف صغیر ماضی مضارع مثل فارسی آمدنامہ کے جمع کئے گئے ہیں جنکو طلبہ بہت آسانی سے یاد کرسکتے ہیں ایسے ہی بہت سے ضروری لغات لکھے گئے ہیں۔ اسم و فعل کا ایسا ضروری مجموعہ اس ترتیب سے آج تک شائع نہیں ہوا۔ قیمت ۶ر

عوامل النحو

اس رسالہ میں عربی عبارت پڑھنے کی ترکیب نہایت آسان طریقہ سے بتائی گئی ہے اسکے شروع میں نحو کے سَو عامل نہایت سلیس و نفیس اردو میں نظم کئے گئے ہیں اس کے بعد انکی مختصر شرح عربی میں کی گئی ہے اور عربی عبارت کی ترکیب کو اردو میں حاشیہ اور بین السطور میں حل کیا گیا ہے اس طرح یہ رسالہ ایسا سہل اور دلچسپ ہوگیا ہے کہ اس کو حفظ کرلینا بھی مشکل نہیں۔ قیمت ۵ر

حوز والشہیر بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ مدرسہ کلاں دہلی

بیان الامرار ترجمہ تاریخ الخلفاء

مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ مولانا مولوی حکیم شبیر احمد صاحب انصاری مدظلہم العالی

اس کے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہو جاتا ہے، ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے، کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی۔ اس میں خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے لیکر ۹۰۳ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کر دیئے ہیں۔ یہ اسی تاریخ الخلفاء کا ترجمہ ہے جو عام طور پر داخل درس ہے اور اس کے مفصل بیان کی فہرست درج ذیل ہے۔

مختصر فہرست مضامین

بیان الامرار ترجمہ تاریخ الخلفاء

حضور اکرم صلعم کا صراحتًا وعلانیۃً خلیفہ نہ بنانا اور اس کا راز قرشیت کی شرط پر بحث۔ خلافت ۳۰ سالہ کی مراد۔ احادیث مشعرہ بہ خلافت بنی اُمیہ۔ احادیث مشعرہ بہ خلافت بنی عباس۔ چادر مبارکہ کا بیان جو آخر وقت تک خلفاء تک رہی۔ کن خلفاء نے ترک سلطنت کی۔

احوال حضرت ابوبکرؓ آپ کا اسم ولقب۔ آپ کا مولد ومنشاء، آپ کا حلیہ مبارک۔ آپ کا اسلام لانا۔ صحبت وحضوری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ آپ کی شجاعت۔ آپ کا مال تصدق کرنا۔ آپ کا علم۔ آپ صحابۂ کرام میں سب سے افضل تھے۔ آیات قرآنی واحادیث جو آپ کی مدح یا تصدیق یا شان میں نازل ہوئیں۔ صحابۂ کرام اور سلف صالحین کے کلام آپ کی شان میں۔ احادیث وآیات وکلمات ائمہ جن سے آپ کی خلافت کا منشاء نکلتا ہے۔ آپ کی بیعت۔ زمانۂ خلافت کے واقعات یعنی جیش اُسامہ۔ مرتدین سے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں نیز مسیلمہ کذاب سے جنگ اور قرآن مجید فرقان حمید کے جمع کرنے کا ذکر۔ آپ کے اولیات۔ آپ کا حلم وتواضع۔ آپ کی بیماری اور وفات اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کو اپنا خلیفہ بنانا۔ احادیث صحیحہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے مروی ہیں۔ تفسیر قرآن مجید۔ آپ کے اقوال اور آپ کے فیصلے خطبے اور دعائیں آپ کے وہ کلمات جن سے شدت خوف آلہی ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کی تعبیریں۔

احوال حضرت عمرؓ آپ کا اسلام لانا۔ آپ کی ہجرت۔ احادیث جو آپ کی فضیلت میں وارد

محمد فرقانیشنس ایناء محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دلی آدا چھاپنیں۔

ہیں آپ کی نسبت صحابہ کرام اور سلف صالحین کے اقوال۔ جن باتوں میں کلام خدا نے آپ کی رائے سے اتفاق کیا ہے۔ آپ کے خصائل۔ آپ کا حلیہ۔ آپ کی خلافت۔ اولیات۔ آپ کے بعض اجتہاد قضایا۔

احوال حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ احادیث جو آپ کی فضیلت میں وارد ہیں۔ آپ کی خلافت۔ آپ کے اولیات۔ ذکر بغاوت وشہادت وغیرہ۔

احوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ احادیث جو آپ کی فضیلت میں وارد ہیں۔ آپ کی خلافت آپ کے اخبار وقضایا وکلمات۔ آپ کی تفسیر قرآن مجید۔ آپ کے کلمات حکمت۔ آپ کی شہادت وغیرہ۔

احوال حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کی خلافت اور حضرت معاویہ رضؓ سے بیعت کر لینا۔

احوال حضرت معاویہ رضؓ۔ مختصر حالات زمانہ خلافت امیر معاویہ رضؓ۔ حالات یزید بن معاویہ۔ معہ واقعات ظلم شل شہادت اہل بیت وصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ معاویہ بن یزید۔ عبداللہ بن زبیر۔ عبدالملک بن مروان ولید بن عبدالملک سلیمان بن عبدالملک۔

احوال عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور حالات عدل وانصاف۔ مرض وفات وغیرہ۔ یزید بن عبدالملک بن مروان۔ ہشام بن عبدالملک ولید بن یزید۔ یزید ناقص ابوخالد بن ولید۔ ابراہیم بن ولید بن عبدالملک۔ مروان بن الحمار۔ احوال سفاح خلیفہ اول بنی عباس منصور ابوجعفر عبداللہ مہدی ابوعبداللہ محمد بن منصور ہادی ابومحمد موسیٰ مہدی۔

احوال ہارون الرشید۔ امین محمد ابوعبداللہ۔ مامون عبداللہ ابوالعباس معتصم باللہ ابواسحاق محمد بن الرشید واثق باللہ ہارون۔ متوکل علی اللہ جعفر منتصر باللہ محمد ابوجعفر مستعین باللہ ابوالعباس معتز باللہ محمد مہتدی باللہ معتمد علی اللہ ابوالعباس معتضد باللہ احمد مکتفی باللہ ابومحمد مقتدر باللہ ابوالفضل۔ قاہر باللہ ابوالمنصور۔ راضی باللہ ابوالعباس متقی باللہ ابواسحاق مستکفی باللہ ابوالقاسم۔ طائع للہ ابوبکر۔ قادر باللہ ابوالعباس۔ قائم بامراللہ ابوجعفر مقتدی بامراللہ ابوالقاسم مستظہر باللہ ابوالعباس مسترشد باللہ ابومنصور راشد باللہ ابوجعفر مقتفی لامراللہ ابوعبداللہ مستنجد باللہ ابوالمظفر مستضئ بامراللہ الحسن ناصرالدین اللہ احمد ظاہر بامراللہ ابونصر مستنصر باللہ ابوجعفر معتصم باللہ ابواحمد مستنصر باللہ احمد حاکم بامراللہ ابوالعباس مکتفی باللہ ابوالربیع، واثق باللہ ابراہیم۔ حاکم بامراللہ ابوالعباس معتضد باللہ ابوالفتح متوکل علی اللہ ابوعبداللہ واثق باللہ عمر معتصم باللہ زکریا مستعین باللہ ابوالفضل معتضد باللہ ابوالفتح مستکفی باللہ ابوالربیع۔ قائم بامراللہ ابوالبقاء۔ مستنجد باللہ خلیفۃ العصر ابوالمحاسن متوکل علی اللہ ابوالعز وغیرہ وغیرہ یہ کتاب ۲۱۴ صفحات پر ختم ہوئی ہے قیمت ۲؎

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں۔

مرج البحرین فی ذکر شہادۃ الحسنین

ایک عرصہ سے طبیعت ایسی کتاب کی متلاشی تھی جو کسی حنفی عالم نے اس بیان میں مفصل لکھی ہو۔ بہت فکر کے بعد یہ نظر پڑی جو نہایت مفصل اور مستند ہے جسکا مفصل ہونا فہرست مضامین سے معلوم ہوگا اور مستند ہونا مصنف کے نام نامی سے واضح ہے۔ یہ کتاب مولانا مولوی عبدالرب صاحب دہلوی قادری حنفی نوراللہ مرقدہٗ کی تصنیف سے ہے اور اسمیں مفصلہ ذیل بیانات ہیں، حالات حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ معہ واقعات شہادت اسکے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کیطرف یزید کا رجوع ہونا بیعت چاہنا اور حضرت کا انکار فرمانا اور مکہ معظمہ تشریف لیجانا، وہاں پہونچکر اہل کوفہ کے خطوط آنے اور حضرت امام مسلم کا تشریف لیجانا، وہاں پہونچکر اہل کوفہ کی حالت دیکھکر حضرت امام حسین کا بلانا۔ اسکے بعد کوفیوں کا پھر جانا حضرت امام مسلم کا نرغہ میں آنا اور داد شجاعت دیکر جام شہادت نوش فرمانا اور صاحبزادگان امام مسلم کے واقعات اور حضرت امام حسین کا روانہ ہونا اور میدان کربلا میں پہنچنا وہاں کے جملہ واقعات اور محبان اہلبیت و اہل بیت کی شہادت اور بعد شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جو کچھ واقعات ہوئے انکا بیان، مثلاً روانگی اہلبیت معہ سر مبارک طرف شام کے اور راہ میں جو کچھ کرامتیں سر مبارک سے ظہور میں آئیں، اور دربار کرنا یزید کا، اور گفتگو کرنا حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اور ہل چل ہوجانا دربار میں اور خوشامد کرنا یزید کا حضرت زین العابدین سے جامع مسجد میں خطبہ پڑھوانا حضرت زین العابدین سے اور شور و غل گریہ زاری ہونا مسجد میں اور خطبہ کے درمیان باشارہ یزید موذن کا تکبیر کہدینا۔ پھر روانگی مدینہ منورہ اور وہاں پہونچنا، پھر وہاں قیامت برپا ہونا، حاضری روضہ مبارک پر اہل بیت کی اور عرض حال کرنا، اسکے بعد یزید کا مرنا اور اسکے بیٹے کا تخت سلطنت کا چھوڑنا اور دشمنان اہلبیت کا قتل بڑی تباہی کے ساتھ، اور حالات حضرت امام زین العابدینؓ معہ شہادت، پھر ذکر امام باقرؓ و حضرت امام جعفرؓ و حضرت امام موسیٰ کاظمؓ و حضرت امام علی رضا و حضرت امام محمد بن علی رضا و حضرت امام نقی و حضرت امام حسن عسکری حضرت امام مہدی علیہ السلام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ قیمت صرف آٹھ آنے ۸؍ محصول ڈاک تین آنے۔

جملہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں

[illegible]

برادران اسلام کو تازہ خوش خبری

جناب فخر عالم پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مبارک والانامہ

جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مہر لگا کر سنہ ہجری میں سلطان مقوقس قبط کی بادشاہ کے نام بغرض دعوت اسلام روانہ فرمایا تھا اور ایک فرانسیسی سیاح سے سفر قبط میں مصر کے شہروں میں سے اخمیم کے گرجا میں ایک قبطی راہب کے پاس سے خرید کر سلطان عبد المجید خانصاحب مرحوم و مغفور سلطان سابق کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اور ہدیۃً پیش کیا۔ سلطان المعظم نے اُسے نہایت حفاظت سے دیگر تبرکات نبویہ کیساتھ قسطنطنیہ میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ قسمت سے اسکا عکس ہندوستان میں بھی پہونچا اور اس کے ایک عکس سے ہمکو عزت حاصل ہوئی۔ ہم نے براہ رفاہ عام چربہ لیکر شائع کیا اور نقل مطابق اصل رکھنے کی یہانتک کوشش کی کہ بوجہ ایک مدت دراز گذر جانے کے والانامہ مذکور میں دھبہ و شکن وغیرہ پڑگئے ہیں وہ بھی چربہ میں ظاہر کئے ہیں وہ عبارت جو اصل ہے اوّل رکھی ہے۔ اور اسکے نیچے وہی عبارت خط نسخ یعنی موجودہ عربی میں خوشخط لکھکر بین السطور میں اردو ترجمہ بھی شامل کر دیا ہے۔ اس کی قدر وہی حضرات کریں گے جنہیں آقائے نامدار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اشد محبت ہوگی کیونکہ محبوب کی چیز یا اس کی نقل کی وہی قدر کریگا جو عاشق ہوگا اور جسکو محبت ہی نہو اسکو کیا قدر ہوگی اور چونکہ بعض حضرات اسے شیشہ میں لگاتے ہیں اسواسطے اسکے گرد میں نہایت خوبصورت مگر صوفیانی رنگین چھپائی ہے۔ اب یہ فرمان ہر صورت سے اس قابل ہے کہ شیشہ میں لگوا کر مکانوں میں مسجدوں میں لگایا جاوے۔ ہدیہ صرف دو آنہ (۲)

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ کوئی ایسی کتاب ہونی چاہئے جو آسان طور پر کم سے کم وقت میں طالب علم کو عربی لکھنے سمجھنے کے قابل بنا دے الحمد للہ کہ مولٰنا مولوی عبد الہادی خانصاحب مولوی فاضل منشی فاضل، شاہجہانپوری نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ اور ایک کتاب مرقاۃ العربیہ کے نام سے تالیف کی جسکے ابتک تین حصے شائع ہو چکے ہیں، اس کتاب کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ صرف و نحو ادب و ترجمہ چاروں کو نہایت خوش اسلوبی سے ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور ہر نئے مسئلہ کیلئے ایک عنوان قائم کرکے مثالوں سے ذہن نشین کیا ہے۔ غرض کتاب کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت حصہ اول چھ آنہ حصہ دوم آٹھ آنہ حصہ سوم دس آنہ ہے۔

جو صاحب منگانا چاہیں وہ فرمائشیں بنام محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی آنی چاہئیں

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۷۷۱

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوف دال ست بر نفعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر راشد یا بادی * و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی * پس اتباعاً للنص المذکور * صحیفۂ شہریہ کہ مندرج ست بنام نامی مشہور

مسمّیٰ بہ

الہادی

جلد ۲	بابت ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۵ھ	نمبر ۱۰

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و حاوی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مکین ست برائے ہر جائع و صادی * بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آن مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی * باہتمام محمد عثمان عامی * در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی ... میگردد

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت صفر المظفر ۱۳۴۵ھ

جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحق صاحب سلمہ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	.... ایضاً	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	.... ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	.... ایضاً	۳۳
۶	امیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷
۷	بشارت تیاری تیار دعا مسمیٰ بہ تقلیل الکلام بصورۃ کلام الملک العلام۔	×	.... ×	بر ٹائٹل

اُصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہٰذا کا مقصود اُمتِ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بجائے [illegible] تاریخ پر شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائٹل کے چھ جز سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنہ ہے۔

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت داخل فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا۔ اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے تین کا وی۔ پی روانہ ہوگا جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا۔ اور دو روپے بارہ آنہ کا وی۔ پی پہنچے گا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۴ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائینگے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرماویں اسکی قیمت تین روپے ہے۔ علاوہ محصولڈاک۔

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

کو مرفوع کیا ہو بجز اسکے کہ مسلم بن قطیبہ نے طعمہ بن عمر کیواسطہ سے روایت کیا ہے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ مسلم اور طعمہ اور اسکے بقیہ راوی سب ثقہ ہیں اور ہم نے دوسری کتاب میں اس حدیث پر تنقید کی ہے۔

اور حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے جماعت والی مسجد میں چالیس روز اس طریقہ پر نماز پڑہی کہ عشا کی نماز کی رکعت اوّل اس سے فوت نہ ہوئی تو اسکے بارے میں اللہ تعالےٰ اسکے واسطے نار دوزخ سے آزادگی لکھدیگا یہ لفظ ابن ماجہ کے ہیں اور ترمذی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ اوّل حدیث انس سے روایت کی اور اسکے بعد اس حدیث کو فرمایا کہ مثل حدیث انس ہے اور اسکے الفاظ نہیں نقل کئے اور کہا کہ یہ مرسل ہے یعنے اسکے راوی عمارۃ بن غزیہ نے حضرت انس کو نہیں پایا اور انہیں سے حدیث روایت کی ہے اور اس حدیث کو رزین عبدری نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے اور میں نے اس حدیث کو انکے اصول میں نہیں پایا واللہ اعلم۔

اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص ۱۶۹
نے خوبی کے ساتھ وضو کیا اور پھر نماز کو چلا (مگر) لوگوں کو پایا کہ نماز سے فارغ ہو چکے (یعنے جماعت ہو چکی) اللہ تعالےٰ اسکو مثل جماعت سے نماز پڑہنے والوں کے اجر دیگا اور یہ اجر ان لوگوں کے اجر میں نقصان دہ نہ ہوگا ابوداود و نسائی حاکم نے روایت کیا ہے اور علی شرط المسلم صحیح کہا ہے اور مسجدوں کے جانے کے باب میں حدیث سعید بن المسیب کی ایک انصاری سے پہلے مذکور ہوئی کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا الخ اسکے بعد مضمون سابق بیان کیا ہے یہ زیادتی ہے کہ اگر مسجد میں آیا اور جماعت سے نماز پڑہی تو اسکے گناہ بخشدئے جائینگے اور اگر مسجد میں ایسے وقت میں پہنچا کہ کچھ نماز پڑہ چکے تھے اور کچھ باقی رہی تھی جو پائی وہ پڑہ لی اور جو باقی رہی وہ تمام کرلی، وہ بھی اسیطرح مستحق مغفرت ہوگا اور اگر مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ لوگ نماز پڑہ چکے تھے پھر اپنی نماز کو پورا کیا تب بھی ایسا ہی ہوگا۔

کثرت جماعت کی ترغیب

حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ ہم کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز

پڑہا تھا پھر فرمایا کہ کیا فلان حاضر ہے لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں پھر فرمایا کہ کیا فلان حاضر ہے
لوگون نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ یہ دونوں نمازیں منافقوں پر سب نمازوں سے زیادہ گران ہوتی ہیں
اور اگر تم لوگ اس اجر کو جانتے جو ان دونوں نمازوں میں ہے تو تم ضرور ان میں حاضر ہوتے اگرچہ
گھٹنوں کے بل چلتے۔ اور صف اول مثل فرشتوں کی صف کے ہے اور اگر تم اسکی فضیلت کو جانتے تو
یقیناً تم اسکی طرف دوڑتے۔ اور انسان کی نماز ایک آدمی کے ساتھ ملکر اسکی تنہا نماز سے زیادہ
بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ نماز پڑہنا ایک آدمی کے ساتھ سے زیادہ بہتر ہے اور جسقدر آدمی
بڑہتے رہینگے جماعت کا ثواب بڑہتا رہیگا اسکو امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے اور ابن خزیمہ
اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور یحییٰ بن معین اور ذہلی نے اس
حدیث کی صحت کا یقین کیا ہے۔

اور قباث ابن اشیم لیثیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو
آدمیونکی نماز جماعت سے کہ ایک دوسرے کا امام ہو بہتر ہے چار آدمیونکی انفرادی نماز سے اور
چار آدمیونکی نماز جماعت سے اللہ کے نزدیک زیادہ بہتر ہے آٹھ متفرق نمازوں سے اور آٹھ 170
آدمیوں کی نماز جماعت سے کہ ایک آدمی ان میں سے امام بنجائے اللہ کے نزدیک زیادہ بہتر
ہے سو متفرق نمازوں سے اسکو بزار اور طبرانی نے ایسی سند سے بیان کیا ہے کہ جسمیں کچھ مضائقہ نہیں

جنگل میں نماز پڑہنے کی ترغیب

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ بعض علما جماعت کی نماز پر صحرا کی نماز کی فضیلت کے قایل ہیں۔
اور حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز
باجماعت (ثواب میں) پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے پھر اس نماز کو جنگل میں پڑہا اور اسکے
رکوع وسجود کو تمام کیا تو پچاس نمازوں کے برابر ہوجاتی ہے اسکو ابوداؤد میں روایت کیا ہے اور
کہا ہے کہ اس حدیث میں عبدالواحد بن زیاد کہتے ہیں کہ آدمی کی نماز صحرا میں جماعت کی نماز سے
دوچند ہوجاتی ہے اسکو حاکم نے بلفظہ روایت کیا ہے اور علی شرط الشیخین کہا ہے اور شروع حصہ
حدیث بخاری وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے اور اسکو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے

جنکے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی نماز جماعت منہا نماز سے پچیس درجہ بڑھ جاتی ہے اور اگر اسکو کسی جنگل میں ادا کیا اور رکوع وسجود کو تمام کیا تو اسکی نماز پچاس درجہ لکھی جائیگی۔

اور حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان جنگل کی زمین میں ہو اور وقت نماز کا آجائے تو اسکو وضو کرنا چاہئے اگر پانی نہ پاوے تو تیمم کرنا چاہئے پھر اگر اس نے تکبیر کہکر نماز پڑہی ہے تو اسکے ساتھ اسکے دو فرشتے (یعنے موندہوں پر رہنے والے) نماز پڑہتے ہیں اور اگر اذان وتکبیر کے ساتھ نماز پڑہے تو اسکے پیچھے اللہ میاں کا اتنا بڑا لشکر نماز پڑھتا ہے کہ جسکے دونوں کنارے دکھائی نہیں دیتے اسکو عبدالرزاق نے بطریق ابن تیمی عن ابیہ عن ابی عثمان النہدی عن سلمان روایت کیا ہے اور حدیث عقبہ بن عامر کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکی ہے کہ تمہارا رب پہاڑ کی چوٹی پر بکریوں کے چرواہے سے خوش ہوتا ہے کہ وہ اذان دیکر نماز پڑہے پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کو دیکھو کہ اذان دیتا ہے اور نماز کو قائم کرتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے لہذا میں نے اسکے گناہ بخشدے اور اسکو جنت میں داخل کر دیا اسکو ابوداؤد ونسائی نے روایت کیا ہے باب اذان میں مذکور ہو چکا ہے ۱۷۱

خاصکر نماز صبح اور عشا با جماعت کی ترغیب اور ان دونوں سے رہجانے والے کے لئے ترہیب

حضرت عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس شخص نے نماز عشا با جماعت پڑہی گویا وہ آدہی رات نماز پڑہتا رہا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑہی گویا اس نے تمام رات نماز پڑھی اسکو امام مالک ومسلم نے روایت کیا ہے الفاظ مسلم کے ہیں اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑہی وہ آدمی آدہی رات تک نماز پڑہنے والے کی مانند ہے اور جس نے عشاء فجر دونوں نمازیں

جماعت سے پڑھیں تو یہ تمام رات نماز پڑھنے کی مانند ہے اس حدیث کو ترمذی نے مثل ابوداؤد کے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں باب فضل صلوٰۃ العشاء والفجر فی جماعۃ میں کہا ہے کہ راز اسکا یہ ہے کہ جماعت فجر افضل ہے جماعت عشاء سے اور جماعت فجر کی فضیلت جماعت عشاء سے دو چند ہے پھر اس حدیث کو مسلم کے الفاظ سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد ترمذی کی روایت اس مضمون کے مخالف ہے اللہ اعلم۔

اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشا اور فجر کی نماز (باجماعت) منافقوں پر بہت گران ہے اور اگر وہ لوگ ان دونوں کی فضیلت کو جان لیتے تو ان دونوں جماعتوں میں ضرور حاضر ہوتے اگرچہ گھٹنیوں چلکر اور میں نے پختہ ارادہ کیا تھا کہ جماعت کھڑی کئے جانے کا حکم دوں اور ایک آدمی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور اپنے ساتھ چند ایسے آدمی لیکر چلوں کہ جنکے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے ہوں ان لوگوں کی جانب کہ جو جماعت میں نہیں آتے اور ان لوگوں کو حکم دوں کہ وہ ان لکڑیوں سے ان جماعت
۱۷۲ چھوڑنے والوں کے گھروں کو جلادیں اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو بعض نمازوں میں حاضر نہ پایا تو فرمایا کہ بیشک میں نے قصد کر لیا تھا کہ ایک آدمی کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم کروں پھر پیچھے سے ان لوگوں کی طرف جاؤں جو اس جماعت میں نہیں آئے اور حکم کروں کہ انکے گھروں کو آگ سے جلادیں اور اگر کوئی ان میں سے اتنا بھی جانتا کہ ایک فربہ ہڈی ملیگی تو ضرور جماعت (عشاء) میں چلا آتا اور اس حدیث کی بعض روایتوں میں امام احمد نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ انکے گھروں میں اگر عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشا کی نماز کھڑی کرا کر اپنے جوانوں کو حکم کرتا کہ انکے گھروں میں جو کچھ ہے سب جلادو۔

اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب ہم کسی آدمی کو فجر اور عشا کی جماعت میں نہیں پاتے تو ہم اس سے بدگمان (یعنے بخیال نفاق) ہو جایا کرتے تھے اسکو طبرانی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور قبیلہ نخعہ کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ میں نے ابودرداؓ سے بوقت انکی وفات کے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جسکو میں نے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ تو اللہ کی ایسی عبادت کر گویا کہ تو اسکو دیکھ رہا ہے پس اگر تو اسکو نہیں دیکھتا ہے تو وہ تو تجھکو دیکھتا ہے اور اپنے آپکو مردوں میں شمار کرو اور مظلوم کی بددعا سے بچو اسلئے کہ وہ ضرور قبول کیجاتی ہے اور جو شخص تم میں سے طاقت رکھے کہ عشار اور فجر کی نماز مین حاضر ہوا گرچہ گھٹنیوں چلکر تو اسکو ضرور ایسا کرنا چاہیئے اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس نامعلوم الاسم کا نام جابر بیان کیا ہے اور اسکا حال مجھکو معلوم نہیں ہوا

اور حضرت عمر بن الخطابؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے چالیس یوم باجماعت ایسے طریق پر نماز پڑہی کہ عشا کی نماز کی رکعت اول اس سے نہ فوت ہوئی تو اللہ تعالے اسکے بدلہ میں اسے نار جہنم سے آزادی لکھدینگے اسکو ابن ماجہ نے بروایت اسماعیل بواسطہ عمارة بن غزیہ حضرت انس بن مالکؓ کی روایت سے حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت کیا ہے۔ اور اسکی طرف ترمذی نے بھی اشارہ کیا ہے الفاظ اسکے نہیں لکھے ہیں اور مرسل روایت کیا ہے یعنے عمارة بن غزیہ مازنی مدنی نے حضرت انس کو نہیں پایا۔

173 اور حضرت ابو امامہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا کہ جس شخص نے وضو کیا اور مسجد مین آکر دو رکعت نماز قبل فجر پڑہین پھر بیٹھا رہا حتی کہ نماز فجر (باجماعت) ادا کی اس دن اسکی نماز ابرار کی نمازمین لکھی جائیگی اور وہ شخص وفد رحمن میں لکھا جائیگا اسکو طبرانی نے قاسم ابی عبد الرحمن کے واسطہ سے ابی امامہ سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ ایک روز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صبح کی نماز پڑہائی اسکے بعد فرمایا کہ کیا فلان شخص حاضر ہے لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں پھر فرمایا کہ کیا فلان حاضر ہے لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ یہ دو نمازیں تمام نمازوں سے زیادہ گران منافقین پر ہوتی ہیں اور اگر وہ ان دونوں کے اجر کو جان لیتے تو ان میں ضرور حاضر ہوتے اگرچہ گھٹنیوں کے بل چلکر الحدیث اسکو احمد ابوداؤد نے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور باب کثرت جماعت میں تمام حدیث گذرچکی ہے۔

اور حضرت سمرة بن الجندب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی وہ خدا کے عہد میں داخل ہوگیا اسکو

ابن ماجہ نے بسند صحیح روایت کیا ہے اور اسی حدیث کو حضرت ابو بکر صدیق رض سے بھی روایت کیا ہے اسمین یہ زیادتی ہے کہ اللہ کے ذمہ اور عہد کو مت توڑو جس شخص نے اسکو (یعنے نماز با جماعت پڑھنے والے کو) قتل کر دیا تو اللہ تعالےٰ اس قاتل کو طلب کریگا اور منہ کے بل دوزخ میں ڈالیگا اسکو مسلم نے حدیث جندب سے روایت کیا ہے اور باب نماز پنجگانہ میں یہ روایت گذر چکی ہے

اور حضرت ابو بکر بن سلیمان بن حثمہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رض نے سلیمان بن حثمہ کو صبح کی جماعت میں نہیں پایا تھا۔

اور حضرت عمر بن خطاب رض بازار کی جانب تشریف لے گئے اور مسجد و بازار کے درمیان میں مکان سلیمان کا پڑتا تھا۔ آپ شفا والدہ سلیمان سے ملے اور ان سے فرمایا کہ میں نے سلیمان کو صبح کی جماعت میں نہیں دیکھا انھوں نے عرض کیا کہ وہ تمام رات نفلین پڑہتا تھا صبح کو اسکی آنکھین (یعنے نیند) اسپر غالب آگئیں حضرت عمر نے فرمایا کہ واللہ صبح کی جماعت میں میرا چلا آنا مجھے زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے اس سے کہ میں تمام رات نفلیں پڑہتا رہوں اس کو امام مالک نے روایت کیا ہے۔ ۱۷۴

اور حضرت ابو درداء رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اندہیری رات میں مسجدوں کو گیا تو اللہ عز وجل سے قیامت کے روز ایک عظیم الشان نور کے ساتھ ملاقات کریگا اسکو طبرانی نے کبیر میں بسند حسن اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسکے قریب روایت کیا ہے

اور حضرت سہل بن سعد الساعدی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندہیری (راتوں) میں مسجد کی جانب چلنے والوں کو قیامت کے روز نور تام کی بشارت دیدو اسکو ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور الفاظ حاکم کے ہیں اور کہا ہے کہ علے شرط الشیخین صحیح ہے اور یہ حدیث پہلے دوسری حدیثوں کے ساتھ گذر چکی ہے۔

بلا عذر جماعت کی حاضری چھوڑنے کی ترہیب

حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اذان کو سُنا اور اسکو اسکے اتباع کرنے (یعنے جماعت کیلئے جانے) سے کسی عذر نے نہیں منع کیا

حاضرین نے عرض کیا کہ وہ عذر کیا ہے فرمایا خوف یا مرض تو اس سے وہ نماز (جو اس نے بلا جماعت بلا عذر پڑھی) نہیں قبول کیجائیگی اسکو ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن ماجہ نے اسکے قریب روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اذان سُنی اور اسکی اجابت نہ کی تو اسکی نماز (قابل قبول) نہیں مگر بحالت مجبوری اسکو قاسم ابن اصبغ اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور علی شرط الشیخین صحیح کہا ہے۔

اور حضرت ابو درداؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ کوئی تین آدمی کسی گاؤں یا جنگل میں ایسے نہیں ہیں کہ انمیں جماعت سے نماز نہ پڑہی جاتی ہو اور پھر شیطان انپر غالب نہ آجائے پس تم جماعت سے نماز پڑھنا اپنے اوپر لازم کر لو (کیونکہ یاد رکھو کہ) بھیڑیا ریوڑ میں سے دُور (اور علحدہ) ہو جانیوالی ہی بکری کو
175 پکڑتا ہے اسکو امام احمد ابوداؤد ونسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور رزین نے اپنی جامع میں یہ زیادہ کیا ہے کہ آدمی کا بھیڑیا شیطان ہے جب وہ اسکو تنہا پاتا ہے کھا جاتا ہے۔

اور حضرت ابن مسعودؓ کی روایت پہلے گذر چکی ہے اور اسمیں یہ بھی ہے کہ اگر تم اپنے گھروں میں اس (جماعت کو چھوڑ کر) گھر میں رہجانے والے کی طرح سے نماز پڑہ لیا کرتے تو اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیتے اور نبی کی سنت کو اگر تم چھوڑ دیتے تو تم (یقیناً) گمراہ ہو جاتے الحدیث اسکو مسلم ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیتے تو کافر ہو جاتے۔

اور حضرت معاذ بن انسؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ پوری پوری سرکشی اور کفر ونفاق والا وہ شخص ہے کہ اللہ کے آواز دینے والے کو نماز کیلئے بلاتے ہوئے سنے اور پھر اسکی اجابت نہ کرے (یعنے جماعت میں شریک نہ ہو) اسکو امام احمد اور طبرانی نے زبان بن فائد کی روایت سے نقل کیا ہے اور طبرانی کی ایک روایت میں مذکور ہے

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدبختی اور ٹوٹا مومن کے لئے کافی ہے کہ مؤذن کو تکبیر کہتے سنے اور اجابت نہ کرے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میرا قصد تھا کہ اپنے جوانوں کو حکم کروں کہ میرے لئے لکڑیوں کے گٹھے جمع کریں۔ میں (انکو لیکر) اس قوم کے پاس جاؤں کہ جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھتے ہیں اور ان کے گھروں کو ان سمیت جلادوں اسکے راوی یزید بن اصم ہیں انسے کہا گیا کہ اس نماز سے نماز جمعہ مراد ہے یا کوئی اور فرمایا کہ میرے دونوں کان بہرے ہوجائیں اگر میں نے ابوہریرہ سے اس حدیث کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے نہ سنا ہو اور انھوں نے جمعہ اور غیر جمعہ کا ذکر نہیں کیا اسکو مسلم ابوداؤد وابن ماجہ ترمذی نے مختصراً نقل کیا ہے۔

اور حضرت عمرو بن ام مکتومؓ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نابینا اور گھر والا ہوں اور کوئی میرا رہبر میرے ساتھ رہنے والا نہیں کیا آپ میرے واسطے رخصت پاتے ہیں کہ میں اپنے گھر نماز پڑھ لوں فرمایا کہ تم اذان سنتے ہو انھوں نے عرض کیا کہ ہاں فرمایا کہ میں تمہارے واسطے رخصت نہیں پاتا اسکو امام احمد ابوداؤد وابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور انہی سے امام احمد کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے قوم میں کچھ نرمی یعنے سستی دیکھی فرمایا کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ لوگوں کے واسطے ایک امام مقرر کروں پھر جس کسی ایسے انسان پر کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہو قادر ہوں تو ضرور اسکو مع اسکے گھر کے جلادوں حضرت ابن ام مکتوم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے اور مسجد کے درمیان میں کھجور کے باغ اور درخت ہیں اور ہر وقت رہبر مجھکو نہیں ملتا لہذا کیا مجھکو گنجائش ہے کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ لوں فرمایا کہ تم اذان کو سنتے ہو عرض کیا کہ ہاں فرمایا کہ تب تو حاضر ہو اسکی سند جید ہے۔ مصنف منذری فرماتے ہیں کہ ہم نے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ جس نے اذان کو سنا اور پھر بلا عذر اجابت نہ کی یعنے جماعت میں شریک نہ ہوا تو اسکی نماز نہیں ہے منجملہ انکے ابن مسعود اور ابوموسے اشعری ہیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

(باقی آئندہ)

پھر کیا وجہ کہ سب کی ناک گدی پر کیوں لگی تو اول آپ اپنی تو خبر لیجئے اور اپنے بدن کی بناوٹ
ہی میں حکمتیں بتلا دیجئے اسکے بعد ہی نماز وغیرہ تک نوبت آئیگی۔ صاحبو سلامتی کی بات یہی ہے
کہ سیدھی سڑک پر چلو جس پر چلکر سیکڑوں پار ہوگئے نیا رستہ مت اختیار کرو کیا آپ سے پہلے
کوئی عقلمند اور اسلام کا ہمدرد ہوا ہی نہیں کیا حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو دین کا کچھ درد نہ تھا اور کیا ان کو آپکی
برابر بھی عقل نہ تھی آپ انکے حالات دیکھیں تو معلوم ہو کہ انکی عقل کے سامنے آپ کچھ بھی عقل نہیں
رکھتے پھر انھوں نے نمازیں کیوں نہ چھوڑیں روزوں میں اصلاح کیوں نہ کی پس معلوم ہوا کہ
پہلے راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرنا نہایت اندیشہ کی بات ہے اندھے کے لئے
یہی مناسب ہے کہ کسی سوانکھے کے ساتھ ہولے اور جدہر کو وہ لیجائے ادہر چلے اور اگر کسی موقع پر سوانکھے
نے کہا کہ یہاں نالی ہے اور اندھے خان لگے دلیل پوچھنے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ ہاتھ چھوڑ دیگا اور
یہ گر کر مرینگے۔

(۴) ایک صاحب نے مکہ کی قربانی پر اعتراض کیا کہ ایسی قربانی سے کیا فائدہ کہ جانور
کو ذبح کرکے گوشت کھتوں میں دبا دیا کیونکہ مکہ میں ایسا کیا جاتا ہے اور اس بیہودہ اعتراض 9
کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اپنے خیال میں احکام کی وجہ تراش لیتے ہیں جب وہ وجہ اور غرض
کہیں پائی نہیں جاتی تو اعتراض کرتے ہیں چنانچہ قربانی کی وجہ یہ تراش لی ہے کہ گوشت
سے محتاجوں کو نفع ہو اور چونکہ ذبح کرکے گوشت دبا دینے سے یہ مقصود حاصل نہیں
ہوتا اسلئے اعتراض کرتے ہیں اس اعتراض کا جواب اسقدر کافی ہے کہ تمہیں وجہ سمجھنے کی
کیا تمیز ہے۔ میں بیان کرتا ہوں کہ اگر قربانی کرکے ایک حبہ گوشت بھی کسیکو نہ دو تب بھی
قربانی کا ثواب ملتا ہے تو معلوم ہوا کہ مقصود قربانی کا یہ نہیں کہ لوگوں کو نفع ہو ورنہ صرف ذبح
کرنے سے کیوں ثواب ملتا اب رہی یہ بات کہ پھر حکمت کیا ہے تو حکمت یہ ہے کہ بندہ
چونکہ محب ہے اور اللہ تعالے محبوب ہیں اسلئے اسکو مناسب تھا کہ اپنی جان قربان کرتا
اسکا بدل خدا تعالے نے یہ مقرر فرمایا کہ ایک پیارے جانور کو ذبح کردو اور دلیل اسکی یہ ہے
کہ اوّل ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم ہوا تھا کہ ہماری راہ میں بیٹے کو ذبح کرو بیٹا اپنی جان
سے بھی زیادہ محبوب اور عزیز ہوتا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے جان سے

زیادہ پیاری چیز مانگی گئی تھی اسیکو حدیث شریف مین فرماتے ہیں سنۃ ابیکم ابراھیم یعنی (قربانی) سنت ہے تمہارے باپ حضرت ابراہیم کی۔ تو مقصود یہ تہا کہ اپنی جان دیجایئے مگر اُسکا بدلہ یہ مقرر فرمادیا کہ جانور کو ذبح کردو اور محبت تو ایسی چیز ہے کہ اس موقع پر بعض لوگوں نے اپنی جانین بھی قربان کردی ہین ایک وکیل صاحب مجھ سے کہتے تھے کہ ایک بزرگ صاحب حال جن کو لوگ مسخرا سمجھا کرتے تھے حج کرنے کے لئے گئے جب خانہ کعبہ کے سامنے پہنچے تو جو شخص طواف کراتا ہے اُسکی زبان سے یہ نکلا کہ یہ ہے کعبہ اُسوقت ان پر بیہوشی کی سی کیفیت غالب ہوئی اور ایک چیخ ماری اور جان دیدی اور سیکڑون بزرگون کے قصے ہیں کہ ایسے وقت مین ان کی جان نکل گئی لیکن پھر بھی ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ اگر سب کے سب ایسے ہی ہوتے تو ایک سال میں سب کے سب ختم ہوجاتے پھر جانور کے ذبح کرنے کا حکم تو بڑی رحمت ہے کہ خیر جان نہیں دیتے تو جانور ہی دیدو وہ بھی کافی ہے مگر اُسکے ساتھ ہی یہ بھی حکم ہے کہ ایسا جانور ذبح کرو جو عزیز ہو حدیث میں ہے سمنوا ضحایا کم فانھا علی الصراط مطایا کم (ترجمہ) تیار جانور ذبح کرو کیونکہ وہ پلصراط پر تمہاری سواری ہونگے حضرت عمرؓ نے جب سورۂ بقر ختم کی تو ایک اونٹنی ذبح کی تھی جسکی قیمت انکو تین سو اشرفی ملتی تھی غرض یہ معلوم ہوگیا کہ حکمت قربانی کی وہ نہیں ہے جو کہ اسوقت لوگوں نے تراشی رکھی ہے بلکہ حکمت اسکی یہ ہے جو بیان کی گئی اور یہ بھی ہم نے رعایت کرکے بتلادی ورنہ ہمارا طریقہ تو یہ ہے کہ ہم صرف حکم کو دیکھتے ہیں حکمت کو نہیں دیکھتے کیونکہ خدا تعالےٰ کے بھیدوں پر پوری طرح ہم کو اطلاع کیسے ہوسکتی ہے۔ پس جب احکام شریعت کی ضرورت معلوم ہوگئی تو ہم کو حکمت دیکھنے اور تبلانے کی بھی ضرورت نہیں۔

(۵) اب میں یہ بتلاتا ہوں کہ مسلمانوں مین علم کیونکر پھیل سکتا ہے کیونکہ یہ تو بہت مشکل ہے کہ سب کے سب مولوی ہوجائیں آجکل لوگ اس سے بھی گھبراتے ہیں کہ مولوی بنسکی کوشش کرتے ہیں کہ سب کے سب مولوی ہوجائیں سو میں کہتا ہون کہ ہم سب کو مولوی نہیں بناتے بلکہ اگر سب بننا بھی چاہیں تو ہم روک دینگے کیونکہ تجربہ یہ ہے

کہ جن لوگوں میں دین پر پوری طرح چلنے کی ہمت اور پرہیز گاری نہ ہو انکو مولوی بنا دیتے

ہیں جس سے بہت سی خرابیاں دین میں پیدا ہو جاتی ہیں اور ایسے ہی لالچی لوگ ہیں جنھوں نے دنیاداروں کی خوشامد کر کے اکثر لوگوں کو علم دین سے نفرت دلادی ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ علم دین کا یہی اثر ہوتا ہے تو اگر ہماری اولاد علم دین پڑہے گی تو ان میں بھی یہی باتیں پیدا ہوں گی اس لئے ایسے لوگوں کو ہم ہرگز مولوی ہونے کی رائے نہ دینگے بلکہ مولوی ہونا اور دین کی خدمت کرنا اس شخص کا کام ہے جس کو مال و دولت اور عزت و مرتبہ کی کچھ پرواہ نہ ہو صرف اللہ تعالےٰ کا طلبگار ہو۔ اب آپ ہی اندازہ کیجئے کہ سب کے سب ایسے کہاں ہیں تو اگر سب کو مولوی بنایا جاوے تو کس قدر خرابیاں پیدا ہوں پس بچوں میں سے چھانٹ کر بعض کو مولوی بنانا چاہئے سو آپ بھی اپنے بچوں میں سے دینی علم کے لئے بعض کو چھانٹئے اور اگر کہو کہ دیہاتی یا غریب لوگ تو پڑہ رہے ہیں پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اپنے بچوں کو بھی پڑھاویں تو سمجھو کہ وہ آپ کے لئے کافی نہیں ہیں کیونکہ انہیں آپ کے اندرونی حالات کی خبر نہیں اسلئے وہ آپکی اصلاح نہیں کر سکتے پس شہر والوں کے مولوی شہر والے ہوں اور گاؤں والوں کے مولوی گاؤں والے اور غریبوں کے مولوی غریب ہوں اور امیروں کے مولوی امیر کیونکہ امیروں کی نظروں میں غریبوں کی کچھ قدر نہیں ہوتی اور غریب بیچارے چونکہ اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں اسلئے بھی امیروں کو توجہ کرنا نہایت ضروری ہے پس یہ اپنی اولاد میں سے علم دین پڑھانے کے لئے بعض کو چھانٹیں لیکن خدا کے لئے اسطرح نہ چھانٹئے جیسے اب تک کیا ہے کہ اولاد میں جو سب سے زیادہ بیوقوف ہو اسکو عربی پڑھانے کے لئے پسند کیا بلکہ جو تیز اور خوب سمجھدار ہو اُسکو عربی پڑھایئے اور اُسکے اخلاق عادات درست کیجئے اسمیں تواضع خاکساری پیدا کیجئے اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اپنے سے جدا کر کے کسی بزرگ کے پاس بھیج دیجئے چند روز بھی اگر وہاں رہے گا تو انشاء اللہ تعالےٰ اسمیں انسانیت آجاویگی اسکے بغیر انسانیت نہیں آتی دیکھئے انگریز اپنے بچوں کو کتنی تھوڑی عمر سے جدا کر دیتے ہیں ایک بادشاہ کی حکایت لکھی ہے کہ اسنے اپنے

تو ۔۔۔ گیا کہ مولوی صاحب کے پیچھے دیکھا اور زد دیکھا کہ مولوی صاحب گھوڑے پر سوار ہیں اور
شاہزادہ سائیس کی طرح پیچھے پیچھے چلا جارہا ہے بادشاہ کو یہ دیکھکر سخت ناگوار ہوا لیکن ضبط کرکے نرمی کے ساتھ مولوی صاحب سے اسکا سبب دریافت کیا مولوی صاحب نے کہا حضور چند روز میں یہ بادشاہ ہوگا خلقت خدا کی اسکی سواری کے ساتھ ہوا کریگی اگر یہ اسوقت پیدل نہ دوڑے گا تو اُسوقت اسکو کیسے خبر ہوگی کہ پیدل دوڑنے والوں پر کیا گذرتی ہے اسلئے میں نے اسکو اپنی سواری کے ساتھ دوڑایا تاکہ یہ اپنی حالت یاد کرکے دوسروں پر رحم کرے تو یہ برتاؤ باپ نہیں کرسکتا اور اُستاد کرسکتا ہے مگر ایسے اُستاد نہیں جیسے آجکل کے اُستاد ہیں ظالم اور قصائی جنہیں شفقت نام کو نہیں میں نے ایک بچہ کو دیکھا چار برس سے زیادہ اسکی عمر نہ ہوگی اور لڑکے اُسکو ڈنڈا ڈولی کئے لارہے ہیں افسوس ہے کہ اکثر بچے انہیں قصائیوں کے قبضہ میں آتے ہیں اور وہ تباہ و برباد ہوتے ہیں یا تو اُنکے برتاؤ سے بچہ کی طبیعت کند ہوجاتی ہے یا پڑھنا

آجکل کے اُستادوں میں کیا نقصان ہے

چھوڑ بیٹھتے ہیں اور یہ بات تو مشہور ہوگئی ہے کہ حافظ جی ہڈی ہماری چمڑہ تمہارا صاحبو اُستاد ۱۲
کے لئے ضروری ہے کہ وہ شفقت کے ساتھ اخلاق کی بھی درستی کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرسکے تو وہ اُستاد بننے کے قابل نہیں تو ایک طرف اخلاق کی درستی ہو ایک طرف تعلیم ہو پھر دیکھئے کہ یہ شخص کس شان کا نکلتا ہے البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر لڑکوں کو علم دین پڑھایا جائے تو یہ لوگ کھائیں گے کہاں سے تو اول تو امیروں کو یہ سوال ہی نہ کرنا چاہئیے اور غریبوں کے لئے ساری قوم کو متوجہ ہوکر اسکے لئے ایک بہت بڑی رقم جمع کرنا چاہئیے کہ انکی خدمت کریں میں نے دیکھا ہے کہ اگر بچپن سے خوشحالی اور بیفکری میں گذرتی ہے تو انکو اول ہی روز سے بے پروائی کی عادت ہوجاتی ہے جب بڑے ہوکر حرص لالچ نہیں پیدا ہوتا اور اگر اول ہی سے سوال اور ذلت کی عادت ہو جیسا آجکل قوم کی بے توجہی سے ہورہا ہے تو بڑے ہوکر وہی عادت رہیگی پس آجکل جو اکثر طالبعلموں پر اعتراض کیا جاتا ہے یہ واقع میں اپنے اوپر الزام ہے یہ کیوں نہیں کیا جاتا کہ قوم طالب علموں کو اپنی اولاد کی طرح رکھے مثلاً جسکے چار بچے ہیں وہ ایک

طالب علم کو ملا کر پانچ سمجھے اور اس طالب علم کی ہر طرح مدد کیا کرنے عالمگیر نے ایسا ہی کیا تھا ایک بڑی بھاری جماعت طالب علموں کی جو پہلے پریشانی میں تھی آرام اور اطمینان کے ساتھ علم سے فارغ ہوئی اور اس جماعت نے بڑے بڑے کام کئے لیکن چونکہ عالمگیر میں رحمدلی کے ساتھ تدبیر بھی تھی اسلئے انھوں نے ترکیب یہ کی تھی کہ طالب علموں کو جو پریشان دیکھا اور خزانہ کو اس خرچ سے بچانا چاہا تو صورت یہ کی کہ دربار کے ایک امیر سے شاہ کے فرض پوچھے تو وہ بالکل کورے تھے عالمگیر نے اسکو بہت ڈانٹا اور کہا کہ اتنے طالب علم شہر میں ہیں تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اُن سے تھوڑی دیر کو مسئلے سیکھ لیا کرو۔ پھر کیا تھا ہر شخص طالب علم کا طلبگار ہوگیا اور اس طرح سب طالب علم کھانے پینے اور تنخواہ سے بیفکر ہوگئے مگر یہ سب حکومت کی بدولت تھا حکومت عجیب چیز ہے مگر اب آپس کا اتفاق بھی اس سے زیادہ عجیب کام کرسکتا ہے جب اسکی ضرورت ثابت ہوچکی ہے تو ضرور اسپر توجہ کرنا چاہیئے یہ تدبیر تو مولوی بنانے کی تھی اب رہے وہ لوگ جو کہ مولوی نہ ہوں انکے لئے دین کی ضروری ضروری باتوں کی تعلیم ہونی چاہیئے خواہ اردو میں ہو یا عربی میں مگر انگریزی پڑھانے سے پہلے ہو کیونکہ تعلیم اول کا اثر زیادہ مدت تک رہتا ہے یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ آنکھ کھولتے ہی انگریزی میں انکو لگا دیا جائے تو اول تو قرآن شریف پڑھاؤ اگر پورا نہ ہو تو دس سپارے ہی سہی اور اسکے ساتھ ہی روزانہ اسکی تلاوت کی بھی پابندی رکھو اور اس کے بعد کچھ کتابیں دین کے مسئلوں کی کسی مولوی سے پڑھوا دو چاہے وہ کتابیں اُردو ہی کی ہوں اس کے بعد اگر معاش کی ضرورت مجبور کرے تو انگریزی بھی پڑھا دو لیکن اسکے ساتھ ہی اگر دین کے خلاف آئین کوئی بات پیدا ہو تو فوراً اس کو تنبیہ کرو اور اگر باز نہ آئے تو انگریزی چھڑا دو۔ اب رہے وہ لوگ جو بالکل ہی ان پڑھ ہیں انکے لئے یہ ترکیب ہے کہ ہر محلہ کی مسجد میں ہر ہفتہ میں کم سے کم ایک مرتبہ کسی سے مسئلے اور اخلاق کی درستی کی کتابیں پڑھوا کر سنوا دیں اور عورتوں کے لئے یہ کیا جائے کہ جو ان میں سے پڑھ سکیں انکو تو پڑھایا جائے اور ۱۴

ف لوگوں کو اپنی حالت پر شرم کرنا چاہیئے کہ حکیم الامت ناامید ہوکر کسقدر گھٹا کر دل ہی بار رکھنے کی رائے دیتے ہیں ۱۲ جامع۔

جو نہ پڑھ سکیں اُن کو اُنکے مرد دینی کتابیں سُنا دیا کریں اور جن عورتوں کے مرد پڑھے نہ
ہوں وہ پڑھی ہوئی عورتوں سے سُن لیا کریں اور ساتھ ہی جس مسئلہ کے معلوم کرنے کی
ضرورت پڑے مرد تو خود مولویوں سے اسکو دریافت کر لیا کریں اور عورتیں اپنے مردوں
کے واسطہ سے پوچھتی رہیں یہ وہ ترکیب ہے کہ اگر اسپر کاربند ہوجائے تو چند ہی
روز میں ساری جہالت کا خاتمہ ہوجائے گا اور تمام قوم میں دین پھیل جائے گا یہ مضمون تو
علم کے متعلق تھا اب تیسری چیز عمل ہے اگر وہ نہ ہو تو علم کچھ بھی نہیں اور عمل کی دو قسمیں ہیں
ایک قسم اعمال کی تو ظاہر کے متعلق ہے اور ایک باطن کے متعلق۔ اسوقت جو لوگ عمل
کرتے بھی ہیں وہ صرف ظاہری اعمال پر متوجہ ہیں اور باطن کی یہ حالت ہے جیسے کافر کی
قبر ہوتی ہے کہ اُوپر سے تو بہت سجی ہوئی ہے اور اسکے اندر خدا کا قہر بھرا ہوا ہوتا ہے
آخر اسکی کیا وجہ کہ باطن اکثر لوگوں کا درست نہیں باطن کی ایک درستی تو یہ ہے کہ
عقیدے درست کر لئے جائیں اسکو تو تھوڑا بہت حاصل بھی کیا جاتا ہے دوسرے
اخلاق کی درستی جسکو تصوف کہتے ہیں اسکو بالکل ہی چھوڑ رکھا ہے جسکی دو وجہ ہیں ایک ۱۴
تو دُنیاداروں کی بے رغبتی اُن کو اسکا کچھ شوق ہی نہیں دوسری یہ وجہ ہے جو لوگ
اپنے کو صوفی ظاہر کرتے ہیں انھوں نے طرز ایسا اختیار کر لیا جس سے لوگوں کو بے اتفاقی
ہوگئی یعنی آجکل رسموں کا نام تصوف رکھ چھوڑا ہے حالانکہ تصوف کی حقیقت ہے
سنوار لینا ظاہر اور باطن کا۔ ظاہر کا درست کرنا یہ ہے کہ تمام باتیں اور سب کام شریعت
کے موافق ہوں اور باطن کی درستی یہ ہے کہ دل کی حالت درست ہو یعنی اخلاق باطن
درست ہوں توکل ہو یعنی خدا پر بھروسہ ہو شکر ہو اور بُری باتوں سے دل کو پاک کر لیا ہو
جیسے دُنیا کی محبت وغیرہ یہ ہے تصوف تو اسوقت اکثر لکھے پڑھے بھی صرف ظاہر کو لئے
ہوئے ہیں اور جنھوں نے باطن کو لیا انھوں نے ظاہر کو چھوڑ دیا تو گویا آپس میں بانٹ
رکھا ہے کہ جو ظاہر کو لیں وہ باطن کو چھوڑ دیں اور جو باطن کو لیں وہ ظاہر کو چھوڑ دیں اور بعض
نے دونوں کو چھوڑ دیا وہ نہ نماز روزہ کریں نہ باطن کو سنواریں بلکہ دولت اور عزت کی
محبت میں ڈوبے ہوتے ہیں اور یہ تینوں قسم کے لوگ تصوف سے کوسوں دور ہیں

دین کا تیسرا جزو عمل اور اسکا مفصل بیان

غرض تصوف ظاہر وباطن کی اصلاح کا نام ہے نہ کہ آجکل کی رسمون کا۔ یعنی قبر پر کپڑے چڑھانا۔ عرس کرنا رنگے ہوئے کپڑے پہننا۔ قوالی سُننا انکو تصوف سے کچھ علاقہ نہیں بس یہ آیت علم وعمل کی تمام شاخوں کو شامل ہے اسمیں تبلایا گیا ہے کہ ہمارے نبی آئینگے اور وہ یہ اہتمام کرینگے اب آپ کو اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ یہ تینوں باتیں کیسی ضروری ہیں دوسرے یہ کہ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کیسے مہربان تھے کہ آپ نے ایسی باتیں تبلائیں کہ اگر ان کو چھوڑا جائے تو دین اور دُنیا سب بگڑ جائے دین کا بگڑنا تو ظاہر ہے اور دُنیا کا بگڑنا اسلئے کہ مسلمانوں کے ساتھ خدا کا یہ معاملہ ہے کہ جب یہ دین کو چھوڑتے ہیں تو دنیا بھی ان سے رخصت ہوجاتی ہے دوسرے دُنیا نام ہے راحت وآرام کا اور دین کو چھوڑکر آرام نصیب نہیں ہوتا تو جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم اتنی بڑی رحمت ہیں تو اب یہ دیکھئے کہ آپ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حق کیا ادا کیا دیکھو حضور کے تین حق ہیں۔ ایک یہ کہ آپ کے ساتھ محبت ہو دوسرے یہ کہ آپکی عظمت دل میں ہو۔ تیسرے یہ کہ حضور کی پیروی کرے یعنی آپکے قدم بقدم چلے اسوقت بعض نے عظمت کو تو لیا مگر محبت اور پیروی دونوں کو بالکل چھوڑ دیا بعض نے پیروی کی مگر محبت اور عظمت کو چھوڑ دیا اور بعض نے محبت وعظمت دونون کو لیا مگر پیروی چھوڑ دی۔ مَیں نے اس مضمون کو القاسم مین لکھدیا ہے یہ ایک ماہواری رسالہ ہے۔ چونکہ بہت ہی مفید ہے مَیں یہ بھی رائے دیتا ہون کہ لوگ اسکو خریدیں اسمیں اختلافی مسئلے نہیں ہیں بلکہ ایسی اصلاح کی باتیں ہیں جنپر سب کا اتفاق ہے بہرحال یہ حق ہیں حضور کے اور حضور اللہ تعالےٰ کی بڑی نعمت ہیں اور نعمت کی قدر یہ ہے کہ اُسکے حق ادا کریں جنکا ابھی ذکر ہوا اب میں ختم کرتا ہون اور خدا سے دعا کرتا ہون کہ ہم سب کو نیک توفیق عطا فرمادیں آمین

تمّت

سلسلہ تسہیل المواعظ کا پندرہوان وعظ مسمّےٰ بہ عمل دین کی ضرورت ختم ہوا

اَب سولہوان وعظ انشاء اللہ تعالےٰ ربیع الاول سے شروع ہوگا ؛

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ یعنی اسلامی احکام کی عقلی حکمتیں

افسوس ہے کہ خدا تعالےٰ کے احکام بجا لانے اور امر و نہی پر عمل کرنے میں ہزاروں حیلے تراشے جاتے اور علتیں دریافت کیجاتی ہیں خصوصاً آجکل نئی تعلیم کے اثر سے عادت طلبی کی علت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اور اکثر جدید تعلیمیافتہ تحقیق اسباب و علل کو آڑ بناکر عمل سے بے پرواہ ہوگئے ہیں۔ مگر خدائے تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی کو کہ المصالح العقلیہ اردو زبان میں تالیف فرماکر آزادان ہند کے لئے رموز و اسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا ذخیرہ جمع فرمادیا ہے جو ایک حق طلب و حق پسند کیلئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہوسکتا ہے۔ ورنہ خودپسند و نفس پرست کے لئے تو دفتر بھی کافی نہیں قیمت حصہ اول نو آنے۔ حصہ دوم بارہ آنے - (۱۲/)

الہادی

دینیات کا ماہواری رسالہ جسمیں شریعت و طریقت کے متعلق جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے علوم عقلیہ و نقلیہ کا بیش بہا ذخیرہ ہوتا ہے جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے جاری ہوا ہے جسکی سالانہ قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے اور بصورت وی۔ پی دو روپے بارہ کا پڑتا ہے۔ ۱۶

قصۂ معراج اور معتبر واقعات

انقلاب زمانہ اور دور حاضرہ کے افراط و تفریط سے جہاں اور دینی امور تختۂ مشق بنگئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں ہے۔ آخر اس ابتری و بے عنوانی کو دیکھتے ہوئے حضرت علامہ تھانوی نے شب معراج کے عجیب غریب واقعات اور بیشمار معجزات کو افراط و تفریط سے علیحدہ ہوکر

تنویر السراج فی لیلۃ المعراج

میں نہایت صحیح اور مستند روایتوں سے بیان فرمائے ہیں جن کو دیکھکر دل میں شگفتگی اور ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ قیمت دس آنے (۱۰/) خریداران الہادی کے واسطے آٹھ آنے (۸/)

المشتہر
محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

اسمیں بھی یہی ہونا چاہیئے کہ ایک روز توڑ پھوڑ کر سب کو جُدا جُدا کر دیں یہانتک کہ نیکوں کو اُنکے ٹھکانے میں اور بدوں کو انکے جیلخانہ میں پہنچا دیں سو اس اپنے موقع میں پہنچ جانے کا نام جزا و سزا و یوم القیامت ہے۔

اور سنئے مجموعہ عالم کو دیکھئے تو ایسا ہے جیسے آدمی یا کسی جانور کا جسم جیسے چشم و گوش و دست و پا وغیرہ اعضا جُدا جُدا کام کے ہیں ایسے ہی اس مجموعہ عالم میں زمین و آسمان وغیرہ ارکان جُدا جُدا مصرف کے ہیں جیسے اس جسم خاکی میں عناصر اربعہ کی جُدا جُدا خاصیت ہے ایسے ہی اس عالم ناپائدار میں علویات اور سفلیات کی جُدا جُدا طبیعت اور خواہشات نفسانی کی جُدا جُدا تاثیر ہے جسم خاکی میں اگر کسی خلط کے غلبہ کے باعث مزاج اصلی میں تغیر آجاتا ہے تو اسکا نام مرض ہوتا ہے اور اسکی وجہ سے اگر رُوح کو مفارقت جسم سے کرنی پڑے تو اس کا نام موت ہے۔

ایسے ہی اس عالم ناپائدار میں کسی رکن یا خواہش کے غلبہ کے باعث اگر ترکیب اصلی
۳ میں فرق آجائے اور کوئی کیفیت تازہ ظہور میں آئے تو اسکا نام علامت قیامت ہے اور اسکی وجہ سے اس رُوح اعظم کو جو بمقابلہ رُوح انسانی اس مجموعہ کے لئے ہونا چاہیئے چنانچہ نظام عالم اور اسکے حسن انتظام سے ظاہر ہے۔ اس مجموعہ سے اگر مفارقت کا اتفاق ہو جاتے تو اسکا نام قیامت ہے مگر یہ ہے تو جیسے بعد مرگ تفرق اجزاء جسم انسانی و حیوانی ضرور ہے یہاں بھی بعد مفارقت مذکورہ تفرق اجزاء عالم ضرور چاہیئے سو جیسے بعد تفرق اجزاء جسم انسانی ہر جزو کو اپنے اپنے کرہ کے ساتھ اتصال لازم ہے ایسے ہی بعد تفرق اجزاء عالم ہر جزو کو اپنے اپنے طبقہ میں جانا لازم ہے سو نیکوں کا طبقہ جنت میں جانا اور بدوں کا طبقہ دوزخ میں جانا وہی جزا و سزا ہے۔

اور سنئے باورچی سے کھانا پکواتے ہیں اور درزی سے کپڑا سلواتے ہیں جب وہ ختم ہو جاتا ہے تب کہیں اسکو اسکی مزدوری عنایت کرتے ہیں اور وجہ اسکی یہ ہوتی ہے کہ مزدوری اس کام کے عوض دیتے ہیں اگر وہ کام حسب دلخواہ دیکھا تو اسکو اسکی اجرت حوالہ کی ورنہ الٹا تاوان بربادی جامہ وجنس کا اس سے تقاضا کرتے ہیں مگر چونکہ یہ بات بعد ہی میں بن پڑتی ہے اسلئے مزدوری بھی بعد ہی میں ملتی ہے اور اگر وہ کام ایسا ہو کہ ایک آدمی نہیں کرسکتا اور ایک ذات

نہیں ہو سکتا تو بہت سے آدمی بہت سے دنوں میں اسکو پورا کرتے ہیں تو مزدوری کے وصول
میں اور بھی دیر لگتی ہے بالخصوص جبکہ وہ کام ٹھیکہ پر کرایا جاوے یہ تو مزدوری کا حال تھا اور اگر
انعام وسزا کا قصہ ہو تو پھر تاخیر میں کچھ حرج ہی نہیں کیونکہ حق غیر کا نہ دینا ظلم ہے اور حق غیر
معاملات میں بیع اور اجارہ کی صورت میں اپنے ذمہ ثابت ہوتا ہے انعام اور سزا میں اپنے
ذمہ کوئی بات ثابت نہیں ہوتی جو تاخیر میں ظلم کا احتمال ہو باقی یہ بات خود عیاں ہے کہ جیسے
ادائے حق غیر میں تاخیر بری ہے اپنے حق کے وصول میں تاخیر عمدہ ہے اسلئے اپنے حقوق
کی سزا میں تو تاخیر بری ہو ہی نہیں سکتی رہا انعام وہ کوئی حق واجب نہیں ہوتا جو اسکی تاخیر بری
ہو ہاں حقوق العباد کے دلوانے میں شاید تاخیر بری معلوم ہو اسکا جواب یہ ہے کہ حکام دنیا
کو جو کچھ خدا کیطرف سے عدل وانصاف کی تاکید ہے اسپر سب اہل مذہب اور تمام اہل حق شاہد ہیں دنیا میں جو کچھ وصول ہو سکے
اسکے دلوانے میں تو خدا کیطرف سے تعجیل ضروری ہو چکی بایں ہمہ آخرت کا قصہ جدا رہا مگر چونکہ خدا بندوں کے حق میں فقط
حاکم ہی نہیں ماں باپ سے زیادہ شفیق اور مہربان ہے تو اگر انکے وقت ضرورت کیلئے انکے حقوق کو رہنے دے تو اسوقت لیکر
ان کے حوالے کرے تو اس سے بہتر ہے کہ قبل وقت ضرورت اسکو کھو بیٹھیں سو وقت کمال ضرورت ۴۷
تو وہی وقت ہے جبکہ عالم اسباب سراسر خراب اور برباد ہو جاتے کوئی حیلہ و وسیلہ اور سبب
اور ذریعہ کمائی کا باقی نہ رہے اسوقت کو ہم قیامت کہتے ہیں اسوقت نہ کوئی حیلہ ہو گا نہ کوئی
سامان فقط خدا کی رحمت یا ظاہر میں اپنے حقوق ہونگے ۔

اور سنئے نشو ونما اگر کار قوت نامیہ ہے تو تصویر یعنی مناسب حال نامیات صورت
وشکل کا بنا دینا قوت مصورہ کا کام ہے مگر چونکہ غذا کا انجام ایک صورت ہوتی ہے تو یوں
معلوم ہوتا ہے کہ قوت مصورہ منجملہ خدام قوت نامیہ ہے جیسے حیوانات میں قوت نامیہ منجملہ
خدام حیات ہے ادھر عالم کو دیکھا تو خالی صورت سے نہیں اور جس صورت کو دیکھا وہ
ایک وصف اور ایک معنے کو آغوش میں لئے ہوتے ہے جس سے معلوم ہوا کہ ہر وصف
اور ہر معنی ایک صورت قابل ظہور عالم شہادت جسے عالم محسوسات کہئے رکھتا ہے چنانچہ
خاک کو دیکھا وہ حقیقت میں صورت یبوست ہے اور پانی کو دیکھا تو وہ صورت رطوبت ہے
اور آتش کو دیکھا تو وہ صورت حرارت ہے اور آدمی کی شکل کو دیکھا تو وہ صورت معانی

مجتمعہ ہے اسلئے اسمیں بھی بہت سی صورتوں سے ترکیب ہے یعنی روح انسانی مثلاً قوت باصرہ
قوت سامعہ وغیرہ قویٰ کے مجموعہ کا نام ہے اور یہ سب اوصاف اور معانی ہیں انکے مقابل میں
جو شکل عطا ہوئی تو بہت سے اعضا مختلفہ کی ترکیب کے بعد پیدا ہوئی ہے جسکا حاصل وہ
صورت مرکب ہے مگر پھر دیکھا تو وہ معانی اور اوصاف جو معانی اور اوصاف متشکلہ کے بعد
متحقق ہوتے ہیں ہنوز مرتبہ ظہور تک نہیں آیا پہونچے اور خلعت صورت ہنوز انکو عطا نہیں ہوا
اسلئے بحکم قوت نامیہ عالم یہ ضرور ہے کہ جیسے کبوتر و مرغ وغیرہ طیور کی مجامعت اور شہوت سے
جو منجملہ معانی اور اوصاف ہیں بیضہ پیدا ہوتا ہے اور پھر اس بیضہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور
انجام کار کہاں سے کہاں نوبت پہونچتی ہے اور یہ سب نشو و نما اور تصویر یعنی قوت نامیہ مصورہ
کی کارپردازی ہوتی ہے ایسے ہی وہ معانی غیر متشکلہ ظہور میں آئیں اور صورت دکھلائیں کیونکہ
یہ یقینی ہے کہ یہ عالم بالضرور اصل قوت نامیہ کی کارپردازی کا ظہور ہے اسلئے کہ قوت مصورہ
بالضرور منجملہ خدام قوت نامیہ ہے سو حیوانات اور نباتات میں اگر کچھ قوت نامیہ کا ظہور ہے
تو وہ ایسا ہے جیسا نور آفتاب زمینوں اور ذروں اور روشن دانوں میں ظہور کرتا ہے غرض ۷۵
جیسے یہاں جو کچھ ہے وہ اس اصل کا پرتو ہے جسکو آفتاب کہئے ایسے ہی ظاہر ہے جہاں کہیں قوت
نامیہ ہے وہ اس اصل کا ظہور ہے جسکو قوت نامیہ عالم کہئے مگر جب بعض معانی اور اوصاف
کو دیکھا کہ ہنوز متشکل نہیں ہوئے چنانچہ تمام افعال اختیاری اور انکی بھلائی اور برائی وغیرہ کو
ہنوز یہ خلعت عطا نہیں ہوا تو یوں معلوم ہوا کہ ہنوز یہ عالم مثل بیضہ کبوتر ہے تفصیل اسکی یہ
ہے کہ بیضہ اگرچہ خود شہوت طرفین اور مجامعت فریقین کی ایک صورت ہے اور منجملہ معانی
اوصاف ہے مگر اسکے اندر جو مکنونہ معانی ہیں انکو ہنوز صورت نہیں ملی سو جب بیضہ کا بچہ بن گیا
تو یہ معلوم ہوا کہ اسمیں کسقدر قوتیں مکنون تھیں جنکا ظہور اب ہوا ہے ورنہ پہلے سے اتنا تو
جانتے تھے کہ یہ بیضہ دونوں نر و مادہ کی تمام قوتوں کا اجمال ہے اسلئے وقت تفصیل بہ تدریج
ہے کہ حاصل ترکیب و حاصل اجتماع جملہ قوا ئے طرفین کے موافق اسکو صورت عنایت ہو گو یہ
قصہ یہاں ہے وہی قصہ بہ نسبت عالم اجسام نظر آتا ہے یہ قوت علیہ عالم بالا کا اجمال ہے
یہی وجہ ہے کہ ہنوز تمام معانی کو صورتیں نہیں ملیں بالجملہ تمام خداوندی اور تمام سامان قدرت

خداوندی کا اس عالم کو اجمال کہئے اور کیونکر نہ کہئے تفصیل ہوتی تو تمام معانی متشکل ہوتے یہ ضرور ہے کہ جیسے بزور قوت نامیہ و قوت مصورہ مادہ بیضوی کی صورت منقلب ہو کر صورت بیضہ پاش پاش ہو جاتی ہے ایسا ہی بزور قوت نامیہ و قوت مصورہ یہ شکل عالم پاش پاش ہو کر مادہ عالم کو اور شکل عطا ہو۔

اور سنئے حکام دنیا کا یہ دستور ہے کہ جب شہر یا قصبہ والے باغی ہو جاتے ہیں اور راہ پر نہیں آتے تو انکو سزائے سخت پہونچاتے ہیں یعنی انکو قتل کرتے ہیں یا دائم الحبس کرتے ہیں اور اس شہر کو جلا پھونک کر خاک سیاہ کر دیتے ہیں اور عمارات کو توڑ پھوڑ مسمار کر کے اینٹ سے اینٹ بجا دیتے ہیں اور وجہ اسکی یہ ہوتی ہے کہ جرم بغاوت سے بڑھکر کوئی جرم نہیں اسکے مناسب یہی ہے کہ وہ سزا دیجائے جس سے بڑھکر کوئی سزا نہ ہو مگر غور سے دیکھا تو بنی آدم رعیت خداوندی اور یہ زمین و آسمان انکے رہنے کا مکان کیونکہ انہیں کے لئے بنایا گیا ہے پھر انکا یہ حال کہ بالاتفاق تمام عالم میں تمرد اور سرکشی روزافزوں ہے اگر راہ پر چند روز کے لئے آگئے تو وہ ایسا ہے جیسا چراغ مردہ سنبھالا لے لیتا ہے اسلئے یوں یقین ہی کہ ایک نہ ایک روز یہ بغاوت عالمگیر ہو جائے اور کیوں نہ ہو بنائے بغاوت خواہش پر ہے اور وہ طبعی ہے اور بنائے اطاعت خواہش کی مخالفت پر ہے اور وہ عارضی ہے یہی وجہ ہوتی کہ ہمیشہ اطاعت کے لئے کتابیں اور پیغمبر بھیجے گئے ثواب و عذاب کے وعدے کئے گئے تمرد اور سرکشی کے لئے ان میں سے کچھ نہیں ہوا اسلئے یہ ضرور ہے کہ ایک روز کفر عالم میں چھا جائے اور تمام عالم باغی ہو جائے اسوقت بمقتضائے قہاری خداوندی یہ ضرور ہی کہ اس عالم کو توڑ پھوڑ کر برابر کر دیں اور تمام بنی آدم کو گرفتار کر کے انکو انکی شان کے مناسب جزا و سزا دیں۔ قاسم نانا توی

حقیقت مکافات اعمال یعنی انسان کو نیکی پر اجر و ثواب اور بدی کرنے پر عذاب ملنے کی وجہ

(۱) انسان کے لئے دو جاذب موجود ہیں یعنی کھینچنے والے ایک جاذب خیر ہے

جو نیکی کی طرف اسکو کھینچتا ہے دوسرا جاذب شر ہے جو بدی کی طرف کھینچتا ہے جیسا کہ یہ امر مشہور اور محسوس ہے کہ بسا اوقات انسان کے دل میں بدی کے خیالات پڑتے ہیں اور اسوقت وہ ایسا بدی کی طرف مائل ہوتا ہے کہ گویا کوئی اسکو بدی کی طرف کھینچ رہا ہے پھر بعض اوقات نیکی کے خیالات اسکے دل میں پڑتے ہیں اور اسوقت وہ ایسا نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے کہ گویا نیکی کی طرف کوئی کھینچ رہا ہے اور بسا اوقات ایک شخص بدی کرکے پھر نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نہایت شرمندہ ہوتا ہے کہ میں نے بُرا کام کیوں کیا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کسیکو گالیاں دیتا ہے اور مارتا ہے اور پھر نادم ہوتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ یہ کام میں نے بہت بیجا کیا اور اس سے کوئی نیک سلوک کرتا ہے یا معافی چاہتا ہے یہ دونوں قسم کی قوتیں ہر ایک انسان میں پائی جاتی ہیں اور شریعت اسلام نے نیکی کی قوت کو ملک اور بدی کی قوت کو شیطان سے موسوم کیا ہے اور جو نیکی کا القا کرتا ہے اسکا نام فرشتہ رکھا ہے۔ اور جو بدی کا القا کرتا ہے اسکا نام شیطان اور ابلیس قرار دیا ہے۔

یہ دونوں قوتیں انسان میں موجود ہیں اور ان دونوں کی حالتوں سے تم انکار نہیں کرسکتے اور انکے پیدا کرنے میں خدا تعالےٰ کی حکمت یہ ہے کہ تا انسان اپنے نیک اعمال سے اجر پانے کا مستحق ٹھیرسکے کیونکہ اگر انسان کی فطرت ایسی واقع ہوتی کہ وہ بہر حال نیک کام کرنے کے لئے مجبور ہوتا اور بدکام کرنے سے طبعاً متنفر ہوتا تو پھر اس حالت میں نیک کام کا ایک ذرہ بھی اسکو ثواب نہ ہوتا کیونکہ وہ اسکی فطرت کا خاصہ ہوتا لیکن اس حالت میں کہ اسکی فطرت دو کششوں کے درمیان ہے اور وہ نیکی کی کشش کی اطاعت کرتا ہے اسکو اس عمل کا ثواب ملتا ہے اور یہی حال بدی کے بدلہ ملنے کا ہے یعنی جس قوت کا مطیع ہوتا ہے اسکے مطابق بدلہ پاتا ہے ان کان خیرا فجزائہ خیر وان کان شرا فجزائہ شر۔

(۲) انسان کی عملی اور اعتقادی غلطیاں ہی درحقیقت عذاب کی جڑ ہیں اور وہی درحقیقت خدا تعالےٰ کے غضب سے آگ کی صورت پر متشکل ہوجائینگی (مگر چونکہ حق تعالےٰ کو ہر ایک کا انجام معلوم ہے اسلئے اسنے پہلے سے سب سامان مہیا کر رکھا ہے) اور جسطرح پتھر پر سخت ضرب لگنے سے آگ نکلتی ہے اسیطرح غضب الٰہی کی ضرب انہیں بد اعتقادیوں اور بدعملیوں

سے آگ کے شعلے نکلیںگی اور وہی آگ بداعتقادوں اور بدکاروں کو کھا جائیگی جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ بجلی کی آگ کے ساتھ خود انسان کی اندرونی آگ شامل ہو جاتی ہے تب دونوں ملکر اسکو بھسم کر دیتی ہیں اسیطرح پر غضب الہی کی آگ بداعتقادی اور بدعملی کی آگ سے بھڑکتی ہے سو جو لوگ ایسے طور کی زندگی بسر کرتے ہیں کہ نہ تو سچی خداشناسی کی وجہ سے انکے اعتقاد درست ہیں اور نہ وہ بداعمالیوں سے باز رہتے ہیں بلکہ ایک جھوٹے خیال پر بھروسہ کر کے دلیری سے گناہ کرتے ہیں ان کو علم ہی نہیں کہ درصل ہر انسان کے اندر دوزخ کا شعلہ اور اندر ہی نجات کا چشمہ ہے دوزخ کا چشمہ فرو ہو جانے سے خود نجات کا چشمہ جوش مارتا ہے۔ لیکن یہ علوم حاصل نہیں ہو سکتے جبتک انسان حقیقی طور پر اسلام میں داخل نہ ہو اور اسکے پاک علم سے فیض نہ اٹھاوے جو کہ ان آسمانی علوم کو لیکر آیا ہے۔

(۲) جزا و سزاے انسانی کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ صورت نوعیہ کا اقتضا ہے جیسا کہ چارپائے جب گھاس چرتے ہیں اور درندے جب گوشت کھاتے ہیں تو انکا مزاج صحیح و سالم رہتا ہے اور جب چارپائے گھاس کے بجائے گوشت کا استعمال کرتے اور درندے بجائے گوشت کے گھاس کھاتے ہیں تو انکا اصلی مزاج بگڑ جاتا ہے یہی حال آدمی کا ہے جب وہ ایسے اعمال کرتا ہے کہ جنکی روح میں بارگاہ حق تعالے میں فروتنی اور نیازمندی کا اثر ہوتا ہے تو اس انسان میں پاکیزگی اور فیاضی و عدالت کے آثار پیدا ہوتے ہیں اور اسکا ملکی و روحانی مزاج درست رہتا ہے اور جب ایسے کام کرتا ہے کہ جنکی روح ان امور کے برخلاف ہوتی ہے تو اسکی ملکی حالت گبڑ جاتی ہے اور جب وہ اس جہان سے انتقال کرتا ہے تو اسی حالت کے موافق اس سے معاملہ ہوتا ہے۔ ۷۸

حقیقت بہشت و دوزخ

اسمیں کلام نہیں کہ ہر قسم کی چیزوں کا لذت دار ہوں یا بے لذت ہوں لذت اور تکلیف دونوں ہی سے خمیر ہے تو اس صورت میں انکے اجزا کا شیرازہ بھی جدا جدا کر کے اپنی اپنی جگہ پہنچا دینگے مگر یہ تقسیم رنج و راحت بھی اسی تقسیم نیکی و بدی میں داخل ہے کیونکہ لذت

بھلائی کے اقسام میں سے ہے اور رنج برائی کی تو انکی اصل کے بھی دو مقام ہونگے جنکو بہشت و دوزخ کہکے تعبیر کیا ہے اسلئے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ دنیا کی ہر قسم کی لذتیں اگرچہ عورتوں سے صحبت کرنا ہی کیوں نہ ہو بہشت میں پائی جائیں ہاں زیادہ ہو تو کچھ عجب نہیں اور علے ہذا القیاس دوزخ میں دنیا کی ہر قسم کی تکلیفیں موجود ہوں البتہ اگر ان سے زیادہ بھی ہوں تو کچھ دور نہیں دوسرے وہاں کی لذتیں اور تکلیفیں گو یہاں کی لذتوں اور کلفتوں کے ہمرنگ ہوں پھر یہاں کی لذتوں اور کلفتوں کو وہاں کی لذتوں اور کلفتوں سے کچھ نسبت نہوگی کیونکہ یہاں کی لذتیں نہ خالص لذتیں ہیں نہ یہاں کی تکلیفیں خالص تکلیفیں ہیں اور اس تقریر سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ وہاں کی لذتیں اور تکلیفیں خالص لذتیں اور خالص تکلیفیں ہوں بہرحال بہشت و دوزخ جن جن مکانوں کو کہتے ہیں انکا ہونا بجا و درست ہے۔

جواب اس سوال کا کہ دوزخ و بہشت کا مقام کہاں ہے

۹ یہ سوال از روئے عقل قابل استماع نہیں موجود ہونے کے لئے یہ لازم نہیں کہ ہم کو معلوم ہی ہوا کرے خود اس زمین میں ہزارہا مقامات اور اشیاء ایسی ہیں کہ ہم کو معلوم نہیں پس اگر زمین و آسمان کے اندر ہو اور ہم کو معلوم نہ ہو تو کیا محال ہے اور اگر زمین و آسمان کے باہر ہو تو کیا ممتنع ہے عقلاً تو دونوں امر ممکن تھے مگر نصوص سے باہر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جواب اس سوال کا کہ آیا نعماتے جنت دُنیاوی نعمتوں کی طرح ہونگے

اس سوال کے جواب مین خدا تعالے کا کلام پاک یوں وارد ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین **ترجمہ** یعنی کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اسکے لئے مخفی ہیں اور ان نعمتوں کے بارے میں حدیث نبوی میں یہ بھی لکھا ہے اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علے قلب بشر۔ یعنی نیک بندوں

کے لئے میں نے وہ نعمتیں آخرت میں تیار کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سُنیں اور نہ کسی دل پر اسکا خیال گذرا۔

یہ تو ظاہر ہے کہ دُنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں اور دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں سو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے پس جس نے بہشت کو دُنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا اس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا چنانچہ آیت اوّل کی شرح میں ہمارے سیدنا و مولانا نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہشت اور اسکی نعمتیں وہ چیزیں ہیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سُنیں اور نہ دلوں میں گذریں حالانکہ ہم دُنیا کی نعمتوں کو آنکھوں سے بھی دیکھتے ہیں اور کانوں سے بھی سُنتے ہیں اور دل میں بھی وہ نعمتیں گذرتی ہیں پس جبکہ خدا تعالےٰ اور اسکا رسول ان چیزوں کو ایک نرالی چیزیں بتلاتا ہوں تو ہم قرآن سے دُور جا پڑتے ہیں اگر یہ گمان کریں کہ بہشت میں بھی دُنیا ہی کا دودھ ہوگا جو
گایوں اور بھینسوں سے دوہا جاتا ہے گویا دودھ دینے والے جانوروں کے وہاں ریوڑ کے ۸۰
ریوڑ موجود ہونگے اور درختوں پر شہد کی مکھیوں نے بہت سے چھتے لگائے ہونگے اور فرشتے تلاش کر کے وہ شہد نکالیں گے اور نہروں میں ڈالیں گے کیا ایسے خیالات اس تعلیم سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں جسمیں یہ آیتیں موجود ہیں کہ دُنیا نے ان چیزوں کو کبھی نہیں دیکھا۔

قیامت میں ہاتھ پاؤں کے بولنے سے دفع تعجب

اس نئے آلہ گراموفون کا ایجاد ہونا اس استبعاد کے دفع کے لئے کافی ہے۔

التماس یہانتک لکھنے کے بعد بعض متفرق تحریرات مختلف مضامین پر پہلے سے اپنے پاس رکھی یاد آئیں جنمیں خاص خاص امور پر عقلی گفتگو کی گئی ہے تو ان تحریرات کو بھی بطور ضائم اس مجموعہ کا جزو بنا دینا مناسب معلوم ہوا۔

(باقی آیندہ)

اے عجب چون می نہ بیند این سپاہ عالمے پر آفتاب چاشتگاہ

یعنی بہت تعجب کی بات ہے کہ یہ سپاہ کسطرح ایک عالم پر آفتاب چاشتگاہ کو دیکھتی نہیں۔ عالم پر آفتاب سے مراد نبوت ہے مطلب یہ کہ دیکھو نبوت کا عالم پر آفتاب اسقدر چمک رہا ہے مگر تعجب ہے کہ ان لوگوں کو دکھائی نہیں دیتا حالانکہ۔

چشم باز و گوش باز و این ذکا خیرہ ام در چشم بندی خدا

یعنی آنکھ کھلی ہوئی کان کھلے ہوئے اور یہ ذکاوت۔ تو میں حق تعالے کی اس چشم بندی میں متحیر ہوں مطلب یہ کہ دیکھو آنکھ اور کان سب کھلے ہوئے اور اسقدر عاقل اور ذکی ہیں مگر دیکھو تو حق تعالٰے نے چشم بصیرت کو کس طرح بند کر دیا ہے کہ دکھائی ہی نہیں دیتا۔

۱۴۹ من ز ایشان خیرہ ایشان ہم زمن از بہارے خار ایشان من سمن

یعنی میں ان سے حیران ہوں اور وہ مجھ سے بھی حیران ہیں ایک ہی بہار سے ہیں وہ خار ہیں میں سمن ہوں مطلب یہ کہ میں تو ان سے حیرت میں ہوں کہ وہ آفتاب نبوت کو کیوں نہیں دیکھتے اور وہ اس وجہ سے متحیر ہیں کہ میں ایسی باتیں کیوں کرتا ہوں۔ حالانکہ دونوں ایک بہار سے ہیں مگر وہ خار ہو گئے ہیں اور میں چنبیلی ہوں۔

پیش شان بردم بسے جام رحیق سنگ شد آبش بہ پیش آن فریق

یعنی میں انکے آگے بہت مرتبہ جام شراب لیگیا مگر وہ اس فریق کے سامنے پتھر بنگیا یعنی جب انکے پاس ہدایت کا جام لے گیا انھوں نے اسکو قبول نہ کیا تو وہ انکے اعتبار سے جام ضلالت ہو گیا۔

دستہ گل بستم و بردم بہ پیش ہر گلے چون خار گشت و نوش نیش

یعنی ایک گلدستہ لگا کر انکے سامنے لیگیا تو ہر پھول تو خار ہو گیا اور ہر نوش نیش ہو گیا۔ مطلب یہ کہ

اُنکے حق میں سب مضر ہوا اسلئے کہ اُس سے اُنکا عناد اور زیادہ ہی ہوتا چلا گیا۔ کمی نہ ہوئی اسلئے کہ

شرح حبیبی

آن نصیب جان بے خویشان بود ۔ چونکہ باخویشند پیدا کے شود

خفتۂ بیدار باید پیش ما ۔ تا بہ بیداری بہ بیند خوابہا

دشمن این خواب خوش شد فکر خلق ۔ تا نخسپد فکرتش بستہ است خلق

حیرتے باید کہ روبد فکر را ۔ خوردہ حیرت فکر را و ذکر را ۱۷۰

ہرکہ کامل تر بود او در ہنر ۔ او بصورت پس بمعنی پیشتر

راجعون گفت و رجوع این سان بود ۔ کہ گلہ وا گردد و خانہ رود

چونکہ گلہ باز گردد از ورود ۔ پس فتد آن بز کہ پیش آہنگ بود

پیش افتد آن بز لنگ پسین ۔ اضحک الرجعی وجوہ العابسین

از گزافہ کے شدند این قوم لنگ ۔ فخر را دادند و بخریدند ننگ

پاشکستہ مے روند ایشان بحج ۔۔۔ ازحرج راہیست پنہان تا فرج

دل ز دانشہا بشستند این فریق ۔۔۔ زانکہ این دانش ندانند آن طریق

دانشے باید کہ اصلش زان سرست ۔۔۔ زانکہ ہر فرعے باصلش رہبرست

ہر پرے برعرض دریا کے پرد ۔۔۔ تا لدن علم لدنے مے برد

پس چرا علمے بیاموزے بمرد ۔۔۔ کش بباید سینہ را زان پاک کرد

پس مجو پیشی ازین سر لنگ باش ۔۔۔ وقت واگشتن تو پیش آہنگ باش

آخرون السابقون باش اے ظریف ۔۔۔ بر شجر سابق بود میوہ لطیف

گرچہ میوہ آخر آید در وجود ۔۔۔ اوّل ست او زانکہ او مقصود بود

چون ملائک گوے لا علم لنا ۔۔۔ تا بگیرد دست تو علمتنا

گر درین مکتب ندانے تو ہجے ۔۔۔ ہمچو احمد پرے از نور حجے

گر نباشی نامدار اندر بلاد ۔۔۔ گم نہ واللہ اعلم بالعباد

اندرین ویرانه کین معروف نیست از برای حفظ گنجینه زریست
موضع معروف کے بنهند گنج زین قبل آمد فرج در زیر رنج
خاطر آرد بس شکال اینجا ولیک بگسلد اشکال را استور نیک
دست عشقش آتشے اشکال سوز هر خیالے را برو بد نور روز
هم از آنسو جو جواب ای مرتضی کاین سوال آمد از آنسو مرترا
گوشهٔ بے گوشهٔ دل شهرهی ست تاب لاشرقی ولاغرب از مهی ست ١٧٢
تو ازینسو و از آنسو چون گدا اے که معنی چه مے جوئے صدا
هم از آنسو جو که وقت درد تو مے شوی در ذکر یاربے دو تو
وقت مرگ و درد آنسو مے خمے چونکه دردت رفت چونے اعجمے
وقت محنت گشته الله گو چونکه محنت رفت گوئی راه کو
در زبان درد و غم یادش کنے چون شدے خوش باز بر غفلت تنے

این ازان آمد کہ حق را بیگمان — ہر کہ بشناسد بود دائم بر آن

آنکہ در عقل و گمان ہستش حجیب — گاہ پوشیدہ ست و گہ بدریدہ جیب

عقل جزوے گاہ خیرہ گہ نگون — عقل کلی ایمن از ریب المنون

عقل بفروش و ہنر حیرت بخر — رو بخواری نے بخارا اے پسر

تا بخارا ے دگر یابی درون — ساکنان محفلش لا یفقہون

١٧٣ اب مولانا فرماتے ہیں کہ انکے لئے ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا جیسا ہوا۔ اسلئے کہ ادراک حقائق علے ما ہی علیہ انکا حصہ ہے جو اپنے کو فنا کر چکے ہیں جبکہ وہ خودی میں منہمک ہیں تو انکو حقائق کا کیونکر ادراک ہوسکتا تھا۔ ہمارے نزدیک تو بیداری میں خواب دیکھنے اور جاگتے ہوئے امور غیبیہ کا مشاہدہ کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ آدمی مخلوق سے بےخبر اور خالق سے باخبر ہو جب وہ ایسا کرے گا اُسوقت وہ امور غیبیہ کا مشاہدہ کرسکتا ہے بات یہ ہے کہ مخلوق کے افکار یعنی اس عمدہ خواب کے دیکھنے کے دشمن اور امور غیبیہ کا مشاہدہ کرنے سے مانع ہیں پس اگر امور غیبیہ کے مشاہدہ کی ضرورت ہے تو سو رہنا چاہیئے یعنی دنیا سے غافل ہو جانا چاہیئے ورنہ جبتک سوؤ گے نہیں اسوقت تک افکار بیہودہ حلق کو روکے رہینگے اور غذائے روحانی علوم و معارف کو حلق سے نہ اترنے دینگے شاید تم یہ سوال کرو کہ سونے اور دنیا سے غافل ہونے کی کیا ضرورت ہے لہذا اسکا جواب سُنو تم وہ حالت پیدا کرو جو تواتر تجلیات سے پیدا ہوتی ہے جسکو حیرت کہتے ہیں یہ حالت تمام افکار کو مٹا دیگی کیونکہ حیرت کا قاعدہ ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے نہ ماسوے اللہ کا خیال آتا ہے نہ اسکا ذکر اسلئے کہ وہ سب ذکر و فکر کو.

کھا جاتی ہے۔اب رہی یہ بات کہ یہ حالت کیونکر پیدا ہو سواسکا طریق شیخ کامل سے معلوم ہو سکتا ہے اور اس طریق پر عمل کرنے سے بشرط استعداد وہ حالت پیدا ہو جائیگی) یاد رکھو کہ جو شخص دنیاوی معاملات سے زیادہ غافل اور ان میں جد وجہد کرنے سے زیادہ کاہل ہوگا وہ ظاہر میں تو اوروں سے پیچھے ہوگا مگر حقیقت میں اُن سے آگے ہوگا دلیل اسکی یہ ہے کہ حق سبحانہ نے فرمایا ہے الی اللہ مرجعکم نیز اسی ہمکو انا للہ وانا الیہ راجعون تعلیم فرمایا ہے اور لوٹنے کی ایسی مثال سمجھو جیسا کہ گلہ بکریوں کا جارہا ہو اور ہر بکری اپنی جگہ سے گھر کی طرف مڑجاوے پس جبکہ گلہ اس صورت سے واپس ہوگا تو وہ بکری جو آگے آگے جارہی تھی پیچھے رہجاوے گی اور وہ لنگڑی بکری جو پیچھے جارہی تھی آگے ہو جائیگی اور یہ واپسی ایسی عجیب ہوگی کہ تندخو اور تنک چڑھے لوگ بھی اسکو دیکھکر ہنس پڑینگے پس اس سے معلوم ہوا کہ جو دنیا کے لحاظ سے کاہل ہیں۔ وہ حق سبحانہ کے پاس اوروں سے پہلے پہونچینگے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل اللہ طلب دنیا میں فضول لنگڑے نہیں ہوتے اور فخر دنیا کے عوض ننگ دنیا بلا وجہ نہیں خریدی بلکہ انہیں ایک بھید ہے وہ یہ کہ لوگ اپنی سعی فی طلب الدنیا کو چھوڑ کر اور پانوں توڑ کر کعبۂ مقصود کو جارہے ہیں ۱۷ اور دنیا داروں سے پہلے پہنچنا چاہتے ہیں اور اس تنگی ہی میں اُنکے لئے فراخی ہے کیونکہ تنگی سے فراخی تک ایک سرنگ ہے جسکے ذریعہ سے وہ فراخی تک پہنچ سکتے ہیں اور اُن لوگوں نے جو عقل دنیا کو اپنے دل سے دہوڈالا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل کعبۂ مقصود کی راہ نہیں جانتی لہذا اسکی طرف رہنمائی نہیں کرسکتی بلکہ اسکے لئے اُس سمجھ کی ضرورت ہے جو وہبی اور عطائے حق سُبحانہ ہو ایسی عقل بیشک رہنمائی کرسکتی ہے کیونکہ وہ فرع حق سبحانہ ہے اور حق سُبحانہ اسکی اصل اور ہر فرع اپنی اصل کی طرف رہنمائی کرتی ہے مانا کہ عقل دنیا بھی پرواز رکھتی ہے لیکن ہر یہ تو سشدر کی چوڑائی میں نہیں اُڑسکتا کہ وہ اڑکر علم لدنی کا کھوج لگالے بلکہ اسکے لئے خاص پروں کی ضرورت ہے اور وہ پروہ ہیں جو عقل وہبی کو عطا ہوتے ہیں جب یہ معلوم ہوگیا کہ عقل دنیا اور علوم دنیویہ حضرت حق کی طرف رہنمائی نہیں کرسکتے تو تم لوگونکو ایسے علوم کیوں سکھاتے ہو جو اگر پیشتر سے حاصل ہوں تب بھی ان کو محو کرنے کی ضرورت ہے بلکہ وہ علم سکھلاؤ جنکی تحصیل کی ضرورت ہے یعنی علوم حق سُبحانہ۔ نیز جبکہ یہ معلوم ہوگیا

کہ ترقی دنیاوی درحقیقت تنزل ہے اور دنیاوی پیش قدمی فی الحقیقت پیچھے رہنا ہے تو اب تم اس طرف کی یعنی دنیاوی زیادتی کبھی طلب نہ کرنا بلکہ پاشکستہ ہوجانا اور سعی دنیا کو بالکل خیرباد کہنا۔ ایسا کروگے تو واپسی کے وقت تم آگے رہوگے تم کو آخرون السابقون کا مصداق ہونا چاہئے اور دنیا میں اوروں سے پیچھے اور دین میں آگے رہنا چاہیئے دیکھو تو یہی میوہ درخت سے پہلے ہوتا ہے اگرچہ وجود میں مؤخر ہوتا ہے اور اولیت اسکی درجہ مقصودیت میں ہے کہ پھل مقصود بالذات ہوتا ہے اور درخت مقصود بالعرض اور مقصود بالذات کا رتبہ مقدم ہے مقصود بالعرض پر۔ اس مثال میں تم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ ثمر و شجر میں ہر ایک متاخر ہے۔ اور ہر ایک متقدم لیکن ثمر کا تقدم معنوی ہے اور تاخر صوری اور شجر کا تقدم و تاخر بالعکس ہے۔ اب یہ دیکھو کہ ان میں کون اشرف و اعلےٰ ہے ظاہر ہے کہ ثمر اعلےٰ و افضل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تقدم معنوی کے ہوتے ہوئے تاخر صوری مضر نہیں اور تاخر معنوی کی صورت میں تقدم صوری مفید نہیں۔ پس تو ثمر کیطرح تقدم معنوی اختیار کر اور شجر کی طرح تقدم صوری کو ترجیح نہ دے اور دعاوی علوم و فنون کو چھوڑ کر فرشتوں کی طرح لاعلم لنا کہہ تاکہ تعلیم خداوندی تیری دستگیری کرے اور تجھے وہ علوم معارف حاصل ہوں جنکی طرف تیری عقل رہبری نہیں کرسکتی تھی اگر اس مکتب سلوک میں تو بالکل ہی انجان بنے گا اور ہجے تک بھی نہ جانے گا تو تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح نور عقل وہبی سے پرواز کریگا اور علوم و معارف تک پہنچے گا اگر تو شہروں میں مشہور نہ ہو اس سے اپنے کو گمنام نہ سمجھنا کیونکہ اللہ جل جلالہ اپنے خاص بندوں کو خوب جانتے ہیں اور انھیں کے جاننے کی ضرورت بھی ہے اگر کوئی نہ جانے بلا سے۔ اس گمنامی میں بھی ایک راز ہے کہ یہ خراب و خستہ شخص جو مشہور نہیں ہے حفاظت اسرار کے لئے خزانہ بنایا گیا ہے اور قاعدہ ہے کہ خزانہ ایسی ہی جگہ رکھتے ہیں جہاں کسیکو شبہ بھی نہ ہو اور اسکو کوئی جانتا ہی نہ ہو پس یہ وجہ ہے گمنامی کی پس ایسی گمنامی پر ہزار شہرتیں قربان ہیں۔ لہٰذا تم گمنامی سے گھبرانا مت۔ اسی مضمون سے ایک اور بات بھی معلوم ہوگئی وہ یہ کہ خوشی رنج کے پردوں میں مستور ہوتی ہے لہٰذا تم کو تکالیف سے بھی گھبرانا نہ چاہیئے یہاں طبیعت شبہے پیدا کرتی ہے۔ لیکن جو اعلےٰ طبیعت ہو وہ اسکی محبوس نہیں ہوتی اور جسطرح عمدہ گھوڑا اسکیل کو توڑ پھوڑ کر پھینکدیتا ہے یوں ہی ۱۷۵

وہ طبیعت بھی ان اشکالات کے پرزے اڑا دیتی ہے پس اگر طبیعت اعلےٰ درجہ کی ہو تو جوابات بھی خود ہی دے لیگی۔ نیز عشق کا ہاتھ شبہات کو جلا دینے والی آگ ہے کہ اسکے آگے کوئی شبہ قائم نہیں رہ سکتا اس بارہ میں اسکی ایسی مثال ہے جیسے دن کی روشنی کہ وہ کسی وہم کو باقی نہیں چھوڑتی یوں ہی یہ بھی کسی شبہ کو باقی نہیں رکھتا۔ نیز حق سبحانہ سے دریافت کر کہ اسی نے شبہ پیدا کیا ہے اور وہی جواب تعلیم فرمائیگا۔ غرضکہ جواب کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ طبیعت وقادہ ہو اور وہ شبہ کو حل کر دے دوسرے عشق کہ وہ شبہ کی جڑ کاٹ دے تیسرے الہام غیبی۔ ان تین طریقوں میں سے کسی طریق سے اسکو حل کرنا چاہیئے (ف مولانا نے شبہ کو ظاہر نہیں کیا اور نہ جواب تبلایا لیکن انداز بیان سے شبہ کی تقریر یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب مال ایسی جگہ رکھتے ہیں جو غیر معروف ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مشہور ہیں وہ دولت باطنی کا خزانہ نہیں۔ وجہ باطل اور تقریر جواب یہ ہے کہ دولت کے رکھنے کی دو صورتیں ہیں ایک محفوظ کرنا دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچانا پس جسوقت اسکو محفوظ کرنا مقصود ہو اسوقت تو ایسی ہی جگہ رکھینگے جو غیر معروف ہو اور جسوقت لوگوں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہو اسوقت ایسے مقام پر رکھینگے جہاں سے ہر شخص مستفید ہو سکے پس جو اہل اللہ غیر مشہور ہیں انکو دولت بغرض اول سپرد کی گئی ہے اور جو مشہور ہیں انکو بغرض ثانی فلا اشتباہ) اب شاید تو سوال کرے کہ حق سبحانہ تک کیونکر رسائی ہو اور اس سے کیونکر دریافت کیا جاوے تو اسکا جواب یہ ہے کہ گوشہ جو فی الحقیقت کوئی گوشہ نہیں بلکہ مجازاً اُسے گوشہ کہا گیا ہے وہ وصول الی اللہ کا شاہراہ ہے اور وہ اُسی ماہ کی غیر ذی جہت روشنی سے منور ہے تم اسپر چلو یعنی تصفیہ باطن کرو تم کو حق سبحانہ تک رسائی ہوگی۔ اور سارے اشکالات بالہام غیبی مندفع ہو جاوینگے۔ ارے تو تو حقائق و معانی کا پہاڑ ہے پھر تو فقیر کی طرح ادہر اُدہر سے صدا (آواز) کو کیوں ڈھونڈھتا ہے۔ اور قالی جواب کے کیوں درپے ہے بلکہ حالی جواب تلاش کرنا چاہیئے اور اُسی طرف سے تلاش کرنا چاہیئے جسطرف تو تکلیف کے وقت یا ربی یا ربی کہتا ہوا جھکتا ہے بھلے مانس سوت اور تکلیف کے وقت تو تو اس طرف جھکتا ہے اور جب وہ تکلیف دور ہو گئی تو اسوقت تو کیوں انجان بنجاتا ہے تکلیف کے وقت تو تو اللہ کا پتہ لگا لیتا ہے ۱۷۶

(باقی آئندہ)

کتاب ذم الدنیا

الحدیث الدنیا سجن المؤمن
وجنۃ الکافر مسلم
من حدیث ابی ھریرۃ
ف فیہ ان من شان المؤمن
عدم لصوق قلبہ بالدنیا
الحدیث الدنیا
ملعونۃ ملعون
ما فیھا الترمذی
وحسنہ وابن
ماجۃ من حدیث
ابی ھریرۃ وزاد
الا ذکر اللہ وما
والاہ وعالم
ومتعلم
الحدیث حدیث ابی
موسی الاشعری من
احب دنیاہ اضر باخرتہ الحدیث
احمد والبزار والطبرانی
وابن حبان والحاکم وصححہ وتمامہ

کتاب مذمت دنیا

حدیث دنیا مومن کا جیلخانہ ہے اور کافر کی
باغ و بہار ہے روایت کیا اسکو مسلم نے ابو ہریرہ
کی حدیث سے ف اسمیں دلالت ہے اسپر کہ مومن کی
شان یہ ہونا چاہیئے کہ اس کا دل دنیا میں
نہ لگنا چاہیئے جسطرح جیلخانہ سے گھبراتا ہے۔
حدیث دنیا بھی راندۂ درگاہ ہے اور جو
دنیا میں ہے وہ بھی روایت کیا اسکو ترمذی
نے اور اسکو حسن کہا اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ
85 کی حدیث سے اور اتنا زیادہ کیا کہ مگر (یہ چیزیں
مستثنیٰ ہیں) ذکر اللہ اور جو (چیز) اس کے
تابع اور اس کے متعلق ہے) اور عالم اور طالب علم
(یہ تخصیص بعد تعمیم ہے کیونکہ ذکر اللہ میں علم
داخل ہے اور عالم و طالب علم کا تعلق علم
سے ظاہر ہے اسیطرح سب سامان دین)
حدیث ابو موسی کی حدیث کہ جو شخص
اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کو
ضرر پہونچاویگا الخ اسکو احمد اور بزار اور طبرانی
اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور
حاکم نے اسکی تصحیح بھی کی اور اس کا تتمہ یہ ہے

ما نحن من الدنیا

عہ فی القاموس فی معانی اولی التابع ۱۲ منہ

ومن احب اخرته
اضر بدنیاه فاثروا
ما یبقی علی
یفنی

الحدیث حب الدنیا راس
کل خطیئة ابن ابی
الدنیا فی ذم الدنیا والبیهقی
فی شعب الایمان من
طریقه من روایة الحسن مرسلا

الحدیث الدنیا دار
من لا دار له الحدیث
احمد من حدیث
عائشة مقتصرا علی هذا
وعلی قوله ولها یجمع من
لا عقل له وزاد
ابن ابی الدنیا والبیهقی
فی الشعب من
طریقه ومال من لا مال له
واسناده جید

ف فی کل من الاربعة
تنفیر عن الدنیا

جو شخص اپنی آخرت سے محبت کریگا وہ اپنی دنیا
کو ضرر پہونچاوے گا پس تم باقی کو فانی پر ترجیح
دو (جبکہ دونوں کی کامل طلب کا جمع ہونا
غیر ممکن ہے)

حدیث۔ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل
ہے روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے
ذم دنیا میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن
ابی الدنیا کے طریق سے حسن کی روایت سے
مرسلاً۔

حدیث۔ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا
کوئی گھر نہ ہو الخ روایت کیا اسکو احمد نے حضرت
عائشہ کی حدیث سے اس طور پر کہ اس جملہ
(مذکورہ) پر اور (اسکے ساتھ) دوسرے اس
جملہ پر کہ اوس دنیا کو وہ شخص جمع کرتا ہے
جسکو عقل نہ ہو اکتفا کیا ہے اور ابن ابی الدنیا
نے اور بیہقی نے شعب میں ابن ابی الدنیا
کے طریق سے یہ اور زائد کیا ہے کہ وہ دنیا
اس شخص کا مال ہے جس کا کچھ مال نہ ہو
اور اس کی سند جید ہے۔

ف ان چاروں حدیث میں دنیا سے
نفرت دلائی گئی ہے۔

التنفیر عن الدنیا
تنفیر از دنیا

کتاب ذم البخل

الحدیث لا تتخذوا الضیعۃ فترغبوا فی الدنیا الترمذی والحاکم وصحح اسنادہ من حدیث ابن مسعود بلفظ فترغبوا

ف وفیہ ما فی الاربعۃ المتقدمۃ زیادۃ ان فی الضیعۃ زیادۃ لصوق بالدنیا

الحدیث نعم المال الصالح للرجل الصالح احمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط من حدیث عمرو بن العاص بسند صحیح بلفظ نعما وفی اللمرء ف وفیہ کون الدنیا غیر مذمومۃ اذا کانت معینۃ فی الدین۔

الحدیث عز المؤمن استغناؤہ عن الناس الطبرانی فی الاوسط والحاکم وصحح اسنادہ الی اخر ما قال

کتاب مذمت بخل

حدیث جائداد کا سامان مت کرو کہ اس سے تم میں دنیا کی محبت ہو جائیگی روایت کیا اسکو ترمذی نے اور حاکم نے مع تصحیح سند ابن مسعود کی حدیث سے اس لفظ سے کہ تم کو (دنیا کی) رغبت ہو جائیگی ف اس حدیث میں بھی اوپر کی چار حدیث والا مضمون ہے اتنی زیادت اور ہے کہ جائداد میں دنیا کے ساتھ زیادہ تعلق ہو جاتا ہے۔

87 حدیث نیک مال نیک آدمی کیلئے اچھا ہے روایت کیا اسکو احمد اور طبرانی نے کبیر و اوسط میں عمرو بن عاص کی حدیث سے صحیح سند کے ساتھ بلفظ نعما اور دونوں نے للرجل کی جگہ للمرء کہا ہے (معنے دونوں کے ایک ہیں) ف اس میں دلالت ہے کہ دنیا جب دین میں معین ہو تو وہ مذموم نہیں۔

حدیث مومن کی عزت یہ ہے کہ سب لوگوں سے مستغنی رہے روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے اور اسکی اسناد کو صحیح کہا اون کے آخر قول تک

ف فیہ حقیقۃ العز انھا بالاستغناء لا بالاستقصاء وھو مشاھد

الحدیث حدیث ابن عمر ان للہ عبادا یختصھم بالنعم لمنافع العباد الحدیث الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابونعیم وفیہ محمد بن حسان السمتی وفیہ لین ووثقہ ابن معین یرویہ عن ابی عثمان عبد اللہ بن زید الحمصی ضعفہ الازدی وتمامہ فمن بخل بتلک المنافع علی العباد نقلھا اللہ تعالی عنہ وحولھا الی غیرہ

ف فیہ تھدید علی الضنۃ فی ایصال النفع دنیویا کان او دینیا لاسیما ان کان عن ادلال وترجم بعضھم بقولہ۔ خاص کند بندۂ مصلحت عام را

ف اس حدیث میں عزت کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ وہ استغنا سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ (دنیا کے مال وجاہ میں) زیادہ کوشش کرنے سے اور اس کا مشاہدہ ہے

حدیث ابن عمرؓ کی حدیث کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اون کو اللہ تعالیٰ نعمتوں کے ساتھ مخصوص فرماتے ہیں دوسرے بندوں کے نفع کے لیے الخ اسکو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا اور اسمیں محمد بن حسان سمتی راوی ہے جس میں قدرے ضعف اور ابن معین نے اُنکی توثیق کی ہے وہ اسکو ابی عثمان عبد اللہ ابن زید حمصی سے روایت کرتے ہیں اُنکو ازدی نے ضعیف کہا ہے اور تتمہ حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص اون منافع میں بندوں پر بخل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اونکو اوس سے منتقل فرما کر دوسروں کیطرف منصرف کر دیتا ہے

ف۔ اسمیں تہدید ہے بندوں کو نفع پہونچانے میں بخل کرنے پر خواہ دنیوی منفعت ہو خواہ دینی۔ بالخصوص اگر کمال پر ناز اسکا منشا ہو بعض نے اس کا ترجمہ کیا ہے خاص کند بندہ مصلحت عام را

88

النعمۃ بالبخل زوال نادۃ

(باقی آیندہ)

یا تو اُن کے بہادری کے افسانہ جھوٹے ہیں یا اُن کے تقیہ کی کہانی غلط ہے اب صرف دو مذہب سچے ہو سکتے ہیں یا مذہب خوارج جو انکو کافر کہتے ہیں یا مذہب اہل سنت وجماعت جو کہتے ہیں کہ آئمہ نہایت راستگو اور نہایت باایمان تھے اور اُن کی شان لایخافون فی اللہ لومۃ لائم تھی اور ان کا مذہب وہی تھا جو اہل سنت کا مذہب ہے اور جو باتیں اُن کی طرف شیعہ نسبت کرتے ہیں وہ انکا افترا ہے اور جب مذہب تشیع بالکل افسانہ ثابت ہوا اور حق دائر ہو گیا خوارج اور اہل سنت کے مذہب کے درمیان تو پھر جب میں ان دونوں مذہبوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں تو مجھے اہل سنت کا مذہب اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے اس کو سُنکر بڑے بھائی نے کہا کہ مجھے بھی یہ ہی خیال ہوتا ہے جب وہ دونوں متفق ہو گئے تو چھوٹا بھائی اُٹھا اور کہا کہ مولانا ذرا منبر پہ سے اتر جایئے مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ مولانا سمجھے کہ شاید میری تردید کریگا۔ اور یہ خیال کرکے آپ نیچے تشریف لے آئے اس لڑکے نے منبر پہ جاکر تمام شیعوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ صاحبو آپ کو معلوم ہے کہ اس مقام پر شیعوں کی حکومت ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ مولانا جو اس جرأت سے مذہب تشیع کی تردید فرمارہے تھے اور نہ ان کو بادشاہ کا خوف تھا نہ ارکان دولت کا۔ اور نہ عام رعایا کا۔ محض ایک معمولی شخص ہیں کہ نہ انکو کوئی جسمانی قوت ہم لوگوں سے ممتاز حاصل ہے اور نہ اُن کے پاس کوئی فوجی قوت ہے پھر باوجود اس بے کسی اور بے بسی اور کمزوری کے جو وہ اس قدر جرأت دکھلا رہے تھے اس کا سبب کیا ہے اور وہ کونسی قوت ہے جس نے اُن کو اِس قدر جانباز اور جری بنا دیا ہے میرے نزدیک وہ قوت صرف قوت ایمانی ہے اب میں دریافت کرتا ہوں کہ ہمارے آئمہ جو عمر بھر تقیہ کرتے رہے حتیٰ کہ خود اپنے شیعوں سے بھی ڈرتے رہے تو اس کمزوری کا کیا سبب ہے۔ اگر اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں قوت نہ تھی تو اول تو مذہب تشیع اس کا انکار کرتا ہے اور ان کی اندر انسانی طاقت سے زیادہ طاقت بتلاتا ہے پھر اگر اس کو تسلیم ہی کر لیا جاوے تو وہ قوت میں مولوی اسمٰعیل صاحب سے کسی صورت سے کم نہ ہونگے پھر کیا وجہ ہے کہ ان میں مولوی اسمٰعیل کی سی جرأت نہ تھی اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایمان میں

مولوی اسمٰعیل سے بھی کمزور تھے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب تشیع تو کسی طرح حق نہیں ہوسکتا اگر حق ہوسکتا ہے تو مذہب خوارج یا مذہب اہل سنت اور یا تو ائمہ (نعوذ باللہ) سراسر بے ایمان تھے جیسے خوارج کہتے ہیں اور زیادہ پکے سنی تھے جیسے اہل سنت کہتے ہیں یہ میرا شبہ ہے اگر کسی شیعی کے پاس اس کا جواب ہو تو اس کا جواب دے ورنہ میں مذہب تشیع سے تائب ہوتا ہوں اور میرے ساتھ میرا بڑا بھائی بھی تائب ہوگا اس مجمع میں مجتہدین بھی تھے مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا اس نے پھر کہا کہ یا تو کوئی صاحب جواب دیں ورنہ میں سنی ہوتا ہوں اس کا بھی کچھ جواب نہ ملا آخر وہ منبر پر سے اترا اور مولانا سے عرض کیا کہ میں اپنا کام کرچکا۔ اب آپ وعظ فرمائیں مولانا نے فرمایا کہ وعظ سے جو میرا مقصود تھا وہ حاصل ہوگیا اور جو تقریر تم نے کی ہے ایسی نہ کرتا اس لئے اب مجھے کہنے کی ضرورت نہیں رہی۔ یہ دونوں لڑکے کسی بڑے وثیقہ دار کے لڑکے تھے جب یہ سنی ہوگئے تو انھوں نے اپنا سب گھربار چھوڑ دیا اور چھوڑ کر مولانا کے ساتھ ہوگئے
اور انہی کے ساتھ رہے یہاں تک کہ جہاد میں مولانا کے ساتھ شہید ہوگئے۔ ۴۷

حاشیہ حکایت (۵۷) **قولہ** فی آخر القصہ اس لئے اب مجھے کہنے کی ضرورت نہیں رہی **اقول** یہ ہے اخلاص فی النیۃ والعمل کہ وعظ سے جو مقصود تھا جب دوسرے شخص کے واسطے سے حاصل ہوگیا گو وہ عامی ہی تھا تو وعظ کے منقطع فرمادینے میں کوئی تردد نہ ہوا اور نہ طالبان جاہ اس سبکی کو کب گوارا کرسکتے ہیں یہی حقیقت ہے حضرت علی خواص رح کے اس ارشاد کی کہ علامت اخلاص کی یہ ہے کہ جو شخص کوئی دینی خدمت مثل وعظ یا بیعت وتلقین کرتا ہو اگر دوسرا کوئی اچھا کام کرنے والا آجاوے تو یہ طالبوں کو اس کی طرف متوجہ کردے اور یہ وہی کرسکتا ہے جس کو تصدر و تقدم و ترفع مقصود نہ ہو (شت)

(۵۸) خانصاحب نے فرمایا کہ پھلاودہ ضلع میرٹھ میں لاوڑ کے قریب ایک مقام ہے وہاں کے رہنے والے ایک شخص تھے جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ یہ صاحب حافظ عبد الغنی صاحب کے (جو کہ پھلاودہ کے رہنے والے اور مولوی احمد حسن صاحب امروہی کے شاگرد ہیں) دادا کے چھوٹے بھائی تھے اور رئیس بھی تھے ان صاحب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ جو بچہ بکری

کا پیدا ہوتا تھا میں اُس کی اُون کتروا لیتا تھا اس طرح میں نے اون جمع کروا کے حاجی
صاحب کے لئے ایک کملی بنوائی اور اُس وقت تک میں حاجی صاحب کی زیارت سے مشرف
نہ ہوا تھا بلکہ غائبانہ طور پر معتقد تھا جب میں حج کے لئے گیا تو اُس کملی کو اپنے ساتھ لے گیا
ایک جگہ ہمارا جہاز طغیانی میں آگیا اور جہاز میں ایک شور مچ گیا میں چھتری پر تھا وہاں
سے اتر کر تنق کی جالیوں سے کمر لگا کر اور منہ لپیٹ کر ڈوبنے کے لئے بیٹھ گیا کیونکہ میں سمجھتا
تھا اب کچھ دیر میں جہاز ڈوبے گا اسی اثنا میں مجھ پر غفلت طاری ہوئی میں نہیں سمجھتا کہ وہ
نیند تھی یا غم کی بدحواسی اسی غفلت میں مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ فلانے اُٹھو اور پریشان
مت ہو ہوا موافق ہو گئی ہے کچھ دیر میں جہاز طغیانی سے نکل جاویگا اور میرا نام امداد اللہ
ہے مجھے میری کملی دو میں نے گھبرا کر کملی دینی چاہی اس گھبراہٹ میں آنکھ کھل گئی اور میں
نے لوگوں سے کہدیا کہ تم مطمئن ہو جاؤ جہاز ڈوبے گا نہیں کیونکہ مجھ سے حاجی صاحب
نے خواب میں فرمایا ہے کہ جہاز ڈوبے گا نہیں اُس کے بعد میں نے لوگوں سے پوچھا کہ
تم میں سے کوئی حاجی امداد اللہ صاحب کو جانتا ہے مگر کسی نے اقرار نہیں کیا آخر جہاز طغیانی ۷۵
سے نکل گیا اور ہم مکہ پہونچ گئے میں نے لوگوں سے کہدیا تھا کہ کوئی مجھے حاجی صاحب
کو نہ بتلائے میں خود اُن کو پہچانوں گا جب میں طواف قدوم کر رہا تھا تو میں نے طواف
کرتے ہوئے حاجی صاحب کو مالکی مصلے کے قریب کھڑے دیکھا اور دیکھتے ہی پہچان لیا
کیونکہ اُن کی شکل اور لباس وہی تھا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا صرف فرق اتنا تھا
کہ جب میں نے جہاز میں دیکھا تھا تو اُس وقت آپ لنگی پہنے ہوئے تھے اور اِس وقت
پاجامہ میں نہیں سمجھا کہ اتنا فرق کیوں تھا خانصاحب فرماتے ہیں کہ میں نے یہ وجہ
بیان کی کہ جہاز کو طغیانی سے نکالنے کے لئے لنگی ہی مناسب تھی اس لئے آپ نے لنگی
پہنے دیکھا تھا۔ سُن کر وہ بہت خوش ہوئے اُس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ میں طواف
سے فارغ ہو کر حاجی صاحب سے ملا اور کملی پیش کی اور جہاز کا قصہ عرض کیا آپ نے
فرمایا کہ بھائی مجھے تو خبر بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ بعض وقت اپنے کسی بندہ کی صورت سے
کام لے لیتے ہیں۔

حاشیہ حکایت (۵۸) قولہ فی آخر القصۃ مجھے تو خبر ہی نہیں الخ اقول اکثر تو ایسا ہی ہوتا ہے اور وہ کوئی غیبی لطیفہ ہوتا ہے جو کسی مانوس شکل میں متمثل ہو جاتا ہے اور کبھی خبر بھی ہوتی ہے بطور کرامت کے مگر اس کی کوئی یقینی پہچان نہیں زیادہ مدار اس بزرگ کے قول پر ہے وہ بھی جب کہ کسی مصلحت سے اخفاء نہ کریں (اشرف)

(۵۹) خانصاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی نے جو ۱۲۹۹ھ میں حج کیا ہے اُس میں آپ کے ہمراہ یہ اشخاص تھے امیر شاہ (یعنی خود خانصاحب) حافظ عطاء اللہ مرحوم حاجی محمد یعقوب دہلوی، گھڑی ساز محمد عاشق، مولوی مسعود صاحب کے پہلے سسر جن کا نام مجھے یاد نہیں منشی تجمل حسین صاحب انبہٹوی (حضرت حاجی صاحب کے بھتیجے) ہم سب لوگ ذی قعدہ کی کسی تاریخ میں بمبئی پہونچ گئے تھے۔ لیکن جس جہاز کے ارادہ سے چلے تھے وہ جہاز ہم سے ایک روز پہلے چلا گیا تھا دوسرا جہاز ریڈسی کھڑا تھا مگر اُس کے روانہ ہونے میں دیر تھی اس لئے ہم کو بمبئی میں گیارہ روز اور ٹھہرنا پڑا اور ہم ۲۰ تاریخ کو جہاز ریڈسی میں سوار ہوئے ہمارے سوار ہونے کے بعد بھی وہ جہاز کھڑا ہی رہا نہ بیس کو چلا نہ ۶ے اکیس کو نہ بائیس کو۔ اب لوگ گھبرا گئے اور سمجھا کہ اب حج نہیں مل سکتا کیونکہ دن تھوڑے باقی ہیں اور ادھر اتنا لمبا راستہ قطع کرنا ہے اور اس کے ساتھ گیارہ شب کا قرنطینہ بھی کرنا ہے اور یہ خیال کر کے لوگوں نے جہاز سے اُترنا شروع کر دیا جب مولانا کو معلوم ہوا کہ لوگ اُترنے لگے ہیں تو آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ لوگوں سے کہدو کہ عزم حج فسخ نہ کریں ہمیں حج ضرور ملے گا کیونکہ میں اپنے کو عرفات میں اور مزدلفہ میں اور منیٰ میں دیکھ چکا ہوں ہم نے اطلاع کر دی اس پر کچھ لوگ تو رہ گئے۔ اور کچھ پھر بھی اُتر گئے حافظ ...... ہی اس جہاز میں تھے اور اُنہوں نے بھی جہاز سے اترنیکا ارادہ کیا تھا۔ مولانا کو چونکہ اُن سے حسن ظن تھا اس لئے مولانا نے حافظ عطاء اللہ سے اور مجھ سے کہا کہ حافظ ...... کو سمجھاؤ کہ وہ ارادہ فسخ نہ کریں ہمیں حج ضرور ملے گا ہمنے اُنہیں سمجھایا اس پر وہ خود مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے مولانا نے اپنی عادت کے خلاف خود اُن کو سمجھایا اور اُنہوں نے اقرار کر لیا کہ اب میں نہ اُترونگا۔ مگر باوجود اس کے بھی وہ اُتر گئے۔

(باقی آئندہ)

تکمیل الیقین یعنی خلاصۂ سائنس اور اسلام

اُردو زبان مین یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کے ساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوئے ہے یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیمیافتوں کے واسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہوکر شبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں یہ کتاب بے پڑھے مسلمانوں کے لئے بھی ازبس ضروری اور نافع ہے. مضامین کی مختصر فہرست یہ ہے جزو اول عقائد و اعمال کو لکھکر اسکے ضمن مین ہر قسم کے شرک اور خلاف شرع رسوم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی نقصانات و منافع دکھلا کر حکومت و انتظام ملکی کی تشریح کی ہے اسکے بعد نماز کے لئے طہارت کے شرط ہونیکی حکمت. وضو مین اعضائے وضو ہونے اور ترتیب کی حکمت. نماز مین کعبہ کیطرف مُنہ کرنے کی حکمت. بے نمازونکی واہی تباہی عذروں کے معقول جواب. اعمال حج کی فلاسفی. اور بے پردگی کی خرابیان. تعدد ازواج کے متعلق نہایت عمدہ بحث اُس شبہ کا جواب جو کہ شریعت محمدیہ کے قوانین نئی روشنی کے زمانہ مین بے سود ہین. سچے صوفیوں کے حالات. مادہ کی قدامت کا ابطال فلاسفہ ہی کے مسلمہ اصول سے. توحید انیت کی فلاسفی عقل کی حقیقت معلوم کرنیمیں اہل سائنس کی بدحواسی. حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب. روح اور جسم کے باہمی تعلق کی حقیقت الغرض دنیا بھر کے شکوک و شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہوسکتے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں جنکو پڑھکر اسلام کے دین کامل ہونیکا یقین ہوجاتا ہے. قیمت صرف دو روپیہ. (عگار)

خریداران اُنہارڈ کے واسطے ایکروپیہ آٹھ آنہ

سفرنامہ مالٹا یا سیاست اسلامی کا ایک مجاہدانہ درس

آجکل جسکو دیکھئے وہ ہندستان میں اسلامی سلطنت کے خواب دیکھ رہا ہے مگر جن خوبیوں کی سلطنت کیلئے ضرورت ہے انکا نام نہیں. تو کیا جو غلام ہو اور غلامانہ صفات بھی اپنے اندر رکھتا ہو وہ کبھی غلامی کی قید سے آزاد ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہٗ بھی ہماری طرح دوسروں کے محکوم تھے مگر غلامانہ صفات سے پاک تھے پس آپ اگر شیخ عالم علیہ الرحمہ سفرنامہ مالٹا نہ دیکھا ہو تو اب دیکھئے آپکو معلوم ہوگا کہ قدرت نے آپکو کیسے شاہانہ اوصاف عطا فرمائے تھے. یہ سفرنامہ آپکو بتا دیگا کہ اغیار کے ہاتھوں میں پھنسکر اولوالعزمی ثابت قدمی بے خوفی حق گوئی کے جوہر دکھانا یہ خاص مجاہد فی اللہ ہی کی شان ہے. اس سفرنامہ سے آپ حضرت علیہ الرحمہ کے حالات زندگی معلوم کرکے اشداء علی الکفار رحماء بینہم کی تفسیر کا لطف اٹھائینگے اور متقیانہ و مجاہدانہ اوصاف سے آگاہ ہوکر جام شریعت سندان عشق کی یکجائی نظارہ سے وجد کرینگے پس اگر ترقی اسلام کے شیدائیو اور اسکے عروج ملی کے فدائیو آؤ اور حضرت شیخ المجاہدین کا سفرنامہ پڑھکر جرأت ہمت کا سبق حاصل کرو خدا ترسی و حق پرستی کے خوگر بنو. ماسوا کا خوف دل سے نکالکر تو کلا ً نہ جدوجہد اغیار پر اسلامی جاہ و جلال کا رعب جما دو. قیمت دس آنے ۸/

المشتہر محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلے اللہ علیہ وسلم

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات وسیر مین ایک نہایت جامع کتاب ہے جسکو حضرت مولٰنا ومرشدنا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم نے نہایت صحیح و معتبر روایات سے تالیف فرمایا ہے آجتک ایسی کتاب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات میں طبع نہیں ہوئی تھی۔ احقر کے کتب خانہ میں فروخت کیلئے موجود ہے قیمت فی جلد ایکروپیہ آٹھ آنہ۔ خریداران الہادی کیواسطے ایکروپیہ دو آنے ✤

قیمت صرف پانچ آنے (۵/)　　جدید الطبع وعظ مسمٰے بہ　　ضخامت ۱۰۰ صفحہ تقطیع ۲۰×۲۶ خط کاغذ چھپائی عمدہ

تقلیل الکلام بصورۃ تلاوت کلام الملک العلام

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	×

بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء

اس زمانہ میں اس کتاب کا مطالعہ بیحد دلچسپی کا موجب ہوگا اس کتاب میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لیکر سنہ ۹۰۴ھ تک کے خلفاء کے حالات درج کردیئے ہیں بس اسکے دیکھنے سے شاندار تاریخ اسلام پر پورا عبور ہوجاتا ہے اور نامور اولوالعزم خلفائے اسلام کے کارنامے اور واقف ہونے کے بعد خلافت راشدہ وغیر راشدہ کا فرق بھی معلوم ہوجاتا ہے آجکل چونکہ اسلامی سیاسیات کا ذکر اخباروں و مختلف صحبتوں و جلسوں میں زیادہ رہتا ہے۔ اسلئے واقعات کے متعلق صحیح رائے قائم کرنے کے لئے خلفائے اسلام کے حالات معلوم کرنے ضروری ہیں جسکے لئے بیان الامراء بہترین کتاب ہے صفحات ۴۱۲ قیمت دو روپے (عہ) خریداران الہادی کیواسطے ایکروپیہ آٹھ آنہ

المشتہر محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر افضلیت تعلیم تدریجی بر آنکہ عامل باشد

حاضر باشد یا بادی + ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی + پس اتباعاً للنص المزبور + صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمی بہ

الہادی

نمبر ۱۱ | بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ | جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و حادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مکن ست برائے ہر جائع و صادی + بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصلح عقائد و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی + بادارۂ محمد عثمان عاصی + در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی دریں رسالہ نوٹ ترصت میگردد

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ربیع الاول سنہ ۱۳۴۵ھ

جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولنا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضامین	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	اشاعت التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہٗ	۱
۲	المصالح العقلیہ	اسرار شریعت	حکیم الامۃ حضرت مولنا مولوی شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم	۹
۳	کلید مثنوی	تصوف	ایضاً	۲۵
۴	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۳
۵	اسیر الروایات فی حبیب الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامۃ مولنا تھانوی مدظلہم	۳۷

اُصول ومقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہٰذا کا مقصود اُمۃ محمدیہ کے عقائد و اخلاق ومعاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بجز العذر معین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈھائی جزو سے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنہ پر ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی۔ پی پہنچیگا۔

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے مبلغ کا وی پی روانہ

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجینگے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول سنہ ۱۳۴۴ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائینگے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرماویں مگر اس کی قیمت تین روپے ہے۔ علاوہ محصول ڈاک +

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

بھی روایت کیا گیا ہے اور ان ائمہ میں سے کہ جو جماعت میں آنے کو فرض جانتے ہیں ابو العطا اور امام احمد بن حنبل اور ابو ثور ہیں اور امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ میں نہیں رخصت دیتا (ترک جماعت کی) اس شخص کو کہ وہ جماعت میں حاضر ہونے کی طاقت رکھتا ہو بلا عذر کے اور خطابی نے ابن ام مکتوم کی حدیث روایت کرنیکے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے اس امر کی کہ جماعت میں حاضر ہونا واجب ہے اور اگر یہ مستحب ہوتا تو جن لوگونکو ترک جماعت کی اجازت ہے ان میں سے سب سے پہلے اہل ضرورت اور ضعفاء اور حضرت ابن مکتوم جیسے (نابینا) شخص ہوتے اور عطاء بن ابی رباح فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی مخلوق میں سے کسی شخص کو وطن اور بستی میں ترک جماعت کی رخصت نہیں ہے جبکہ وہ اذان کو سن سکتا ہو اور امام اوزاعی نے فرمایا کہ جمع اور جماعات کے چھوڑنے میں والدین کی اطاعت بھی نہیں **ف** یعنے اگر والدین جمعہ یا پنجگانہ جماعتوں میں حاضر ہونے سے منع کریں تو کہنا نہ ماننا چاہیئے انتہی۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے پاس کوئی رہبر نہیں ہے کہ مجکو مسجد لے آوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت دے جانے کی خواہش پیش کی تھی آپ نے اسے رخصت دیدی جب وہ واپس ہوا تو اسکو بلوایا اور فرمایا کہ کیا تو نماز کے بلاوے یعنے اذان کو سنتا ہے عرض کیا کہ ہاں فرمایا تو ضرور اجابت کر و جماعت میں شریک ہو اسکو مسلم اور نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو شعثا رمحاربی سے مروی ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ موذن نے اذان دی ایک آدمی مسجد سے کھڑا ہو کر چلنے لگا حضرت ابو ہریرہؓ اسکی طرف دیکھتے رہے حتی کہ وہ مسجد سے نکل گیا پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ لیکن اس شخص نے بیشک ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور یہ پہلے بھی گذر چکی۔

اور حضرت ابو امامہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم نابینا

جنکے بارہ مین سورہ علیس و تولی ان جاءہ الاعمی نازل ہوئی تھی یہ قریش میں سے ایک آدمی تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہون مجھکو جناب ملاحظہ فرمارہے ہیں میری عمر بڑی ہوگئی ہڈیاں میری نرم ہوگئین نگاہ جاتی رہی اور کوئی ایسا ہمراہی بھی میسر نہیں کہ اسکی چال میرے موافق ہو (مین ساتھ چل سکون) کیا آپ میرے بارہ میں رخصت پاتے ہیں کہ میں گھر میں نچگانہ نماز پڑھ لیا کروں فرمایا کیا تم جس گھر میں رہتے ہو موذن کی اذان سُنتے ہو انھوں نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے لئے رخصت نہیں پاتا اور اگر یہ نماز سے رہجانے والا جانتا کہ اس جماعت مین شریک ہونے کو جانیوالے کے واسطے کیا اجر ہے تو یہ (مختلف) ضرور آتا اگرچہ چاروں ہاتھ پیروں پر گھٹنیوں چلنا پڑتا اسکو طبرانی نے علی بن یزید الہانی سے بواسطے قاسم عن ابی امامہ روایت کیا ہے۔

۱۷۸ اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہتے ہین کہ حضرت اُم مکتومؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ میرا گھر بعید ہے اور مین نابینا ہوں اور اذان کی آواز سُنتا ہون فرمایا اگر تم اذان سُنتے ہو تو اجابت کرو (حاضر ہو) اگرچہ گھٹنیوں ہو یا چتڑیوں اسکو امام احمد اور ابو یعلے نے اور طبرانی نے اوسط مین اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین بغیر (لفظ) چتڑیون کے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اُن سے دریافت کیا گیا ایک شخص کے بارہ مین کہ دن کو روزہ رکھتا ہے اور تمام رات نماز پڑھتا ہے اور نہ جماعت مین حاضر ہوتا ہے نہ جمعہ مین فرمایا وہ دوزخ مین ہوگا اسکو ترمذی نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص حی علی الفلاح سُنے اور اجابت نہ کرے (حاضر نہ ہو) اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دیا اسکو طبرانی نے اوسط مین باسناد حسن روایت کیا ہے۔

اور حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ جماعت مین حاضر نہ ہونے کو چھوڑ دین ورنہ مین ضرور انکے گھرون کو

لاوینگا اسکو ابن ماجہ نے بواسطے زبرقان بن عمرو ضمری اسامہ سے روایت کیا ہے
ور زبرقان کا اسامہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

اور حضرت ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اذان بحالت فراغ وتندرستی سُنی اور پھر اجابت
نہ کی اسکی نماز نہیں ہے اسکو حاکم نے بروایت ابوبکر بن عیاش بواسطے ابوحصین ابن بردہ
سے روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے مصنف کہتے ہیں صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے

نفل نماز کے گھرمین پڑھنے کی ترغیب

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم اپنی نمازونکا کچھ حصہ اپنے گھرون کے لئے مقرر کرلو اور انکو قبرین مت
بنالو اسکو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔

9 اور حضرت جابر ابن عبداللہ سے مروی ہے کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد مین نماز پڑھ لے تو اسکو اپنے گھر کے لئے
بھی اپنی نماز میں سے ایک حصہ مقرر کرنا چاہیئے اللہ تعالےٰ اُسکے گھرمین اسکی نماز کی وجہ
سے خیر (وبرکت) فرماتے ہیں اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور اسی حدیث کو ابن خزیمہ
نے اپنی صحیح ابوسعید کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور ابوموسےٰ اشعری نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین فرمایا مثل اُس
گھر کے جسمین اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اُس گھر کی جس مین ذکر خدا نہیں کیا جاتا مثل زندہ
اور مردہ کے ہے اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہتے ہین مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کونسی نماز میرے گھرمین افضل ہے یا (کونسی)
مسجد مین فرمایا تم میرے گھر کو دیکھتے نہین ہو کیسا کچھ مسجد کے قریب ہے پھر بھی مجھکو اپنے
گھرمین نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے بجز نماز فرض کے اسکو

امام احمد ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوموسےٰ سے مروی ہے کہتے ہیں اہل عراق میں سے ایک جماعت حضرت عمر کی طرف چلی جب آپ کے پاس پہنچی آپ سے اس آدمی کے بارہ مین دریافت کیا جو اپنے گھر مین نماز پڑہے آپ نے فرمایا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا جناب نے فرمایا آدمی کی نماز اسکے گھر میں نور ہے بس تم اپنے گھرونکو منور کرو اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اسواسطے کہ نماز مرد کی افضل گھر میں ہے بجز نماز فرض کے اسکو نسائی نے باسناد جید اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین روایت کیا ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین سے ایک صاحب سے روایت ہے محدث کہتے ہیں مین گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے اس حدیث کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک سند پہنچائی ہے فرمایا آدمی کی نماز اسکے گھر میں ایسی جگہ پر نماز پڑہنے سے ۱۸
جہاں اسکو لوگ دیکھتے ہوں ایسی فضیلت رکھتی ہے جیسے فرض نماز نفل نماز پر اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے اور اسکی اسناد بھی انشاءاللہ جید ہے۔

اور حضرت انس ابن مالک سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے گھرون کا بعض نمازون کے ساتھ اکرام کرو اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار کرنے کی ترغیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی جبتک نماز کی انتظار اسکو روکے رکھتی ہے اور اسکو گھر جانے کو بجز نماز کے اور کوئی امر مانع نہیں ہوتا وہ برابر نماز مین رہتا ہے اسکو امام بخاری نے ایک حدیث کے درمیان میں روایت کیا ہے اور مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری کی ایک روایت

مین ہے کہ تم میں سے ہر ایک آدمی برابر نماز مین رہتا ہے جبتک نماز اسکو روکے رکھتی ہے اور فرشتے کہتے رہتے ہین اللہ اسکو بخشدے اے اللہ اسپر رحم فرما یا جبتک کہ اپنے مصلّٰے سے کہڑا نہیں ہوتا یا وضو نہیں توڑتا اور مسلم اور ابوداؤد کی ایک روایت مین اسطرح ہے فرمایا بندہ برابر نماز مین رہتا ہے جبتک کہ اپنے مصلّٰے پر نماز کی انتظار کرتا ہے اور فرشتے کہتے ہین اے اللہ اسکے گناہ بخشدے اے اللہ اسپر رحم فرما یہانتک کہ واپس ہو یا حدث کرے کہا گیا اور حدث کیا ہے فرمایا کہ آہستہ یا آواز باد خارج کرے اور اسکو امام مالک نے موقوف نعیم بن عبد اللہ عمری سے نقل کیا ہے کہ انھون نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی نماز پڑہکر اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہا برابر فرشتے اسپر درود بھیجتے رہتے ہیں اے اللہ تو اسکی مغفرت فرما اے اللہ تو اس پر رحم فرما پھر اگر اپنی جائے نماز سے کہڑا ہو گیا اور مسجد مین بیٹھ گیا کہ نماز کی انتظار کرتا ہے برابر نماز میں رہے گا جبتک نماز پڑھے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کو آدھی رات تک دیر کی پھر نماز کے بعد صحابہ کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا تمام لوگ نماز پڑہکر سو رہے اور تم برابر نماز مین رہے جب سے نماز کی انتظار کر رہے ہو اسکو بخاری نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آیۃ تتجافی جنوبھم عن المضاجع۔ ترجمہ انکے پہلو بستروں سے علیحدہ رہتے ہین نماز عشاء کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جسکو تم عتمہ کہتے ہو اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑہی پھر جو چلا گیا چلا گیا اور جو پیچھے رہگیا رہگیا پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جلدی سے تشریف لائے کہ سانس چڑہ رہا تھا اور گھٹنون سے کپڑا اٹھا رکھا تھا فرمایا خوش ہو جاؤ یہ تمہارے رب نے آسمان کے

دروازون میں سے ایک دروازہ کھولا ہے تم پر فرشتوں سے مفاخرہ فرمارہے ہیں فرماتے ہیں کہ میرے بندون کو دیکھوکہ ایک فرض کوادا کیا ہے اور دوسرے کی انتظار کررہے ہیں اسکو ابن ماجہ نے ابی ایوب کے واسطے سے حضرت ابن عمرو سے روایت کیا ہے اور اسکے راوی ثقہ ہین اور یہ ابوایوب مراغی عتکی ثقہ ہین مین نہیں جانتا کہ انہون نے حضرت عبداللہ سے سُنا ہو واللہ علم۔

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ایک نماز بعد ایک نماز کے جسکے درمیان مین کوئی لغو بیہودہ بات نہ ہو علیون میں لکھا جاتا ہے اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور یہ پوری حدیث پہلے گذر چکی ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مین تم کو ایسی بات نہ بتاؤن کہ اس سے اللہ تعالےٰ خطاؤن کو معاف کردے اور گناہون کا کفارہ کردے اصحاب نے عرض کیا ضرور یارسول اللہ ۱۸۲
فرمایا ناگواریوں کے وقت وضو کامل کرنا اور مسجدونکی طرف کثرت سے قدم رکھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار کرنا یہ سرحدی پہرا ہے (یعنی یہ انتظار میں بیٹھنا گویا ایسا ہے کہ جہاد کی انتظار مین سرحد پر پڑا رہنا ہے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور امام مالک اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے حدیث ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے اور یہ پہلے گذر چکی ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمانا گواریون کے وقت وضو کا کامل کرنا اور قدمون کو مسجدونکی طرف جانیکے کام میں لانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار کرنا خطاؤن کو بالکل دہو دیتا ہی اسکو ابویعلے اور بزار نے اسناد صحیح سے اور حاکم نے روایت کیا ہے اور شرط مسلم پر صحیح کہا ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا بندہ جب نماز کے بعد اپنے مصلہ پر بیٹھا رہتا ہے فرشتے اسپر درود پڑھتے رہتے ہین اور انکی درود یہ ہے اے اللہ اسکی مغفرت فرما اسپر رحم فرما اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اسکی سند میں عطاء بن سائب ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار کرنے والا مثل اُس سوار کے ہے کہ اسکا گھوڑا اسکو اپنے پہلو پر اللہ کے راستہ مین اڑا نے لئے چلا جاتا ہے اور وہ بڑے سرحدی پہرے میں ہے اسکو امام احمد نے اور طبرانی نے اوسط مین روایت کیا ہے اور امام احمد کی اسناد صالح ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس رات میں میرے رب کی جانب سے آنے والا اور ایک روایت میں ہے میرا رب بہت اچھی صورت مین آیا اور مجھے فرمایا اے محمدؐ میں نے
۱۸۳ کہا لبیک اے میرے پروردگار اور سعدیک فرمایا کیا تم جانتے ہو گروہ اعلے ملائک کی کسی بات میں بحث کر رہے ہین میں نے عرض کیا مین نہیں جانتا بس میرے دونون شانوں کے درمیان دست مبارک رکھا حتے کہ میں نے اُسکی خنکی اپنی چھاتیوں کے درمیان یا فرمایا اپنے سینے میں پائی بس مین جو کچھ آسمانون اور زمینون میں یا فرمایا جو کچھ درمیان مشرق اور مغرب کے ہے سب جان گیا فرمایا اے محمدؐ کیا تو جانتا ہے کس بارہ میں گروہ اعلے ملائک کی بحث کر رہے ہین مین نے عرض کیا ہاں درجات اور کفارات (یعنی اُن اعمال مین جن سے ترقی درجات ہوتی ہے اور گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے) اور جماعتوں کی شرکت کے لئے نقل قدم اور وضوء کے کامل کرنے مین سخت سردیوں کے وقت اور نماز کے بعد نماز کی انتظار کرنے میں اور جس شخص نے ان نمازون کی محافظت کی وہ زندہ بھی خیریت کے ساتھ رہا اور مرا بھی خیریت سے اور اپنے گناہون سے ایسا صاف ہو جائیگا جیسا اسکی ماں نے اسکو جنا تھا الی آخر الحدیث اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور غریب کہا ہے اور یہ تمام پہلے گذر چکی ہے۔

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مین تم کو ایسی بات نہ بتلاؤن کہ اسکی وجہ سے اللہ پاک گناہون کا کفارہ فرماسے اور حسنات میں زیادتی فرماسے اصحاب نے فرمایا ضرور یارسول اللہ فرمایا وضو یا پاکی کا ناگواری کے وقت کامل کرنا اور اس مسجد کی طرف کثرت سے قدم رکھنا اور ایک نماز کے بعد نماز پڑھنا اور کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ پاک ہوکر یعنی وضو کرکر گھر سے نکلے حتے کہ مسجد میں جاکر مسلمانوں کے ساتھ یا فرمایا امام کے ساتھ نماز پڑھے پھر اسکے بعد کی نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے اور پھر ملائکہ نہ کہیں اے اللہ تو اس کی مغفرت فرما اس پر رحم فرما الی آخر الحدیث اسکو ابن ماجہ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور لفظ ابن حبان کے ہیں۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین آپ نے فرمایا تین کفارہ ہین تین درجات (بڑہانے والے) ہیں اور تین نجات دینے
۱۸۴ والے اور تین ہلاک کرنے والے ہین تین کفارہ یہ ہین سردی کی شدتوں میں وضو کامل کرنا اور نمازون کے بعد نماز کی انتظار کرنا اور جماعتوں کی طرف نقل قدم کرنا اور (موجب) درجات کہانا کہانا اور سلام پھیلانا (یعنی ہر آشنا ناآشنا کو سلام کرنا) اور لوگون کے سوتے ہوئے نماز پڑھنا اور تین نجات دینے والے انصاف حالت رضامندی وغضب میں اور درمیانی چال فقر و غنی میں اور اللہ سے ڈرنا علانیہ اور تنہائی میں اور تین ہلاک کرنے والی یہ ہیں زیادتی بخل کہ اسکی اطاعت کیجاسے اور خواہشات نفسانی کہ انکا اتباع کیا جاسے اور آدمی کا اپنے نفس کو اچھا جاننا اسکو بزار نے روایت کیا ہے اور لفظ اسی کے ہیں اور بیہقی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے اور اسکو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور اسکی اسنادون مین سے اگرچہ کوئی ایسی نہیں ہے کہ اس میں کچھ کلام نہ ہو مگر اسکا مجموعہ حسن ہے انشاء اللہ تعالے۔

اور داؤد بن صالح رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں مجھ سے ابو سلمہ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا اے بھتیجہ تو جانتا ہے کس چیز کے بارہ میں

(باقی آئندہ)

ضمیمہ نمبر (۱)

منقول از پرچہ علی گڈھ منتھلی بابت ماہ اپریل ۱۹۰۵ء جلد سوم نمبر ۴ صفحہ ۱۴۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا مسلمانان عالم کے لئے سال شمسی موزون ہو سکتا ہے

فی الحقیقت جسقدر سائنٹفک معلومات کو ترقی ہوتی جائیگی اور جسقدر کہ حقائق عالم کا انکشاف زیادہ ہوگا اسیقدر اسلامی اصولون کی صداقت کے متعلق تائید حاصل ہوتی جائے گی یقینا ہر شمسی سال مین تعیین اوقات کی ایسی خوبی موجود ہے کہ اسکا دنیاوی امور کیلئے مفید ہونا بلا حجت تسلیم کیا جاسکتا ہے اور چونکہ کرہ زمین کی مداری حرکت کو جو ۳۶۵ دن اور چند گھنٹون اور منٹون مین وہ اپنے مرکز کے گرد ختم کرلیتی ہے پورے بارہ حصون یا بالفاظ دیگر مہینون میں تقسیم کرلیا جاتا ہے اور پھر گھنٹون کی کسرات کو چوتھے سال اور منٹون کی کسرات کو ہر چوتھی صدی میں سال کبیسہ بنا کر پورا کرلیتے ہین اسلئے جو موسم ہر ملک مین جس مہینے کے لئے مختص ہے اہمین تفاوت نہین ہوتا اور ہمیشہ مہینون کے نام ہی تبلا دیتے ہیں کہ آیا ان ایام میں دور دورہ گرمی یا جاڑے کا ہے یا عمل ودخل بہار اور خزان کا برخلاف اسکے سال قمری مین مہینون کے ساتھ ساتھ نہ تعیین موسم ہے نہ باقاعدہ سالانہ اوقات کی تقسیم کیونکہ آج اگر ماہ صفر المظفر میں موسم گرما کا آغاز ہے تو اس سے نوین سال اس نام کے قمری مہینے مین کڑکڑاتا جاڑا پڑتا ہوگا کیونکہ نو سال بعد بجائے اپریل کے صفر کا مہینہ جنوری سے مطابقت پائیگا وجہ اسکی یہ ہے کہ چاند زمین کے گرد ۲۹ روز ۱۲ گھنٹہ ۴۴ منٹ ۲٫۸ سکنڈ میں اپنا دورہ پورا کرلیتا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ چاند قرص آفتاب کے محاذ آکر جب دوسری مرتبہ اسی نقطہ پر واپس آتا ہے تو اسکو ۲۹ روز ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ ۲٫۸ سکنڈ صرف کرنا ہوتے ہین اور یہی باعث ہے کہ رویت ہلال کبھی ۲۹ روز اور کبھی ۳۰ روز مین ہوتی ہے اور اسیکا نام

۸۱

قمری مہینہ ہے ان کے اعتبار سے قمری سال تقریباً ۳۵۵ دن کا ہوتا ہے اور اس لئے
سال شمسی سے بقدر دس یوم تخمینی کم ہے یہی کمی ہر چوتھے سال یعنی تین برس کے ختم
ہونے پر ہندوستان مین ایک لوند کا مہینہ اضافہ کر دینے سے پوری کر لی جاتی ہے
حالانکہ اسلامی سال قمری مین کبھی کمی بیشی نہیں کیجاتی اور اس لئے ہمیشہ ہر سال دس اور
کبھی گیارہ روز کی کمی سے مہینوں اور موسموں میں اختلاف ہوتا رہتا ہے اب غور طلب یہ
امر ہے کہ آیا یہ ظاہری نقص اسلامی سال قمری کا درحقیقت عیب ہے یا ثواب بظاہر
اسمیں کوئی شک نہیں کہ سال شمسی میں تغیر اور تبدل موسم وقت معینہ پر ہونے پر زراعت
اور تجارت مین کافی امداد ملتی ہے اور وقت پر کاشت وغیرہ کا انتظام کر لیا جاتا ہے لیکن دراصل
زراعت کیلئے مہینوں کا جاننا کوئی ضروری شرط نہیں ہے بلکہ اسکا انحصار موسم کے تغیر
پر منحصر ہے مثلاً ہندوستان میں جولائی کا مہینہ آجانا اسلئے کافی نہیں ہوسکتا کہ کاشتکار
لوگ تخم ریزی شروع کر دیں بلکہ اسکے لئے بارش کا ہونا لازمی ہے چنانچہ ادھر بارش
شروع ہوئی قلبہ رانی کا کام جاری ہوگیا اگر بارش نہ ہو تو جولائی اور اگست سب مئی اور ۸۲
جون کے برابر ہیں اسیطرح ایام بارش ختم ہونے کے بعد جب رت بدلی ہوئی معلوم ہوتی
ہے اور سردی کا آغاز ہر عالم اور جاہل کو یکسان طور پر محسوس ہوتا ہے تو لوگ سرمائی
انتظام میں مصروف ہوجاتے ہیں اور کاشتکار لوگ فصل ربیع کے بونے میں ساعی
ہوتے ہیں اور ان کو اس امر کے جاننے کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی کہ اس مہینہ کو انگریزی
میں کیا کہتے ہین اور ایران میں اس کا کیا نام ہے الحاصل جو خوبی بظاہر سال شمسی مین نظر
آتی ہے اسپر کاروبار دنیاوی کا انحصار نہیں ہے بلکہ تغیر موسم پر ہے پھر اسقدر ضرورت
بھی صرف ہندوستان مین محسوس ہوتی ہے جہان تین موسم مقرر ہیں حالانکہ تمام دیگر ممالک
میں بارش کے اوقات عموماً غیر معین ہیں کہیں تو بارش ہوتی ہی نہیں اور کسی ملک میں ہوتی
ہے تو کوئی دن خالی نہیں جاتا اسلئے ظاہر ہے کہ سال شمسی کا وجود جسقدر کہ انضباط اوقات
کیلئے ضروری ہے اسقدر لوازم زندگی کے لئے لابد نہیں اور اگر چند پہلوؤن پر نظر ڈالتے
سے اسکے قواعد مان لئے جائیں تو سب سے مشکل یہ امر پیش آتا ہے کہ تمام عالم کے

مہذب اور غیر مہذب عالم اور جاہل ذکور اور اناث کے لئے کون ذریعہ ہے کہ جس سے وہ
صحیح حساب تحویلات شمسی کا کریں اور اگر ایک مہینہ کی ایام شماری مین غلطی پڑجاتے تو کس
قدرتی علامت سے وہ اپنی تاریخوں کو صحیح رکھ سکیں غرض اس تقریر سے یہ ہے کہ
جبتک مصنوعی ذرائع مثل جنتری وغیرہ کے نہ حاصل ہوں یا ہر ملک وقوم میں چند منجم اور
جوتشی نہ ہوں جنپر جنتری کا مدار ہو اسوقت تک عوام کے لئے کوئی فطرتی اور قدرتی ذریعہ
نہیں ہے کہ سال شمسی کا اجرا ہو سکے چنانچہ باوجود علم وفضل کے ہندوستان کے قدیم
علماء نے بھی اگرچہ سال شمسی بنایا کیونکہ ہندوستان میں بالخصوص فصول ثلاثہ کے باعث
اسکی ضرورت تھی لیکن ذریعہ حساب لگانے کا چاندہی کو قرار دیا اور اسکے دَور کی کمی کو ہر تین
برس مین ایک مہینہ اضافہ کرکے رفع کردیا لیکن اسلام نے جو تمام عالم کیلئے یونیورسل ریلیجن (عالمگیر مذہب ۱۲)
ہونے کا دعوے کرتا ہے اس لوند کے مہینے کو بڑہانے کی ممانعت فرمادی اور ہم دیکھتے
ہین کہ اس امتناع کی فلاسفی آج جغرافی معلومات نے نہایت خوبصورتی سے تبلادی ہے
اور سال قمری سے ہر مسلمان کو خواہ وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ ہندوستان کے سرسبز ۸۳
میدان مین ہو یا عرب اور صحرائے اعظم افریقہ کے لق ودق ریگستان مین ہلال دیکھکر اپنے
مہینے کا حساب لگانے کا طریقہ ایسا سہل تبلادیا ہے کہ ہلو اس معاملہ میں نہ پنڈت جی
سے پوچھنے کی ضرورت ہوتی ہے نہ جنتری کو الٹ پلٹ کرنے کی بلکہ اکثر اسکو جنتریوں کے
مصنوعی حساب کے دعوے پر جو رویت ہلال سے متعلق ہوتے ہیں خندہ زنی کا موقع ملتا
ہے اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ لوازمات زندگی میں سے جنکے لئے تعیین اوقات کی ضرورت
ہے زراعت تجارت اور ملازمت کے علاوہ عبادت بھی ایک لازمہ بشریت ہی جسکو ہر طبقہ
اور ملت کے آدمیوں نے انسان کی پہلی ضرورت تبلایا ہے اور عبادت کے لئے ہر مذہب
میں اوقات معین ہیں اور ان میں روزانہ بھی ہیں اور سالانہ بھی چنانچہ سالانہ اوقات مقررہ
مین سے دو اس درجہ کی عبادت ہین جو ارکان اسلام میں داخل ہین یعنی روزہ اور حج
روزنے کے لئے ایک مہینہ مقرر ہے اور حج کے لئے بھی ایک دن خاص کردیا گیا ہی
غالباً اسلئے کہ یونیفارمی رہے یا کوئی اور مصلحت مالک حقیقی کے علم میں ہو بہرحال تعیین وقت

موافقت ۱۲

کسی نہ کسی صورت مین ہرایک دُنیا کے مذہب اور طریق عبادت مین موجود ہے لیکن جائے غور ہے کہ اگر ماہ صیام کے لئے بلحاظ سال شمسی ٹھنڈے اور چھوٹے دن مثلاً دسمبر یا جنوری منتخب کئے جاتے یا بجز اسکے بہتر وہ مہینے لئے جاتے جنمین تمام روئے زمین پر دن رات برابر ہوتے ہین یعنی مارچ اور ستمبر کے مہینے تو اسلام پر صاف یہ اعتراض وارد ہوتا کہ سہولت کے لئے کیا اچھے دن چھانٹے ہین اور اگر اس لحاظ سے ہمیشہ کے لئے اپریل سے لیکر اگست تک کے کوئی تیس روز پسند کر لئے جاتے تو ان ایام کی ناقابل برداشت سختیوں سے کبھی نہ کبھی اہل مذہب کے دل میں یہ کھٹکا گذرتا کہ دینداری کیسی سخت اور مشکل کر دی گئی ہے کہ روزے کے ایام ہمیشہ کے لئے ایسے وقت میں کر دئے ہیں کہ آسمان جلتا ہے اور زمین تپتی ہے غرض سال شمسی کے لحاظ سے حج اور ماہ صیام کا تقرر کبھی خالی از اعتراض نہیں ہوسکتا لیکن یہانتک جو وجوہ سال قمری کی فوقیت کے ہین وہ معلومات قدیم کی بناء پر ہیں لیکن مجھے یہ دکھلانا ہے کہ جدید جغرافی معلومات نے
۸۴ اس مسئلہ پر کہانتک روشنی ڈالی ہے چنانچہ اس علم کے ماہرین بخوبی واقف ہیں کہ خط استواء کے لحاظ سے زمین کی تقسیم نصف کرۂ شمالی اور نصف کرۂ جنوبی میں ہوتی ہے اور چونکہ آفتاب چھ مہینے شمال میں اور چھ مہینے جنوب میں خط استوا کے رہتا ہے اسلئے دونون کرون مین ایک ہی وقت میں موسم برعکس رہتا ہے یعنی اگر نصف کرہ شمالی میں گرمی ہے تو جنوبی میں جاڑا گویا جون کا مہینہ یورپ ایشیا شمالی امریکہ شمالی افریقہ مین سخت گرمی کا ہوتا ہے تو جنوبی افریقہ جنوبی امریکہ اور اسٹریلیا میں کڑاکے کے جاڑے کا ہوتا ہے اسلئے کہ ظاہر ہے کہ اگر سال شمسی کے حساب سے کوئی مہینہ مقرر ہوتا تو آدھی دنیا ہمیشہ تکلیف میں رہتی اور دوسری نصف آرام میں کیونکہ موسم سے ساتھ طوالت لیل ونہار مین بھی تفاوت ہے یعنی موسم گرما میں آباد حصہ دنیا میں ۱۲ گھنٹے سے لیکر ۲۰ گھنٹے تک کا دن ہوتا ہے اور برخلاف اسکے موسم سرما میں ۱۲ گھنٹے سے لیکر ۴ گھنٹے تک کا دن رہجاتا ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ اگر جون کا مہینہ ماہ صیام ہوتا تو نصف کرہ شمالی کے باشندون کو علاوہ تپش وحرارت اور تشنگی کی شدت برداشت

کرنے کے چودہ اٹھارہ اور بیس گھنٹے تک روزہ رکھنا پڑتا اور کرہ جنوبی میں باوجود سردی کے چھ یا آٹھ گھنٹے تک عیش ولذت دنیاوی ترک کرنا کافی ہوتا اور یہی ایک مسئلہ ثابت کردیتا کہ نعوذ باللہ جس نے یہ قاعدہ قرار دیا ہے وہ خود کرہ زمین کی ساخت اور اسکے موسموں کی کیفیات اور تغیرات سے ناواقف ہے اور وہ مذہب جسمیں ایسا قاعدہ ہو ایک لوکل یا مختص المقام مذہب ہے نہ کہ یونیورسل یعنی عالمگیر اس اشکال کو سال قمری ہی نے طے کیا ہے اسکے مہینے چھتیس برس تک ہر شمسی موسم کے حصہ میں سے گذرتے ہیں اور اگر ایک زمانہ عبادت گرمیوں میں آتا ہے تو چند سال بعد خزاں میں اور پھر جاڑوں میں اور پھر بہار میں چنانچہ ہر ۳۶ سال کی مدت میں نصف کرہ شمالی اور نیز جنوبی میں ماہ صیام ہر موسم کے ہر حصے میں گذر کر ایک ایسی عدل کی صورت پیدا کرتا ہے جس سے صاف روشن ہے کہ دین اسلام جس ذات کے نزدیک دین حق ہے وہ وہ ذات پاک ہے جسکو حکیم مطلق اور خداوند برحق کہتے ہیں جو مالک اور صانع ہر شے کا ہے اور جو تمام
85 امور عالم سے بخوبی واقف ہے اور ایسا اصول صرف اس حکیم وعلیم کی آسمانی مدد سے قائم ہوسکتا ہے جو اس زمین کا پیدا کرنے والا اور صانع ہے ورنہ جس زمانہ میں دین اسلام چمکا ہے اسوقت نہ جنوبی امریکہ معلوم تھی نہ ٹرنسوال اور اسٹریلیا کا وجود تھا نہ نصف کرہ شمالی وجنوبی میں اختلاف موسم کی بحث درپیش تھی علیٰ ہذا القیاس ایام حج بھی ایک موسم پر منحصر نہیں ہیں اور رفتہ رفتہ ہر موسم میں آتے رہنے سے حجاج کو ہر موسم میں سفر کرنے کا موقع ملسکتا ہے پس وجوہات متذکرہ بالا سے ظاہر ہے کہ مسلمانان عالم کے لئے پورے عدل کے ساتھ سال قمری ہی موزون ہوسکتا ہے نہ کہ سال شمسی فقط۔

ضمیمہ نمبر (۲)

منقول از مشیر مراد آباد ۱۸ ار نومبر ۱۹۱۲ء

لا تغلق باب التوبۃ حتی تطلع الشمس من مغربہا

حدیث صحیحہ میں سے ایک حدیث ہے جسکے بامحاورہ معنی یہ ہیں کہ جبتک آفتاب

اپنی جائے غروب سے طلوع نہ کریگا اسوقت تک توبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا یعنی ہر گنہگار کی توبہ اسوقت تک قبول ہوجاویگی جبتک آفتاب اپنی جائے غروب سے طلوع نہ کریگا اور جب ایسا ہوجائیگا توپھر باب توبہ بند ہوجاویگا اور کسیکی توبہ قبول نہ ہوگی یہ ایک ایسی حدیث ہے کہ نہ تو جسکی صحت مین شک ہوسکتا ہے اور نہ یہ اپنے مین پوشیدہ طور پر کوئی ایسے معنی رکھتی ہے کہ جو کچھ سہولت پیدا کرین اب وہ موقع ہے کہ جسکو بجز ایک سکٹے اسلامی آدمی کے ہر ایک تعلیمیافتہ نوجوان اور آزاد طبع شخص چاہے وہ فلسفہ سے کچھ نسبت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اور خواہ سائنس کے نام کے سوا اور کچھ بھی نہ جانتا ہو یقیناً یہ کہہ اُٹھیگا کہ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) اجی لاحول ولا یہ کیسی الٹی منطق ہے اور یہ کیسی اسلامی پیشینگوئی ہے اور کسطرح اسلامی فلاسفر اور علماء ریاضی دان اسپر اعتقاد رکھتے ہیں نہ تو عقل ہی اسکو تسلیم کرتی ہے اور نہ مشاہدہ ہی اس حساب کو درست ثابت کرتا ہے اور ہمارے آریہ بھائی اگر کہیں اس حدیث کو سن پاوینگے تو جھٹ سے قانون قدرت کا اڑ بنگہ اڑا کر اپنی دہریت الگ الاپنے لگیں گے ادھر مسائل ہیئت کے تھوڑے سے جاننے والے بھی کہنا شروع کر دینگے کہ مغرب سے طلوع آفتاب کے کیا معنی بھلا کیا مغرب کسی خاص شہر کا نام ہے روزانہ کا مشاہدہ اور تجربہ تو ہم کو بتلا رہا ہے کہ ہر ملک کا مشرق اور مغرب جداگانہ ہے اور روزانہ ہر ایک جگہ کا نقطہ مشرق و نقطہ مغرب بدلتا رہتا ہے توپھر وہ کونسا مغرب ہے جس سے قیامت کے دن آفتاب طلوع کریگا اور اگر ہر روز کا نقطہ مشرق نقطہ مغرب ہوکر طلوع آفتاب ہونے پر قیامت ہونا مانا جائے تو چھ ماہ تک ہر درجہ کے باشندوں کے واسطے جداگانہ قیامتیں ہوتے ہوتے (۱۸۰) روز میں (۱۸۰) قیامتیں ہونگی بہرحال یہ اور اسی قسم کے صدہا اعتراضات آجکل ہے کے آزادی پسند اصحاب مخبر صادق علیہ التحیات کی اس سچی پیشینگوئی پر کرنے کو تیار ہوجاوینگے اور علوم جدیدہ کے شیدائی تو ممکن ہی نہیں ان مسائل پر جو قطعی اور یقینی طور پر نہ ثابت ہوجاوین بلکہ تحقیقات جدیدہ سے عین الیقین کے درجہ پر نہ پہنچ جاویں اعتبار کرین انکو وحی آسمانی پر بھی اعتبار نہین بلکہ ہم لوگوں کو (جو ایسے مسائل کو اپنا جزو ایمان سمجھتے ہین) تو آزادی پسند ۸۶

احباب اوہام پرست یا مذہبی ڈھکوسلوں کا پابند کہتے ہیں اور خواہ ان میں سے بعض حضرات اپنے ہمجنسوں کے خیال عزیز و اقارب و بزرگوں کے لحاظ سے صاف الفاظ میں کبھی مذہبی مسئلہ کی نفی نہ کریں اور اسکی تحقیر و تذلیل پر علی الاعلان آمادہ نہ ہو جاویں مگر بالیقین وہ اپنے دل میں تو ایسے مسائل کو ڈھکوسلا ہی خیال کرتے ہیں ایسی صورت میں سخت ضرورت اس امر کی ہے کہ زمانہ خود ہی اچھے متکلمین پیدا کرے جو اسلامی مسائل کے ساتھ ہی علوم جدیدہ کے بھی ماہر ہوں اور وہ اسیطرح مسائل اسلامی کا تطابق موجودہ فلسفہ سے کریں جسطرح امام غزالیؒ و امام رازیؒ وغیرہ نے قدیم فلسفہ کو مذہب کے مطابق کر کے اسکو مذہب کے تابع کر دیا۔

اوہو! میں اپنے اصل مطلب سے کسقدر دُور نکل گیا کیونکہ میرا مدعا" طلوع آفتاب از مغرب ممکن بلکہ لازم ثابت کرنا تھا اور یہاں میں کچھ اور ہی بیان کرنے لگا۔ سنئے جناب اگرچہ مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا بظاہر نہایت کٹھن اور سخت بعید از قیاس ہے جو ظاہراً محض ہماری خوش عقیدتی پر محمول کیا جا سکتا ہے مگر حضرت خواہ اور مسائل میں تحقیقات جدیدہ ہماری مذہبی طور پر مخالفت کرے اور مذہب کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے واسطے تیار ہو جاوے مگر اس مسئلہ میں تو" جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے " کے مصداق تحقیقات جدید ہی ہمارا ہاتھ بٹاتی ہے اور وہ ہی رہنمائی کر کے ہم کو اتنی جرأت دلاتی ہے کہ ہم طلوع آفتاب از مغرب ممکن ہی نہیں بلکہ ضروری اور لازمی ثابت کرنے کو تیار ہیں اور وہ اسطرح کہ اگرچہ یہ مسلم امر ہے کہ مشرق و مغرب محض فرضی اور نسبتی نام ہیں نہ کچھ اور کیونکہ جائے طلوع آفتاب کو مشرق اور جائے غروب آفتاب کو مغرب کہتے ہیں اور سال بھر نت نیا مشرق و مغرب ہوتا رہتا ہے جسکی ابتدا اول سرطان سے اور انتہا آخر قوس تک ہوتی ہے یعنی ۲۵ رجون سے ۲۵ ردسمبر تک (۱۸۲) دن میں ہر روز نیا مشرق اور نیا مغرب قدرت نے بنایا ہے بموجب عرض بلد کے پھر چونکہ آفتاب اپنی شعاعوں سے ۹۰ درجہ مشرق اور ۹۰ درجہ مغرب کو کسرے ز ائد روشن کرتا ہے اس سبب سے روزانہ نقطہ مشرق بعینہ مغرب ان لوگوں کا ہے جو ہم سے بارہ ہزار میل یورپ میں آباد

ہین یہ اختلاف مشرق و مغرب بموجب طول بلد کے ہے یہ تو اس قادر مطلق کی روزانہ کی
قدرت نمائی ہے لیکن جس مغرب سے ہم کو بحث کرنا ہے حقیقتاً یہ وہ مغرب نہیں ہی اور ممکن ہو کہ
بعض احباب اس مثال کو نہ مانین کہ اس سے ہمارا مدعا ثابت نہ ہوا لہذا اسکو ہم اپنی ہی
حالت پر چھوڑتے ہین اور اس صحیح مغرب کو آپ کو تبلاتے ہین جسکی بابت مخبر صادق علیہ التحیات
والسلام نے پیشینگوئی فرمائی ہے مجھے ان احباب سے کوئی بحث نہین جو خلقت عالم
ہی کے قائل نہیں ہیں اور جنکا یہ خیال ہے کہ یہ عالم اچانک اور اتفاقیہ پیدا ہو گیا ہے
کیونکہ انکے اس خیال باطل کی تردید ایک علیحدہ چیز ہے اور ایسے منکرین (دہریون)
کی قلعی تحقیقات جدیدہ خود ہی کھولتی جاتی ہے جیسا کہ ہم آئندہ کسی پرچہ مین ثابت کرینگے
لیکن وہ شخص جو آفتاب کو قدیم بالذات نہیں مانتا بلکہ مخلوق اور حادث جانتا ہے اسکو یہ بھی
ضرور ماننا پڑے گا کہ سب سے اول روز یعنی عین وقت پیدائش آفتاب نے کسی ایک
نقطہ سے طلوع کیا ہوگا پس سب سے پہلے آفتاب نے جس نقطہ سے طلوع کرکے اپنی
شعاعون سے سطح زمین کو روشن کیا وہی نقطہ مشرق حقیقی آفتاب کا ہے اور عدل فی القسمۃ ۸۸
کی رو سے چونکہ دن اور رات کو مساوی زمانہ ملنا چاہیئے یعنی رات دن میں سے ہر ایک
پورے بارہ گھنٹہ کا ہونا چاہیئے جیسا کہ سال میں دوبار ۲۱ مارچ و ۲۳ ستمبر کو ہوتا ہے
اور ان دونون تاریخون کو اکثر بلاد معمورہ مین دن رات مساوی طور پر پورے ۱۲-۱۲ گھنٹے
کے ہوتے ہین لہذا اس پہلے روز پورے ۱۲ گھنٹے کے بعد جس نقطہ پر آفتاب آیا ہو گا وہی
حقیقی مغرب اسکا ہے جسکا علم خداوند عالم کو ہے کہ آفتاب کا اصلی مغرب یہی ہے اب۔
قابل ملاحظہ یہ امر ہے کہ حدیث مقدس میں بھی من مغربہا ارشاد ہوا یعنی اپنی جائے
مغروب سے نہ کہ یوں فرمایا گیا ہو کہ من مغربکم یعنی تمہارے مغرب سے اس اپنے
مغرب اور تمہارے مغرب نے صاف کر دیا کہ حقیقتاً ہمارا مغرب تو محض فرضی اور نسبتی ہے
اسوجہ سے کہ اس عالم علم لدنی علیہ التحیات والثنا کے علم میں یہ امر اسوقت موجود تھا کہ ہر
طبقہ کے رہنے والے مسلمانون کا مغرب جداگانہ ہے لہذا مغرب کی اضافت اسی
آفتاب کی طرف فرمائی گئی جس سے مراد اصلی یہ ہے کہ جس روز آفتاب کو موجود کرکے خلاق عالم نے

پہلا مطلع اور مشرق بنایا تھا اسی اعتبار سے پہلا مغرب جس نقطہ پر ہے بروز قیامت
آفتاب اسی نقطہ سے طلوع کریگا اور دُنیا اُلٹ پُلٹ ہوکر مشرق کا مغرب اور مغرب کا
مشرق ہوجانا بھی ہوسکتا ہے یوم تبدل الارض غیر الارض (اسی روز کے بعد
یہ زمین دوسری زمین سے بدل جائیگی) یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ حقیقی مشرق ومغرب
آفتاب کا کوئی ایک خدا کے علم مین ہے لیکن یہ بات ابھی باقی ہے کہ طلوع آفتاب
مغرب سے کیونکر ہوگا اور یہی ذرا ٹیڑھی کھیر ہے جسکا یقین سخت مشکل ہے لیکن خدا
کا شکر ہے کہ تحقیقات جدیدہ نے اس معمہ کو بھی حل کردیا اور آج سے ساڑھے
چارسو برس قبل سے اسکا پتہ چلنا ہم کو شروع ہوگیا ہے کیونکہ تحققات جدیدہ نے
ساڑھے چارسو سال ہوئے کہ ہم کو ایک ایسا پتھر دستیاب کرادیا جس سے ہم نے
قطب نما بنایا اور اسی پتھر کے ذریعہ سے خط شمالی قائم ہوگیا بعدہ اسی خط پر دوسرے
خط مارنے سے چاروں سمتیں صحیح طور پر قائم ہوئیں اسیکا صدقہ تھا جسکے ذریعہ سے
کلمبس نے علم جہازرانی میں یہ ترقی دکھلائی اب آپ اگر لندن وپیرس کی رصدگاہون ۸۹
مین چلکر موجودہ زمانہ کے ہیئت دانون سے دریافت فرمائیے تو وہ آپ کو حال کی
تحقیق اور اس وقت کے مشاہدہ وتجربہ سے بتلاوینگے کہ قطب نما کی سوئی شمال
سے مشرق کو ہٹی جاتی ہے تحقیقات جدیدہ کی برکت سے یہ بات آج ہم کو معلوم ہوئی
ہے کہ قطب نما کی سوئی شمال جانب سے مشرق کو ہٹ رہی ہے یعنی نقطہ شمال
جو آج سے ساڑھے چارسو سال قبل تھا وہی شمالی نقطہ کچھ صدیون بعد نقطہ مغرب
نبجاویگا جب ایسا ہوگا تو لازمی امر ہے کہ نقطہ مغرب نقطہ جنوب اور نقطہ جنوب نقطہ
مشرق نبجائے پس یہی مطلب اس حدیث مقدس کا ہے کہ خدا ایسے قادر منطقۃ البروج
کو معدل النہار پر منطبق کرکے پچھم کو پورب بنادیگا آج ساڑھے چارسو سال سے یہ
بات معلوم ہوئی ہے کہ نقطہ شمال مغرب کو ہٹتا جاتا ہے لیکن اس سے پہلے کا علم صرف
اس علام الغیوب کو ہی ہے کہ مشرق حقیقی آفتاب کا کونسا نقطہ ہے اور اسکو اب کتنا
زمانہ حقیقی مغرب والے نقطہ پر جاپہنچنے مین باقی ہے اگر لندن وپیرس کی رصدگاہ مین

اور وہاں کے ہیئت دان ہم کو یہ نہ بتلاتے کہ قطب نما کی سوئی شمال سے مغرب
جانب آہستہ آہستہ رواں ہے تو کبھی یہ معمہ حل نہ ہوتا اور ہمارے زمانہ کے مذہب سے
لاپرواہ نوجوان کسیطرح اعتبار نہ لاتے کہ یہ حدیث مقدس صحیح ہے اور ادھر آریہ حضرات
قہقہہ اڑاتے کہ وہ اچھی تعلیم اسلام کی ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ اُسے جدید تحقیقات نے
جو مخالفین مذہب کا بڑا زبردست آلہ ہے اس مسئلہ کو نہایت خوبی سے حل کر دیا۔

(نوٹ از احقر)

لیکن بعض روایات میں جو اس طلوع کی کیفیت آئی ہے اور یہ کہ پھر بدستور مشرق
سے نکلنے لگے گا یہ توجیہ اسپر منطبق نہیں ہوتی یہ روایات میری تفسیر میں نقل کیگئی ہیں مگر
تاہم اگر کوئی شخص بدون اس توجیہ کے اسکو نہ سمجھ سکے اور وہ اتنے ہی جز کو مان لے
کہ طلوع شمس مغرب سے ہوگا کہ یہ جز واحادیث کثیرہ میں وارد ہے اور اسکی کیفیت کی
روایات کو چونکہ اس درجہ کی نہیں ہے حجت نہ سمجھے تو جز و اول کے انکار سے توغنیمت ۹۰
ہے ورنہ اصل جواب یہ ہے کہ جس نے ریاضی کے یہ مستمر قاعدے بنائے ہیں وہ
انکو جب چاہے ایک دن کے لئے یا ہمیشہ کیلئے بدل بھی سکتا ہے اور لن تجد لسنۃ اللہ
تبدیلا سے اگر کسیکو شبہ ہو تو وہ سمجھ لے کہ اس تبدیل کا فاعل غیر اللہ ہے کہ وہ
اللہ کی سنت کو نہیں بدل سکتا فقط۔

ضمیمہ نمبر (۳)

منقول از مکتوبات خبرت بابت ۱۳۴۴ہجری مرقومہ احقر

(یہ ایک رسالہ ہے جسمیں اعمال کی ہیئتی و وزن پر اس شبہ کا کہ وہ عرض ہیں اور وزن
کے لئے جوہریت شرط ہے عقلی جواب ہے)

(ارضی الاقوال فی عرض الاعمال من مقال العارف الجلال)

یعنی خلاصہ بعنوان اشعار ذیل واقعہ دفتر دوم سرخی قسم غلام در صدق ووفائے یار خود الخ

جسکا زیادہ حصہ مشتمل ہے بحث نقل اعمال دنیویہ الی صورہا الخاصۃ الاخرویہ پر

شاہ گفت اکنون از آن خود بگو ‌ ‌ ‌ چند گوئی آن این و آن او
تو چہ داری وچہ داری کردہ ‌ ‌ ‌ از تگ دریا چہ در آوردہ
روز مرگ این حسن تو باطل شود ‌ ‌ ‌ نور جان داری کہ یار دل شود
در لحد کین چشم را خاک آگند ‌ ‌ ‌ ہست آنچہ گور را روشن کند
نور دل از جان بود اے یار غار ‌ ‌ ‌ مستعار آن را مدان ہو مست یار
آن زمان کین دست پایت بر درد ‌ ‌ ‌ پر و بالت ہست تا جان بر پرد
آن زمان کین جان حیوانی نماند ‌ ‌ ‌ جان باقی بایدت بر جان نشاند
شرط من جا بالحسن نے کردن است ‌ ‌ ‌ بل حسن را سوے حضرت بردن است
جوہرے داری ز انسان یا خری ‌ ‌ ‌ این عرضہا کہ فنا شد چون بری
این عرضہا شاز ورو زد را ‌ ‌ ‌ چونکہ لایبقیٰ زمانین انتفا
91 نقل نتوان کرد مر اعراض را ‌ ‌ ‌ لیک از جوہر برند امراض را
تا مبدل گشت جوہر زین عرض ‌ ‌ ‌ چون ز پرہیزی کہ زائل شد مرض
گشت پرہیز عرض جوہر بجہد ‌ ‌ ‌ شد دہان تلخ از پرہیز شہد
از زراعت خاکہا شد سنبلہ ‌ ‌ ‌ داروئے مو کرد مو را سلسلہ
آن نکاح زن عرض بد شد فنا ‌ ‌ ‌ جوہر فرزند حاصل شد زما
جفت کردن اسپ و اشتر را عرض ‌ ‌ ‌ جوہر کرہ بزائیدن غرض
ہست آن بستان نشاندن ہم عرض ‌ ‌ ‌ گشت جوہر میوہ اش آنیک غرض
ہم عرضہا وان کیمیا بردن بکار ‌ ‌ ‌ جوہری زان کیمیا گر شد بیار
صیقلی کردن عرض باشد شہا ‌ ‌ ‌ زین عرض جوہر ہمی زاید صفا
پس مگو کہ من عملہا کردہ ام ‌ ‌ ‌ دخل آن اعراض را بنما مرم
این صفت کردن عرض باشد خمش ‌ ‌ ‌ سایۂ بز را پئے قربان مکش
گفت شاہا بے قنوط عقل نیست ‌ ‌ ‌ گر تو فرمائی عرض را نقل نیست

بادشاها جز که پاس بنده نیست   هر عرض کان رفت باز آئنده نیست
گر نبودے مر عرض را نقل و حشر   فعل بودی باطل و اقوال فشر
این عرضها نقل شد لون دگر   حشر هر فانی بود کون دگر
نقل هر چیزے بود هم لائقش   لائق گله بود هم سائقش
وقت محشر هر عرض را صورتیست   صورت هر یک عرض را نوبتیست
بنگر اندر خود که تو بودی عرض   جنبش جفتی و جفتی با غرض
بنگر اندر خانه و کاشانها   در مهندس بود چون افسانها
کان فلان خانه که ما دیدیم خوش   بود موزون صفه و سقف و درش
از مهندس آن عرض و اندیشها   آلت آورد و ستون از بیشها
چیست اصل و مایه هر پیشه   جز خیال و جز عرض و اندیشه
جمله اجزائے جهان را بے غرض   در نگر حاصل نشد جز از عرض
اوّل فکر آمد آخر در عمل   بنیت عالم چنان دان در ازل ۹۲
میوها در فکر دل اوّل بود   در عمل ظاهر بآخر می شود
چون عمل کردی شجر بنشاندی   اندر آخر حرف اوّل خواندی
گرچه شاخ و برگ و بیخش اول است   آن همه از بهر میوه مرسل است
پس سرے که مغز آن افلاک بود   اندر آخر خواجه لولاک بود
نقل اعراض است این بحث و مقال   نقل اعراض است این شیر و شغال
جمله عالم خود عرض بودند تا   اندرین معنی بیامد هل اتی
این عرضها از چه زاید از صور   وین صور هم از چه زاید از فکر
این جهان یک فکرتست از عقل کل   عقل چون شاه است و فکرتها رسل
عالم اول جهان امتحان   عالم ثانی جزائے این و آن
چاکرت شاها خیانت می کند   آن عرض زنجیر و زندان می شود
بنده ات چون خدمت شائسته کرد   آن عرض نے خلقی شد در نبرد

این عرض با جوہر آن بیضہ است طیر این ازان و آن ازین زائد بسیر

یعنی بادشاہ نے بغرض امتحان اس غلام کے اس سے سوال کیا اور امتحان کا قرینہ
یہ ہے کہ آخر قصہ سے کہ بادشاہ نے دونون غلامون کے افعال سے استدلال کیا
انکے اخلاق پر اور حسن اسیرۃ کو اسکے اخلاق حسنہ کے سبب باوجود اسکی قبح صورت
کے مقبول اور حسن الصورۃ کو اسکے اخلاق ذمیمہ کے سبب باوجود اسکے حسن صورت
کے مخذول کیا اور یہ استدلال اور اسکے مقتضا کا امتثال یہ کام عارف ہی کا ہے
پس عارف کا سوال ظاہر ہے کہ امتحان ہی کے سبب ہوگا وصرح بکونہ امتحانا
بعد المحتیین علی قولہ گفت شاہنشہ الخ الواقع بعد الاشعار المذکورۃ متصلا و یدل علیہ قولہ رہ
بلبلہ حق بن نموذ و قولہ تو نہ شافی دہ کہ من دانم تمام الواقع بعد ہا غیر متصل اور وہ سوال
یہ ہے کہ تو اپنا تو کچھ حال بیان کر کہ تو نے اپنی روح کے حسن کرنے کی کیا کوشش
کی ہے اور اسکی ضرورت بطور خطاب کے ایک آیۃ سے بطور تفسیر خاص بیان کی کہ
۹۳ حق تعالیٰ نے من جاء بالحسنۃ فرمایا ہے من عمل الحسنۃ نہیں فرمایا جس سے
اقرب یہ ہے کہ یہ حسنہ عمل نہیں بلکہ مصدر عمل یعنی روح انسانی ہے جسکو اعمال سے
حسن بنا کر درگاہ حق میں لانا چاہیے کیونکہ آوردن کا متعلق جوہر ہو سکتا ہے نہ کہ عرض
کیونکہ العرض لایبقی فی آنین پھر آوردن اسکے متعلق کیسے ہوگا نیز الاعراض لاتنتقل من
محل الی محل اور آوردن ایک نقل ہے البتہ اعراض یعنی اعمال کمل یعنی جوہر اس روح
کے ہو سکتے ہیں و اوردلہ امثلۃ من قولہ چون زرہ ہیزمے الی قولہ صیقلی کردن الخ غلام
نے جواب دیا کہ تم جو عدم نقل اعراض سے استدلال کرتے ہو یہ استدلال ناتمام ہی
خود یہ مقدمہ ہی ثابت نہیں پس نقل ممکن ہے گو عدم انتقال بھی ممکن ہو مگر ان دونوں
ممکنون میں نقل اولیٰ بالقول ہے کیونکہ عدم نقل کا قائل ہونا مصلحت عامہ کے خلاف
ہونگے کہ ہمارے اعمال آخرت میں نہ جائینگے کم فہمی سے مایوس ہو جاوینگے
اور عمل میں سستی کرینگے جسطرح بعض احادیث مبشرہ کو بھی سستی کی مصلحت سے

عہ عبارۃ الحاشیہ چون شاہ انشیا او کرد معلوم کرد کہ در عالم السر ہست الخ ۱۲

جنسے ظاہر نہیں کیا گیا آگے بیان ہے اعراض کے امکان نقل کا جس کا حاصل یہ ہے
کہ اسکے امتناع کی کوئی دلیل نہیں اصل جواب تو اسیقدر ہے باقی اسکی توضیح ہے
حاصل اسکا یہ ہے کہ نقل اعمال مین عقلی اشکال صرف یہ ہے کہ یہ نقل اعراض یعنی
اعمال من الدنیا الی الآخرہ گو تبعاً للموضوع تو ظاہر الجواز ہے لیکن جسطرح نصوص سے
ثابت ہے کہ مثلاً انکا وزن کیا جاویگا اور ظاہر ان نصوص سے یہ ہے کہ عامل کا وزن
نہ ہوگا پس یہ نقل تبعاً للموضوع نہیں ہے پھر اس مین دو احتمال ہیں یا تو وہ اعراض اعراض
رہینگے یا مستحیل الی الجواہر ہو جاوینگے دونون شق باطل ہین اول اسلئے کہ نقل اعراض
بلا موضوع محال ہے دوسرا اسلئے کہ عرض کا جوہر بنجانا محال ہے پس یہ ہے اسمین
اشکال عقلی سو اسکا جواب باختیار شق ثانی ہو سکتا ہے اور ہم اسکا استحالہ نہیں مانتے
سند منع یہ ہے کہ ہم خود دنیا ہی میں دیکھتے ہیں کہ اختلاف موطن سے ایک ہی چیز
عرض وجوہر ہو سکتی ہے مثلاً صورت عقلیہ جواہر کی کہ ذہن مین عرض ہے کیونکہ موجود
۹۴ فی موضوع ہے اور خارج مین جوہر کیونکہ موجود لا فی موضوع ہے اور دونون کی حقیقت
ایک ہی ہے اگرچہ بعض ہی کے نزدیک سہی جو کہ قائل ہیں حصول اشیاء فی الذہن
بانفسہا کے اور گو بعض نے عرض وجوہر کی تفسیر مین اذا وجدت فی الخارج کی قید لگاکر
اس صورت ذہنیہ پر عرض پر صادق آنے سے انکار کیا ہے مگر اس سے ہمارے اصل
مقصود مین خلل نہیں آتا کیونکہ قول حصول اشیاء بانفسہا پر حقیقۃ واحدہ ہی کا وجود فی
موضوع فی موطن اور وجود لا فی موضوع فی موطن تو ثابت ہوا اور یہی اصل مقصود ہے۔
خواہ اسکا نام کچھ ہی رکھ لیا جاوے پس جو نسبت ذہن کو خارج کے ساتھ ہے اگر وہی
نسبت خارج دنیا کو خارج آخرت کے ساتھ ہو اور اسوجہ سے یہان جو اشیاء موجود
فی موضوع ہین وہ وہان موجود لا فی موضوع ہو جاوین تو اسمین کیا استحالہ ہے چنانچہ
اہل کشف نے اس عالم شہادت پر بمقابلہ عالم غیب کے لفظ خیال وغیرہ کا اطلاق کیا
بھی ہے اسیطرح اس عالم شہادت مین ظاہر ہونے کے قبل بھی ایسی اشیاء کا اس
عالم غیب مین وجود لا فی موضوع ظاہر نصوص سے معلوم ہوتا ہے کقولہ علیہ السلام

لما خلق اللہ الرحم قامت فقالت ہذا مقام العائذ بک من القطیعۃ اور بہت نصوص سے
اس عالم کے بعد بھی یہی معلوم ہوتا ہے کقولہ علیہ السلام ان البقرۃ وآل عمران تاتیان
یوم القیامۃ کانہما غمامتان اوغیایتان اوفرقان من طیر وکقولہ علیہ السلام یوتی بالدنیا
یوم القیمۃ فی صورۃ عجوز شمطاء چنانچہ اسی تمثل خاص کے اعتبار سے اس عالم کا لقب
اصطلاح مین عالم مثال رکھا گیا ہے کما ذکرہ الشاہ ولی اللہؒ فی الحجۃ البالغۃ وسرد فیہ
احادیث کثیرۃ اور مولانا جلال الدین المحقق الدوانی نے اپنے رسالہ زوراء اور اسکے
حواشی مین اسکی تصریح بھی کردی ہے عبارتہا ۔

(تنبیہ)

کانک فیما قرع سمعک من ہذہ المقدمات اطلعت علی حقیقۃ الانطباق بین العوالم
بل علی حقیقۃ العوالم بل انکشف علیک اسرار نفاسۃ فی حقیقۃ المبداء والمعاد وتیسر علیک
95 مشاہدۃ الواحد الحقیقی فی الکثرات من غیر شوب ممازجۃ ولا انفصال وتسلقت بہ الی حقائق
ما انبأ عنہ لسان النبوات من ظہور الاخلاق والاعمال فی المواطن المعادیۃ بصور الاجساد
وکیفیۃ وزن الاعمال وسر حشر الافراد بصور الاخلاق الغالبۃ علیہم واطلعت علی سر قولہ تعالےٰ
وان جہنم لمحیطۃ بالکٰفرین وقولہ تعالےٰ ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلما انما یاکلون
فی بطونہم نارا وقول الخاتم الفاتح علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ والتحیۃ الذین یشربون فی
آنیۃ الذہب والفضۃ انما یجرجر فی بطونہم نار جہنم وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام ان الجنۃ
قیعان وان غراسہا سبحان اللہ وبحمدہ الی غیر ذلک من غوامض الحکم والاسرار الالٰہیۃ و
علمت ان جمیع ذلک علی الحقیقۃ لا علی المجاز والتاویل کما انتہی الیہ نظر بعض الموغلین
فی الفحص عن الحقائق بطریق البحث البحت فانہ قصور ظاہر کما لا یخفی ۔

(شک وتحقیق)

لعلک تقول کیف یکون العرض بعینہ ہو الجوہر وکیف یکون العین الغنی واحدًا

والحال ان الحقائق متخالفۃ بذواتہا فنقول قد لوحنا الیک ان الحقیقۃ غیر الصورۃ فانہا فی حد ذاتہا وصرافۃ سنداجتہا عاریۃ عن جمیع الصور التی تتجلی بہا لکنہا تظہر فی صورۃ تارۃ و فی غیرہا اخری والصورتان متغایرتان قطعا لکن الحقیقۃ المتجلیۃ فی الصورتین بحسب اختلاف الموطنین شیٔ واحد۔

(تشبیہ)

ما اشبہ ذلک بما یقولہ اہل الحکمۃ النظریۃ ان الجواہر باعتبار وجودہا فی الذہن اعراض قائمۃ بہ محتاجۃ الیہ ثم ہی فی الخارج قائمۃ بانفسہا مستغنیۃ عن غیرہا فاذا اعتقدت ان حقیقۃ تظہر فی موطن بصورۃ عرضیۃ محتاجۃ وفی آخر بصورۃ مستغنیۃ مستقلۃ فاجعل ذلک ثانیا لک تکسر بہ صولۃ نبو طبعک عنہ فی بدو النظر حتی یاتیک الیقین وتتصعد الافق المبین۔ انتہی بقدر الضرورۃ۔

۹۶ پس اس تقریر سے جواب ہوگیا استدلال علے امتناع نقل الاعمال بامتناع نقل الاعراض کا اور یہی سے مستدل کی دوسری دلیل عقلی یعنی عدم بقاء اعراض اور دلیل نقلی یعنی من جاء وبالحسنۃ الآیۃ کا جواب بھی مستفاد ہوگیا گو بلسان غلام اس سے بوجہ ظہور کے تعرض نہیں کیا گیا عدم بقاء اعراض کا توجواب یہ ہوا کہ اگر یہ عدم بقا مان لیا جاوے گو اس پر کوئی دلیل صحیح قوی قائم نہیں ہوئی مگر ماننے کی تقدیر پر وہ عدم بقاء درصورت عرض کے عرض ہونے کے ہے اور اگر بعد صدور دوسرے عالم میں بصورت جوہر یہ منتقل ہوجاوے توپھر بقاء میں کیا امتناع ہے اور استدلال بالآیۃ کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ تفسیر مان بھی لیجاوے تو جب یہ عمل بھی جوہر بنگیا تو وہ مجیٔ بہ اسیر بھی شل رُوح حسن کے صادق آتا ہے یہ تقریر ان اشعار تک کی ہے وقت محشر ہر عرض را صورے ست الخ آگے تنویر دعوئے امکان مذکور کے لئے چند اشباہ استیاء جوہریہ متصورہ فی الذہن کی ہیں جو ذہن میں فی موضوع اور خارج میں لافی موضوع ہیں اس شعر تک ؎ گرچہ شاخ وبرگ تخشش الخ اور پھر مضمون مذکور پر ایک نظیر کی تفریع بطور

(باقی آئندہ)

اور جب تکلیف جاتی رہی تو انجان بنجاتا ہے اور پوچھتا ہے خدا کا راستہ کہاں ہے اے احمق وہی راستہ ہے جس پر تو تکلیف کیوقت چلا جاتا تھا تو رنج وغم کے وقت تو اُسے یاد کرتا ہے لیکن جب تو خوش ہوتا ہے پھر غافل ہوجاتا ہے اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ جو لوگ حق سبحانہ کو بلا شبہ وشک جانتے ہیں وہ تو اپنی معرفت پر قائم رہتے ہیں اور جو شخص کہ عقل وگمان میں مبتلا ہے اُسکے لئے ایک پردہ ہے سو کبھی وہ پڑا ہوا ہوتا ہے اسوقت آدمی اُس سے غافل ہوتا ہے اور کبھی وہ چاک ہوتا ہے اُسوقت وہ حق سبحانہ کو پہچانتا اور اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہے کیونکہ عقل ناقص کبھی تو غالب ہوتی ہے اور کبھی مغلوب۔ جب غالب ہوتی ہے اسوقت معرفت حاصل ہوتی ہے اور جب خواہشات نفس سے مغلوب ہوتی ہے اسوقت وہ معرفت زائل ہوجاتی ہے اور عقل کامل ان تقلبات سے مامون ہے لہذا اسکی معرفت کبھی زائل نہیں ہوتی جب تجھکو عقل ناقص کی حالت معلوم ہوگئی تو اس عقل جزوی اور کمالات عرفی کو حیرت سے بدل لے اور بجائے طلب علوم رسمیہ کے سئے بخارا جانے کے۔

۱۷۷ تذلل۔ اور مسکنت۔ عجز وانکسار کی تحصیل کے لئے چل اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو اپنے باطن میں ایک دوسرا بخارا مشاہدہ کریگا جسکی محفل کے رہنے والوں کو تفقہ ظاہری وقالی سے کچھ تعلق نہ ہوگا یعنی تجھکو ایک اور معدن علم نظر آئے گا جہاں سے تجھے بدون الفاظ کے علوم ومعارف حاصل ہونگے۔

شرح شبیری

آن نصیب جان بیخویشان بود   چونکہ با خویشند پیدا کے شود

یعنی وہ تو بے خودوں کی جان کو نصیب ہوتا ہے تو چونکہ وہ با خود ہیں اثر کب ظاہر ہوسکتا ہے۔

خفتہ بیدار باید پیش ما   تا بہ بیداری بہ بیند خوابہا

یعنی ہمارے آگے ایک خفتہ بیدار کی ضرورت ہے جو کہ بیداری میں بہت سے خواب دیکھے مطلب یہ کہ ایسے شخص کی ضرورت ہے جو کہ اس دُنیا کے اعتبار سے تو خفتہ ہو مگر حق تعالیٰ کی جانب سے بیدار ہو تو وہ بیداری مین بھی تجلیات و انوار حق کے خواب دیکھے گا تو چونکہ یہ لوگ ایسے نہ تھے لہذا ان کو یہ بات نصیب نہ ہوئی آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

دشمن این خواب خوش شد فکر حق تا نخسپند فکرتش بستہ است حلق

یعنی فکر خلق اس خواب خوش کی دشمن ہوگئی ہے اور جبتک یہ فکر نہ سوویگی جبتک حلق بندھا ہوا رہیگا مطلب یہ کہ مخلوق کا فکر اس خواب کی دشمن ہے جس میں کہ اس طرف سے خواب ہوا اور حق تعالےٰ کی طرف سے بیداری ہو تو جبتک کہ یہ فکر اور یہ تدابیر جو اسکے دشمن ہیں زائل نہ ہوگی یاد رکھو کہ اسوقت تک حلق بندھا ہوا ہے اور انوار و تجلیات کے حصول سے مانع ہے آگے اس فکر کے ازالہ کی تدبیر بتاتے ہین کہ۔

حیرتے باید کہ روبد فکر را خوردہ حیرت فکر را و ذکر را ۱۷۸

یعنی ایک حیرت کی ضرورت ہے جو کہ اس فکر کو صاف کر دے اور وہ حیرت فکر اور ذکر سب کو کھا جاوے حیرت سے مراد تواتر تجلیات مطلب یہ کہ تواتر تجلیات سے جو حالت ہوتی ہے اُسکی ضرورت ہے کہ وہ اس فکر کو محو اور زائل کر دیتی ہے بس جب وہ حیرت حاصل ہو جاوے گی تو یہ فکر معاش اور فکر دُنیا زائل ہو جاویگی اور اسکے زائل ہوتے ہی وہ خواب خوش نصیب ہو جاویگی آگے ایک مضمون بیان فرماتے ہیں اور اُسکی ایک عجیب و غریب دلیل بیان فرماوینگے سُننے فرماتے ہین کہ۔

ہر کہ کامل تر بود او در ہنر او بمعنی پس بصورت پیش تر

یعنی جو شخص کہ ہنر (دنیا) مین زیادہ کامل ہوگا وہ معنیً تو پیچھے ہوگا صرف صورت میں آگے ہوگا مطلب تو یہ ہے کہ جو شخص کہ دنیاوی امور مین کامل ہوگا وہ صورتًا تو آگے ہے

اور سب سے بڑا ہوا ہے مگر معنیٰ جسقدر کامل ہے اسیقدر پیچھے ہے اور اسکو حقیقت
پیشروی حاصل نہیں ہے۔ یہ تو دعوے ہے آگے اسکے دلیل ایک عجیب فرماتے
ہین جسکا حاصل اوّل سمجھ لو اسکے بعد سہل ہوجاویگا فرماتے ہین کہ دیکھو قاعدہ ہے
کہ جب گلہ بکریوں وغیرہ کا چلتا ہے تو بعض اُس مین سے آگے ہوتی ہین اور بعض پیچھے
لیکن اگر چلتے چلتے سب یکدم سے اسیطرح لوٹنے لگین کہ سب رہین تو اپنی اپنی جگہ
پر مگر منھ پھیر لین تو جو سب سے آگے ہے اب وہ تو پیچھے ہوجاوگی اور جو سب سے پیچھے
تھی وہ سب سے آگے ہوگی جب یہ سمجھ مین آگیا تو اب سمجھو کہ قرآن شریف مین ہے
کہ کل الینا راجعون سب ہماری طرف لوٹیں گے اور دُنیا میں اسوقت سب چل رہے
ہین تو بس جب لوٹنے کا وقت یعنی قیامت ہوگی تو اس دنیا کی روش مین جو سب سے
آگے تھا وہ اُس قاعدہ کے موافق سب سے پیچھے ہوگا اور جو پیچھے ہین یعنی غریب لوگ
وہ سب سے آگے ہوجاوینگے تو دیکھ لو تو جو اس دُنیا مین کامل اور آگے ہے وہ
قیامت میں سب سے ناقص اور پیچھے ہوگا سُبحان اللہ عجیب دلیل ہے اب اشعار ۱۷۹
سے سمجھ لو فرماتے ہین کہ۔

راجعون گفت و رجوع اینسان بود کہ گلہ واگردد و خانہ رود

یعنی حق تعالےٰ نے کل الینا راجعون فرمایا ہے اور رجوع اسطرح ہوا کرتا ہے کہ گلہ واپس
ہو اور گھر کو جاوے۔

چونکہ واگردید گلہ از ورود پس فتد آن بز کہ پیش آہنگ بود

یعنی جب وہ گلہ گھاٹ سے واپس ہوا تو وہ بکری تو پیچھے ہوگئی جو کہ سب سے
آگے تھی۔

پیش افتد آن بز لنگ پسین اضحک الرجعی وجوہ العابسین

یعنی وہ لنگڑی پچھلی بکری آگے ہو جاوے گی تو اس رجعت نے غالبین کے منہ کو بھی ہنسا دیا مطلب یہ کہ جب اسطرح ایکدم سے انقلاب ہوگیا کہ اگلی پچھلی اور پچھلی اگلی ہوگئی تو جو لوگ کبھی ہنستے نہ تھے انکو بھی ہنسی آگئی کہ عجب دل لگی ہے تو اسیطرح جو لوگ کہ اس دنیا میں آگے بڑھے ہوئے ہیں اور خوب کامل ہیں وہ قیامت میں پیچھے ہونگے اور جو آدمی غریب ناقص ہیں وہ سب سے آگے ہونگے اللھم احشرنی فی زمرۃ المساکین آگے فرماتے ہیں کہ۔

از گزافہ کے شدند این قوم لنگ — فخر را دادند و بخریدند ننگ

یعنی یہ لوگ بیہودگی کی وجہ سے کب لنگڑے ہوئے ہیں (بلکہ) انھوں نے فخر دیدیا ہے اور ننگ کو خرید لیا ہے یعنی یہ لوگ جو تم کو دنیاوی امور میں ایسے معلوم ہوتے ہیں تو یہ نہیں کہ یہ کچھ کر نہیں سکتے بلکہ خود ہی انھوں نے ایسی حالت بنا رکھی ہے تاکہ وہاں جا کر سب
سے آگے چلیں۔ ۱۸۰

پاشکستہ می روند ایشان بحج — از حرج راہیست پنہان تا فرج

یعنی یہ حضرات پاشکستہ (کعبۂ مقصود حقیقی کے) حج کو جا رہے ہیں اور تکالیف سے ایک راہ پوشیدہ کشادگی تک ہے حرج سے مراد مجاہدہ ہے مطلب یہ کہ یہ حضرات جو مجاہدہ و ریاضت کرتے ہیں تو اس سے ایک راہ ہے جو کہ اندر ہی اندر عالم غیب تک چلی گئی ہے بس یہ اس راہ پر ہوتے ہیں اور ان کی یہ حالت ہے کہ۔

دل ز دانشہا بشستند این فریق — زانکہ این دانش ندانند این طریق

یعنی اس فریق نے دل کو علوم (ظاہری) سے دھو ڈالا ہے اسلئے کہ یہ علوم (ظاہری) اُس راستہ (پوشیدہ) کو نہیں جانتے لہذا یہ حضرات ان علوم کو قلب سے محو کر دیتے ہیں محو کر دینے سے مراد یہ ہے کہ ان کا اثر نہیں رہتا کہ یہ سمجھیں کہ ہم کو یہ علم حاصل ہے اور

یہ حاصل ہے بلکہ دعوی بالکل جاتا رہتا ہے ہاں وہ علوم باقی رہتے ہیں مثلاً ایک شخص نے ہدایہ پڑھاتا تھا تو اُسکے محو کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہدایہ تو اسکو یاد رہے مگر اس امر کو بھول جاوے کہ مجھے ہدایہ آتا ہے بس اُنکے اندر دعوی اور عجب اور تکبر نام کو نہیں ہوتا۔

واجب آید کہ اصلش زان سر است ✦ زانکہ ہر فرعے باصلش رہبر است

یعنی اُس علم کی ضرورت ہے جسکی اصل اس طرف سے ہوا سلئے کہ ہر فرع اپنی اصل کیطرف رہبر ہوتی ہے توجب یہ علم اُس علم حق کی فرع ہوگا تو یہ اُس تک پہنچا ویگا جیسا کہ قاعدہ ہے کہ ہر فرع اپنے اصل کی طرف پہنچایا کرتی ہیں۔

ہر پرے برعرض دریا کے پرد ✦ تا لدن علم لدنی مے برد

یعنی عرض دریا پر ہر پرکب اڑسکتا ہے قرب حق تک تو علم لدنی ہی لیجاتا ہے پر سے مراد علم ہے مقصود یہ کہ ہر علم تو حق تعالے تک نہیں پہونچاسکتا بلکہ اُسکے قرب تک تو علم لدنی 181
ہی پہونچاتا ہے اسلئے کہ اسکی اصل اسی طرف سے ہے ورنہ اور کوئی تو وہاں تک کیا ہی پہونچ سکتا ہے خوب کہا ہے ؎

بحر یست بحر عشق کہ ہیچش کنارہ نیست ✦ اینجا جز این کہ جان بسپارند چارہ نیست

توجب یہ علوم ظاہری موصل الی الحق نہیں ہیں یعنی ان میں اتنا کہ موصل نہیں ہے یوں واسطہ ہونے کے درجہ میں تو موصل ہیں ہی مگر مقصود نہیں ہیں لہذا مولانا فرماتے ہیں کہ۔

پس چرا علمے بیاموزی بمرد ✦ کش بباید سینہ را زان پاک کرد

یعنی پس مرد کو ایسا علم کیوں سکہاتے ہو کہ اُس سے اسکو سینہ پاک کرنا پڑے مطلب یہ کہ جب یہ علوم ظاہری ایسے ہیں کہ ان سے سینہ کو پاک کرنا پڑتا ہے تو پھر اپنی اولاد کو کیوں سکہاتے ہو یہاں سے وہ لوگ جو کہ اپنی اولاد کو علم معاش میں منہمک کئے ہوئے

یں سبق حاصل کریں کہ مولانا جب اُن علوم ظاہری کو جو کہ وسیلہ یں وصول کا منع فرمارہے یں تو وہ علوم جو کہ اس سے حاجب یں مولانا کے نزدیک سب پسندیدہ اور لایق درس کے ہو سکتے یں ظاہر ہے کہ وہ یقیناً واجب الترک ہونگے آگے فرماتے ہیں کہ۔

پس مجو پیشی ازین سر لنگ باش وقت وا گشتن تو پیش آہنگ باش

یعنی پس اس طرف کی پیشی مت تلاش کرو (بلکہ) لنگڑے رہو اور لوٹنے کے وقت سب سے آگے رہنا جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے آگے فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں اپنے کو ذلیل وخوار رکھو تو اُس عالم میں تم کو عزت حاصل ہوگی فرماتے ہیں کہ۔

آخرون السابقون باش ای ظریف بر شجر سابق بود میوہ لطیف

۱۸۲ یعنی اے ساقی نحن آخرون السابقون (کے مصداق) رہو اور شجر پر (مقصود ہ) میوہ لطیف سابق ہوا کرتا ہے۔

گرچہ میوہ آخر آید در وجود اوّل ست او زانکہ او مقصود بود

یعنی میوہ اگرچہ وجوداً آخر میں آیا ہے (مگر) وہ اول ہے اسلئے کہ مقصود وہی تھا تو اسیطرح اگر تم یہاں مسبوق بھی رہوگے تو کیا ہے وہ سابقیت مقصودی اُس عالم کی تم کو ہو حاصل ہوجاویگی اور وہاں تم ہی اول رہوگے۔

چون ملائک گوی لا علم لنا تا بگیرد دست تو علمتنا

یعنی تو ملائکہ کیطرح لا علم لنا کہہ تاکہ تیرا ہاتھ علمتنا پکڑ لے مطلب یہ کہ دیکھو جب ملائکہ نے اپنا عجز لا علم لنا سے ظاہر کر دیا تو فوراً حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ انبئھم باسمائھم تو اگر تم بھی اسیطرح عجز ظاہر کر دوگے تو پھر تم کو علم لدنی اور علم وہبی عطا ہوجاویگا۔

گر درین مکتب ندانی تو ہجا ہمچو احمد پری از نور حجی

پس اگر تو اس مکتب (دُنیا) میں ہجا بھی نہ جانے گا تو احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح نورِ عقل سے اڑو گے مطلب یہ کہ جس طرح کہ حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم امی تھے۔ مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سب علوم حاصل تھے اسیطرح تم کو بھی اگر اس دُنیا میں علوم ظاہر حاصل نہ ہوئے تو کیا ہرج ہے اسلئے کہ تم کو بس اسیطرح علم لدنی حاصل ہوجاویگا ہاں اتنا ضرور ہے کہ شہرت نہ ہوگی تو اسکے لئے فرماتے ہیں کہ۔

گر نہ باشی نامدار اندر بلاد گم نہ و اللہ اعلم بالعباد

یعنی اگر تم شہروں میں نامدار نہ ہوگے تو (حق تعالےٰ سے تو) گم نہیں ہو اسلئے کہ حق تعالیٰ اپنے بندونکو خوب جانتا ہے تو جب وہ جانتے ہیں پھر کیا غم ہے چاہے ساری دنیا

۱۸۳ نہ جانے ؎

یا الٰہی تو نہ چھوٹے تیرا چھٹنا ہے غضب ✽ یوں ہی راضی ہوں مجھے چاہے زمانہ چھوڑدے

آگے ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ۔

اندران ویرانہ کان معروف نیست از برائے حفظ گنجینہ زریست

یعنی اُس ویرانہ میں جو کہ مشہور نہیں ہے حفاظت کے لئے خزانہ زر ہوتا ہے۔

موضع معروف کے بنہند گنج زین قبل آمد فرج در زیر رنج

یعنی خزانہ مشہور جگہ میں کب رکھتے ہیں اسی قبیل سے کشادگی تکلیف کے تحت میں ہے مطلب یہ کہ دیکھو لوگ خزانہ کو غیر معروف جگہ میں رکھا کرتے ہیں تاکہ کسیکو اطلاع نہ ہو۔ تو اسیطرح تمہارے اندر جو خزانہ بھرے ہوئے ہیں وہ اس مجاہدہ و ریاضت کے ویرانہ میں دبے ہوئے ہیں لہذا تم شہرت اور ناموری کی کبھی خواہش مت کرو

بلکہ ہمیشہ اپنے کو مٹانے میں لگے رہو کہ اس سے مقصود حقیقی تک پہنچ جاؤ گے آگے فرماتے ہیں کہ۔

خاطر آرد بس شکال اینجا ولیک بگسلد اشکال را استو نیک

یعنی دل اس جگہ بہت سے اشکال لاتا ہے مگر اُسکو اچھا آدمی خود توڑ دیتا ہے یہاں مولانا نے نہ اشکال بیان کیا ہے اور نہ جواب دیا ہے مگر سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشکال یہ ہے کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ شہرت کو حاصل مت کرو حالانکہ بہت بزرگ مشہور ہوتے ہیں اور خود اپنے ہی افعال سے مشہور ہوتے ہیں مثلاً تصانیف سے ارشادات سے تو انکو کیا کہا جاویگا جواب یہ ہے کہ انھوں نے شہرت کا قصد نہیں کیا بلکہ شہرت خود بخود ہوگئی اور یہ مضر نہیں ہے بلکہ مضر یہ ہے کہ شہرت کا قصد کیا جاوے اور یہاں یہ ہے نہیں۔ فلا اشکال اصلاً فافہم۔ آگے

۱۸۴ فرماتے ہیں کہ۔

ہست عشقش آتشے اشکال سوز ہر خیالے را بروبد نور روز

یعنی عشق حق تمام اشکالوں کو جلا دینے والا ہے اور دن کی روشنی ہر خیال کو لیجاتی ہے مطلب یہ کہ سب اشکال اسی روز تک پڑے رہے ہیں جبتک کہ عشق اور محبت حق دل میں جاگزین نہیں ہے اور جب وہ دل میں جم جاویگی تو سارے اشکال سوختہ ہوجاوینگے تو بس عشق حق پیدا کرو۔

کہ اُس سے سارے اشکال اسطرح جاتے رہینگے جیسے کہ دن کی روشنی سے سارے خیالات کا ذبہ زائل ہوجاتے ہیں کہ رات کو تمام شبہات وخیالات میں انسان مبتلا ہوتا ہے مگر دن ہوتے ہی سب زائل اسیطرح عشق حق بھی سب اشکالوں کو زائل کردیگا۔

ہم تو آنسو جواب ای مرتضی کاین سوال آمد ازان سوم ترا

(باقی آئندہ)

كتاب ذم الجاه

الحديث منهومان لا
يشبعان الحديث الطبراني
من حديث ابن مسعود
بسند ضعيف والبزار والطبراني
في الاوسط من حديث
ابن عباس بسند لين اه
قلت وفي حديث الدارمي
صاحب العلم وصاحب الدنيا
وروى البيهقي عن انس
ان النبي صلى الله عليه
وسلم قال منهومان لا يشبعان
منهوم في العلم لا يشبع
منه منهوم في الدنيا لا يشبع
منها كذا في المشكوة وفيه مدح
على الحرص على العلم وذم للحرص على الدنيا

الحديث روى ابن ابي الدنيا في كتاب
الاخلاص من حديث عائشة بسند ضعيف
يفضل الذكر الخفي الذي لا تسمعه
الحفظة على الذي تسمعه

کتاب مذمت جاہ

حدیث۔ دو حریص ایسے ہیں کہ ان کا کبھی
پیٹ نہیں بھرتا الخ روایت کیا اسکو طبرانی
نے ابن مسعود کی حدیث سے سند ضعیف
کے ساتھ اور بزار نے اور طبرانی نے اوسط
میں ابن عباس کی حدیث سے بھی سند ضعیف
سے روایت کیا ہے میں (اشرف) کہتا ہوں
کہ دارمی کی حدیث میں یہ ہے (کہ وہ
دو حریص ایک) طالب علم اور (دوسرا)
۸۹ طالب دنیا اور روایت کیا بیہقی نے انس رض
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو حریص ہیں کہ
کبھی پیٹ نہیں بھرتا ایک علم کا حریص کہ
اوس سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک دنیا کا
حریص کہ اوس سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ اسیطرح
ہے مشکوۃ میں **ف** اس حدیث میں حرص
علم کی مدح اور حرص دنیا کی مذمت ہے ۱۲ ش ص

حدیث۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلا
ص میں حضرت عائشہ کی حدیث سے بسند ضعیف
روایت کیا ہے کہ ذکر خفی جسکو ملائکہ حافظین
اعمال نہ سنتے ہوں اوس ذکر پر جسکو وہ سنتے ہوں

اختفاء بعض الاعمال عن الملائكة واصل الذكر القلبي المحض

مطلع نہ ہونا ملائکہ کا بعض اعمال پر اور اصل ذکر قلبی محض

الحفظة سبعين درجة
ف فيه ان بعض الا
عمال لا يطلع عليه
الكاتبون الكرام
ومن ثم قال بعضهم ؎
بيان عاشق ومعشوق رمزيست
كراما كاتبين را هم خبر نيست
وايضا فيه اصل
للذكر القلبي
المحض الذي لا حركة
فيه للسان ۹۰
الحديث للشيخين من
حديث جندب من سمع
سمع الله به ومن راءى
راءى الله به
ورواه مسلم من حديث
ابن عباس ف فيه
من ذم الرياء ما هو ظاهر
الحديث مسلم من حديث
ابن مسعود مختصرا سئل النبي صلى الله
عليه وسلم عن الوسوسة

ذم الریاء

مذمت ریاء

ستر درجے فضیلت رکھتا ہے ف اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال کی
کراما کاتبین کو بھی اطلاع نہیں ہوتی اور اسی سے
بعض نے کہا ہے ؎
بیان عاشق ومعشوق رمزیست
کراما کاتبین را ہم خبر نیست
اور اسی سے اوس ذکر قلبی محض کی بھی اصل نکلتی
ہے جس میں زبان کی بالکل حرکت نہو اجسکا
بعض اہل ظاہر نے انکار کیا ہے البتہ بعض
احکام فقہیہ میں جیسے قرأت ونکاح وغیرہ
مستقل دلائل سے تلفظ شرط ہے)
حدیث۔ بخاری ومسلم میں جندب کی
حدیث سے یہ ہے کہ جو شخص شہرت کے
واسطے کچھ عمل کریگا اور جو شخص اظہار کے
لیے کچھ کرے گا اللہ تعالی اوس کے عیوب
کا اظہار کرے گا اور روایت کیا اس کو مسلم
نے حضرت ابن عباس کی حدیث سے ف
اسمیں ریا ونمایش کی جو مذمت ہے ظاہر ہے
حدیث مسلم نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے
مختصرا روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے وسوسہ کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے

فقال ذالك محض الايمان
والنسائي في اليوم
والليلة وابن حبان في صحيحه
ورواه النسائي فيه
من حديث عائشة

الحديث حديث
ابن عباس
الحمد لله الذي
رد كيد الشيطان
الى الوسوسة
ابو داؤد والنسائي
في اليوم والليلة
بلفظ كيده
ف فيهما عدم
المواخذة
على الامور
الغير
الاختيارية
بل فيهما اشارة
الى السرور بها

الحديث مسلم من حديث

فرمایا کہ یہ خالص ایمان (کی علامت) ہے
اور نسائی نے یوم ولیلہ میں اور ابن حبان نے
اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے مگر نسائی
نے یوم ولیلہ میں اسکو حضرت عائشہ رض کی
حدیث سے روایت کیا ہے۔

حدیث۔ ابن عباس رض کی حدیث کہ خدا
کے لیے حمد ہے جس نے شیطان کے چال
کو وسوسہ کیطرف پھیر دیا (کہ اعمال وعقائد
سے اوس کا تعلق نہ ہونے دیا) روایت کیا
اسکو ابوداؤد نے اور نسائی نے یوم ولیلہ
میں کیدہ کے لفظ سے بجائے لفظ کید
الشیطان کے **ف** ان دونوں حدیثوں
میں امور غیر اختیاریہ پر مواخذہ نہ ہونا مذکور
ہے بلکہ اس سے بڑھکر ان دونوں میں
ان وساوس پر مسرور ہونیکی طرف اشارہ ہے
(اور یہی تدبیر ہے اس سے نجات کی کہ
کچھ پروا نکرے بلکہ خوش ہو ایک بزرگ کا
قول ہے کہ شیطان کو مومن کی خوشی گوارا نہیں
جب وساوس پر خوش ہوتا ہوا دیکھے گا تو
ڈالنا چھوڑ دے گا)

حدیث۔ مسلم نے ابوذر کی حدیث سے

ابی ذر لاتامرن علے اثنین ولاتلین مال یتیم **ف** فیہ عدم الوقوع فی التعلقات الغیر الواجبۃ للضعفاء کما فے ھذا الحدیث انی لاراک ضعیفا	روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کبھی دو شخصوں پر بھی حاکم نہ بننا اور کبھی کسی یتیم کے مال کے متولی مت بننا **ف** اس حدیث میں دلالت ہے کہ ضعفا کو تعلقات غیر واجبہ میں واقع نہ ہونا چاہیئے جیسا کہ اسی حدیث میں (اس ارشاد کی بنا میں یہی فرمایا) ہے کہ میں تم کو ضعیف دیکھتا ہوں (اور ایسا شخص ایسے تعلقات کا تحمل نہیں کر سکتا یا تو ان تعلقات کے حقوق ضائع کرے گا اور یا دوسرے واجبات میں اخلال کرے گا۔)

مضرۃ التعلقات للضعفاء ضرر تعلقات برضعفاء را

92

کتاب ذم الکبر — کتاب مذمت کبر

الحدیث البذاذۃ من الایمان ابوداؤد وابن ماجۃ من حدیث ابی امامۃ بن ثعلبۃ **ف** مدلولہ ظاہر من ترک الزینۃ تواضعا	حدیث۔ ترک زینت (بھی) ایمان (کے شعبوں میں) سے ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوامامہ بن ثعلبہ کی حدیث سے **ف** ۔ مدلول اس کا ظاہر ہے یعنی براہ تواضع ترک زینت کرنا (یعنی نہ تو تکلف وتزین کا اہتمام ہو اور نہ میلا کچیلا رہے کہ نظافت کی تاکید آئی ہے)

ترک الزینۃ ترک زینت

مولانا کو جب انکا اُترنا معلوم ہوا تو آپ کو بہت ملال ہوا اور آپ نے فرمایا کہ ناحق اُتر گئے بس جی انکی قسمت ہی میں حج نہیں اسکے بعد حافظ ...... ہر سال حج کا ارادہ کرتے تھے مگر کوئی نہ کوئی مانع پیش آجاتا تھا اور تا انتقال انکو حج میسر نہیں ہوا ایک دفعہ تو یہانتک ہوا کہ تیاری پوری ہو گئی۔ بکہ بھی گھر پر آگیا اور وہ سوار ہونے ہی کو تھے کہ یکایک انکو خیال ہوا کہ ذرا دیر لیٹ جائیں لیٹ کر سوار ہونگے اور وہ لیٹ گئے لیٹنے میں انکی کمر میں اتنا زور سے چکا آیا کہ اب وہ سفر کے قابل نہ رہے اب انھوں نے چکا نکل جانے تک سفر کو ملتوی کیا اور اسکے بعد ارادہ ہی فسخ کر دیا جب مجھے معلوم ہوا کہ حافظ ...... ہر سال ارادہ کرتے ہیں مگر انکو حج نصیب نہیں ہوتا تو مینے ایک جلسہ میں مولانا سے عرض کیا کہ حضرت حافظ ..... ہر سال حج کا ارادہ کرتے ہیں مگر انکو حج نصیب نہیں ہوتا ایکمرتبہ حضور نے فرمایا تھا کہ انکی قسمت ہی میں حج نہیں ہے آپ ان کیلئے دعا فرما دیجئے کہ انکو حج ملجاتے جس جلسہ میں مینے عرض کیا تھا اسمیں مولوی حبیب الرحمن صاحب حافظ احمد صاحب مولوی خلیل احمد صاحب مولانا محمود حسن صاحب حافظ عطاء اللہ نواب یوسف علیخان وغیرہ موجود تھے مگر مولانا نے دعا نہیں فرمائی اور فرمایا کہ یہ تمہارا خیال ہے مگر میں اس قابل نہیں ہوں مینے پھر عرض کیا مگر آپ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ میں اس قابل نہیں ہوں یہ قصہ تو ختم ہوا اب جہاز کی سنئے۔ الحمد للہ کہ ہمارا جہاز ۲۳ کی عصر کو روانہ ہوا جب عدن سے آگے پہنچا تو اس میں جسقدر ولایتی تھے سب تبر لیکر جہاز والوں پر چڑھ گئے اور کہا کہ اگر تم نے جہاز کا رُخ کامران کی طرف پھیرا تو ہم تمہیں مار ڈالیں گے سیدھا جدہ لے چلو جہاز والے ڈر گئے اور مجبوراً انکو جہاز جدہ لیجانا پڑا جب جہاز جدہ پہونچا تو وہاں معلوم ہوا کہ مسافروں کو اُترنے کی اجازت نہ ہوگی اور جہاز کو قرنطینہ کیلئے کامران واپس کیا جاویگا اس خبر سے حاجیوں کو سخت پریشانی ہوئی کہ الحمد للہ کہ تو ہم نے قرنطینہ کی قید سے نجات پائی تھی اب پھر وہیں جانا ہوگا تھوڑی دیر میں ایک عرب صاحب تشریف لائے اور انھوں نے کہا گودی کے افسر رشوت خوار ہیں اور وہ لینے کے لئے یہ حجت کر رہے ہیں تم جلدی کچھ چندہ کر دو میں انہیں دے دلا کر راضی کرونگا جب یہ خبر مولانا تک پہونچی تو آپ نے فرمایا یہ شخص بالکل جھوٹا ہے کوئی اسے کچھ نہ دے

ہم کو کامران واپس ہونا نہین پڑیگا اور ہم یہین اُترینگے لیکن آج نہیں اُترینگے کل اترینگے چنانچہ دوسرے روز یہ حکم ہوگیا کہ حاجیون کو اُترجانا چاہیئے ان کا کوئی قصور نہیں قصور جہاز والون کا ہے اسلئے اسکی سزا مین جہاز کو دونا قرنطینہ کرنا ہوگا اسپر حاجی اترگئے اور ہم ۸ تاریخ کو مکہ پہونچ گئے۔ حاجی صاحب ہم کو شہر سے باہر کھڑے ہوئے ملے سُنا ہے کہ حاجی صاحب فرماتے تھے کہ اگر مولوی رشید احمد صاحب اس جہاز میں نہ ہوتے تو کسیکو حج نہ ملتا مگر یہ یاد نہیں کہ کس سے سُنا ہے۔

حاشیہ حکایت (۵۹) قولہ مگر مولانا نے دُعا نہیں فرمائی اقول یہ دعا مستحب تھی اسکے ترک کے لئے عدم استجابت کا مکشوف ہوجانا کافی ہے خصوص جب یہ بھی مکشوف ہوجاوے کہ جسکے لئے دُعا کی درخواست ہے وہ اس عمل کا ارادہ ہی نہ کرے گا (**اشرف**)

(۶۰) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے تھے کہ مولانا
۷۸ اسمٰعیل صاحب کی عادت ہنسی مذاق کی بہت تھی اسلئے وہ سید صاحب کے پاس نہ ٹھیرتے تھے بلکہ الگ ٹھیرا کرتے تھے اور سید صاحب کے ساتھ مولوی عبدالحئی صاحب ٹھیرتے تھے جب سید صاحب کا قافلہ حج کو گیا ہے تو مولانا اسمٰعیل صاحب سید صاحب کے جہاز مین سوار نہیں ہوئے بلکہ دوسرے جہاز مین سوار ہوئے مولوی وجیہ الدین صاحب یعنی مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری کے تایا مولوی عبدالحئی صاحب کے بھی شاگرد تھے اور مفتی الٰہی بخش صاحب کاندہلوی کے بھی شاگرد تھے ان کا بدن بھاری اور پیٹ بڑا تھا رنگت کالی تھی ابتداء میں یہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے مخالف تھے اور انھون نے تقویۃ الایمان کارد بھی لکھا تھا اور مولوی عبداللہ صاحب ایک شخص تھے جو کاندہلہ کے رہنے والے اور قوم کے راعین تھے نہایت ذہین اور بڑے عالم تھے اور مفتی صاحب کے شاگرد تھے مولوی وجیہ الدین صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب کے درمیان ایک مرتبہ مناظرہ بھی ہوا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان میں شرک کی دو قسمیں کی ہین ایک جلی دوسرے خفی مولوی وجیہ الدین صاحب اسکو تسلیم نہ کرتے تھے اسپران سے

اور مولوی عبداللہ صاحب سے مناظرہ ہوا اور مولوی عبداللہ غالب آ گئے اسپر مولوی وجیہ الدین صاحب مولانا شہید کی مخالفت سے تائب ہوئے اور اپنی کتاب جو انھوں نے مولانا کے رد میں لکھی تھی دہلی جاکر مولانا کے سامنے پھاڑ ڈالی اور اس روز سے مولانا شہید کے عاشق زار بن گئے یہ مولوی وجیہ الدین صاحب بھی مولانا شہید کے ساتھ جہاز میں تھے اور دونوں ملکر حجاج کے لئے آٹا پیسا کرتے تھے آٹا پیتے ہوئے مولانا شہید انکو چھیڑا کرتے تھے کبھی آٹا انکے منہ پر مل دیتے تھے کبھی پیٹ پر کبھی کوئی اور مذاق کرتے تھے انکے علاوہ مولانا اور حاجیوں سے بھی ہنسی مذاق کرتے رہتے تھے میں (یعنی مولوی عبدالقیوم صاحب اس زمانہ میں بچا تھا اور مولانا کو مجھ سے بہت محبت تھی اسلئے مولانا اکثر مجھے اپنے پاس رکھتے تھے اور جہاز میں بھی مجھے اپنے ہی ساتھ رکھا تھا۔ اس زمانہ میں بادی جہاز تھے اور مسافروں کو روزانہ فی کس ایک بوتل پانی ملا کرتا تھا اتفاق سے ہوا ناموافق ہوگئی اور جہاز میں پانی کم رہ گیا اسلئے جہاز والوں نے اعلان کردیا کہ کل سے پانی آدھی بوتل ملے گا دو دن تک آدھی بوتل پانی دیا اسکے بعد جب پانی بالکل ختم ہوگیا تو جہاز والوں نے کہدیا کہ اب پانی بالکل نہیں رہا ہے اسلئے ہم پانی نہیں دیسکتے سب لوگ نہایت پریشان ہوئے اس جہاز میں علاوہ سید صاحب کے قافلہ والوں کے اور بھی بڑے بڑے لوگ سوار تھے اب ان لوگوں میں یہ سرگوشیاں ہونے لگیں کہ یہ شخص (مولانا شہید) لوگوں سے ہنسی مذاق کرتا ہے اسی کی شامت سے ہم پر یہ بلا آئی ہے لہذا اسکو روکنا چاہیئے اور دعائیں کرنی چاہئیں انکی اطلاع مولوی وجیہ الدین صاحب اور دوسرے لوگوں کو ہوئی مولوی وجیہ الدین معہ چند دیگر اشخاص کے ان لوگوں کے پاس پہونچے اور انکو مولانا شہید کی عظمت شان سے آگاہ کیا اور کہا کہ یہ شامت تمہاری اس گستاخی اور بدگمانی کی ہے کہ تم انکی نسبت ایسا خیال کرتے ہو تم کو چاہیئے کہ انکی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے معافی چاہو اور ان سے دعا کی درخواست کرو چنانچہ وہ سب لوگ آئے اور سب نے مولانا سے دعا کی درخواست کی مولانا نے فرمایا کہ تم سب دعا کرو میں بھی دعا کرونگا مگر میری دعا تو مٹھائی کے بغیر چلتی

۷۹

نہیں اسپر ایک شخص نے وعدہ کیا کہ سب جہازون کے لوگون کو مستقطی حلوا کھلاؤن گا
اسکی مقدار مجھے یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ فی کس پاؤ بھر سے زیادہ تھا اسپر آپ نے
دوسرے لوگون کے ساتھ ملکر دُعا کی جسکا اثر اُسیوقت ظاہر ہوا اور ایک چشمہ شیرین پانی
کا جو لمبا ؤ چوڑا ؤ مین دو بڑی چارپائیون کے برابر ہوگا دوڑتا ہوا آیا اور جہاز کے پاس آکر ٹھہر گیا
مولانا نے اسکو دیکھکر فرمایا کہ اس پانی کو تو دیکھو کیسا ہے لوگون نے چکھا تو نہایت
ٹھنڈا اور شیرین تھا اسپر سب لوگون نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور جہاز والون نے
نے بھی اپنے ظروف خوب بھر لئے جب سب بھر چکے تو وہ پانی غائب ہوگیا اور اُسکے بعد
لوگون نے ہوا کے موافقت کے لئے دعا کی درخواست کی پھر آپ نے وہی فرمایا کہ سب
دعا کرو میں بھی شریک ہو جاؤنگا مگر میری دعا بغیر مٹھائی کے نہیں چلیگی اسپر کسی اور امیر
نے کچھ وعدہ کیا جو مجھے یاد نہیں رہا اسپر آپ نے سب لوگون کے ساتھ ملکر موافقت
ہوا کی دُعا کی اور ہوا موافق ہوگئی جہاز کا لنگر کھولدیا گیا اور جتنے دنون میں اچھی ہوا کی
حالت مین جہاز جدہ پہونچتا تھا اُس سے نصف دنون میں ہمارا جہاز جدہ پہنچ گیا۔ ۸۰

حاشیہ حکایت (۸۰) قولہ مذاق کرتے تھے **اقول** لا یسخر قوم من قوم کے خلاف کا شبہ نہ کیا جاوے اسکا محمل یہ ہے کہ جس سے مزاح کیا جاتا ہے اُسکو حقیر سمجھے چنانچہ اسکی علت میں عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم ارشاد فرمانا اسکی قطعی دلیل ہے اور مٹھائی کی شرط یہ بھی اسی مزاح کا ایک شعبہ ہے (**شت**)

(۸۱) خانصاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ میں نے حکیم خادم علی صاحب و حکیم عبدالسلام صاحب و مولوی سراج احمد صاحب خورجوی سے سنا ہے یہ حضرات فرماتے تھے کہ خانہ کعبہ مین مردون وعورتون کا داخلہ ساتھ ساتھ ہوتا تھا جب مولانا اسمٰعیل صاحب نے یہ حالت دیکھی تو وہ اور اسکے ساتھی ننگی تلواریں لیکر خانہ کعبہ پر کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ اگر عورتون کے ساتھ مرد اور مردون کے ساتھ عورتیں داخل ہونگی تو ہم تلوار سے سر اڑا دینگے اسپر بہت شور وشغب ہوا مگر مولانا اور انکے ساتھی اپنی بات پر جمے رہے اور مشترکہ داخلہ کو بند کرا کر چھوڑا۔ یہ قصہ مینے یہیں تک سُنا تھا جب مینے

کتب جدیدہ علمیہ

مصنفہ مولوی اشفاق الرحمٰن صاحب کاندھلوی

اَلطّیب الشَّذِی فی شرح التِّرمذی | **جلد اوّل حامل متن** | مطبوعہ ٹائپ استنبولی

یہ ترمذی کی نہایت مفصل اور مبسوط شرح ہے جسکی تکمیل کے عرصہ سے علماء و طلباء منتظر تھے سو بحمد اللہ جلد اوّل مکمل ہو کر طبع ہو گئی ہے اور جلد ثانی زیر طبع ہے۔ جلد اوّل ۲۰×۲۶ سائز ۱/۸ ضخامت صفحہ ۱۲۰ تا ختم کتاب الطہارۃ ہے

اس شرح میں بعض ایسی خصوصیات ہیں جو دیگر شروح میں کیاب بلکہ نایاب ہیں *

(۱) جس راوی کا اوّلاً ذکر آیا ہے اُسکی جرح و تعدیل میں مبسوط گفتگو کی گئی ہے۔

(۲) جلد اوّل میں جسقدر رواۃ سے بحث کیگئی ہے اسکے معلوم کرنے کیلئے شروع میں اسماء رواۃ کی ایک فہرست معہ حوالہ صفحات لکھدی گئی ہے جس سے وہ فہرست گویا اسماء الرجال کا ایک مستقل رسالہ بنگیا۔

(۳) ابتداء مقدمہ میں مبادی اور انواع کتب حدیث اور تدوین حدیث سے مفصل بحث کی گئی ہے گویا مقدمہ اصول حدیث کا ایک مستقل رسالہ ہو گیا۔

(۴) ہر باب میں مذاہب علماء کی توضیح کے بعد مذہب حنفیہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور حنفیہ کے دلائل کے بعد دوسرے ادلہ کا جواب بھی کافی شافی دیا گیا ہے۔

(۵) ترمذی کا مشہور مسئلہ و فی الباب عن فلان ہے جسمیں علماء تو درکنار مدرسین کو بھی سخت مشکل پیش آتی ہے اس شرح میں حتی الوسع قریب قریب سب کا حوالہ اور تخریج کی گئی ہے۔

(۶) حل حدیث اور لغات میں حتی الوسع سلف کی اقتداء کی گئی ہے۔

باوجود اسکے قیمت قسم معمولی ۸ اور قسم اعلےٰ للعہ اور مجلد اگر مطلوب ہو تو ۸ قیمت جلد کا اضافہ ہوگا

اَلطّیب الشَّذِی جلد دوم ۲

زیر طبع از کتاب الصلوٰۃ یہ جلد اول سے بدرجہا مضامین کے اعتبار سے بہتر ہے جلد اوّل کی گرانی اور ٹائپ میں ہونیکی شکایات بکثرت موصول ہونیکی بناپر اس جلد کو اسی سائز پر لیتھو میں طبع کرایا جارہا ہے اور یہی ضخامت پر ختم کیجاویگی لیکن قیمت دو اور تین روپے کے درمیان رہیگی۔

نور العینین فی تحقیق رفع الیدین

اس رسالہ میں ثبوت رفع یدین کی جملہ روایات مع تخریج و تنقید و ترجمہ نقل کرنیکے بعد حنفیہ کے دلائل عدم سنیت رفع یدین کے مفصل بیان کئے گئے ہیں اور دوسرے ادلہ کے مفصل جواب دئے گئے ہیں جس سے مسئلہ نہایت روشن اور ناظرین کو کافی علمی بصیرت ہوگی پس ہر ایک اہل علم اور علم دوست کو اس رسالہ کیضرورت ہے رسالہ زیر طبع ہے قیمت ۸ فرمائشیں جلد آنی چاہئیں تاکہ طباعت میں عجلت کیجاوے فریق ثانی اس قسم کے رسائل مفت شائع کرتے ہیں حنفیہ متوسلین کو بھی توجہ کی ضرورت ہے اگر ایسے رسائل کی اشاعت کافی کریں تو بیحد نفع متوقع ہے۔

الکلام سلسلہ عقائد کا پہلا نمبر (۱)

ہم نے ارادہ کیا ہے کہ عقائد اسلام وجود باری تعالےٰ اور توحید صفات باری ثبوت انبیاء اعجاز قرآنی اختتام نبوت۔ حیات۔ وفات مسیح تناسخ و معراج وغیرہ وغیرہ پر مفصل سلسلہ وار کلام کریں اور یہ اس سلسلہ کا پہلا نمبر ہے۔

تنسیق الکلام فی صانع النظام

اس رسالہ میں خدا کے وجود کو مفصل دلائل سے ثابت کرکے دہریت کو بالکل باطل کیا ہے اور آخر رسالہ میں ایک فرضی اور دلچسپ مناظرہ خدا کے ماننے والے اور دہریہ کا قائم کرکے موضوع کلام پر واضح روشنی ڈالی ہے **قیمت چار آنے** (۴ر) زیر طبع ÷ ۔

ملنے کا پتہ:۔ محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

تصنیف جدید سیّدی و مرشدی حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولنا

مولوی قاری حاجی حافظ شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم العالی

الثواب الجلی تتمۃ المسک الذکی

یہ ترمذی کا وہ حاشیہ ہے جسکو حضرت مولانا مقتدانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی متعنا اللہ بطول بقائہ نے اپنے زمانہ تدریس مین ترمذی شریف پر ارقام فرمایا تھا جس کا جامع مانع اور مفید و ضروری ہونا مصنف کے تبحر علمی سے روشن ہے یہ حاشیہ عربی مین ترمذی کی کتاب التفسیر سے ہے جسمین حضرت ممدوح نے ضروری ضروری مقامات پر نہایت مختصر اور ایسا مفید حل فرمایا ہے جسکی ہر ترمذی خوان بلکہ ہر ایک طالبعلم کو اشد ضرورت ہے رسالہ کی لکھائی طباعت بینظیر لوح نہایت حسین کاغذ ولایتی چکنا ۲۸ پونڈ سائز ۲۰×۲۶ ضخامت ۴ جز باوجود اسکے قیمت صرف بارہ آنے۔ (۱۲/)

سرسیّد کا اسلام

اس عجیب غریب مشہور و معروف رسالہ مین سر سیّد احمد خان بانی علی گڈھ کالج کے نیچری عقائد خود انکی ہی تفسیر سے نقل کر کے عالمانہ تردید کیگئی ہے اور سرسیّد نے جو وحی و الہام معجزہ و کرامت۔ ملائکہ و شیطان دوزخ و جنت کا مضحکہ اڑایا ہے وہ سب مسلمانوں کے سامنے رکھدیا ہے جس سے ہر منصف مزاج کو معلوم ہو سکتا ہے کہ علمائے اسلام نے جو سرسیّد پر کفر کا فتوی لگایا تھا وہ کسی ضد و نفسانیت پر مبنی نہ تھا بلکہ واقعی سرسیّد نے قرآن شریف مین معنوی تحریف کر کے ایک ایسے سنگین جرم کا ارتکاب کیا تھا کہ جس سے باوجود ہزار دعوئے اسلام کوئی شخص مسلمان نہین رہ سکتا قیمت ۶/

ملنے کا پتہ:۔ پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

ماہنامہ

الہادی

نمبر ۱۲	بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ	جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب جادی و مذکرست مدبر مجلس ناری

و ممکن ست برائے ہر جامع و صادی * بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و تسہیل اعظم

و مسلک خطابیہ و کلیہ مثنوی و تبرت کہ اکثر آن مستفاد ست از مکالمات ارشادی

یعنی خانقاہ حضرتی امدادی * باہتمام محمد عثمان عاصی * در ہر ماہ اسلامی

در مطبع مجتبائی ... پریس دہلی مطبوع گردید

[illegible] الہادی بابت ربیع الثانی [illegible]

[illegible] حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی

[illegible] اشرف [illegible] سے شائع ہوتا ہے

شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	[illegible]	حدیث	مولانا [illegible] محمد اسحاق صاحب [illegible]	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	ایمان [illegible]	اسرار شریعت	ایضاً	۱۳
۴	[illegible]	تصوف	ایضاً	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۳
۶	اسرار الروایات فی [illegible] الحکایات	تصوف و سیر	مولوی حبیب احمد صاحب مع حاشیہ حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷

دعائے صحت کی درخواست

ناظرین الہادی سے درخواست ہے کہ جناب ماسٹر محمد ضمیر الدین صاحب صدیقی اکبرپوری کیلئے دعائے صحت فرماویں۔ ماسٹر صاحب موصوف کا تعلق راندیر یہ ہائی اسکول ٹکو سے ہے اور آجکل بوجہ زیادتی علالت رخصت لیکر اپنے وطن مالوف اکبرپور ضلع فیض آباد میں تشریف رکھتے ہیں۔ تقریباً چھ ماہ سے بخار کھانسی کی شکایت ہے کچھ روز سے پاؤں پر ورم ہو گیا ہے۔ علاج میں امکانی کوشش ہو رہی ہے۔ آپ حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم سے بیعت ہیں۔ ذاکر شاغل ہیں۔ اور حضرت والا کی تالیفات کا ہمیشہ مطالعہ کرتے رہتے ہیں خصوصاً مواعظ سے ماسٹر صاحب کو خاص عشق ہے۔ رنگون میں اشاعت حق میں دل وجان سے کوشاں رہتے ہیں اور آپکی ذات رنگون کی جماعت اہل حق کیلئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل و کرم سے ماسٹر صاحب موصوف کو صحت عطا فرماوے اور آپکی دینی خدمات کا سلسلہ ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین ثم آمین

یہ آیت شریفہ نازل ہوئی ہے اصبروا وصابروا ورابطوا۔ ترجمہ خود صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ اور جہاد کی انتظاری میں پڑے رہو میں نے عرض کیا نہیں فرمایا میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے سُنا ہے کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا جہاد نہیں تھا کہ سرحدی انتظام اسکا کیا جاتا لیکن وہ تو نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا ہے اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے۔

اور حضرت عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالے عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرماتے تھے کہ نماز پر بیٹھنے والا (یعنی نماز کی انتظار میں بیٹھنے والا) مثل قانت (یعنی نماز میں کھڑے ہونے والے) کے ہے اور جب سے اپنے گھر سے نکلا ہے نماز پڑہنے والوں میں لکھا جائیگا جبتک کہ گھر کو واپس ہو اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور امام احمد وغیرہ نے اس سے زیادہ طویل بیان کیا ہے کچھہ الفاظ بدلے ہوئے ہیں اور پہلے تمامہ گزر چکی ہے۔

۱۸۵ اور ان عورتوں میں سے جنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ایک عورت سے مروی ہے کہتی ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جناب کے ساتھ کچھ بنی سلمہ کے اصحاب بھی تھے ہم نے آپ کی خدمت میں کہانا پیش کیا آپ نے تناول فرمایا پھر ہم نے وضو کا پانی پیش کیا آپ نے وضو کیا پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کیا میں تم کو گناہوں کے کفارات نہ بتلاؤں صحابہ نے عرض کیا بیشک۔ فرمائیے ارشاد فرمایا ناگواری کی حالت میں وضو کا کامل کرنا اور مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم رکھنے اور نماز کے بعد نماز کی انتظار کرنا اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اسکی سند میں ایک راوی ہے جسکا نام نہیں لیا باقی راوی ایسے ہیں کہ سند صحیح میں حجت لیجاتی ہے۔

صبح اور عصر کی محافظت کی ترغیب

حضرت ابوموسےٰ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑہیں جنت میں داخل ہوگا اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو زہیر عمارۃ بن رویبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ہرگز کوئی شخص نار دوزخ مین داخل نہیں ہوگا جس نے آفتاب نکلنے سے پہلے اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے پڑہی یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑہی اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو مالک اشجعی اپنے باپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز پڑہی وہ اللہ کے ذمہ ہے اور اسکا حساب اللہ کے سپرد ہے اسکو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔ اور اسکے راوی تمام سند صحیح کے راوی ہیں سوائے ہیثم بن یمان کے اس میں کلام کیا گیا ہے اور اس حدیث کے شواہد بہت ہیں اور ابو مالک کا نام سعد بن طارق ہے۔

اور حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہین رسول اللہ بم ۱
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز پڑہ لی وہ اللہ کے ذمہ مین داخل ہوگیا بس اللہ پاک اپنے ذمہ مین تم سے کچھہ سوال نہ کر بیٹھے اس واسطے کہ جس شخص سے اپنی ذمہ داری میں سے کچھہ مطالبہ فرمائینگے ضرور اسکو پکڑ لینگے اور اسکو اوندہے منہ دوزخ میں ڈالدینگے۔ اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ مخمص میں عصر کی نماز پڑہی اور فرمایا یہ نماز تم سے پہلون پر بھی پیش کی گئی تھی انھون نے اسکو ضائع کردیا تھا اور جس شخص نے اسپر مداومت کی اسکو دوگنا اجر ہے اسکو نسائی نے روایت کیا ہے (مخمص ایک راستہ کا نام ہے)

اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز جماعت سے پڑہی وہ اللہ تعالےٰ کے ذمہ مین داخل ہوگیا پس تم اللہ تعالےٰ کے ذمہ مین خیانت نہ کرو اسواسطے کہ جس نے

اللہ تعالےٰ کے ذمہ مین خیانت کی اللہ تعالےٰ اسکو طلب فرمائیگا یہانتک کہ اسکو مونہہ کے بل اوندہا ڈالیگا اسکو امام احمد اور بزار نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اسکے مثل روایت کیا ہے اور اسکے اول میں ایک قصہ ہے اور وہ یہ ہے کہ حجاج نے سالم بن عبد اللہ کو ایک آدمی کے قتل کا حکم دیا حضرت سالم نے اُس شخص سے دریافت کیا کیا تو نے صبح کی نماز پڑہی ہے اُس نے کہا ہان کہنے لگے چلدے حضرت سالم سے حجاج نے کہا تم کو اُسکے قتل سے کس بات نے روکا حضرت سالم نے فرمایا مجھے میرے والد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حدیث بیان کی ہے کہ انھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے جس شخص نے صبح کی نماز پڑہ لی وہ اللہ تعالےٰ کے امن میں تمام دن کے لئے داخل ہوگیا لہذا مین نے قتل کرنا مکروہ سمجھا اُس شخص کو کہ اللہ نے اسکو امن دیدی حجاج نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہان مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ پہلی ۱۸۷
حدیث کی سند مین ابن لہیعہ ہیں اور دوسری روایت کی سند مین یحییٰ بن عبد الحمید حمانی ہے

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن کے فرشتے تمھارے درمیان میں نوبت بنوبت آتے ہیں اور فجر کی نماز اور عصر کی نماز میں سب جمع ہوجاتے ہیں پھر رات والے فرشتے چڑھ جاتے ہین اُن سے اُنکا پروردگار دریافت فرماتا ہے باوجودیکہ وہ خود اُن سے زیادہ جانتا ہے تم نے میرے بندونکو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑہتے ہوئے چھوڑا ہے اور ہم اُنکے پاس پہنچے بھی تھے ایسی ہی حالت میں کہ وہ نماز پڑہتے تھے اسکو بخاری مسلم نسائی نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ کی ایک روایت کے یہ لفظ ہیں کہ رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے فجر کی اور عصر کی نماز مین جمع ہوتے ہیں فجر کی نماز میں جمع ہوکر رات کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور دن کے فرشتے ٹھیرے

رہتے ہیں اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں پھر دن کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور رات کے فرشتے دُنیا میں شب باشی کرتے ہیں تب انکا پروردگار اُن سے دریافت فرماتا ہے تم نے میرے بندونکو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں ہم گئے بھی ایسی حالت میں تھے کہ وہ نماز پڑھتے تھے اور انکو چھوڑا بھی ایسی ہی حالت میں ہے کہ وہ نماز پڑھتے تھے لہذا انکو دن جزا کے بخش دیجو۔

صبح اور عصر کی نماز کے بعد اپنے مصلّے پر بیٹھے رہنے کی ترغیب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز جماعت سے پڑھکر بیٹھا ذکر اللہ تعالےٰ کا طلوع آفتاب تک کرتا رہا پھر دو رکعتیں پڑھ لیں اُسکو ایک حج ایک عمرہ کے برابر ثواب ملیگا حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کامل کامل کامل اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن غریب کہا ہے۔ ۱۸/۲

اور انہیں انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ یہ امر کہ میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک بیٹھوں مجھکو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ نسل اسمٰعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے ۴ آدمیوں کو آزاد کروں اور یہ کہ ذاکرین کے گروہ کے ساتھ نماز عصر سے آفتاب کے غروب ہونے تک بیٹھوں مجھکو محبوب ترین ہے اس سے کہ چار آدمیونکو آزاد کروں اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ابویعلےٰ نے دونوں جگہ یہ کہا ہے کہ مجھکو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اولاد اسمٰعیل سے ایسے چار آدمیونکو آزاد کروں جنمیں سے ہر ایک کا خون بہا ۱۲ ہزار درہم ہو اور اسکو ابن ابی دنیا نے نصف اول (یعنی نماز صبح کے بعد) کو ذکر کیا ہے مگر انھوں نے کہا ہے مجھکو تمام اس مخلوق سے محبوب تر ہے جسپر آفتاب نکلتا ہے۔

اور سہل بن معاذ اپنے باپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز کے وقت اپنے مصلّے پر

بیٹھا رہا یہانتک کہ اشراق کے نوافل پڑھے بجز کلمہ خیر کے کچھ بات نہ کری اسکی تمام خطائیں معاف ہو جاتیں گی اگرچہ سمندر کے جھاگون کے برابر ہون اسکو امام احمد ابوداود نے روایت کیا ہے اور ابو یعلے کے یہ الفاظ ہین جو شخص صبح کی نماز پڑھکر بیٹھا ذکر خدا آفتاب نکلنے تک کرتا رہا اسکے واسطے جنت واجب ہو گئی صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو تینون نے طریق زیاد بن فائد سے بروایت سہل روایت کیا ہے اور مین حسن جانتا ہون اور بعضوں نے اسکو صحیح بھی کہا ہے۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ کہ مین بیٹھکر اللہ کا ذکر کرون اور اسکی تکبیر تحمید تسبیح تہلیل طلوع آفتاب تک کرون مجھکو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اولاد اسمٰعیل سے دو آدمیون کو آزاد کرون اور عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک بیٹھنا زیادہ محبوب ہے اس سے کہ اولاد اسمٰعیل علے نبینا وعلیہ السّلام سے چار آدمیونکو آزاد کرون اس کو

۱۸۹ امام احمد نے بروایت حسن روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی پھر طلوع آفتاب تک بیٹھا ذکر کرتا رہا پھر کھڑے ہوکر دو رکعتیں پڑھیں ایک حج اور عمرہ کے ثواب کو لیکر واپس آئے گا اسکو طبرانی نے اسناد جید سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے اپنی جگہ سے نہیں اٹھتے تھے یہانتک کہ آپکو نماز اشراق کا موقع ملجائے اور فرماتے تھے جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی پھر اپنی جگہ پر بیٹھا رہا حتی کہ اسکو نماز اشراق کا موقع ملگیا وہ بیٹھنا بمنزلہ ایک حج مبرور اور عمرہ مقبول کے ہوگا اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اسکے سب راوی ثقہ ہیں بجز فضل بن موفق کے کہ اسمین کلام ہے۔

اور عبداللہ بن غابر سے مروی ہے کہ ابو امامہ اور عتبہ بن عبد نے اُن سے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے فرماتے ہیں جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی پھر ٹھیرا رہا یہانتک کہ اللہ کے واسطے اشراق کی نماز پڑھی وہ مثل حج اور عمرہ کرنے والے کے ہوگا کہ اسکا حج اور عمرہ کامل ہو اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اسکے بعض راویون میں اختلاف ہے مگر اس حدیث کے شواہد بہت ہیں۔

اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کسی جانب بھیجا تھا انھوں نے وہان خوب مال غنیمت پایا اور بہت جلد واپس ہو آئے۔ ہم مین سے جو نہیں گئے تھے ایک آدمی نے کہا ہم نے کسی لشکر کو ایسا جلدی واپس ہوتا اور زیادہ مال غنیمت حاصل کرتا ہوا نہیں دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہم تم کو ایسی قوم نہ تبلائیں کہ ان سے بھی زیادہ جلدی واپس ہونے والی اور زیادہ مال غنیمت لانے والی ہیں وہ قوم ہے جو صبح کی نماز میں حاضر ہوئی پھر بیٹھی خدا کا ذکر کرتی رہی یہانتک کہ آفتاب نکل آیا وہی لوگ جلد لوٹنے والے اور افضل مال غنیمت حاصل کرنے والے ہیں اسکو ترمذی نے ۱۹۰
اپنی جامع میں کتاب الدعوات میں لکھا ہے اور اس حدیث کو بزار اور ابو یعلےٰ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین حدیث ابو ہریرہ سے اسکے مثل روایت کیا ہے اور بزار نے اُس حدیث مین یہ بھی روایت کیا ہے کہ کہنے والے حضرت ابو بکرؓ تھے اور اسکے آخر میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر کیا تم کو نہ تبلاؤن کون جلد واپس ہونے والا اور افضل مال غنیمت لانے والا ہے وہ شخص کہ صبح کی نماز جماعت سے پڑھے پھر طلوع آفتاب تک اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتا رہا۔

اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے چارزانو اپنی جگہ مین بیٹھے رہتے تھے یہانتک کہ آفتاب اچھی طرح نکل آتا اسکو مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے اور طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ جب آپ صبح کی نماز پڑھ لیتے بیٹھ جاتے یہانتک کہ آفتاب نکل آتا اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ان لفظون سے روایت کیا ہے سماک سے

مروی ہے انھون نے جابر بن سمرہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ لیتے کیونکر کیا کرتے تھے فرمایا جب صبح کی نماز پڑھ لیتے اپنی جگہ آفتاب نکلنے تک بیٹھے رہتے۔

اُن اذکار کی ترغیب جو بعد صبح اور عصر اور مغرب کی نماز کے کئے جاتے ہین

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بعد نماز فجر کے اپنے پیرون کو موڑے ہوئے (یعنی جیسے نماز مین بیٹھا ہوا تھا) بات کرنے سے پہلے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شئی قدیر دس مرتبہ پڑھا اسکے واسطے

191 دس نیکیان لکھی جائیں گی اور دس بدیان مٹائی جائین گی اور اسکے دس مرتبے بڑھائے جائینگے اور وہ اپنے اُس تمام دن مین ہر ناگوار باتون سے حفاظت میں رہے گا اور شیطان سے محفوظ رہے گا اور کسی گناہ کو ممکن نہین ہے کہ اسکو اُس میں پکڑے (یعنی ہلاک کردے) بجز شرک کے یہ لفظ ترمذی کے ہین اور حدیث حسن غریب صحیح کہا ہے اور نسائی نے اس کلمہ میں بیدہ الخیر اور بڑھایا ہے اور روایت کیا ہے کہ اُسکو ہر ایک کلمہ کے بدلہ مین ایک مسلمان غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس حدیث کو نسائی نے حضرت معاذ کی روایت سے بھی روایت کیا ہے اُسمین یہ اور زیادہ کیا ہے اور جس شخص نے ان ہی کلمات کو بعد نماز عصر پڑھا وہ اُس رات مین ایسا ہی دیا جائیگا۔

اور حارث بن مسلم تمیمی رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہین مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو صبح کی نماز پڑھے بات کہنے سے پہلے کہہ اللھم اجرنی من النار۔ ترجمہ۔ اے اللہ مجھکو آگ سے بچا اور جب مغرب کی

نماز پڑھے تب بھی بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ کہہ اللھم اجرنی من النار۔ پس اگر تو اسی دن مرگیا تو تیرے واسطے آگ سے پناہ لکھی جائیگی اور جب تو مغرب کی نماز پڑھ چکے تو کلام کرنے سے پہلے کہہ سات مرتبہ اللھم اجرنی من النار۔ پس اگر تو اس رات میں مرگیا تو تیرے واسطے آگ سے پناہ لکھی جائے گی یہ لفظ نسائی کے ہیں اور ابوداؤد نے بواسطہ حارث بن مسلم کے انکے باپ مسلم ابن حارث سے روایت کیا ہے مصنف کہتے ہیں یہ بھی ٹھیک ہے اس واسطے کہ حارث بن مسلم تابعی ہیں ابوزرعہ اور ابوحاتم رازی نے یہ بیان کیا ہے۔

اور حضرت عمارہ بن شبیب سبائی سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مغرب کے بعد دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شیء قدیر پڑھا تو اللہ تعالی اسپر مسلح فوج بھیجتا ہے کہ اُسکی صبح تک شیطان سے حفاظت کرتے ہیں اور اللہ تعالی
اسکے واسطے دس نیکیاں جنت کو واجب کرنے والیاں لکھتا ہے اور دس بدیاں ۱۹۲
ہلاک کرنے والیاں اُس سے مٹا دیتا ہے اور یہ کلمات اُسکے واسطے دس مومن غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر کردیتا ہے اسکو نسائی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے ہم اسکو صرف لیث بن سعد کی حدیث سے جانتے ہیں اور حضرت عمارہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سماع بھی ہم نہیں جانتے۔

اور حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کلمہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر صبح کے وقت دس مرتبہ پڑھا اللہ تعالے ان کلمات کی وجہ سے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اسکی دس بدیاں مٹادی جاتی ہیں اور ان ہی کلمات کی وجہ سے دس درجے بڑھا دیے جاتے ہیں اور یہ کلمات چار غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہوجاتے ہیں اور شام تک کے واسطے اُنکی حفاظت

(باقی آئندہ)

سلسلہ تسہیل المواعظ کا سولہواں وعظ

مسمّٰی بہ

مقبولیت کا طریق

منتخب از طریق القرب وعظ چہارم دعوات عبدیت

حصہ سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ ماثورہ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی الا من اٰمن وعمل صالحا
فاولئک لھم جزاء الضعف بما عملوا وھم فی الغرفات اٰمنون ۝ (**ترجمہ**) اور
نہیں ہیں تمہارے مال اور اولاد کہ قریب کردیں تم کو ہمارے نزدیک مگر جو لوگ ایمان
لائے اور اچھے عمل کئے پس انکو کئی گنا عوض ملے گا اونکے اعمال کا اور وہ جنت کے
محلون مین امن سے رہیں گے۔

اس آیت کے متعلق یہ مضامین ہیں۔

(۱) یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے جس میں خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کو
ایک بہت بڑی دولت کا پتہ اور اسکے حاصل کرنے کا طریقہ تبلایا ہے اور جو

غلطیاں اس سے واقع ہوگئی ہیں انپر تنبیہ فرمائی ہے یہ حاصل ہے اس آیت کا ترجمہ سے اس دولت کا پتہ چل جاویگا مگر اول مختصر طور پر اسکا پتہ بتلاتا ہوں کیونکہ بہت لوگ اسکو دولت ہی نہیں سمجھتے اور اہل دنیا تو کیا سمجھتے اکثر دیندار بھی اسپر نظر کم کرتے ہیں اور وہ دولت قرب خداوندی ہے اور اس قرب کی حقیقت ابھی نزدیک ہی معلوم ہوجاویگی اسکی حقیقت وہ نہیں جو لفظ قرب سے عام طور پر سمجھا کرتے ہیں اسلئے کہ وہاں جسم کے اعتبار سے تو قرب ہے نہیں کہ فاصلہ کم ہوجاتے کیونکہ اس قسم کا قرب تو جسموں میں ہوا کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کی ذات جسمیت سے پاک ہے پس خدا تعالےٰ کے قرب کے یہ معنی نہیں ہوسکتے کہ بندہ میں اور خدا میں فاصلہ کم ہوجاتے اور یہاں سے ان لوگوں کی غلطی معلوم ہوگئی ہوگی جو صوفیوں کی صورت بنائے ہوئے ہیں اور حقیقت میں وہ عام لوگوں میں سے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قرب خداوندی بھی قرب جسمانی ہے اور اسکا پتہ اس سے چلتا ہے کہ یہ لوگ خدا تعالےٰ کی نسبت اس قسم کی مثالیں بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کو جسم سمجھتے ہیں بعض تو وہ ہیں کہ خدا کی مثال دریا سے دیتے ہیں اور مخلوق کی موج سے اور بعض لوگ دریا اور قطرہ سے مثال دیتے ہیں اور ان سے ظاہری معنی مراد لیتے ہیں بعض مثالیں اس قسم کی بزرگوں کے کلام میں بھی پائی جاتی ہیں مگر اسکے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں بلکہ اسکی تاویل کریںگے کیونکہ صرف مثال دینے پر انکار کرنا تو زیادتی ہے خود قرآن شریف میں مثال موجود ہے کہ نور خداوندی کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاقچہ ہو کہ اسمیں ایک چراغ ہو اور وہ چراغ ایک شیشہ میں ہو اور اس شیشہ کی یہ حالت ہو جیسے ایک چمکدار ستارہ تو یہ مثال صرف نورانی ہونے میں ہے یہ مقصود نہیں ہے کہ دونوں کی نورانیت برابر ہے اور یہ اسواسطے میں نے کر دیا کہ بعض لوگ یہ زیادتی کرتے ہیں کہ بزرگوں کے کلام میں غور کر کے اسکے صحیح معنی کو تو سمجھتے نہیں صرف لفظوں کو دیکھکر اُن پر کفر و بدعت کا فتوی لگا دیتے ہیں حالانکہ ارشاد خداوندی ہے کہ دین میں حق سے آگے مت بڑھو پس

بزرگون کے کلام مین اگر کوئی مثال اس قسم کی پائی جائے تو اسکو سمجھ لینا چاہیئے
کہ یہ کس بات مین مثال دی ہے مثلاً ہم کسی کے چہرہ کو چاند کہیں تو مطلب یہ ہوتا
ہے کہ یہ اور چاند دونون خوبصورتی مین شریک ہیں یہ مطلب نہیں ہوتا کہ چہرہ بھی
اسیقدر بڑا ہے جسقدر چاند بڑا ہے یا چاند میں بھی آنکھہ ناک کان موجود ہیں۔
یا جیسے چاند کے ہاتھ پیر نہین ایسے ہی اس شخص کے بھی نہین اسیطرح اگر کسی محقق
بزرگ کے کلام مین خدا کو دریا اور اپنے کو قطرہ کے ساتھ مثال دی ہے جیسے مغربی
کے کلام مین یہ مثال آئی ہے تو وہ کسی خاص بات مین مثال ہوگی یہ مطلب نہیں
کہ جیسے قطرہ دریا سے نکلا ہے اسیطرح تم خدا سے نکلے ہو یا جس طرح قطرہ دریا
مین ملجاتا ہے ایسے ہی تم خدا میں ملجاؤ گے نعوذ باللہ افسوس ہے کہ آجکل ہماری
یہ حالت ہے کہ جنھوں نے ایک پارہ قرآن کا بھی نہیں پڑھا وہ بھی اس شعرون کو
پڑھتے اور سنتے ہیں اور ان پر جھومتے ہیں حالانکہ وہ انکو خاک بھی نہیں سمجھتے اگر
کچھ سمجھتے ہیں تو یہی کہ خدا دریا کی طرح پھیلا ہوا ہے اور ہم اس سے نکلے ہیں اور یہ ۳
سمجھکر اپنا دین برباد کرتے ہین ایسے شعرون کا اُن لوگون کے سامنے پڑھنا بھی
جائز نہیں اور اس ممانعت کے حکم سے کوئی تعجب نہ کرے دیکھئے اُمت کے
حکیمون نے یہان تک احتیاط کی ہے کہ بعض لوگون کے لئے حج کو ناجائز کہدیا ہی
مثلاً ایک ایسا شخص ہے جسکے پاس راستہ کا خرچ بھی نہ ہو بیوی بچوں کے دینے
کو بھی کچھ نہ ہو اسکے لئے سفر حج بالکل ناجائز کہا جاویگا اور یہ بھی کوئی تعجب کی بات
نہین دیکھو ٹھیک دوپہر کے وقت نماز پڑھنا حدیث کی رو سے ناجائز ہے حالانکہ نماز
کتنی بڑی عبادت ہے اسیطرح عید کے روز روزہ رکھنا حرام ہے بات یہ ہے
کہ ہر عبادت مین کچھ شرطیں ہوتی ہین تو حج جائز ہونے کی یہ شرط ہے کہ اہل و
عیال کا حق ضائع نہ ہو اگر انکا حق ضائع ہوا تو حج کرنا جائز نہیں اور حج کے واجب
ہونے کی شرط یہ ہے کہ حج کا پورا خرچ پاس ہو اگر خرچ پاس نہ ہو تو اسپر حج واجب
نہیں ہوتا اب سنئے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو شخص حج کی طاقت نہین

رکھتا یعنی اُسکے پاس اہل وعیال کے دینے کے لئے خرچ نہیں تو اسکے سامنے کعبہ کے ایسے حالات بیان کرنا جس سے شوق میں آکر وہ حج کو چلا جاوے جائز نہیں دیکھو ظاہر نظر میں یہ بات سمجھ میں بھی نہیں آتی لیکن واقع میں بالکل صحیح فرمایا کیونکہ حالات سُنکر اُسے سفر کا شوق پیدا ہوگا اور چونکہ خرچ پاس نہیں اسلئے یہ سفر گناہ ہوگا تو اسکا جو سبب ہے وہ بھی گناہ ہوگا پس ایسے شخص کے سامنے کعبہ کے حالات بیان کرنا گناہ ہوا واقعی اول اول جس نے امام غزالی کا یہ قول سُنا ہوگا اُس نے امام کو کافر کہا ہوگا حالانکہ امام بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ جب سفر گناہ ہے اور تذکرہ کرنا اسکا سبب ہے تو یہ تذکرہ بھی گناہ ہے غرض کیسی ہی عبادت ہو وہ بعض دفعہ کسی وجہ سے ناجائز ہو جاتی ہے اسکی ایک اور مثال یاد آئی کہ نیک کام مین چندہ دینا عبادت ہے لیکن بعض وقت یہ بھی جائز نہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا چندہ لینے سے انکار فرمایا کہ وہ اس واقعہ سے پہلے خود
سوال کرچکا تھا اگر اس شخص سے چندہ لے لیا جاتا تو انجام یہ ہوتا کہ جب اپنے ۴
پاس کچھ نہ رہتا تو وہ پھر خود سوال کرتا خوب سمجھ لو پس شریعت جو کچھ حکم کرے وہ کرو جہاں شریعت کسی چیز کے پڑھنے کی اجازت دے پڑھو اور جہاں روک دے رکجاؤ مسلمانوں کی تو بالکل وہ حالت ہونا چاہیئے جیسے ایک شخص نے ایک غلام خریدا تھا اس سے پوچھا کہ تم کیا کھایا کرتے ہو کہا جو کچھ آپ کھلادین جب غلام کی آقا کے سامنے یہ حالت ہے تو کیا خدا تعالےٰ کے سامنے بندہ کی یہ حالت بھی نہ ہو غرض (مسلمان کی کیا حالت ہونی چاہئے) مسلمان کو چاہیئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایسا ہو جائے جیسے مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور حدیث وفقہ سب حضور ہی کے حکم ہیں حقیقۃ میں دونوں ایک ہیں لباس جُدا جُدا ہے اور عاشق کی تو یہ شان ہوتی ہے کہ محبوب جس جوڑہ میں بھی آوے وہ اسکو فوراً پہچان لیتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ عاشق نہیں تو جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں انکو حدیث وفقہ سب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فرمان نظر آتے ہیں بہرحال شریعت کے احکام ہیں اور ان پر عمل کرنا لازمی ہے

(باقی آئندہ)

قال اللہ تعالیٰ

ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون

چون کریمہ بالا دال ست بر مصالح عقلیہ خاصہ
در احکام نقلیہ خاصہ بعبارۃ النص و بر اشتمال احکام شرعیہ عامہ
بر مصالح حکمیہ عامہ بدلالۃ النص رسالہ مسمی بہ

المصالح العقلیۃ للاحکام النقلیہ

کہ این حصہ سوم ازان ست

از افادات حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم باحث بود
از جمل کافیہ مشتملہ چندین مصالح موعودہ سرائع السبیل فائدۃ للطالبین
لہا و نفعاً للراغبین فیہا

[illegible]

سنہ ۱۳۳۴ ہجری نبوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و الصلوٰۃ کے عرض ہے مدت سے ضرورت تھی کہ ایسی جامع کتاب جسمین احکام شرعیہ کے مصالح اور اسرار عقلی طور پر بیان کئے جاوین جن سے اہل اسلام کو احکام کے امتثال میں رغبت پیدا ہو اور ان احکام کی عظمت قلوب میں جاگزین ہو اور مخالفین کو ساکت کرنے کے واسطے وہ بینظیر ثابت ہو للّٰہ الحمد وہ مراد پوری ہو گئی اور یہ ایک ضخیم مجموعہ مسمّٰے بہ المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ سیدی و مرشدی حکیم الامت محی السنت حضرت مولانا مولوی قاری حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم نے ضرورت زمانہ پر نظر فرما کر جمع فرما دیا جس کا پہلا حصہ کتابی صورت مین شائع ہوا ہے اور دوسرا حصہ الہادی کی جلد اوّل از جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ لغایت ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۴ھ میں شائع ہوا ہے اور تیسرا حصہ الہادی کی جلد دوم از جمادی الاول ۱۳۴۴ھ لغایت ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۵ھ میں شائع ہوا ہے جسکا یہ ٹائیٹل ہے جملہ ناظرین الہادی مضمون کی تقسیم کے وقت المصالح العقلیہ جلد سوم پر یہ ٹائیٹل لگا لین اور اسکی فہرست مضامین صفحہ ج و د پر درج ہے یہ کتاب فی الحقیقت ہر مسلمان کو حرز جان بنانے کے قابل ہے فقط

(از مدیر)

فہرست مضامین

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ حصہ سوم

مضمون	صفحہ
کتاب البیوع	
وجہ حرمت بیع سلم	۱
جواز ... کی حکمت	۲
مردار اور خنزیر و بت کی خرید و فروخت و اجرت زنا و اجرت کاہن حرام ہونے کی وجہ	،،
کتاب الاکل والشرب	
وجہ حرمت خنزیر	۴
حلت و حرمت درندوں اور شکاری پرندوں کے حرام ہونے کی وجہ	۵
وجہ حرمت مردار و خون	۶
کیڑے کے بعض اقسام مثل سانپ بچھو کی وجہ حرمت	۷
وجہ حرمت حشرات الارض مثل ... وغیرہ	۸
وجہ حرمت کتے اور بلی کی	۹
وجہ حرمت گدھے کی اور اسکے ... کا راز	۱۰
الو و چمگادڑ کی وجہ حرمت	،،
کتے اور خچر کی حرمت کی وجہ	۱۱
وجہ ... جانوران و اشیاء حرام	۱۲
خلاصہ وجہ حرمت حیوانات و اشیاء محرمہ	۱۲
وجہ حرمت ...	۱۳
حرمت ... کتاب ذبح بنام غیر اللہ ... کی وجہ	،،
... گوشت میں جذب ہو کر ... کی وجہ ہے	۱۶
...	۱۷
...	،،
شتر مرغ اور گاؤ و میش اور بھیڑ اور بکری اور خرگوش کی حلت کی وجہ	۱۸
ہرن گھوڑا خرگوش شتر مرغ کی حلت کی وجہ	،،
وجہ حلت مرغ و مرغابی و بط و گنجشک و کبوتر و مانند آن	۱۹
بہشت میں حلت شراب کی وجہ	،،
برتن میں مکھی پڑنے سے اسکو اس میں غوطہ دیکر نکالنے کی وجہ	۲۰
پانی اور برتن میں سانس لینا و پھونکنا منع ہونے کی وجہ	۲۱
انسان کے لئے گوشت کھانا کیوں جائز ہوا	۲۲
گوشت اور ترکاریاں کھانے سے انسان کے روحانی اخلاق کیسے پیدا ہوتے ہیں	۲۳
انسان میں قوت غضبیہ و حلم وغیرہ کی حکمت	،،
بوقت ذبح جانور پر تکبیر پڑھنے کا راز	۲۵
غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کی حرمت کی وجہ	۲۷
حرمت شراب و قمار بازی کی وجہ	،،
حرمت سود کی وجہ	۳۰
حرمت سود پر دلائل قویہ قرآن شریف کی وہ آیات جنمیں سود کی ممانعت کا ذکر ہے	۳۱
کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی وجہ	۳۲
کتاب الجنایات والحدود	،،
زانی محصن و غیر محصن کی سزا میں فرق کی وجہ	۳۴
چوری کی سزا میں چور کے ہاتھ کاٹنے اور زنا کی سزا میں سنگسار نہ کاٹنے کی وجہ	،،
شراب خواری زنا لواطت سرقہ میں کفارہ مقرر نہ ہونے کی وجہ	۳۵

مضمون	صفحہ
حالت حیض میں عورت سے جماع کرنے میں کفارہ اور عورت کی دبر میں جماع کرنے سے عدم کفارہ کا راز	۳۶
قتل میں دو گواہ اور زنا میں چار گواہ مطلوب ہونے کی وجہ	۳۷
شراب کا قطرہ پینے سے وجوب حد اور کئی سیر بول پینے و گندگی کھانے سے عدم وجوب حد کی وجہ	؍؍
حکمت حدود و کفارات	۳۸
وجہ قصاص	؍؍
حرمت قتل کی وجہ	؍؍
حرمت سرقہ کی وجہ	۳۹
حرمت زنا کی وجہ	؍؍
حرمت لواطت کی وجہ	۴۰
حد تعزیر کفارہ میں کیا فرق ہے	؍؍
وجہ حرمت وعدہ شکنی	۴۲
داڑھی رکھنے اور مونچھوں کے کتروانے کی وجہ	؍؍
عقوق والدین کی حرام ہونے کی وجہ	؍؍
شطرنج بازی، کبوتر بازی، بٹیر بازی، پتنگ بازی، تاش بازی وغیرہ کی حرمت کی وجہ	۴۳
مردوں کو سونا اور ریشم پہننے کے ممنوع ہونے کی وجہ	؍؍
تصویر رکھنے کی ممانعت کی وجہ	۴۴
کتاب الفرائض	
جائداد میں حقداروں کے حصے مقرر ہونے کی وجہ	؍؍
حقیقت تقسیم میراث	۴۸
مرد کا حصہ عورت سے دو چند ہونے کی وجہ	۵۱
اکیلی بیٹی کو نصف حصہ میراث ملنے کی وجہ	؍؍
دو اور دو سے زیادہ بیٹیوں کو دو ثلث ملنے کی وجہ	؍؍
میت کی اولاد ہو تو اسکے والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ مقرر ہونے کی وجہ	۵۲
میت کے اولاد نہ ہو تو سارا ترکہ والدین کو ملنے کی وجہ	؍؍
میت کے ماں اور بھائی بہن ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملنے کی وجہ	۵۳
ترکہ زوجہ سے بشرط عدم اولاد خاوند کو نصف اور بشرط اولاد چوتھائی حصہ ملنے کی وجہ اور ترکہ خاوند سے زوجہ کو چوتھائی حصہ اور بشرط اولاد آٹھواں حصہ ملنے کی وجہ	؍؍
لاولد میت کے وارثوں کو کم و بیش حصے ملنے کے وجوہ	۵۴

مضمون	صفحہ
میت کے بھائی اور بہنوں کی اولاد کے حق وراثت [illegible] سے محروم ہونے کی وجہ	۵۵
جواب و ثواب قبر پر اعتراضات اور حضرت ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے ان پر فلسفیانہ جوابات	۵۹
انسان کو قبر میں عذاب و ثواب ملنے کا ثبوت	۵۹
اور قبر میں مردے کے پاس فرشتہ بھیجنے کی صورت	۶۱
قبر کے فرشتوں اور آتش جہنم دکھانے جنت کے نہ دکھائی دینے کی وجہ	۶۲
غریق و سوختہ و مصلوب کو عذاب ثواب قبر کی صورت	۶۳
عالم برزخ کے بعد ایک دوسرا عالم حشر برپا ہونے کی وجہ	؍؍
جواب اس سوال کا کہ قبر کے سوال و جواب محدود ہیں یا غیر محدود	۶۴
جواب اس سوال کا کہ فرشتگان قبر کے سوالات کس زبان میں ہونگے	۶۵
قبر سے تعلق ارواح کا ذریعہ استعداد	؍؍
حقیقت پل صراط آخرت	۶۸
صراط اخروی کی فلاسفی حضرت ابن عربی کے الفاظ میں	۶۹
حقیقت صراط مستقیم بموجب تحریر حضرت امام غزالی	۷۱
حقیقت قیامت	۷۲
حقیقت مکافات اعمال یعنی انسان کو نیکی پر اجر و ثواب اور بدی کرنے پر عذاب ملنے کی وجہ	۷۶
حقیقت بہشت و دوزخ	۷۸
جواب اس سوال کا کہ دوزخ و بہشت کا مقام کہاں ہے	۷۹
جواب اس سوال کا کہ آیا نعماے جنت دنیاوی نعمتوں کی طرح ہونگے	؍؍
قیامت میں ہاتھ پاؤں کے بولنے پر تعجب	۸۰
کیا مسلمانان عالم کے لئے سائنس موزوں ہوسکتا ہے	۸۱
شک و تحقیق	۹۵
تہذیب المقام و تقریب المرام لفائدۃ الافہام	۹۷
تقویت	۹۸
توجیہ آخرت	۹۹
افادہ	۱۰۰
محاسن الاسلام و قرآن کے متعلق غیر مسلموں کی شہادتیں	۱۰۱
اسلام کے واجبات اور فرائض نفلی حقیقت	؍؍
پیغمبر اسلام سے ایک جرمن فاضل کی عقیدت	۱۰۳
قرآن تمام آسمانی کتابوں میں بہترین کتاب ہے	۱۰۵

جملہ معروضے ہے گو وہ اسکی مثال نہیں ہیں سرے کہ منزہ الخ آگے شعر نقل اعراض الخ
میں بیان کیا ہے کہ عرض موجود فی مرتبۃ العلم جسطرح کبھی خارج مین جوہر ہوجاتا ہے
کما ذکر اسیطرح کبھی عرض بھی رہتا ہے چنانچہ یہ بحیف ومقال کہ پہلے سے ذہن میں
تھا اور عرض تھا بعد نقل کے خارج میں بھی عرض ہی رہا اور دوسرے مصرعہ میں پھر ایک
نظیر عرض فی مرتبۃ العلم کی جوہریت فی الخارج کی بیان کی۔ نقل اعراض است این خیر
وشغال۔ اور نظیر اسلئے کہا گیا کہ مراد اس مصرعہ میں وجود فی مرتبۃ العلم الالٰہی ہے اور
وہ عرض ہونے سے منزہ ہے لتنزھہ عن الامکان اسیطرح اس کے بعد کے شعر
جملہ عالم خود عرض بودند الخ مین اسی مرتبۂ علم الٰہی میں تمام عالم کے کالعرض ہونے کو
بتلایا پس یہ بھی نظیر ہے آگے شعر این عرضہا از چہ زاید میں اختلاف موطن سے جواہر
کا عرض ہونا اور عرض کا جواہر ہونا بتلاتے ہیں اسطرح سے کہ اعراض موجودہ فی الدنیا
عالم مثال مین صور جوہریہ تھے وہو معنی قولہ این عرضہا از چہ زاید از صور کما ذکرتہ قبل
عن الشیخ ولی اللہ رح اور صور جوہریہ موجود فی الدنیا علم الٰہی میں کالعرض تھے وہو معنی ۹۷
قولہ وین صورہم از چہ زاید از فکر اور شعر این جہان یک فکر تست اسی مصرعہ ثانیہ کی
شرح ہے اور یہ احکام مذکورہ فی الاشعار القریبہ وجود قبل عالم الدنیا کے متعلق تھے
آگے وجود بعد الدنیا کے یہی احکام کہ آمین سے اعظم عرض کا جوہر ہونا ہے مذکور ہیں
اس شعر میں اول الی قولہ شد ذات اور اسکے اعظم ہونے کے سبب یہان ذکر میں اسکی
تخصیص کیگئی آگے تمام مقام کا خلاصہ کہ کبھی جوہر سے عرض اور کبھی عرض سے جوہر ظاہر
ہوتا ہے اس شعر میں فرماتے ہیں این عرض با جوہر الخ

تہذیب المقام وتقریب المرام لعامۃ الافہام

اگر انصاف سے غور کیا جاوے تو عرض کا جوہر ہوجانا جسکا کہ تقریر مذکور میں
دعویٰ کیا گیا ہے اس سے زیادہ بعید نہیں ہے کہ جوہر عرض ہوجاوے اور حصول الجواہر
فی الاذہان میں شب وروز اسکے وقوع کا مشاہدہ کیا جاتا ہے تو پھر آخرت میں اسکا

وقوع کیا مستبعد ہے سو یہاں حصول فی الذہن کے وقت جواہر سے لباس مادے کا منخلع ہو کر وہ موجود فی موضوع ہو جاتا ہے وہاں وزن وغیرہ کے وقت عرض پر مادہ ملبوس ہو کر وہ موجود لافی موضوع ہو جاوے تو اسمیں کیا عجیب اور بعد ہے اور رازاسمیں یہ کہا جاویگا کہ جوہریت اور عرضیت ذاتیات سے نہیں ہیں منجملہ کیفیات ظہور حقیقت کے ہیں اور حکماء کا مقولات عشرہ کو اجناس عالیہ ماننا نہ کسی دلیل سے ثابت ہے اور نہ بدیہیت اسکی مسلم ہے خاصکر جبکہ انکے اکابر خود اسکی تصریح کرتے ہیں کہ عرض عام اور جنس میں اسیطرح خاصہ اور فصل میں فرق کرنا بہت دشوار ہے۔ کما لاح لک فی من ذلک مما نقلتہ من الزوراء۔ و نیز بعض محشین مثنوی نے اسکی اسطرح تصریح کی ہے۔ تحقیق مقام آنست کہ جوہریت و عرضیت از ذاتیات حقائق نیست۔

اور مولانا بحرالعلوم نے بھی اپنے حواشی میں اسکی تائید کی ہے اور یہ سوال کہ عرض کا جوہر ہونا کسیطرح اسکو عقل قبول نہیں کرتی دوسرے سوال سے معارض ہے کہ جوہر کا عرض ہو جانا باوجود روز و شب کے وقوع کے آجتک عقل اسکی کنہ کو نہیں سمجھ سکی۔ واللہ مجھکو تو جب اسمیں غور کرتا ہوں حیرت ہوتی ہے کہ الہی اس قیام الصور بالذہن واتصاف الذہن بالصورۃ کی کیا حقیقت ہے اور کیا کیفیت ہے اور اس حال و محل یعنی صورت و ذہن میں کیا علاقہ ہو جاتا ہے اور اس حلول سے ذہن میں کیا تاثر ہو جاتا ہے اور حقیقت موجودہ فی الاعیان میں تجرد عن المواد کا کیسے تغیر ہو جاتا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا مگر شب و روز کے وقوع سے اس حیرت کی طرف التفات نہیں ہوتا گو کیفیت و حقیقت نہ جاننے کا اعتراف سب کو ہے چنانچہ آجتک یہ طے نہ ہو سکا کہ علم کونسے مقولے سے ہے اور اسکا عکس یعنی عرض کا جوہر بننا چونکہ نشاۃ دنیویہ میں اپنے بین طور پر جس میں کسی تاویل و عذر کی گنجایش نہ رہے نہیں دیکھا جاتا اس لئے حیرت کی طرف التفات ہوتا ہے ورنہ حقیقت کی مجہولیت میں دونوں یکساں ہیں۔

(تقویت)

مولانا نے ایک مقام پر اس مضمون کو اس سے زیادہ صریح عنوان سے ذکر فرمایا ہے

(منقولاً من جزاء الاعمال) سے

چون سجودی یا رکوعی مرد کشت | شد در آن عالم سجود او بہشت
چونکہ پرید از دہانت حمد حق | مرغ جنت ساختش رب الفلق
حمد و تسبیحت نماند مرغ را | ہمچو نطفہ مرغ بادست و ہوا
چون ز دستت رفت ایثار زکوٰۃ | گشت این دست آنطرف نخل و نبات
آب صبرت آب جوئے خلد شد | جوئے شیر خلد مہر تست و وُد
ذوق طاعت گشت جوئے انگبین | مستی و شوق تو جوئے خمر بین
این سببہا آن اثر را نماند | کس نداند چونش جائے آن نشاند
این سببہا چون بفرمان تو بود | چار جو ہم مر ترا فرمان نمود
ہر طرف خواہی روانش میکنی | آن صفت چون بہ چنانش میکنی
چون منی تست کہ در فرمان تست | نسل تو در امر تو آیند و جست
می دود در امر تو فرزند تو | کہ منم جزو تو کہ کردیش گرو ۹۹
آن صفت در امر تو بود این جہان | ہم در امر تست آن جو ہا دوان
آن درختان مر ترا فرمان برند | کان درختان از صفاتت با برند
چون بامر تست اینجا این صفات | پس در امر تست آنجا آن جزات
چون ز دستت زخم بر مظلوم رست | آن درختے گشت ازان زقوم رست
چون ز خشم آتش تو در دلہا زدی | مایۂ نار جہنم آمدی
آتشت اینجا چو مردم سوز بود | آنچہ از وی زاد مرد افروز بود
آتش تو قصد مردم می کند | نار کز وے زاد بر مردم زند
آن سخنہائے چو مار و کژدمت | مار و کژدم گشت و می گیرد دمت

(توجیہ آخر)

اگر باوجود اسقدر بسط و ایضاح کے اب بھی کسی کی عقل اس جبریت اعراض

کو قبول نہ کرے تو وہ نقل اعمال کی دوسری توجیہ اس طرح سے سمجھ لے کہ یہ اعمال گو ظاہراً اعراض ہیں مگر واقع مین وہ جواہر ہین جیسے اور بھی بعض اشیاء ایسی ہیں کہ انکو بہت عقلا نے اعراض سمجھا مگر دوسرے عقلا نے اُنکے جوہر ہونے کا دعوی کیا۔ جیسے قدماء میں کیفیت شم میں اختلاف ہے کہ آیا ہوا کیفیت مشموم سے متکیف ہوکر شامہ کی مدرک ہوتی ہے یا مشموم سے کچھ اجزاء منفصل ہوکر شامہ تک پہنچتے ہیں یا اب متاخرین مین بعض فلاسفہ نے نور شمس وغیرہ کو جسکو اب تک عرض کہا جاتا تھا جوہر مانا ہے پس اسیطرح ممکن ہے کہ جب آدمی سے کوئی طاعت یا معصیت صادر ہوتی ہو فوراً اس عامل سے کچھ اجزاء جوہریہ غیر مبصرہ للعامہ طیبہ یا خبیثہ حاملہ لکیفیۃ العمل منفصل ہوکر دوسرے کسی عالم مین کسی طریق سے منتقل ہوجاتے ہون اور وہ وہان بصور مناسبہ محفوظ رہتے ہون اور قیامت میں وہی معروض اور موزون ہوجاوین اور بعض اہل کشف سے جو منقول ہے کہ انھون نے غسلخانہ میں سے پانی نکلتا ہوا دیکھا
۱۰۰ اور آنکھیں بند کرلیں کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ ان قطرات میں مجھکو زنا کا نقشہ نظر آتا ہے سو عجب نہیں کہ اس پانی میں ان ہی اجزاء میں سے بعض اجزاء موجود ہون۔ اور وہ ہیئت زنائیہ ان اجزاء میں حال ہو اور اسیطرح انکو مکشوف ہوگئے ہون اور میں نے اپنے استاد علیہ الرحمۃ سے قولہ تعالے ووجدوا ما عملوا حاضرا کی تفسیر مین سنا ہے کہ ہر عمل کی ہیئت بھی قیامت میں نظر آویگی مثلاً چور چوری کرتا ہوا نظر آویگا زانی زنا کرتا ہوا سو عجب نہیں کہ وہی اجزاء اس ہیئت سے نظر آوین اور ان اجزاء کی شکل عامل کی سی ہو اور اہل محشر کے بصر میں خاصیت خوردبین کی پیدا ہوجاوے کہ وہ اجزا خوب بڑے بڑے ہوکر اس عامل کے برابر جثہ میں نظر آوین واللہ اعلم اور اس توجیہ کی بنا پر مولانا کے کلام میں انکو اعراض سے تعبیر کرنا باعتبار زعم اہل ظاہر کے ہوگا۔

(افادہ)

چونکہ یہ کیفیت عرض اعمال کی یعنی انکا صور جوہریہ مین اوفق بظواہر الکتاب والسنۃ

ہے اسلئے اس قول کو ارضی الاقوال کہا گیا جیسا رسالہ کا تسمیہ اسپر دال ہے۔ وللہ الحمد علی ما علم وافہم۔

ضمیمہ نمبر (۴)

محاسن اسلام وقرآن کے متعلق غیر قوموں کی شہادتیں

جو اس مصرعہ کے مصداق ہیں۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء

(الف) منقول از اخبار وکیل ۱۰ر جون ۱۹۱۳ء

اسلام کے واجبات اور فرائض حفظ صحت

جرمنی کے مشہور علمی رسالہ "دی ہائیف" میں نامور جرمن فاضل اور مستشرق علامہ
۱۰۱ جو اکیم وی یولف نے اسلام کے واجبات اور فرائض حفظ صحت پر ایک نہایت قابل قدر مضمون لکھا ہے جسکی نقل ذیل میں ہے وہ تحریر کرتا ہے کہ دین اسلام کے اصول وعقائد وقواعد کو اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی مانند ظاہر ہوجاتی ہے کہ موجودہ مسلمان انکی پابندی سے کوسوں دور ہیں اور اگر مسلمانوں میں کوئی ایسی اولوالعزم روح پردہ غیب سے شہود میں آئے جو انکو از سر نو اسلام کے اصلی اور صحیح مرکز پر لے آئے تو اس میں کلام نہیں کہ انکی قوت کا طرہ افتخار آسمان تک جا پہنچے اور سیاسی اعتبار سے مذہبی اخلاقی اجتماعی اور علمی پہلو سے وہ دنیا کی بساط پر ایک نہایت اہم مہرہ بن سکتے ہیں مجھے اسوقت اسلام کی سیاسی اہمیت سے سروکار نہیں بلکہ میں صرف اسکے ایک خاص پہلو پر بحث کرنا چاہتا ہوں جس پر اسوقت تک شاید کسی یورپین نے غور نہیں کیا یہ پہلو ان احکام وقوانین سے تعلق رکھتا ہے جو قرآن کریم نے حفظان صحت اور تندرستی کے متعلق اپنے ماننے والوں پر فرض کئے ہیں میں نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ روئے زمین کی تمام کتب سماوی

پر قرآن کو اس لحاظ سے خاص امتیاز حاصل ہے اگر ہم شاندار مگر سادہ واجبات وقوانین حفظان صحت پر نظر کریں جو قرآن کریم میں مذکور ہوتے ہیں اور پھر اس امر پر غور کریں کہ انکی پابندی کرنے والوں کو جنت الفردوس کے مستحق قرار دینے میں انکی کیا حکمت ہے تو ہم پر روشن ہو جائیگا کہ اگر یہ صحیفہ آسمانی اور کلام ربانی ساکنان ایشیاء کو نہ ملتا تو ایشیا کا سا دلربا آفرین خطہ زمین یورپ کے حق میں اور بھی بلاخیز ہو گیا ہوتا۔ اسلام نے صفائی اور پاکیزگی اور پاکبازی کی صاف وصریح ہدایات کو نافذ کرکے جراثیم ہلاکت کو مہلک صدمہ پہنچا دیا ہے غسل اور وضو کے واجبات نہایت دوراندیشی اور مصلحت پر مبنی ہین۔

غسل مین تمام جسم اور وضو میں اُن اعضاء کا پاک صاف کرنا ضروری ہے جو عام کاروبار یا چلنے پھرنے میں کھلے رہتے ہیں منہ کو صاف کرنا اور دانتون کو مسواک کرنا ناک کے اندرونی گرد و غبار وغیرہ کو دُور کرنا یہ تمام حفظ صحت کے لوازم ہیں
١٠٢ اور ان واجبات کی بڑی شرط آب روان کا استعمال ہے جو فی الواقع جراثیم کے وجود سے پاک ہوتا ہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے لحم خنزیر میں اور بعض ممنوع جانورون کے اندر امراض ہیضہ و نان نالین بخار وغیرہ کا خطرہ دریافت کرلیا تھا حیوانات کے ذبح کرنے کا جو طریقہ شارع اسلام نے تلقین کیا ہے وہ بہت ضروری اور اہم ہے گرمی اور حدت جانورون کے خون میں مواد فاسد پیدا کرتی اور ہزار ہا ایسی بیماریون کا باعث ہوتی ہے جو نسل انسانی کے سم قاتل کا حکم رکھتی ہے ایسے بیمار جانورون کے جراثیم پیدا کر دیتا ہے اسلئے ذبح کرنے کے عمل میں جانور کے خون کا کثرت سے خارج ہونا لازمی ہے غسل اور وضو سے جو صفائی اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور حفظ صحت کی ان دو شرطون کے بعد تیسری اہم اور قابل قدر شرط ورزش جسمانی کی ہے یہ شرط نہایت آسانی کے ساتھ ادائے نماز سے پوری ہوتی ہے۔

نماز میں قیام و رکوع و قعود و سجود کی حرکات اعلیٰ حکمت عملی اور تدبر پر مبنی ہیں

اگر اہل یورپ میں اسلامی نماز کا رواج ہوتا تو ہمیں جسمانی ورزش کے لئے نئی نئی ورزشی
حرکتیں ایجاد نہ کرنا پڑتیں ایشیاء کے گرم ملک میں انسانی جسم کے اندر چربی زیادہ پیدا
ہوتی ہے اور سجدہ میں دونوں ہاتھ اور دیگر اعضاء ایک خاص کشش کے ساتھ پھیلانا
اور سمیٹنا نامناسب فربہی کی مضرتوں کو دُور کر دیتا ہے اسلام میں تعداد ازدواج کی
اجازت قوم کی کمی نسل کی ناقابل تلافی نقصان سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک بنظیر اصول
ہے جسکی ہمیں تہ دل سے قدر کرنی چاہیئے یہ ایک ایسا اصول ہے کہ اگر بوقت ضرورت
اسکی پیروی کیجائے تو اس سے سلسلہ توالد و تناسل میں خلل انداز ہونے والے امراض
پیدا نہیں ہونے پاتے آپ ایشیا میں عمر رسیدہ دوشیزہ لڑکیاں بہت کم پائینگے
جو زیادہ عمر تک شادی نہ ہونے کے سبب ہسٹریا کی تکلیف وہ بیماری میں مبتلا ہوں
منشیات و مسکرات کو حرام قرار دینا اسلام کا اتنا بڑا احسان ہے کہ جسکے بارگران سے
انسان کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا اور ہم مدعیان تہذیب و تمدن یعنی اقوام یورپ کو
۰۳ اس بارہ میں مسلمانوں پر حسد کرنا لازم ہے حیات مستعار کو ایک بے حقیقت شے
سمجھنا اور جان کی مطلق پروا نہ کرنا جسکے ساتھ ایک قادر مطلق ہستی کا پختہ اعتقاد بھی شامل
ہے اور مزید براں حفظ صحت کے قدرتی و فطرتی اصول و قوانین جنہیں انسانی تدبر
تدبر کو کچھ بھی دخل نہ ہو یہ تمام باتیں جسم انسانی کی تمام طاقتوں اور قوتوں کو مدت
دراز تک صحیح و سالم و مضبوط و مستحکم رکھنے کے لئے نہایت مؤثر اور یقینی وسائل ہیں۔
بااین ہمہ اگر ایشیا بعض خصائص میں ہم پر مراتب فوقیت رکھنے کے باوجود اکثر امور
میں ہم اہل یورپ سے بہت پس ماندہ ہے تو اسکے خاص وجوہ ہیں منجملہ انکے ایک امر
مختلف قوموں کا باہمی اختلاط بھی ہے جنہیں سے اکثر کو اسلام کے ساتھ موہوم سا تعلق
ہے اور ایک قصہ یہ بھی ہے کہ خالص عربی النسل مسلمانوں کی سوسائٹی میں دوسرے
قوموں کی عورتوں کا عقد نکاح کے ذریعے سے داخل ہو جانا انکی ہیئت اجتماعیہ کے
فساد کا موجب ہوا ہے اور یہ قانون قدرت ہے کہ کامل چیز وہی ہے جو خالص
بھی ہو بہرحال اسلامی تعلیمات کی یہ بڑی فضیلت اور منزلت اظہر من الشمس ہے بالخصوص

اختلاط اجناس واقوام کے لحاظ سے اسکے اُصول اور بھی قابل قدر اور لائق تحسین
ہیں اس موقع پر یہ سوال قدرۃً دل میں پیدا ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں نے اسلام
کی پیروی ترک کردی ہے۔ تعلیمات قرآنی کی جانب سے روگردان ہوگئے ہیں سچا
اسلام عملی صورت میں آجکل کہیں بھی موجود نہیں ہے اور اسکی بگڑی ہوئی ہیئت
نے اپنے پیروؤں کو تنزل اور ضلالت وجہالت کے عمیق غار میں دھکیل دیا ہے
تو آخر ان کا انجام کیا ہوگا ہمارے نزدیک اسکے ساتھ ہی یہ سوال بھی ہونا چاہئے
کہ اگر اسلام نہ ہوتا تو ان قوموں کا جو آب مسلمان کہلاتی ہیں کیا حشر ہوسکتا تھا اور
ان ہی قوموں پر کیا منحصر ہے ہمیں خود اپنی نسبت یہ سوال کرنا چاہیئے کہ اگر اسلامی
تہذیب دُنیا میں جلوہ فگن نہ ہوتی تو ہماری کیا کیفیت ہوتی آئین احسانمندی کی رو سے
ہمپر واجب ہے کہ عربی علوم وفنون نے ہمارے علوم وفنون پر جو حیرت انگیز اثر ڈالا
ہے اسکو فراموش نہ کریں اگر عربوں نے فلسفہ ارسطو کا اپنی زبان سے ترجمہ نہ کیا ہوتا
۱۰۴ اور پھر عربوں کی معرکۃ الآرا تالیفات وتصانیف لاطینی زبان میں ترجمہ ہو کر ہم تک نہ
آئی ہوتیں تو ہمیں اس فلسفہ کی اصل یونانی کتابوں کے حصول سے بہت مدت
پیشتر ہی اسکا علم کیونکر ہوسکتا چند سو سال قبل ہی کا زمانہ لیجئے یورپ کے
تشنگان علوم کا چشمہ شیریں اندلس کے عربی اسلامی دار العلوم تھے اور سچ پوچھو
تو آج بھی جبکہ اسلام رو بہ تنزل ہے ہم اسلام کے سیاسی علوم سے بہت کچھ اخذ
کرسکتے ہیں۔ فقط

(ب) منقول از اخبار مدینہ بجنور ۹ مارچ ۱۹۱۶ء جلد ۶

پیغمبر اسلام سے ایک جرمنی ڈاکٹر کی عقیدت

جرمن کے مشہور ڈاکٹر کوخ نے ایک مضمون اخبار النصیحت میں لکھا تھا جسکا اقتباس ہم
یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ یہ ظاہر ہو کہ حدیث شریف کی جو تعلیم ہے وہ ایسی معقول ہے
کہ ہر ایک سلیم الفطرت انسان خواہ وہ کسی مذہب وملت کا ہو اسکو قبول کرے گا۔

ڈاکٹر مذکور لکھتا ہے کہ جسوقت سے مجھکو نوشادر کا داء الکلب کیلئے تیر بہدف علاج ہونا دریافت ہوگیا ہے اسوقت سے میں عظیم الشان نبی (یعنی محمد صلعم) کی خاص طور پر قدر و منزلت کرتا ہون اس انکشاف کی راہ مین مجھکو انہیں کے مبارک قول کی شمع نور نے روشنی دکھائی میں نے انکی وہ حدیث پڑھی جسکا مفہوم یہ ہے کہ جس برتن مین کتا منہ ڈالے اسکو سات بار دہو ڈالو چھ مرتبہ پانی سے اور ایک مرتبہ مٹی سے یہ حدیث دیکھکر مجھے خیال آیا۔ محمد صلعم جیسے عظیم الشان پیغمبر کی شان مین فضول گوئی نہیں ہوسکتی۔ ضرور اس میں کوئی مفید راز ہے اور میں نے مٹی کے عنصرون کی کیمیائی تحلیل کرکے ہر ایک عنصر کا داء الکلب مین الگ استعمال شروع کیا اخیر میں نوشادر کے تجربہ کی نوبت آتے ہی مجھپر منکشف ہوگیا کہ اس مرض کا یہی علاج ہے آنحضرت نے مٹی سے برتن دہونے کی رغبت کیوں دلائی اسکی وجہ یہ ہے کہ نوشادر ہمیشہ مٹی میں موجود رہتا ہے اور اگر آپ نے محض نوشادر ہی سے برتن دہونے کی ہدایت فرمائی ہوتی تو بسا اوقات اسکا ملنا غیر ممکن ہوتا اسلئے مٹی جو ہر وقت اور ہر جگہ پائی جاتی ہے برتنوں کی صفائی کیلئے ۱۰۵
بہترین ذریعہ صفائی تھی اور اسیطرح آنحضرت کی حدیث الحمیٰ من فیح جہنم فاطفوا حرہا بالماء پر اطبا ہنسا کرتے تھے حالانکہ آپکی غرض اس ارشاد سے یہ تھی کہ صفراوی بخار کا علاج آب سرد سے کرو چنانچہ اب تحقیقات نے واضح کر دیا ہے کہ بخار کا علاج صرف ٹھنڈا پانی ہی نہیں ہے بلکہ برفاب ہے غرضکہ آنحضرت صلعم کی بہت سی حدیثیں فن طب کی جان اور اصل الاصول ہیں اور تحقیق و تفتیش انکی صداقت کاملہ کا اظہار کرتی ہے میں اس پیغمبر کا ادب و احترام کرتا اور کہتا ہون کہ ابتدائے آفرینش آدم سے اسوقت تک کوئی طبیب و حکیم دنیا میں آپکا ہم پلہ پیدا نہیں ہوا۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم

(ج) منقول از اخبار وحدت ۲ فروری ۱۹۲۶ء ۲۱ ج ۲

قرآن تمام آسمانی کتابون میں بہترین کتاب ہے

ڈاکٹر موریس نے جو فرانس کے نامور اہل قلم مستشرق اور ماہر علوم عربیہ ہین اور جنہون نے

گورنمنٹ فرانس نے حکم سے قرآن کریم کا ترجمہ فرانسیسی زبان مین کیا تھا اپنے ایک مضمون مین جو "لا بارول فرانس رومان" مین شائع ہوا تھا ایک اور فرانسیسی مترجم قرآن موسیو سالمان ریناش کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

قرآن کیا ہے؟ قرآن اگر کوئی ایسی منقبت ہوسکتی ہے جسمین کسیطرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اسکی فصاحت و بلاغت ہے وہ عظیم الشان فضیلت جسپر تیس کروڑ۔ (چالیس کروڑ مؤلف) انسان فخر کر رہے ہیں وہ یہی ہے کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابون پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں یہ بہترین کتاب ہے اسکے نغمے انسان کی خیر و فلاح کے متعلق فلاسفہ یونان کے نغمون سے کہیں اچھے ہیں اس میں آسمان و زمین کے بنانے والے کی حمد و ثنا بھری ہے خدا کی عظمت سے اسکا حرف حرف لبریز ہے جسنے یہ چیزین پیدا کی ہیں اور ہر ایک چیز
۱۰۶ کی اسکی استعداد کے مطابق رہنمائی کی ہے (پیام آمین)

(د) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری سنہ ۱۹۲۶ء ۲۶ ج ۲

مسٹر آرنلڈ وہائٹ نے اسلامک ریویو ماہ مئی سنہ ۱۹۱۶ء صفحہ ۲۲۶ مین لکھا ہے

"وہ اسباق جو ہم عہدنامہ عتیق اور عہدنامہ جدید سے یہودیون کے توسط سے سیکھتے ہیں (نصف یورپ ایک یہودی یعنی جناب مسیح اور بقیہ نصف ایک یہودن یعنی جناب مریم کی پرستش کرتا ہے) ہمیں بنی نوع انسان کے ساتھ انسانیت سے پیش آنا اور تمام لوگون کے خیالات کا احترام کرنا سکھاتے ہین لیکن قرآن نے جسکو ایک ساربان کے فرزند نے لکھا مسلمانون کو نہ صرف زبردست جنگ آرائی سکھائی بلکہ پرائیویٹ زندگی میں ہمدردی۔ خیرات۔ فیاضی شجاعت اور مسلمان نوازی کا سبق پڑھایا"

(ہ) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری سنہ ۱۹۲۶ء ۲۶ ج ۲

بابا نانک نے لکھا ہے۔ توریت۔ زبور۔ انجیل۔ ترے پڑھ سن ڈٹھے وید۔ رہی قرآن کتاب کل جگ میں پروار۔ (جنم ساکھی کلان صفحہ ۱۴۲) (توریت۔ زبور۔ انجیل اور

وید وغیرہ تمام پڑھکر دیکھ لئے قرآن شریف ہی قابل قبول اور اطمینان قلب کی کتاب نظر آئی) رہی کتاب ایمان وہی یہ کتاب قرآن (اگر سچ پوچھو تو سچی اور ایمان کی کتاب جسکی ملاقات سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے قرآن شریف ہی ہے)

(و) منقول از اخبار وحدت ۸ فروری سنہ ۱۹۲۵ء ۲۶ ج ۲

پروفیسر اڈورڈ جی براؤن ایم۔ اے۔ ایم۔ بی نے اپنی تالیفات دوائے لٹریری ہسٹری آف پرشیا، (تاریخ ادبیات ایران) مین ژند اوستا اور قرآن کا مقابلہ کرتے ہوئے صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے۔ مین جون جون قرآن پر غور کرتا اور اسکے مفہوم و معانی کے سمجھنے کی کوشش کرتا ہون میرے دل میں اسکی قدر و منزلت زیادہ ہوتی جاتی ہے لیکن ژند اوستا کا مطالعہ بجز ایسی حالتون کے کہ اسکو علم الاوثان یا تحقیق لسانی یا اسی قسم کے دیگر اغراض کے لئے پڑھا جائے طبیعت میں تکان پیدا کرتا اور بار خاطر ہو جاتا ہے۔

۱۰۷ (ز) منقول از اخبار وحدت ۸ فروری سنہ ۱۹۲۵ء ۲۶ ج ۲

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی جلد ۱۶ صفحہ ۵۹۹ میں لکھا ہے۔ قرآن کے مختلف حصص کے مطالب ایک دوسرے سے بالکل متفاوت ہین بہت سی آیات دینی و اخلاقی خیالات پر مشتمل ہین مظاہر قدرت تاریخ الہامات انبیا کے ذریعہ اسمیں خدا کی عظمت مہربانی اور صداقت کی یاد دلائی گئی ہے بالخصوص حضرت محمدؐ (صلعم) کے واسطہ سے خدا کو واحد اور قادر مطلق ظاہر کیا گیا ہے۔ بُت پرستی اور مخلوقات کی پرستش کو (جیسا کہ جناب مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھکر پوجا جاتا ہے) بلا لحاظ ناجائز قرار دیا گیا ہے قرآن کی نسبت یہ بالکل بجا کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا بھر کی موجودہ کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔

(ح) منقول از اخبار وحدت ۸ فروری سنہ ۱۹۲۵ء ۲۶ ج ۲

ڈاکٹر کینن آئزک ٹیلر نے سنہ ۱۸۷۷ء میں بحیثیت صدر نشین کلیسائے انگلستان ایک تقریر کی تھی جو اسی زمانہ میں لنڈن ٹائمز مین شائع ہوئی تھی اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے

کہ اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو اسکو سیکھے جو بتاتا ہے کہ صاف کپڑے پہنو اور صفائی سے رہو جو حکم دیتا ہے کہ استقلال و استقامت لازمی فرض ہے بیشبہ دین اسلام کے تمام اصول اور فرع میں اور اسکی خصوصیات شائستگی اور تمدن سکھلاتی ہے ۔

(ط) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری ۱۹۲۵ء عـ۲۶ جلد ۲

"ہربرٹ لکچرز" میں یہ فقرات موجود ہیں

اسلامی قانون قابل تعریف اصول پر مشتمل ہے اور زیادہ قابل تعریف یہ امر ہے کہ اسے ان اصول کی تعلیم و انجام دہی کی زبردست حمایت میں کامیابی حاصل ہوتی ہے ۔

"شریعت اسلام نہایت اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے جن فضائل و اعمال کی اسمیں ہدایت کی گئی ہے وہ ایسے برگزیدہ اور شائستہ ہیں کہ کسی مشہور مسیحی قسیس کی ہدایتیں بھی انکا مقابلہ نہیں کرسکتیں ۔

(ی) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری ۱۹۲۵ء عـ۲۶ جلد ۲ ۱۰۸

مسٹر راڈول جس نے قرآن شریف کا ترجمہ شائع کیا لکھتا ہے "جتنا بھی ہم اس کتاب (قرآن) کو الٹ پلٹ کر دیکھیں اسیقدر پہلے مطالعہ میں اسکی نامرغوبی نئے نئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جماتی ہے لیکن فوراً ہمیں مسخر کرلیتی ۔ متحیر بنا دیتی اور آخر میں ہم سے تعظیم کرا کر چھوڑتی ہے اسکا طرز بیان باعتبار اسکے مضامین و اغراض کے عفیف عالیشان اور تہدید آمیز ہے اور جابجا اسکے مضامین سخن کی غایت رفعت تک پہنچ جاتے ہیں غرض یہ کتاب ہر زمانہ میں اپنا پر زور اثر دکھاتی رہے گی"

تمت

رسالہ تمامها تمت الجلد الثالث الذی تمامہ تم اصل الکتاب وتحمدہ اللہ الذی عندہ ام الکتاب ۔ واللہ عندہ حسن الثواب ۔ وزمان الختام ۔ اول شہر اللہ محرم الحرام ۱۳۳۵ من ھجرۃ سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی الہ العظام واصحابہ الکرام مدی اللیالی والایام ۔ ابداً ابداً لا انقضاء ولا انصرام ۔ فقط۔

یعنی اے مرتضیٰ آپ اُسی طرف سے جواب کو بھی تلاش کرو اس لئے کہ یہ سوال بھی تمکو اُسی طرف سے آیا ہے۔

گوشۂ بے گوشۂ دل شہ رہی ست　　　تا بلا شرقی و لا غرب از مہی ست

یعنی بے گوشہ دل کا گوشہ لاشرقی سے لاغربی تک ایک شاہ راہ ہے ایک برتر کی طرف سے۔ دل کے بے گوشہ ہونے سے مراد دل کا لامکانی ہونا اور پھر اُسکے گوشہ سے مراد خلوت ہے مقصود یہ کہ جو جسم کہ لامکانی ہے اس سے خلوت میں حق تعالےٰ تک ایک شاہ راہ ہے کہ جب اسکو خلوت نصیب ہوتی ہے اور اژدحام خلائق نہیں ہوتا وہ فوراً اُس طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ لہذا تم اُس طرف توجہ کرو اور اُدھر لو لگاؤ کہ اس سے ساری اشکال حل ہو جاوینگے۔

تو ازین سو و ازان سو چون گدا　　　اے کہ معنی چہ می جوئی صدا ۱۸۵

یعنی تو اس طرف سے ہی ہے اور اُس طرف سے مثل گدا کے ہے تو اے کہ وہ معنی تو صدا کو کیا تلاش کر رہا ہے مطلب یہ ہے کہ تو تو وہ معنی ہے اور تیرے اندر تو انوار و تجلیات حق درجہ استعداد مین موجود ہیں تو پھر ان الفاظ اور اشیاء ظاہری پر کیون لگا ہوا ہے جن سے کہ اشکال واقع ہوتے ہیں تو اُس معنی اور اُس مقصود کی طرف کیون رجوع نہیں ہوتا۔

ہم ازان سو جو کہ وقت درد تو　　　می شوی در ذکر یا ربی دو تو

یعنی اس جواب کو بھی اُس طرف سے ڈھونڈھ جہان کہ درد کیوقت ذکر یاربی میں تو دُہرا ہوا کرتا ہے مطلب یہ کہ مصیبت کے وقت جسکو پکارا کرتا ہے اُسکا جواب بھی اُدھر ہی سے طلب کر

وقت درد و مرگ آن سو می نمے　　　چونکہ درد رفت چونے اعجمے

یعنی درد اور مرگ کے وقت تو اس طرف جھکتا ہے اور جبکہ درد تیرا جاتا رہا تو تو کیسا اجنبی ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین ہے کہ واذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین له الدین فلما نجاھم الی البر اذا ھم یشرکون - کہ جب وہ کشتی مین سوار ہوتے ہین۔ اسوقت تو حق تعالے کو خلوص سے پکارتے ہیں اور جب انکو خشکی کی طرف نجات دیدیتے ہین تو شرک کرنے لگتے ہیں۔ تو اسیطرح ہم لوگ مصیبت کے وقت تو حق تعالے کو پکارتے ہین اور جب حق تعالے اُس مصیبت سے نجات دیدیتے ہین تو بس پھر سب بھُول جاتے ہین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وقت محنت گشتہ اللہ گو چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو

یعنی مصیبت کے وقت تو تو اللہ کہنے والا بنجاتا ہے اور جب وہ مصیبت جاتی رہی تو کہتا ہے کہ راہ (حق) کہان ہے۔

درزمان درد و غم یادش کنی چون شدی خوش باز غفلت تنی ۱۸۶

یعنی درد و غم کے وقت مین تو اسکو تو یاد کرتا ہے اور جب (درد و غم سے) اچھا ہو جاتا ہے تو غفلت پر مستعد ہو جاتا ہے۔

این ازان آمد کہ حق را بی گمان ہر کہ بشناسد بود دائم بران

یعنی یہ اس وجہ سے ہے کہ جو کوئی حق کو بے گمان پہچان لیگا وہ تو ہمیشہ اسی پر قائم رہیگا۔

وانکہ در عقل و گمان ہستش حجیب گاہ پوشیدست و گہ بدریدہ جیب

یعنی جس شخص کی عقل اور گمان مین حجاب ہے تو انکو کبھی پوشیدہ ہے اور کبھی گریبان دریدہ ہے مطلب یہ کہ جس نے حق کو پہچان لیا وہ تو ہر وقت اور ہر گھڑی اسی پر ہی رہتا ہے اور جو کہ ابھی محجوب ہے اُسکو کبھی تو مشاہدہ ہو جاتا ہے اور کبھی پھر محجوبیت ہو جاتی ہے

جب اُسکو حضور ہوتا ہے تو وہ یاد کر لیتا ہے اور جب پھر حجاب ہو جاتا ہے تو وہ بھول جاتا ہے

عقل جزوی گاہ خیرہ گہ نگون ‏ عقل کلی ایمن از ریب المنون

یعنی عقل جزوی کبھی (مشاہدۂ حق میں) حیران ہوتی اور کبھی سرنگون ہوتی ہے اور عقل کلی حوادثات زمانہ سے بیخوف ہوتی ہے۔ عقل جزوی سے مراد عقل عوام اور عقل کلی سے مراد عقل اولیاء کہ وہ ادراک کلیات کا کرتی ہے۔ تو جزوی عقل تو مختلف احوال میں رہتی ہے اور عقل کلی ہمیشہ مشاہدہ مین رہتی ہے جب یہ معلوم ہو گیا تو یہ کرو کہ۔

عقل بفروش و ہنر حیرت بخر ‏ رو بخواری نے بخارا ای پسر

یعنی عقل (جزوی) کو اور ہنر (ظاہری) کو فروخت کر کے حیرت کو خرید لے اور اے صاحبزادے خواری میں جاؤ بخارا میں مت جاؤ چونکہ بخارا میں علوم زیادہ تھے تو مطلب یہ ہے کہ ان علوم ظاہری کے حصول میں کوشاں مت ہو بلکہ تواضع اور انکسار حاصل کرو اور جب تم ۱۸۷
تواضع پیدا کرو گے تو یہ ہو گا کہ۔

تا بخارائے دگر بینی درون ‏ ساکنان محفلش لا یفقہون

یعنی تاکہ تم باطن مین ایک دوسرا بخارا دیکھو کہ اُس محفل کے ساکن (ان ظاہری باتون کو) سمجھتے بھی نہیں ہیں یعنی تم کو وہان علوم و معارف حاصل ہونگے لہذا تواضع و انکسار پیدا کرو۔ آگے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ آپ جو اس علم ظاہری کی مذمت کرتے ہیں اور معانی کے حصول کی ترغیب دیتے ہیں تو آپ بھی تو خود یہ قصے وحکایات بیان کرتے ہین جنکا تعلق علم ظاہری سے ہے مولانا اسکا جواب بطور دفع دخل مقدر کے فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

ما چو خود را در سخن آغشته‌ایم — کز حکایت ما حکایت گشته‌ایم

من عدم وافسانه گردم در حنین — تا تقلب یابم اندر ساجدین

این حکایت نیست پیش مرد کار — وصف حال ست و حضور یار غار

آن اساطیر اولین که گفت عاق — حرف قرآن را بد آثار نفاق

۱۸۸ لامکانے که درو نور خداست — ماضی و مستقبل و حالش کجاست

ماضی و مستقبلش نسبت به تست — هر دو یک چیزاند و پنداری که دوست

یک تنے اورا پدر ما را پسر — بام زیر زید و بر عمرو آن زبر

نسبت زیر و زبر شد زین دو کس — سقف سوئے خویش یک چیزست و بس

نیست مثل آن مثال این سخن — قاصر از معنی نو حرف کهن

چو لب جو نیست مشکا لب ببند — بے لب و ساحل بدست این بحر قند

سوئے فرعون تدمغ تا چہ کرد		این سخن پایان ندارد باز گرد

تم یہ شبہ نہ کرنا کہ آپ تو خود الفاظ مین پھنسے ہوئے اور قصہ گوئی مین مصروف ہیں اور ہم کو ترک الفاظ کی ہدایت فرماتے ہیں کیونکہ میں جو گفتگو میں مشغول اور یہاں تک مشغول ہون کہ حکایات کے بیان کرنے میں ضرب المثل ہو گیا ہوں اور یہی رونا روتے ہوئے معدوم اور افسانہ ہو جاؤنگا اس سے میرا مقصود الفاظ نہیں بلکہ ایک معنی صحیح ہیں وہ یہ کہ سالکین کی رہنمائی کا شرف مجھے حاصل ہو اور ان کی امداد سے مجھے مزید قرب حق حاصل ہو پس یہ جاننے والے کے نزدیک حکایات نہین ہیں۔ بلکہ اظہار حقائق اور مشاہدۂ جمال حق سبحانہ ہے کیونکہ مجھے ہر بات سے خوشنودی حق سبحانہ مطلوب ہے تم اسکو افسانہ کہنے سے احتراز کرو دیکھو قرآن کو نافرمانون نے اساطیر الاولین کہا تھا۔
۱۸۹ یہ انکے کفر و نفاق کی علامت تھی وہ لامکان جہان نور خدا (قرآن) ہے ماضی و مستقبل و حال کہان ہے اسلئے کہ یہ یا تو زمانہ کے حصص ہیں یا زمانیات کے اقسام اور وہان نہ زمانہ کو دخل ہے اور نہ زمانیات کو۔ ماضی و مستقبل تو تمہارے لحاظ سے ہیں ورنہ فی حد ذاتہا دونوں ایک شے ہیں مگر تم اسکو دو سمجھتے ہو۔ اسکو ہم واضح مثالوں سے ظاہر کرتے ہیں ایک شخص ہے کہ اسکا باپ ہمارا بیٹا ہے تو یہ شخص اپنی ذات کے لحاظ سے ایک ہے مگر نسبت کے اعتبار سے دو کیونکہ باپ بھی ہے اور بیٹا بھی اور دیکھو کوٹھا زید کے نیچے ہے اور عمرو کے اوپر ہے پس وہ تحت و فوق دو شخصوں کے لحاظ سے ہو گیا ہے ورنہ جہت اپنے لحاظ سے صرف ایک شے ہے۔ یونہی ماضی و مستقبل قرآنی کو سمجھ لو۔ لیکن ان امور مذکورہ کو اسکی تقریبی مثال سمجھنا اور من کل الوجوہ اسکی مثال نہ سمجھ بیٹھنا کیونکہ ہر دو میں بہت بڑا فرق ہے اور یہ فرق اس لئے باقی رہا کہ الفاظ تو ہیں دنیا ہی کے اور پرانے اور معانی ہیں نئے جنکے لئے الفاظ موضوع نہیں لہذا انہیں پرانے الفاظوں میں سے اس نئے معنی کے مناسب الفاظ نکالکر اسکو ظاہر کیا جاتا

ہے اس لئے وہ معنی پورے طور پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ آگے الفاظ کو مشک سے اور معانی خاصہ کو ندی اور سمندر سے تشبیہ دیکر فرماتے ہیں کہ اے مشک کے مشابہ لفظو جبکہ اس ندی کا کنارہ نہیں تو تم اپنا منہ بند کرلو اور ان معانی جدیدہ کو اپنے اندر سمانے کی ہوس نہ کرو کیونکہ اس بحر قند کا تو کوئی ساحل اور کنارہ ہی نہیں پھر تم اپنے اندر انہیں کیسے لے سکتے ہو خیر یہ گفتگو تو ختم نہ ہوگی۔ اب بد دماغ فرعون کی طرف لوٹنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کیلئے کیا تدبیر کی۔

شرح شبیری

من چو خود را در سخن آغشتہ ام — کز حکایت من حکایت گشتہ ام

۱۹۰ یعنی میں نے اپنے کو جو باتوں میں ملا رکھا ہے اور حکایت کی وجہ سے میں خود حکایت بنگیا ہوں

من عدم و افسانہ گردم در حنین — تا تقلب یابم اندر ساجدین

یعنی میں جو عدم اور افسانہ بات میں ہوگیا ہوں (یہ سب اسلئے ہے) تاکہ میں ساجدین میں تقلب پاؤں قرآن شریف مین ہے وتقلبك فی الساجدین یعنی حضور جو تہجد پڑھنے والونکی نگرانی فرماتے ہیں تو ہم آپ کا اُن مین تقلب دیکھتے ہیں تو جسطرح کہ وہاں حضور ثواب کے لئے ایسا کرتے تھے اسیطرح میں بھی یہ ساری حکایات ہدایت کیواسطے لاتا ہوں کہ ان سے نتائج نکالکر ہدایت ہوگی۔

این حکایت نیست پیش مرد کار — وصف حال است و حضور یار غار

یعنی یہ کام والے آدمی کے سامنے تو حکایت نہیں ہے بلکہ وصف حال ہے اور حق تعالے کا حضور ہے۔

آن اساطیر اولین کہ گفت عاق حرف قرآن را بد آثار نفاق

یعنی وہ جو حرف قرآن کو اس کافر نے اساطیر الاولین کہا تھا یہ سب آثار نفاق سے تھا حالانکہ حرف قرآنی ایک ایک ہدایت ہین تو اسیطرح جو کہ کام کا آدمی ہے اسکے سامنے تو یہ حرف قرآنی کی طرح ہادی ہیں ورنہ پھر حکایات تو ہیں ہی۔

لامکانے کہ درو نور خداست ماضی و مستقبل و حال از کجاست

یعنی لامکانی جس مین کہ نورحق ہے اُسکا ماضی اور مستقبل اور حال کہان سے ہے مطلب یہ کہ اُسکے اعتبار سے تو سب یکسان ہے وجہ یہ ہے کہ قرآن تو کلام حق ہے اور وہ کلام حق ہونے کے اعتبار سے اور صفت حق ہونے کے اعتبار سے تو قدیم ہی ہے۔ اگرچہ وہ حادث ہو گئی ہو باعتبار الفاظ کے تو اسیطرح اگرچہ یہ بظاہر حکایات ہیں مگر

۱۹۱ حقیقت کے اعتبار سے یہ ہادی ہین۔

ماضی مستقبلش نسبت بتست ہر دو یک چیز ند و پنداری کہ دوست

یعنی اُسکا ماضی اور مستقبل تیری نسبت کر ہے اور وہ دونون ایک ہی شئے ہین اور تو ان کو دو سمجھے ہوئے ہے یعنی ایک ہی شئے ہادی اور مضل ہوتی ہے ایک کے اعتبار سے ہادی ہے اور دوسری کے اعتبار سے مضل ہوتی ہے اور تم یہ خیال کرتے ہو کہ دو چیزین ہین ان میں سے ایک ہادی ہے اور ایک مضل ہے یہ نہیں ہو بلکہ اسکی مثال ایسی ہی جیسے کہ

یک تنے او را پدر ما را پسر بام زیر زید و بر عمرو آن زبر

یعنی ایک ہی شخص ہے اسکے لئے تو باپ ہے اور ہمارا لڑکا ہے اور کوٹھا زید کے نیچے ہے اور عمرو کے وہی اوپر ہے مطلب یہ ہے کہ نسبت کے بدلنے سے منسوب نہین بدلتا ایک ہی شے مین دو اعتبار ہو سکتے ہین ایک ہی شخص ایک کے اعتبار سے تو باپ ہے

اور دوسرے کے اعتبار سے کیشا زید کوٹھے کے اوپر اور عمر نیچے تو کوٹھا تو وہی ہے مگر ایک کے اوپر ہے اور دوسرے کے نیچے ہے خود فرماتے ہین کہ۔

نسبت زیر و زبر شد زین دو کس سقف سوئے خویش یکچیز ست و بس

یعنی اُوپر نیچے ان دونون شخصون کی نسبت ہوئی ورنہ خود سقف اپنے اعتبار سے ایک ہی شئے ہے اور بس تو اسیطرح کلام حق درجہ کلام ہین تو قدیم ہی ہے اُسکے یہان ماضی اور مستقبل کہان ہے اور یہ جو کفار کہتے تھے کہ یہ حکایات پہلون کی ہین یہ پہلے انکے اعتبار سے تھے ورنہ حق تعالےٰ کے سامنے تو سب یکسان ہین جو شئے کہ ہم سے پہلے ہے وہ حق تعالےٰ کے سامنے اسوقت موجود ہے تو اختلاف زمان ہمارے اعتبار سے ہی ہے اسیطرح یہ حکایات ماضی کی ہین مگر انکے مصادیق اب بھی موجود ہین آگے فرماتے ہین کہ۔

۱۹۲

نیست مثل آن مثال ست این سخن قاصر از معنی نو حرف کہن

یعنی اسکے مثل نہین ہے بلکہ یہ ساری باتین مثال ہین اور یہ حرف کہن معنی نو رکے بیان) سے قاصر ہین مطلب یہ کہ چونکہ حق تعالےٰ کا کلام تو جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہے اسلئے وہ اگرچہ قدیم ہے مگر اب بھی وہ معنی نو ہی ہین اور ہمارے الفاظ ہر گھڑی زائل ہوتے ہین تو یہ ہر گھڑی کہن ہو رہے ہین تو ان کو حرف کہن کہا تو فرماتے ہین کہ ہم نے جو کچھ یہ بیان کیا ہے یہ حق تعالےٰ کی مثال ہے مثل نہین ہے اسلئے کہ مثل تو کہتے ہین مشارک فی النوع کو اور یہ باری تعالیٰ کے ساتھ ممتنع ہے لہذا یہ مثال ہے مگر اسمین بھی ہم مثال پوری طرح بیان نہ کرسکے بلکہ اسکے بیان سے بھی قاصر رہے ہین آگے فرماتے ہین کہ۔

چون لب جو نیست مشکا لب ببند بے لب و ساحل ست این بحر قند

(باقی آئندہ)

الحديث حديث ابي ثعلبة اذا رأيت شحا مطاعا وهوى متبعا واعجاب كل ذي رأي برأيه فعليك بنفسك ابو داود والترمذي وحسنه وابن ماجه **ف** فيه ما عليه البعض من عدم التعرض لاجل وجود هذه الاعذار ظاهرا ودع امر العامة

حدیث ابو ثعلبہ کی حدیث کہ جب تم یہ حالت دیکھو کہ حرص کی اطاعت کیجا رہی ہے اور خواہش نفسانی کا اتباع ہو رہا ہے اور ہر ذی رائے اپنی رائے کو پسند کرنے لگا ہے تو اوس وقت تم اپنے نفس کی خبر لو اور عامہ ناس سے تعرض مت کرو جیسا کہ ایک روایت میں یہ زیادت بھی ہے ودع امر العامة اور جن پر باقاعدہ حکومت ہے وہ عامہ سے خارج ہیں) روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور ترمذی نے اسکی تحسین بھی کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔ **ف** اسمیں اوسکا ذکر ہے جو بعض بزرگوں کا معمول ہے کہ (بجز مواقع ضرورت) کسی سے تعرض نہیں کرتے (کیونکہ ان عذروں کے ہوتے ہوتے عدم تعرض کی اجازت ہے) اور ان عذروں کا وجود (اس وقت) ظاہر ہے (اور چونکہ یہ عدم تعرض واجب نہیں اس لیئے جو بزرگ تعرض کرتے ہیں وہ بھی اس حدیث کے خلاف نہیں)

الحديث حديث لو لم تذنبوا لخشيت عليكم ما هو اكبر من ذلك العجب العجب البزار

حدیث۔ اگر تم سے گناہ صادر نہ ہوں تو مجھکو تمہارے لئے اس سے بھی بڑی بات کا اندیشہ ہے اور وہ خود بینی ہے اسکو بزار نے اور

وابن حبان فی الضعفاء
والبیہقی فی الشعب من حدیث
انس وفیہ سلام بن ابی الصہباء
قال البخاری منکر الحدیث
وقال احمد حسن الحدیث
ورواہ ابو منصور الدیلمی
فی مسند الفردوس من حدیث
ابی سعید بسند ضعیف
جدا ف فیہ ما یذکرہ
العارفون من بعض الحکم
التکوینیۃ للمعاصی ولا ۹۴
یلزم منہ الاذن فی مباشرتہا
وانما المقصود منہ التخفیف
فی غم المعاصی بحیث یفضی الی القنوط

الحدیث

ان اللہ لا ینظر
الی صورکم
نقل مرقلت
فی العزیزی
ان اللہ لا
ینظر الی صورکم

ابن حبان نے ضعفاء میں اور بیہقی نے شعب میں
حضرت انس کی حدیث سے اور اسمیں سلام
بن ابی الصہباء ہیں اوسکو بخاری نے منکر الحدیث
کہا ہے اور احمد نے حسن الحدیث کہا ہے اور
اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں
ابو سعید کی حدیث سے ایسی سند سے روایت
کیا ہے جو غایت درجہ ضعیف ہے **ف**
اسمیں وہ مضمون ہے جسکو عارفین ذکر کیا کرتے ہیں
یعنی معاصی کی بعض تکوینی حکمتیں اور اس سے
معاصی کے ارتکاب کی اجازت لازم نہیں آتی
صرف مقصود اس مضمون سے مرتکب معصیت
کے اوس غم میں تخفیف کرنا ہے جو درجہ یاس
تک پہونچ جاوے (جس سے پھر وہ معصیت سے
توبہ کرے نہ معصیت کو ترک کرے)

حدیث - اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو
نہیں دیکھتے یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے میں
(اشرف) کہتا ہوں کہ چونکہ وہ موقع میں نے
تلاش نہیں کیا اس کو دوسری جگہ سے سند نقل
کرتا ہوں سو عزیزی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ
تمہاری صورتوں کو اور جنمیں اعمال ظاہرہ بھی
بھی آ گئے کہ وہ بھی خاص ہیئات ہیں بت کی)

واموالکم ولکن انما ینظر الی قلوبکم واعمالکم مرہ عن ابی ھریرۃ **ف** صریح فی کون اصلاح الباطن اصلا لان الاعمال لا یعتد بھا بدونہ وقول الرومی کالترجمۃ لہ **ع**	اور اموال کو نہیں دیکھتے لیکن تمہارے قلوب اور اعمال کو دیکھتے ہیں روایت کیا اسکو مسلم اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضہ سے۔ **ف** حدیث صریح ہے اصلاح باطن کے اصل ہونے میں (اور اعمال کا ذکر اس کا منافی نہ سمجھا جاوے کیونکہ اعمال بھی بدون اصلاح باطن معتد بہا نہیں ہیں (چنانچہ عقیدہ صحیحہ اخلاص اعمال میں بالاتفاق شرط ہے اور یہ دونوں باطن ہیں) اور مولانا رومی کا یہ شعر گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے **ع**
ما بروں را ننگریم وقال را ما دروں را بنگریم وحال را	ما بروں را ننگریم وقال را ما دروں را بنگریم وحال را

95

کتاب التوبۃ من ربع المنجیات | کتاب التوبہ از ربع منجیات

الحدیث الندم توبۃ ابن ما[جۃ] وابن حبان والحاکم وصحح اسنادہ من حدیث ابن مسعود ورواہ ابن حبان والحاکم من حدیث انس وقال صحیح علی شرط الشیخین **ف** فیہ حقیقۃ التوبۃ	**حدیث** نادم ہونا توبہ ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اور حاکم نے اور انہوں نے اسکی اسناد کو صحیح بھی کہا ہے ابن مسعود کی حدیث اور ابن حبان اور حاکم نے انس کی حدیث سے بھی اسکو روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ صحیح ہے شیخین کی شرط پر **ف** اس حدیث میں توبہ کی حقیقت بیان کی گئی ہے ؎

الحدیث الله افرح بتوبة عبده المؤمن من رجل نزل فی ارض فلاة دوية مهلكة الحديث متفق عليه من حديث ابن مسعود وانس زاد مسلم فی حدیث انس ثم قال من شدة الفرح اللهم انت عبدی وانا ربك اخطأ من شدة الفرح ورواه مسلم بدون هذه الزيادة من حديث النعمان بن بشير ومن حديث ابی هريرة مختصرا

ف فيه العفو عن المغلوب ولو من الفرح فكيف بالمحبة والشوق

حدیث اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کی توبہ سے اوس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو ایک ایسی زمین میں جیسے آب وگیاہ اور ہلاکت کا مقام ہے اُتر پڑا (اور ایسے جنگل میں) اس کا اونٹ گم ہوگیا جیپراس کا خورد ونوش کا سامان تہا اب نہ کہانے پینے کو رہا نہ سواری ہی پس ہلاکت کا منتظر ہوکر لیٹ رہا آنکھ جو کہلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اونٹ مع سامان کے پاس کہڑا ہے اوسوقت کسقدر خوش ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ توبہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابن مسعود اور انس کی حدیث سے اور مسلم نے انس کی حدیث میں یہ اور زیادہ کیا ہے یعنی پہر اوس شخص نے شدت خوشی میں کہا کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں (حضور فرماتے ہیں کہ) وہ شدت فرح سے چوک گیا اور مسلم نے نعمان بن بشیر کی حدیث سے اور ابو ہریرہ کی حدیث سے بدون اس بات کے مختصر روایت کیا **ف** اس حدیث میں یہ بات مذکور ہے کہ مغلوب کی غلطی معاف ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلطی کو نقل کرکے نکیر نہیں فرمائی اگرچہ وہ فرح ہی سے ہو جو کہ ایک حالت ناشی عن الدنیا ہی تو بہلا جو محبت و شوق سے مغلوب ہو اوسکا تو کیا پوچہنا ہے جو کہ ناشی عن الدین کیفیات میں سے ہی

۹۷

العفو عن المغلوب

دال از مغلوب

(باقی آئندہ)

اس قصہ کو شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری سے بیان کیا تو انھوں نے فرمایا کہ بس اتنا ہی سنا ہے اسکے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ ملاجیون کے زمانہ مین بھی ایسا ہی ہوا ہے اسوقت بھی مردون اور عورتون کا داخلہ ساتھ ہوتا تھا مگر ملاجیون نے اسکو روکا تھا مگر پھر معلوم نہیں یہ مشترک داخلہ کب سے جاری ہوگیا جسکو دوسری دفعہ مولانا شہید نے روکا۔

حاشیہ حکایت (۱۷) **قولہ** ہم تلوار سے سر اڑا دینگے **اقول** یہ تہدید تھی مراد نہ تھی (**ش ت**)

(۷۲) خانصاحب نے فرمایا کہ خورجہ مین ایک شخص تھے حاجی محمد اسحٰق خان نہایت پابند صوم وصلوۃ اور ذاکر وشاغل تھے یہ صاحب مولانا نانوتوی سے بیعت تھے اتفاق سے ایکمرتبہ دو تین وقت مسجد مین نہیں آئے مین سمجھا کہ شاید کچھ بیمار ہوگئے ہیں اسلئے میں انکی عیادت کے لئے گیا جا کر دیکھا تو ایک کوٹھری میں چھپے بیٹھے تھے اور کانون میں روئی ٹھونس رکھا تھا میں نے پوچھا کہ کیا حالت ہے تم کئی روز سے نماز کے لئے نہیں آتے انھوں نے کہا کہ اچھا ہون مگر کوئی چار روز سے ایک سخت عذاب مین مبتلا ہون وہ ۸۱
یہ کہ جب کوئی گاڑی نکلتی ہے تو میں سمجھتا ہون کہ میرے اوپر چل رہی ہے جب بیلون کے سانٹا مارا جاتا ہے تو مین سمجھتا ہون کہ میرے لگتا ہے اور جب کتون میں آپس میں لڑائی ہوتی ہے تو مین سمجھتا ہون کہ وہ میرے کاٹتے ہیں جب چکی چلتی ہے تو میں سمجھتا ہون کہ گیہوں کے بدلہ میں پس رہا ہون لڑکے بھاگتے ہیں تو میں سمجھتا ہون کہ مجھ پر دوڑتے ہین اس سے میں سخت تکلیف میں ہون اور باہر نہیں نکل سکتا اور نہ چکی کی آواز سن سکتا ہون اسی لئے مین چھپا ہوا بیٹھا ہون اور میں نے کانون میں روئی ٹھونس رکھا ہے مین نے کہا کہ اپنی اس حالت کی مولانا (نانوتوی) کو اطلاع کرو انھون نے کہا کہ تم ہی لکھدو میں نے کہا کہ تم لکھکر مجھے دیدو میں اپنے خط مین بھیجدونگا انھوں نے اپنی حالت لکھکر مجھے دیدی اور میں نے اپنے عریضہ کے ساتھ اسکو مولانا کی خدمت مین روانہ کردیا مولانا اس زمانہ مین دہلی مین تھے مولانا نے جواب دیا کہ اس کا جواب تحریر سے نہیں ہوسکتا تم ان سے کہدو کہ وہ میرے پاس چلے آئیں چنانچہ یہ گئے

مولانا نے کچھ نہین کیا صرف اوراد و اشغال کے اوقات بدل دیئے یہ شخص دوسرے ہی دن اچھے ہو گئے۔

حاشیہ حکایت (۶۲) قولہ کچھ نہیں کیا صرف اوراد و اشغال کے اوقات بدل دیئے **اقول** احقر کا وجدان یہ ہے کہ مولانا نے تصرف فرمایا ہے اور اخفاء تصرف کے لئے اوراد و اشغال کے اوقات بدلے ہین واللہ اعلم باسرار عبادہٖ (**اشت**)

(۶۳) خانصاحب نے فرمایا کہ حکیم عبدالواحد جلیسر کے رہنے والے ایک شخص تھے جو باترس میں مطب کرتے تھے نہایت صالح اور متبع سنت تھے کسی نقشبندی بزرگ سے بیعت تھے مجھے ان سے اور انکو مجھ سے بہت محبت تھی میں نے ایک مرتبہ انکو کچھ دبلا پایا تو ان سے حالت دریافت کی انھون نے فرمایا کہ میں چند روز سے سخت تکلیف میں ہون میرے اوپر بجلی گرتی ہے کبھی رات کو کبھی دن کو اور مین مرجاتا ہون اور سخت تکلیف سے مرتا ہون اور اسکے بعد زندہ ہوتا ہون تو تکلیف سے ہوتا ہون
۸۲ یہ بجلی اگر سوتے میں گرتی ہے تو بالکل خاکستر ہو جاتا ہون انکے پیر کا انتقال ہو چکا تھا اسلئے انھون نے مجھ سے مشورہ لیا مین نے کہا کہ مولانا گنگوہی کو لکھو انھوں نے مجھ سے کہا کہ تم لکھدو میں نے کہا کہ آپ لکھکر مجھے دیدین مین اپنے عریضہ کے ہمراہ اسے روانہ کردونگا انھوں نے اپنی حالت لکھکر مجھے دیدی مین نے اسے مولانا کی خدمت میں روانہ کردیا مولانا نے جواب دیا کہ یہ باتیں تحریر میں آنے کی نہیں ہین انکو میرے پاس بھیجدو اسپر وہ گئے اور جاتے ہی بلا کچھ کہے سنے اچھے ہو گئے۔

حاشیہ حکایت (۶۳) قولہ بلا کچھ کہے سنے اچھے ہو گئے **اقول** اگر یہ تصرف تھا تو اسکے اخفاء کے لئے کسی حیلہ کا اہتمام نہ فرمانا یہ بھی ایک مذاق ہے جیسا کہ اسکے قبل کی حکایت مین اخفاء ایک مذاق ہے منشاء اخفا کا بعد ہے ریا سے اور منشاء عدم اخفاء کا بعد ہے وسوسہ ریا سے یعنی یہ احتمال ہی نہیں ہوا کہ اسمیں ریاء ہوگی۔
ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست (**اشت**)

(۶۴) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب کے صاحبزادے

مولوی یوسف صاحب فرماتے تھے کہ جب انگریزون کا تسلط ہوا تو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے فرمایا کہ اب ہندوستان کی سلطنت حکمار کے ہاتھ مین آگئی ہے انکے ہاتھ سے نکلنا بہت مشکل ہے یہ روایت میں نے مولوی یوسف سے بلاواسطہ بھی سُنی ہے اور بواسطہ مولوی محی الدین خان صاحب مرادآبادی بھی سُنی ہے۔

حاشیہ حکایت (۶۴) قولہ انکے ہاتھ سے نکلنا بہت مشکل ہے۔ **اقول** اس پیشینگوئی کا مبنی کرامت و فراست دونون ہوسکتے ہیں انفراداً یا اجتماعاً (**تت**)

(۶۵) خانصاحب نے فرمایا کہ مولانا نانوتوی نے خواب دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کسی اونچی شے پر بیٹھا ہون اور کوفہ کی طرف میرا منہ ہے اور ادھر سے ایک نہر آتی ہے جو میرے پاؤن سے ٹکرا کر جاتی ہے اس خواب کو انھوں نے مولوی محمد یعقوب صاحب برادر شاہ محمد اسحٰق صاحب سے اس عنوان سے بیان فرمایا کہ حضرت ایک شخص نے اس قسم کا خواب دیکھا ہے تو انھون نے یہ تعبیر دی کہ اس شخص سے مذہب حنفی کو بہت تقویت ہوگی اور وہ پکا حنفی ہوگا اور اسکی خوب شہرت ہوگی لیکن شہرت کے بعد اس کا جلدی انتقال ہوجاویگا اھ مین نے یہ خواب اور اسکی تعبیر خود مولانا نانوتوی سے سُنی ہے مولانا کا قاعدہ تھا کہ جب عام لوگوں میں اس خواب کو بیان فرماتے تو فرماتے ایک شخص نے ایسا خواب دیکھا تھا لیکن خاص لوگوں سے فرمادیتے تھے کہ یہ خواب میرا ہے جب مولانا نے مجھ سے یہ خواب بیان فرمایا تو اُسوقت میں اکیلا تھا اور پاؤں دبا رہا تھا اور مولانا نے بے تکلف مجھ سے اپنا نام لیا تھا۔ ۸۲

حاشیہ حکایت (۶۵) قولہ جلدی انتقال ہوجاویگا **اقول** یہی واقع ہوا (**تت**)

(۶۶) خانصاحب نے بیان فرمایا کہ دلّی کے ایک شہزادہ نے جسکا نام اسوقت مجھے یاد نہین رہا مجھ سے خود اپنا خواب بیان کیا کہ مین نے مکہ معظمہ مین خواب مین دیکھا کہ ایک گٹھڑی آسمان سے میری طرف آرہی ہے میں نے اٹھ کر اس گٹھڑی کو

لپک لیا جب وہ میرے ہاتھ میں آئی تو اسوقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ گٹھری نہیں ہے بلکہ ذبح شدہ اور کھال اُتری ہوئی مسلم مرغی ہے جسکے پنجے بھی موجود ہیں اور وہ پانی میں تڑپے اس خواب کو میں نے مولانا یعقوب صاحب سے بیان کیا تو انھون نے سُنکر تامل کیا میں نے عرض کیا کہ حضرت اسکی تعبیر فرمادیجے تب آپ نے فرمایا کہ تمہاری بیوی کو حمل ہے مجھے حمل کا علم نہ تھا بیوی سے تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ واقعی حمل ہے مین نے عرض کیا کہ حضرت واقعی حمل ہے تو آپ نے فرمایا کہ لڑکی پیدا ہوگی مگر پانی کے صدمہ سے مرجاویگی جب ایام حمل ختم ہوئے تو لڑکی ہی پیدا ہوئی جب ہم واپسی مین جہاز مین سوار ہوئے تو ایک مقام پر سمندر مین طغیانی ہوئی اور اسکی چھال مجھ پر اور اسکی مان پر اور لڑکی پر گری لڑکی دو تین سسکیان لیکر مرگئی۔

حاشیہ حکایت (۴۶) **قولہ** سسکیان لیکر مرگئی **اقول** مولانا اپنے وقت کے ابن سیرین تھے (**ش ت**)

۸۴ (۴۷) خانصاحب نے فرمایا کہ اسی شہزادے نے بیان کیا کہ میرے ایک عزیز نے خواب دیکھا کہ مین جمنا پر کھڑا ہون اور جمنا کی سیر کر رہا ہون اتنے مین میرے منہ سے ایک کبوتر نکلا جو نہایت خوبصورت اور حسین تھا اور ایک درخت پر جا بیٹھا اور میری طرف منہ کرکے بولنے لگا مین نے اس خواب کو چھوٹے میان صاحب (مولوی محمد یعقوب صاحب) سے بیان کیا انھون نے کوئی تعبیر نہین دی اور فرمایا کہ سوچونگا وہ (عزیز) اُٹھکر چلے گئے مگر مین (شہزادہ) بیٹھا رہا مین نے (شہزادے نے) عرض کیا کہ حضرت اسکی تعبیر کیا ہے فرمانے لگے کیا کہدون ایمان اسکے اندر نہین رہا اور وہ جو اسکی طرف دیکھ دیکھ کر بول رہا ہے وہ اسے چڑا رہا ہے وہ عزیز تھوڑے ہی دنون کے بعد دہری ہوگئے۔

حاشیہ حکایت (۴۷) **قولہ** دہری ہوگئے **اقول** خواہ صانع کے انکار سے یا اختیار صانع کے انکار سے جیسا ہمارے زمانہ مین بہت لوگ دوسری قسم کے ہین اور اپنے کو مسلمان کہتے ہیں مگر صرف کہنے سے کچھ نہیں ہوتا (**ش ت**)

(باقی آئندہ)

المولود الفرخی فی المولد البرزخی

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

المشتہر محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

سرمہ مقوی و مجلی بصر

آنکھ کے گیارہ مرضوں کے واسطے مجرب ہے۔ اول مقوی نظر ہے بفضلہ تعالے۔ دوم آنکھ میں پھولا جالا ہو تو اسکو اللہ تعالے کے فضل سے صاف کر دیتا ہے مگر چیچک کا پھولا اس سے مستثنےٰ ہے۔ سوم اسکی مداومت سے آنکھ دکھنے نہیں آتی ہے۔ چہارم اگر دکھنے آ جائے اور آنکھ کے گرد لاتے ہی اسکو روز دو تین بار لگایا جائے تو اللہ تعالے کے فضل سے اسی روز آرام ہو جاتا ہے۔ پنجم اگر جوان آدمی کی نظر کسی آفت سے خراب اور کم ہو گئی ہو تو اسکے لگانے سے نظر عود کر آتی ہے۔ ششم اگر بڑہا آدمی ہمیشہ لگاتا رہے تو بھی نظر اپنے مقام پر ٹھہر جاتی ہے اور کم نہیں ہوتی۔ ہفتم اگر آنکھوں میں سرخی جم گئی ہو اسکے لگانے سے بفضلہ تعالیٰ جاتی رہتی ہے۔ ہشتم اگر آنکھوں سے پانی بہتا ہو جو گرمی کی بیماری کے سبب ہو اسکے استعمال سے وہ بھی دفع ہوتا ہے۔ نہم اگر آنکھیں چندھی ہو گئی ہوں اور آنکھوں میں زخم ہو اور پیپ نکلتی ہو تو اسکی مداومت سے آنکھیں صحیح اور اچھی ہو جاتی ہیں۔ دہم اگر پلک گر گئے ہوں تو اسکے استعمال سے پلک جم آتے ہیں۔ یازدہم آنکھوں کی اندھیاری دور کرنے میں بھی بفضلہ تعالیٰ بے نظیر ہے یہ سب باتیں تجربہ میں آ چکی ہیں قیمت ایک روپیہ فی تولہ۔

محمد عبد اللطیف عفی عنہ [illegible]

احقر مدیر کی قربانی اور ناظرین الہادی کی قدردانی

حضرات :۔ یہ تو آپ پر بخوبی ظاہر ہی کہ رسالہ الہادی میں حضرت [illegible] حکیم الامت
مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم کے وہ بیش بہا مضامین شائع ہوتے ہیں جنکو اسلام کی روح اور
خداشناسی کی جان کہا جائے تو بجا ہی یہی وہ مضامین ہیں جنسے ایک کلمہ گو کامل و مکمل مسلمان ہوتا
ہے انہی کے مطالعہ سے توحید و سنت پر استقامت اور نور ایمان میں ترقی ہوتی ہی اور یہی وہ تمام
باتیں ہیں جو ہمیشہ اسلام کو دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی رہی ہیں لیکن افسوس ہی کہ ان روح پرور و نور افزا
مضامین کی جسقدر اشاعت ہونی چاہیئے تھی وہ آجتک نہیں ہوئی اور اسکی وجہ یہی ہی کہ اس پرفتن زمانہ
میں ظاہری شور و فریاد کرنیوالے رہنماؤں اور گندم نما جو فروش صوفیوں کا بازار گرم ہو رہا ہی صورت
پرستی نے معانی و حقائق کو زندہ درگور کر دیا ہی شاندار الفاظ اور چٹپٹے دار تقریروں پر ہر شخص جھوم کر
اور تحسین و آفرین کی آواز بلند کرنیکو تیار ہے اور اسیکو اپنا دین و ایمان سمجھتا ہے :

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ایک معمولی سی معمولی رسالہ بھی جسکو الہادی جیسے مضامین کی ہوا بھی نہیں لگی
محض الفاظ کی نمائش اور مبالغہ آمیز تحریروں کی بدولت آج اپنی کثیر اشاعت پر فخر کر رہا ہی مگر الہادی
ہے کہ باوجود اپنی ظاہری و باطنی خوبیوں کے آجتک پانسو خریدار بنانے میں بھی کامیاب نہیں ہوا

حضرات :۔ آپ یقین کیجئے کہ احقر مدیر سے جسقدر قربانی اسکی اشاعت میں ہو سکی وہ
ہمت اور حیثیت سے کہیں زیادہ ہی۔ مگر قدردانی کا یہ حال ہی کہ ترقی تو درکنار اختتام سال پر الہادی
کی موت و حیات کا سوال پیدا ہو جاتا ہی کیونکہ بہت سے حضرات بجائے دوسرے خریدار پیدا کرنیکے خود بھی وی پی
واپس کرکے احقر کی مالی مشکلات میں اور اضافہ کر دیتے ہیں اسلئے احقر کی مودبانہ گذارش ہی کہ جن حضرات
سارے سال الہادی کا تعلق رہا ہی وہ اسکو قائم رکھنے کیلئے دو روپیہ آٹھ آنہ کی کچھ حقیقت نہ سمجھیں
اہلیہ کی بیماری میں احقر بہت زیر بار ہو گیا ہے اور علاوہ کاروباری قرضہ کے ایک معقول رقم
ادائیگی کیلئے ذمہ رکھتا ہی۔ اسلئے آپکی سخن فہمی و قدردانی سے قوی امید ہی کہ سال آئندہ کا وی۔پی وصول
فرماکر احقر کو مالی مشکلات سے نجات دلانے اور الہادی کے قیام و بقا میں امداد فرمانے میں عالی ہمتی

نوٹ :۔ چونکہ الہادی کا سال دوم ختم ہو گیا اور جمادی الاول سے سال سوم شروع ہوگا
جن حضرات کو وی۔پی کے خرچ سے بچنا ہے وہ ربیع الثانی میں بذریعہ منی آرڈر چندہ روانہ فرمادیں